مولانا شبلی نعمانیؒ (۱۸۵۷ء۔ ۱۹۱۴ء)

تدریسی مقاصد

۱۔ طلبہ کو تبلیغِ اسلام کی ابتدائی مشکلات سے آگاہ کرنا۔ ۲۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور سیرت نگاری سے روشناس کرانا۔
۳۔ مذہبی الفاظ وتراکیب سے متعارف کرانا۔ ۴۔ تاریخِ اسلام سے روشناس کرتے ہوئے طلبہ کے دلوں میں اسلامی جذبہ پیدا کرنا۔
۵۔ طلبہ کو بتانا کہ حق وصداقت کے لیے مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مصنف کا مختصر تعارف

مولانا شبلی نعمانیؒ بھارت کے ضلع اعظم گڑھ، قصبہ بندول میں ۱۸۵۷ء میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد شیخ حبیب اللہ پیشے کے لحاظ سے وکیل تھے۔ شبلی نے بھی کچھ عرصہ وکالت کی۔ پھر علی گڑھ کالج میں فارسی کے استاد مقرر ہوئے۔ سرسید احمد خاں کی وفات کے بعد علی گڑھ کالج سے مستعفی ہو کر اعظم گڑھ چلے گئے۔ آپ حیدر آباد دکن کے "دائرۃ المعارف" کے ناظم کے عہدے پر فائز رہے۔ اسی دوران ان کی کوششوں سے مسلمانوں کے مایہ ناز علمی وادبی ادارہ "ندوۃ العلما" کا قیام عمل میں آیا۔ عمر کے آخری حصے میں انہوں نے ایک عظیم ادارہ "دار المصنفین" قائم کیا جو آج بھی اپنی علمی وادبی خدمات انجام دے رہا ہے۔

شبلی نعمانیؒ شاعر، معروف نثر نگار، مؤرخ، تنقید نگار، سوانح نگار، سیرت نگار، تذکرہ نگار اور ادیب تھے۔ ان کا انداز بیان سادہ، رواں، فکر انگیز، عام فہم اور ادبی حسن پر مبنی ہے۔ انہوں نے عقائد، معاشرت، تصوف اور سیاست پر لکھا۔

تصانیف

شبلی کی متعدد تصانیف ہیں۔ ان کی اہم تصانیف میں پانچ جلدوں پر مشتمل "شعر العجم" کے علاوہ "الفاروق"، "المامون"، "سیرۃ النعمان"، "الغزالی"، "سوانح مولانا روم"، "سفر نامہ روم ومصر وشام" اور "سیرۃ النبی ﷺ" شامل ہیں۔

وفات: آپ نے ۱۹۱۴ء میں وفات پائی۔

مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
دعوتِ حق	حق وصداقت کی دعوت	اسباب	مال، دولت	معاوضہ	کسی کام کے بدلے میں ملنے والی رقم
ابتدائے واقعہ	واقعہ کا آغاز	قتل گاہ	ایسی جگہ جہاں قتل کیا جائے		
حافظ	حفاظت کرنے والا	فاتح	فتح کرنے والا	ہمت	حوصلہ، جرأت
عالم	دنیا، جہان، کائنات	فتح	جیت، کامیابی، غلبہ	امید	آرزو
وجودِ اقدس	پاک وجود، پاکیزہ ہستی	بسترِ خواب	سونے کی جگہ، سونے والا بستر	حسرت	امید، آس، افسوس
ستم گار	ظلم کرنے والا، ظالم	محاصرہ کرنا	گھیر لینا، گھیرے میں لے لینا	قرائن	اندازے، نشانیاں
حقیقی	اصلی	بے خبر ہونا	خبر نہ ہونا	گراں	قیمتی
ہدف	نشانہ	قرارداد	اتفاق رائے، مشترکہ فیصلہ کرنا	گراں بہا	بہت زیادہ قیمتی
عزم	ارادہ	عزیز	پیارا، محبوب، پسندیدہ	مکرر	دوبارہ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
رائے	مشورہ، تجویز	فرزند	بیٹے، اولادِ نرینہ	درخواست	التجا
آلِ ہاشم	ہاشم کی اولاد	جبل	پہاڑ	خلائق	مخلوق کی جمع
قبائل	قبیلے کی جمع، خاندان	بوسہ گاہ	جس جگہ کو چوما لیا ہو۔ جس جگہ کو چوما جائے	خاتمہ کر دینا	ختم کر دینا
اخیر	آخری	شب	رات	بٹ جانا	تقسیم ہو جانا
تڑکے سے	صبح سویرے سے	منہ اندھیرے	جب رات کے کچھ اثرات باقی ہوں	پوشیدہ ہونا	چھپ جانا
اہلِ عرب	عرب کے رہنے والے	تلاش کرنا	ڈھونڈنا	اب تلک	اب تک
معیوب	عیب والا، بُرا، غلط	دہانہ	کنارا، سرا	چشمِ انتظار	انتظار کرنے والی آنکھ
عداوت	دشمنی	آہٹ	قدموں کی آواز	محبوس	[illegible]
اعتماد	یقین	غمزدہ	غمگین، افسردہ	معصوم	بے گناہ
عزم	ارادہ	ہمہ تن	بھرپور توجہ سے	ترکش	[illegible]
پست	کمزور	خون بہا	خون کی قیمت	طاقت پکڑ جانا	مضبوط حیثیت حاصل ہو جانا
وحیِ الٰہی	اللہ تعالیٰ کا پیغام جو انبیاء علیہم السلام کی طرف آتا ہے، کتابِ الٰہی مراد قرآنِ مجید	حافظِ عالم	دنیا کی حفاظت کرنے والا مراد "اللہ تعالیٰ"	جلاوطن کر دینا	زبردستی طور پر دوسری جگہ بھیج دینا یا ملک سے نکال دینا
دعوتِ حق	حق کی دعوت	دارالامان	امن کی جگہ	آستانۂ مبارک	حضرت محمد ﷺ کے گھر کا دروازہ
فاتحِ خیبر	خیبر کے قلعے کو فتح کرنے والا حضرت علیؓ	آلِ ہاشم	آل کا معنی ہے "اولاد" ہاشم حضور ﷺ کے پردادا کا نام ہے۔ حضور ﷺ جس خاندان سے تعلق رکھتے تھے اُسے "آلِ ہاشم" بھی کہا جاتا تھا۔	زنانہ مکان	ایسا مکان یا ایسی جگہ جہاں خواتین موجود ہوں۔
فرشِ گل	پھولوں کا بستر، پھولوں والی زمین			ہجرت	اللہ کی راہ میں اپنا گھر بار چھوڑ دینا
صبح منہ اندھیرے	صبح کا وقت			جنابِ امیرؓ	حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
پیغمبر	اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والا	بوسہ گاہِ خلائق	مخلوق جہاں بوسہ دیتی ہے	ہمت پست کر دینا	حوصلہ توڑنا
تکبیر کی آواز	اللہ اکبر کی آواز	قبیلہ	ایک ہی نسل سے تعلق رکھنے والے مختلف خاندان		

سبق کا خلاصہ

(GRW. GI, SWL. GII, DGK. GI, & GII, LHR. GI & GII, SWL. GI, SGD. GII, FBD. GI, SWL. GI, RWP. GI & GII)

سبق "ہجرت نبوی ﷺ" میں مصنف مولانا شبلی نعمانیؒ نے تبلیغ اسلام کے لیے پیش آنے والی ابتدائی مشکلات کو بیان کیا ہے۔ حق و صداقت کے لیے اسلام کے ابتدائی پیروکاروں نے جس صبر و تحمل سے مصائب و آلام کا سامنا کیا، اُس کی مثال نہیں ملتی۔ مکہ میں توحید کا آغاز ہوا تو حق کی دعوت کا جواب تلوار کی دھاروں سے دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اہل مکہ کے ظلم و ستم سے بچنے کے لیے مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا مگر حضور ﷺ حکم الٰہی کے منتظر تھے۔ نبوت کے تیرھویں سال اکثر صحابہ کرام مدینے پہنچ چکے تھے تو حضور ﷺ نے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق مدینہ ہجرت کرنے کا ارادہ کیا۔ جب قریش کو مدینہ میں موجود مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی قوت کا اندازہ ہوا تو انہوں نے مختلف تجاویز پیش کیں۔ ایک نے حضرت محمد ﷺ کو زنجیریں ڈال کر قید کرنے اور دوسرے نے جلاوطن کرنے کے

ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ باد　　　　عظمت صحابہ زندہ باد

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ:

معزز ممبران: آپ کا وٹس ایپ گروپ ایڈمن "**اردو بکس**" آپ سے مخاطب ہے۔

آپ تمام ممبران سے گزارش ہے کہ:

- گروپ میں صرف PDF کتب پوسٹ کی جاتی ہیں لہذا کتب کے متعلق اپنے کمنٹس / ریویوز ضرور دیں۔ گروپ میں بغیر ایڈمن کی اجازت کے کسی بھی قسم کی (اسلامی وغیر اسلامی، اخلاقی، تحریری) پوسٹ کرنا سختی سے منع ہے۔
- گروپ میں معزز، پڑھے لکھے، سلجھے ہوئے ممبرز موجود ہیں اخلاقیات کی پابندی کریں اور گروپ رولز کو فالو کریں بصورت دیگر معزز ممبرز کی بہتری کی خاطر ریموو کر دیا جائے گا۔
- کوئی بھی ممبر کسی بھی ممبر کو انباکس میں میسج، مس کال، کال نہیں کرے گا۔ رپورٹ پر فوری ریموو کر کے کاروائی عمل میں لائے جائے گی۔
- ہمارے کسی بھی گروپ میں سیاسی و فرقہ واریت کی بحث کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔
- اگر کسی کو بھی گروپ کے متعلق کسی قسم کی شکایت یا تجویز کی صورت میں ایڈمن سے رابطہ کیجئے۔
- سب سے اہم بات:

گروپ میں کسی بھی قادیانی، مرزائی، احمدی، گستاخِ رسول، گستاخِ امہات المؤمنین، گستاخِ صحابہ و خلفائے راشدین حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین، گستاخ اہلبیت یا ایسے غیر مسلم جو اسلام اور پاکستان کے خلاف پراپیگنڈا میں مصروف ہیں یا ان کے روحانی و ذہنی سپورٹرز کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے لہذا ایسے اشخاص بالکل بھی گروپ جوائن کرنے کی زحمت نہ کریں۔ معلوم ہونے پر فوراً ریموو کر دیا جائے گا۔

- تمام کتب انٹرنیٹ سے تلاش / ڈاؤنلوڈ کر کے **فری آف کاسٹ** وٹس ایپ گروپ میں شیئر کی جاتی ہیں۔ جو کتاب نہیں ملتی اس کے لئے معذرت کر لی جاتی ہے۔ جس میں محنت بھی صَرف ہوتی ہے لیکن ہمیں آپ سے صرف دعاؤں کی درخواست ہے۔
- عمران سیریز کے شوقین کیلئے علیحدہ سے عمران سیریز گروپ موجود ہے۔
- **لیڈیز کے لئے الگ گروپ کی سہولت موجود ہے جس کے لئے ویریفیکیشن ضروری ہے۔**
- اردو کتب / عمران سیریز یا سٹڈی گروپ میں ایڈ ہونے کے لئے ایڈمن سے وٹس ایپ پر بذریعہ میسج رابطہ کریں اور جواب کا انتظار فرمائیں۔ برائے مہربانی اخلاقیات کا خیال رکھتے ہوئے موبائل پر کال یا ایم ایس کرنے کی کوشش ہر گز نہ کریں۔ ورنہ گروپس سے تو ریموو کیا ہی جائے گا بلاک بھی کیا جائے گا۔

نوٹ: ہمارے کسی گروپ کی کوئی فیس نہیں ہے۔ سب فی سبیل اللہ ہے

0306-7163117	0343-7008883	0333-8033313
محمد سلمان سلیم	پاکستان زندہ باد	راؤ ایاز

پاکستان زندہ باد　　　　پاکستان پائندہ باد

اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو

لیے کہا۔ ابوجہل نے ہر قبیلے سے ایک ایک شخص منتخب کر کے ایک ساتھ مل کر حضور اکرم ﷺ کو ختم کرنے کا مشورہ دیا۔ اسی رائے پر سب نے اتفاق کیا اور آستانۂ مبارک کا محاصرہ کیا۔

رسول اکرم ﷺ سے قریش کو حد درجہ عداوت کے باوجود اعتماد کا یہ عالم تھا کہ اپنی امانتیں آپ ﷺ کے پاس ہی لا کر رکھتے تھے۔ جب آپ ﷺ کو قریش کے اس قبیح ارادے کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو امانتیں لوٹانے کی ذمہ داری سونپی۔ یہ سخت خطرے کا عالم تھا مگر فاتح خیبر کے لیے سید الانبیاءؑ کے حکم کی تعمیل اپنی جان سے بھی بڑھ کر عزیز تھی۔ کفار نے آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ جب رات زیادہ ہوگئی تو قدرت نے اُن کو بے خبر کر دیا۔ آنحضرت ﷺ باہر آئے اور کعبہ کو دیکھ کر فرمایا: ''مکہ تُو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہے لیکن تیرے فرزند مجھ کو رہنے نہیں دیتے۔'' غارِ ثور میں آپ ﷺ نے تین راتیں قیام فرمایا اس دوران حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نوجوان بیٹے عبداللہ قریش کے ارادوں سے آپ ﷺ کو آگاہ کرتے رہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا غلام بکریاں چرا کر دودھ پیش کرتا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا روزانہ شام کو کھانا پکا کر پہنچا آتی تھیں۔

جب قریش نے دیکھا کہ پلنگ پر حضرت محمد ﷺ کی بجائے حضرت علیؓ موجود ہیں تو وہ آنحضرت ﷺ کو تلاش کرتے کرتے غار کے کنارے تک پہنچ گئے۔ ان کی آہٹ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ غمزدہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (سورۃ توبہ: ۴۰) ''گھبراؤ نہیں، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

قریش نے آنحضرت ﷺ کی گرفتاری کے بدلے سو اونٹ انعام کا اعلان کیا۔ سراقہ بن جعشم نے انعام کے لالچ میں آپ ﷺ کا پیچھا کیا مگر جب وہ آپ ﷺ کی طرف ناپاک ارادے سے بڑھا تو قدرت خداوندی سے اُس کے گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ اس واقعے سے اُس کی ہمت پست ہوئی۔ اُس نے آپ ﷺ سے امن کی تحریر لکھنے کی درخواست کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام عامر بن فہیرہ نے چمڑے کے ٹکڑے پر فرمان امن تحریر کیا۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری کی خوش خبری مدینہ منورہ پہنچ چکی تھی۔ تمام شہر پیغمبر اسلام ﷺ کے استقبال کا منتظر تھا۔ اہل مدینہ روزانہ علی الصبح شہر سے باہر جمع ہوتے اور حسرت سے واپس چلے جاتے۔ ایک روز انتظار کر کے واپس جا رہے تھے کہ ایک یہودی نے قلعے سے دیکھا۔ قرائن سے پہچان کر پکارا: ''اہل عرب! لوتم جس کا انتظار کرتے تھے، وہ آ گیا'' تمام شہر اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اُٹھا۔

نثر پاروں کی تشریح کا طریقہ

تشریح کیسے کی جائے؟

کسی نثر پارے (عبارت) کی تشریح کے لیے مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

حوالہ متن: متن کے لغوی معنی ہیں اصل عبارت۔ حوالہ متن میں سبق کا عنوان اور مصنف کا نام لکھا جاتا ہے۔ حوالہ متن مندرجہ ذیل طریقے سے لکھا جاتا ہے۔

i) سبق کا عنوان: .... ii) مصنف کا نام: ....

خط کشیدہ الفاظ کے معانی: تشریح کرتے ہوئے حوالہ متن کے بعد عبارت میں دیے گئے خط کشیدہ (مشکل) الفاظ کے معانی لکھے جاتے ہیں۔ اس لیے ہر سبق کے مشکل الفاظ کے معانی اچھے طریقے سے یاد کرنے چاہییں۔

سیاق و سباق: نثر پارے کی تشریح کرنے سے پہلے سیاق و سباق لکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ سیاق کا معنی مضمون کا طرز یا ڈھنگ ہے۔ سباق کا معنی تعلق یا ربط ہے۔ اس لحاظ سے سیاق و سباق سے مراد یہ ہے کہ عبارت کا مضمون سے کیا تعلق یا ربط ہے؟ دوسرے الفاظ میں ہم اسے موقع محل بھی کہہ سکتے ہیں یعنی اس میں بتایا جاتا ہے کہ عبارت کس موقع سے لی گئی ہے اور اس سے پہلے کیا بات چل رہی ہے۔ اگر عبارت کسی کہانی سے لی گئی ہے تو یہ بتانا ہوگا کہ عبارت کہانی کے آغاز، کہانی کے درمیان یا آخر سے لی گئی ہے۔ مختصر طور پر یوں سمجھ لیں کہ

سیاق وسباق میں ہمیں متعلقہ سبق کا مختصر سا تعارف یا مرکزی خیال پیش کرنا ہوتا ہے۔ جب تک تشریح کرنے سے پہلے یہ تعارف یا مرکزی خیال سیاق وسباق کی شکل میں پیش نہ کیا جائے، دی ہوئی عبارت کا مطلب واضح نہیں ہوسکتا۔

تشریح امتحانی پرچہ میں دیے گئے نثر پارے (عبارت) کی تشریح کرنا ہی اصل مرحلہ ہے۔ اس حصے میں ہمیں سبق کی روشنی میں دیے ہوئے نثر پارے کو آسان الفاظ میں پیش کرنا ہوتا ہے۔ نثر پارے کی تشریح کرتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ فقرات (جملوں) کا آپس میں ربط (تسلسل) قائم رہے۔ تشریح کرتے ہوئے محاورات یا مشکل الفاظ ہرگز استعمال نہ کریں۔ نثر پارے میں اگر کسی تلمیح، تشبیہ یا تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ ہے تو اس کی پوری وضاحت کریں۔ البتہ نثر پارے (عبارت) کے مفہوم کے مطابق قرآنی آیات، احادیث مبارکہ، اشعار یا اقوال کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔

اہم نثر پاروں کی تشریح

نوٹ: طلبا وطالبات درج ذیل مثالی سیاق وسباق سبق کے تمام پیراگراف کی تشریح سے پہلے لکھیں۔

سیاق وسباق مصنف بیان کرتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ نے اہل قریش کو اسلام کی دعوت دی تو وہ آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے دشمن بن گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مدینہ منورہ ہجرت کرنے کا فیصلہ کرلیا اور امانتیں واپس کرنے کے لیے حضرت علیؓ کو پیچھے اپنے بستر پر چھوڑ دیا۔ جب قریش کو ہجرت کی خبر ملی تو انھوں نے آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کرلیا مگر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو محفوظ رکھا اور کفار کو بے خبر کردیا۔ آپ ﷺ اطمینان سے گزر گئے۔ آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ مدینے والے آپ ﷺ کی آمد کا بے صبری سے انتظار کررہے تھے اور آمد کی اطلاع ملی تو سارا شہر تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھا۔

پیراگراف نمبر1 کفار نے جب آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیا اور رات زیادہ گزر گئی، تو قدرت نے ان کو بے خبر کردیا۔ آنحضرت ﷺ ان کو سوتا چھوڑ کر باہر آئے، کعبے کو دیکھا اور فرمایا: ''مکہ! تو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہے، لیکن تیرے فرزند مجھ کو رہنے نہیں دیتے۔'' حضرت ابوبکرؓ سے پہلے قرارداد ہو چکی تھی۔ دونوں صاحب پہلے جبل ثور کے غار میں جا کر پوشیدہ ہوئے۔ یہ غار آج بھی موجود ہے اور بوسہ گاہِ خلائق ہے۔ (GRW. GI. LHR. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان .... ہجرت نبوی ﷺ (ii) مصنف کا نام .... مولانا شبلی نعمانی

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
محاصرہ: بوسہ گاہِ خلائق:	گھیراؤ۔ مخلوق کے لیے چومنے کی جگہ	عزیز:	عزت والا، محبوب۔	قرارداد	عہد و پیماں۔

تشریح مشرکین مکہ نے جب نبی اکرم ﷺ کے گھر کو ہر طرف سے گھیرے میں لے لیا تو اُس وقت بہت رات ہو چکی تھی تب اللہ تعالیٰ نے اُن کو گویا اندھا کردیا اور ان پر نیند طاری کردی۔ نبی اکرم ﷺ کفار مکہ کو سوتا ہوا چھوڑ کر گھر سے باہر تشریف لے آئے اور خانہ کعبہ کی طرف نگاہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مکہ! تو مجھے پوری دنیا سے بڑھ کر محبوب ہے لیکن تیری اولاد مجھے یہاں چین سے نہیں رہنے دیتی۔ خلیفہ اوّل، جانشین پیغمبر آخر الزماں ﷺ جناب ابوبکر صدیقؓ سے پہلے ہی ہجرت کے تمام معاملات کے بارے میں مشاورت ہو چکی تھی، چنانچہ نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ پہلے غارِ ثور میں جا کر چھپ گئے۔ یہ غار آج بھی بطور یادگار سفر ہجرت موجود ہے۔ اس غار کی زیارت

کرنے مسلمان آج دور دور سے آتے ہیں۔ گویا یہ جگہ اُن کے لیے چومنے کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ترین رسول ﷺ اس میں اپنے قابل اعتماد دوست، یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق ؓ سمیت مقیم رہے تھے۔

پیراگراف نمبر 2 رسول ﷺ سے قریش کو اس درجہ عداوت تھی، تاہم آپ ﷺ کی دیانت پر یہ اعتماد تھا کہ جس شخص کو کچھ مال یا اسباب امانت رکھنا ہوتا تھا، آپ ﷺ ہی کے پاس لا کر رکھتا تھا۔ اس وقت بھی آپ ﷺ کے پاس بہت سی امانتیں جمع تھیں۔ آپ ﷺ کو قریش کے ارادے کی پہلے سے خبر ہو چکی تھی۔
(FBD, GI)

حوالہ متن سبق کا عنوان..... ہجرت نبوی ﷺ مصنف کا نام..... مولانا شبلی نعمانی

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
عداوت	دشمنی	اعتماد	یقین	اسباب	سامان
ارادے	نیت	خبر	اطلاع		

تشریح اگر چہ قریش مکہ کو نبی کریم ﷺ سے بے حد دشمنی تھی، اس کے باوجود اُن کا آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر بھروسے کا یہ عالم تھا کہ ہر شخص اپنی امانت یا مال اسباب وغیرہ آپ ﷺ ہی کے پاس رکھواتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ہجرت کی رات بھی آپ ﷺ کے پاس قریش مکہ کی بہت سی امانتیں موجود تھیں جبکہ آپ ﷺ اُن کے شر سے بچنے کے لیے ہجرت کے سفر پر روانہ ہو رہے تھے۔ قریش کے ناپاک اور بُرے ارادے کا علم آپ کو پہلے سے ہی بذریعہ وحی الٰہی ہو چکا تھا۔

پیراگراف نمبر 3 تشریف آوری کی خبر مدینے میں پہلے پہنچ چکی تھی۔ تمام شہر ہمہ تن چشم انتظار تھا۔ معصوم بچے فخر اور جوش میں کہتے پھرتے تھے کہ پیغمبر ﷺ آ رہے ہیں۔ لوگ ہر روز تڑکے سے نکل نکل کر شہر کے باہر جمع ہوتے اور دوپہر تک انتظار کر کے حسرت کے ساتھ واپس چلے آتے۔ ایک دن انتظار کر کے واپس جا چکے تھے کہ ایک یہودی نے قلعے سے دیکھا اور قرائن سے پہچان کر پکارا: ''اہلِ عرب! لو تم جس کا انتظار کرتے تھے وہ آ گیا۔'' تمام شہر تکبیر کی آواز سے گونج اٹھا۔
(GRW, GII, MLN, GI, BWP, GI, LHR, GII, SGD, GII, RWP, GI)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان.......... ہجرت نبوی ﷺ (ii) مصنف کا نام.......... مولانا شبلی نعمانیؒ

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تشریف آوری	آمد، آنا	ہمہ تن	پوری توجہ سے	حسرت	اُمید
خبر	اطلاع	فخر	غرور	قرائن	اندازے
پیغمبر	اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے والے مراد نبی اکرمؐ	تڑکے سے	صبح سویرے، علی الصبح	اہل عرب	عرب کے رہنے والے
تکبیر	اللہ اکبر کہنا۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اعلان کرنا	جوش	بھرپور جذبہ		

تشریح اس پیراگراف میں حضور ﷺ کی مدینہ تشریف آوری سے قبل اہل مدینہ کے جوش و جذبہ کو بیان کیا گیا ہے۔ جو لوگ مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آئے تھے انہوں نے اسلام کی آفاقی تعلیمات کو مدینہ منورہ میں خوب پھیلایا جس سے لوگ گروہ در گروہ حلقہ ایمان و ایقان میں شامل ہوتے گئے۔ ان مہاجر مسلمانوں کے بعد حضرت محمد ﷺ کے مدینہ جانے کی اطلاع مدینہ میں پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ پورا

مدینہ شہر مکمل توجہ اور تیاری سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا انتظار کرنے لگا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے کہ پورے مدینہ شہر کی آنکھیں صرف ایک ہی ہستی کو دیکھنے کی منتظر ہیں۔ سب کی آنکھیں صرف ایک ہی نورانی چہرے کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کے لیے بے تاب ہیں۔ نہ صرف بڑے بلکہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں میں بھی جوش و جذبہ موجزن تھا۔ وہ بھی خوشی اور فخر سے یہ کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغام سنانے والے خاص اللہ کے بندے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے پاس تشریف لا رہے ہیں۔

لوگوں کے انتظار کی شدت کا یہ عالم تھا کہ ہر روز صبح سویرے مدینہ شہر سے باہر نکل کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ، احمد مجتبیٰ، حبیب کبریا ﷺ کا استقبال کرنے کے لیے اکٹھے ہو جاتے تھے اور دو پہر تک انتظار کر کے مایوسی کے ساتھ واپس چلے جاتے۔ ایک روز اپنے اسی معمول کے مطابق انتظار کر کے مدینہ شہر واپس جا چکے تھے کہ ایک یہودی نے اُن کو وہ نوید سنائی جس کو سننے کے لیے وہ کئی دنوں سے بے تاب تھے۔ یہودی نے قلعے سے دیکھا اور اندازے سے پہچان کر کہا کہ اے عرب کے رہنے والے لوگو! جس عظیم المرتبت ہستی کی آمد کے تم منتظر تھے وہ تشریف لا چکے ہیں۔ جب یہ آواز لوگوں نے سنی تو خوشی، محبت، جذبے اور سرشاری سے تمام مدینہ شہر اللہ اکبر کے نعروں سے گونجنے لگا۔ یعنی لوگ اللہ اکبر کے نعرے لگانے لگے۔ خدا کی توحید کی آواز مدینہ کی فضاؤں سے نکل کر آسمانوں کی بلندیوں کو چھونے لگی۔ تمام شہر خدا کی بڑائی کا اعلان کرنے لگا۔ اللہ اکبر کی گونج کانوں میں سنائی دینے لگی۔

پیراگراف نمبر4 اس وقت جب کہ دعوت حق کے جواب میں ہر طرف سے تلوار کی جھنکاریں سنائی دے رہی تھیں، حافظ عالم نے مسلمانوں کو دارالامان مدینہ کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا، لیکن خود وجود اقدس ﷺ جواُن ستم گاروں کا حقیقی ہدف تھا، اپنے لیے حکم خدا کا منتظر تھا۔
(BWP. GII, DGK. GII, DGK. GII)

حوالہ متن **سبق کا عنوان** ......ہجرت نبوی ﷺ **مصنف کا نام** ......مولانا شبلی نعمانی

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
حافظ عالم	مراد اللہ تعالیٰ۔	دارالامان	امن والی جگہ مراد مدینہ منورہ	وجود اقدس	پاکیزہ ہستی
ہدف	نشانہ				

تشریح یہ وہ وقت تھا جبکہ اسلام کی دعوت کے جواب میں دشمنی کی نوبت تلواروں تک جا پہنچی تھی۔ تب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو امن والی جگہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر جانے کا حکم اور اجازت دے دی۔ ابھی خود نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ہجرت مدینہ کا حکم نہیں دیا تھا۔ کفار مکہ کے ظلم و ستم کا اصل نشانہ آپ ﷺ کی ذات اقدس تھی چنانچہ آپ ﷺ اپنے بارے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی فیصلے اور حکم کے انتظار میں تھے کہ وحی الٰہی آ جائے تب ہی کوئی قدم اُٹھایا جائے۔

پیراگراف نمبر5 ظالموں نے آپؓ کو پکڑا اور حرم میں لے جا کر تھوڑی دیر محبوس رکھا اور چھوڑ دیا۔ پھر آنحضرت ﷺ کی تلاش میں نکلے۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے غار کے دہانے تک آ گئے۔ آہٹ پا کر حضرت ابوبکرؓ غمزدہ ہوئے۔
(LHR. GII, MLN. GII, GRW. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان..............ہجرت نبوی ﷺ (ii) مصنف کا نام..............مولانا شبلی نعمانی

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
محبوس	قید	دہانے	منہ پر/دروازے پر	غمزدہ	غمگین۔رنجیدہ۔

تشریح اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو ہجرت کا حکم دیا تو آپ ﷺ نے اپنے بستر پر حضرت علیؓ کو سلا دیا تا کہ صبح امانتیں دے کر آ جائیں۔ صبح قریش کی آنکھیں کھلیں تو دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کے بجائے جناب حضرت علیؓ ہیں۔ ان ظالم لوگوں نے آپؓ کو پکڑا اور کچھ دیر قید میں رکھا اور پھر چھوڑ دیا۔ کفار حضرت محمد ﷺ کو قتل کرنا چاہتے تھے اس لیے ان کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس غار کے منہ تک پہنچ گئے جہاں آپ ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ موجود تھے ان کے قدموں کی آواز اور آمد کی خبر سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نہایت رنجیدہ ہوئے۔

پیراگراف نمبر 6 گھوڑے نے ٹھوکر کھائی، وہ گر پڑا۔ ترکش سے فال کے تیر نکالے کہ حملہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ جواب میں "نہیں" نکلا لیکن سواونٹوں کا گراں بہا معاوضہ ایسا نہ تھا کہ تیر کی بات مان لی جاتی۔ وہ دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا اور آگے بڑھا۔ اب کی بار گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ (SGD. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان .... ہجرت نبوی ﷺ (ii) مصنف کا نام .... مولانا شبلی نعمانیؒ

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ٹھوکر کھائی	پاؤں کسی سخت چیز سے ٹکرائے	ترکش	تیردان، تیر رکھنے کا خول	گراں بہا	بہت زیادہ قیمتی
دھنس گئے	گھس گئے				

تشریح جب ہجرت مدینہ کے وقت سراقہ بن جعشم نے حضور نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیکھ لیا تو وہ سواونٹوں کے انعام کے لالچ میں حضور نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو گرفتار کرنے کے لیے آگے بڑھا مگر اُس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور وہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑا۔ وہ اُٹھا اور اپنے عقیدے کے مطابق ترکش سے تیر باہر نکال کر فال نکالی کہ حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ پر حملہ کرنا چاہیے یا کہ نہیں؟ فال کے جواب میں "نہیں" نکلا مگر وہ سواونٹوں کے بیش قیمت معاوضے کے لالچ میں دوبارہ گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھا تا کہ رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو گرفتار کر سکے۔ اس بار سراقہ بن جعشم گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں گھس گئے اور گھوڑا آگے بڑھنے سے قاصر ہو گیا۔

پیراگراف نمبر 7 دونوں صاحب پہلے جبلِ ثور کے غار میں جا کر پوشیدہ ہوئے۔ یہ غار آج بھی موجود ہے اور بوسہ گاہ خلائق ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے عبداللہ جو نوخیز جوان تھے، شب کو غار میں ساتھ ہوتے صبح منہ اندھیرے شہر چلے جاتے اور پتا لگاتے کہ قریش کیا مشورے کر رہے ہیں۔ (RWP. GII)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان .... ہجرت نبوی ﷺ (ii) مصنف کا نام .... مولانا شبلی نعمانیؒ

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
پوشیدہ	چھپا ہوا	بوسہ گاہ خلائق	مخلوق کے چومنے کی جگہ	نوخیز	کم عمر۔
پتا لگانا	معلوم کرنا				

تشریح حضرت محمدؐ اور حضرت ابوبکرؓ کفار مکہ کی نظروں سے بچنے کے لیے غار ثور میں جا کر چھپ گئے۔ یہ غار آج بھی موجود ہے۔ زائرین وہاں جاتے ہیں اور غار کو چومتے ہیں۔ اس وقت حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے عبداللہ جو کم عمر نوجوان تھے۔ شام کو غار میں آ جاتے تھے اور صبح

سورج نکلنے سے پہلے جاتے تھے اور پتا لگاتے تھے کہ قریش کے لوگ آپس میں کیا مشورہ کر رہے ہیں اور ان کے ارادے کیا ہیں۔

حلِ مشقی سوالات

ا۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) ہجرت نبوی ﷺ سے کیا مراد ہے؟ (MLN. GII, SGD. GII, RWP. GII, DGK. GII, BWP. GII, GRW. GII)

جواب: مکہ میں جب مکہ کے کافر آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کے جانی دشمن بن گئے اور مسلمانوں پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اور حضرت محمد ﷺ کو مکہ سے مدینہ ہجرت کا حکم دیا۔ اس ہجرت کو ہجرتِ نبوی کہا جاتا ہے۔

(ب) رسول پاک ﷺ نے نبوت کے کون سے سال ہجرت فرمائی؟ (LHR. GI, DGK. GI, BWP. GII, MLN. GII, SWL. GI)

جواب: رسول پاک ﷺ نے نبوت کے تیرھویں سال ہجرت فرمائی۔

(ج) حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کون سی شخصیت مراد ہے؟ (GRW. GII, SWL. GII)

جواب: حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مراد "حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کی شخصیت ہے۔

(د) رسول پاک ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا ارشاد فرمایا؟ (MLN. GI, SGD. GI, RWP. GII)

جواب: رسول پاک ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "مجھ کو ہجرت کا حکم ہو چکا ہے۔ میں آج مدینے روانہ ہو جاؤں گا، تم میرے پلنگ پر میری چادر اوڑھ کر سو رہو، صبح کو سب کی امانتیں جا کر واپس دے آنا۔"

(ہ) حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کون تھیں؟ (SGD. GI, RWP. GI)

جواب: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی بیٹی تھیں۔

(و) قریش نے رسول پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کرنے کا کیا انعام مقرر کیا؟
(SWL. GII, GRW. GI, DGK. GI)

جواب: قریش نے رسول پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کرنے کا انعام ایک خون بہا کے برابر (یعنی سو اونٹ) رکھا۔ قریش نے اشتہار دیا تھا کہ جو شخص محمد ﷺ یا ابوبکرؓ کو گرفتار کر کے لائے گا، اُس کو ایک خون بہا کے برابر (یعنی سو اونٹ) انعام دیا جائے گا۔

(ز) سراقہ بن جعشم کیسے تائب ہوا؟ (FBD. GI, SWL. GI, DGK. GII, BWP. GI)
(LHR. GI, SGD. GII, RWP. GI)

جواب: جب سراقہ بن جعشم نے حضرت محمد ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی گرفتاری کے بدلے انعام کا سنا تو انعام کی امید میں نکلا۔ عین اُس حالت میں کہ آپ ﷺ روانہ ہو رہے تھے، اس نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا اور گھوڑا دوڑا کر قریب آ گیا، لیکن گھوڑے نے ٹھوکر کھائی، وہ گر پڑا۔ ترکش سے فال کے تیر نکالے اور سوچا کہ حملہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ جواب میں "نہیں" نکلا، لیکن سو اونٹوں کا گراں بہا معاوضہ ایسا تھا کہ دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا اور آگے بڑھا۔ اب کی بار گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے۔ گھوڑے سے اُتر پڑا اور پھر فال نکالی، اب بھی وہی جواب تھا، لیکن مکرر تجربے نے اس کی ہمت پست کر دی اور یقین ہو گیا کہ یہ کچھ اور آثار ہیں یہ دیکھ کر وہ تائب ہو گیا۔

سوال ۲۔ متن کو مدِ نظر رکھتے ہوئے موزوں الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) حافظ عالم نے مسلمانوں کو دارالامان .... کی طرف رُخ کرنے کا حکم دیا۔ (مکہ، مدینہ، طائف، یمن)
(LHR. GI, DGK. GI, SGD. GII, RWP. GII, BWP. GI)

(ب) نبوت کا .... سال شروع ہوا اور اکثر صحابہؓ مدینے پہنچ چکے، تو وحی الٰہی کے مطابق: آنحضرت ﷺ نے بھی مدینے کا عزم فرمایا۔
(بارھواں، دسواں، تیرھواں، پندرھواں)

(ج) اس وقت بھی آپ ﷺ کے پاس بہت سی .... جمع تھیں۔ (تلواریں، امانتیں، کھجوریں، نعمتیں)
(FBD. GII, RWP. GI, DGK. GI, SWL. GI & GII, SGD. GII)

(د) .... کو معلوم ہو چکا تھا کہ قریش آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں۔ (جنابِ ابوبکرؓ، جنابِ عمرؓ، جنابِ امیرؓ، جنابِ عثمانؓ)

(ہ) .... سے پہلے قرارداد ہو چکی تھی۔ (حضرت عمرؓ، حضرت زیدؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابوبکرؓ)
(SWL. GII, RWP. GI)

(و) اسی طرح .... راتیں غار میں گزاریں۔ (تین، چار، پانچ، سات)
(LHR. GI & GII, MLN. GII, RWP. GII, GRW. GI, MLN. GI, RWP. GI, SWL. GII)

جوابات: (الف) مدینہ (ب) تیرھواں (ج) امانتیں (د) جنابِ امیرؓ (ہ) حضرت ابوبکرؓ (و) تین

۳۔ درج ذیل بیانات میں سے درست کی نشاندہی (✓) اور غلط کی نشاندہی (✗) سے کریں۔

(الف) دعوتِ حق کے جواب میں ہر طرف سے تلوار کی جھنکاریں سنائی دے رہی تھیں۔ ✓
(ب) حافظِ عالم نے مسلمانوں کو دارالامان حبشہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا۔ ✗
(ج) نبوت کے تیرھویں سال اکثر صحابہؓ مدینے پہنچ چکے تھے۔ ✓
(د) سب لوگوں نے ایک ہی رائے پیش کی۔ ✗
(ہ) اہلِ عرب زنانہ مکان کے اندر گھسنا معیوب سمجھتے تھے۔ ✓
(و) فاتح خیبر کے لیے قتل گاہ فرشِ گل تھا۔ ✓
(ز) حضرت ابوبکرؓ کا غلام رات گئے، بکریاں چرا کر لاتا۔ ✓
(ح) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گھر سے کھانا پکا کر غار میں پہنچا آتی تھیں۔ ✗
(ط) صبح قریش کی آنکھیں کھلیں تو پلنگ پر آنحضرت ﷺ کی بجائے جناب امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ ✓
(ی) نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کی خبر مدینے میں پہلے پہنچ چکی تھی۔ ✓

۴۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
دارالامان	جھنکاریں	مدینہ
دیانت	فرشِ گل	امانت
قتل گاہ	چشم انتظار	فرشِ گل
ہمہ تن	امانت	چشم انتظار
تلوار	مدینہ	جھنکاریں

۵۔ سبق "ہجرتِ نبوی ﷺ" کا خلاصہ تحریر کریں۔
جواب: دیکھیے "خلاصہ"۔

۶۔ درج ذیل الفاظ و تراکیب کا تلفظ اعراب کی مدد سے واضح کریں۔
حافظِ عالم۔ وجودِ اقدس۔ دارلامان۔ قبائل۔ محاصرہ۔ عداوت۔ بوسہ گاہ خلائق۔ قتل گاہ۔ فرشِ گل۔
جواب: حَافِظِ عَالَم ۔ وُجُودِ اَقْدَس ۔ دَارُ الْاَمَان ۔ قَبَائِل ۔ مُحَاصَرَہ ۔ عَدَاوَت ۔ بُوسَہ گاہِ خَلَائِق ۔ قَتْل گاہ ۔ فَرْشِ گُل ۔

۷۔ درج ذیل کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔ دعوت حق۔ ہدف۔ معیوب۔ ترکش۔ خون بہا

جواب:

الفاظ	معانی	جملے
دعوت حق	سچ کی دعوت یعنی اسلام کی دعوت	آنحضور ﷺ نے مکہ مکرمہ سے دعوتِ حق کا آغاز کیا۔
ہدف	نشانہ	مسلمانوں کا ہدف دنیا سے کفر کا خاتمہ ہونا چاہیے۔
معیوب	بُرا، عیب دار	بزرگوں کے ساتھ بدتمیزی کرنا بہت معیوب بات ہے۔
ترکش	تیر رکھنے والا خول	میدان جنگ میں سپاہی نے ترکش سے تیر نکال کر دشمن پر پھینکے۔
خون بہا	وہ نقدی یا مال جو مقتول کے وارثین بعوض خون لیں	قریش نے حضرت ابوبکرؓ کی گرفتاری کے عوض ایک خون بہا کے برابر انعام کا اعلان کیا۔

۸۔ جمع کے واحد اور واحد کی جمع لکھیں۔ (ہدف، جھنکاریں، رائیں، زنجیر، قبیلہ)

جواب:

واحد	جمع	جمع	واحد
ہدف	اہداف	جھنکاریں	جھنکار
زنجیر	زنجیریں	رائیں	رائے
قبیلہ	قبائل		

۹۔ درج ذیل اقتباس کی تشریح سیاق و سباق کے حوالے سے کریں۔

اس بنا پر جناب امیر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ...... قتل گاہ فرشِ گل تھا۔

پیراگراف اس بنا پر جناب امیر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا: "مجھ کو ہجرت کا حکم ہو چکا ہے، میں آج مدینے روانہ ہو جاؤں گا، تم میرے پلنگ پر میری چادر اوڑھ کر سو رہو، صبح کو سب کی امانتیں جا کر واپس دے آنا" یہ سخت خطرے کا موقع تھا۔ جناب امیرؓ کو معلوم ہو چکا تھا کہ قریش آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں اور آج رسول ﷺ کا بستر خواب قتل گاہ کی زمین ہے، لیکن فاتح خیبر کے لیے قتل گاہ فرشِ گل تھا۔

حوالہ متن (i) سبق کا نام: .... ہجرت نبوی ﷺ (ii) مصنف کا نام: .... مولانا شبلی نعمانی

سیاق و سباق زیر تشریح پیراگراف سبق کے تقریباً وسطی حصہ سے لیا گیا ہے۔ اس اقتباس سے قبل مصنف نے بیان کیا ہے کہ قریش آپ ﷺ سے دشمنی اور عداوت کے باوجود آپ ﷺ پر اس قدر اعتماد رکھتے تھے کہ اپنے اہم مال و اسباب بطور امانت محفوظ رکھنے کے لیے آپ ﷺ کے پاس آتے تھے۔

زیر تشریح اقتباس کے بعد اللہ تعالیٰ کی اُس مدد کو بیان کیا گیا ہے جب قریش نے حضور ﷺ کو قتل کرنے کے ناپاک ارادے کی غرض سے آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو بچانے کے لیے اُن کو بے خبر کر دیا اور آنحضرت ﷺ کفار کے نرغے سے حفاظت کے ساتھ بچ نکلے۔

اقتباس کی تشریح آنحضور ﷺ کو قریش کے اس ناپاک ارادے کی خبر ہو چکی تھی کہ وہ توحید کی اس شمع کو بجھانا چاہتے ہیں جو مکہ میں طلوع ہو چکی تھی۔ اس وجہ سے آپ ﷺ نے جناب امیر حضرت علیؓ کو بلا کر فرمایا کہ مجھے (مکہ سے مدینہ) ہجرت کا حکم ہو چکا ہے۔ میں آج

مدینہ کے لیے روانہ ہو جاؤں گا تم میرے پلنگ پر میری چادر اوڑھ کر سو رہو، صبح کو سب کی امانتیں جا کر واپس دے آنا۔ جس وقت حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت علیؓ کو یہ فرمان جاری کیا اُس وقت مکہ میں شدید خطرے کا عالم تھا۔ جب قریش تو حیدو رسالت کی شمع کے پروانوں کو اپنے عتاب کا نشانہ بنا رہے تھے۔ ایسے میں جب وہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے قتل کی قبیح سازش تیار کر چکے تھے اور حضرت علیؓ کو اس کی خبر بھی مل چکی تھی اور وہ جانتے تھے کہ آج حضور سرورِ کائنات ﷺ کا بستر آرام و سکون کی جگہ نہیں بلکہ ایسی جگہ ہوگی جو ایک قتل گاہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان حالات میں کسی بھی انسان کے لیے اس فرمان پر عمل کرنا گویا اپنی جان خطرے میں ڈالنے کے مترادف تھا مگر وہ بہادر، دلیر، جری اور بے باک مجاہدِ اسلام جس نے خیبر کی فتح کا سہرا اپنے سر سجایا ہو، اُس کے لیے یہ قتل گاہ نہیں بلکہ فرشِ گل تھا یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے سرکارِ دو عالم ﷺ کے حکم پر عمل کرنا اس قدر اہم تھا کہ وہ موت کی زمیں اُن کے لیے پھولوں کے فرش کی حیثیت رکھتی تھی۔ سرکارِ دو عالم کے ایک اشارے پر اپنی جان پر کھیلنا حضرت علیؓ کی شجاعت و بہادری کے لیے فخر اور روحانی سکون کا ذریعہ تھا۔ وہ اس حقیقت کو جانتے تھے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے فرمان پر عمل کرنا، اُن کے ایک اشارے پر جان تک قربان کر دینا ہی اصل ایمان ہے۔

۱۰۔ درج ذیل تراکیب کے معنی لکھیں۔ آستانۂ مبارک ۔ بوسہ گاہِ خلائق ۔ فرشِ گل ۔ گراں بہا ۔ ہمہ تن چشم انتظار

جواب:

تراکیب	معانی
آستانۂ مبارک	مبارک گھر۔ اس سے مراد نبی کریم ﷺ کا گھر ہے۔
بوسہ گاہِ خلائق	لوگوں کے لیے چومنے کی جگہ۔ اس سے مراد وہ جگہ ہے جہاں نبی کریم ﷺ نے قیام فرمایا تھا۔
فرشِ گل	پھولوں کا بستر ۔ مراد نبی کریم ﷺ کا بستر
گراں بہا	بھاری قیمت والا ۔ قیمتی
ہمہ تن چشم انتظار	شدت سے انتظار کرنا

سرگرمی

۱۔ اساتذہ کرام بچوں کو ہجرت مدینہ کے بارے میں کچھ واقعات سنائیں اور پھر ان کو اپنے الفاظ میں سنانے کے لیے کہیں۔

جواب: 1- **مسجد نبوی ﷺ کی تعمیر:** ہجرت مدینہ کے بعد نبی اکرم ﷺ نے سب سے پہلے مسجد نبوی کی تعمیر کی۔ مسجد نبوی مسلمانوں کی تعلیم و تربیت کا سب سے بڑا اور اہم مرکز بنی۔ مسجد کے لیے منتخب کردہ زمین دو یتیم بچوں کی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے اس جگہ کو خریدا اور مسجد نبوی کی تعمیر کا آغاز کیا۔ آپ ﷺ نے تمام صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر خود اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ کچی اینٹوں اور گارے سے بنائی گئی عمارت بہت سادہ تھی۔ چھت کھجور کے پتوں سے بنائی گئی اور فرش پر کنکریاں بچھا دی گئیں۔

2- **مواخاتِ مدینہ:** مسلمان مکہ سے مدینہ انتہائی بے سروسامانی کے عالم میں پہنچے۔ ہجرت کے وقت اپنا گھر بار اور مال و متاع سب کچھ چھوڑنا پڑا۔ رسول اکرم ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تمام مہاجرین اور انصار صحابہ رضی اللہ عنھم کو اکٹھا کیا۔ مہاجرین اور انصار میں ایک رشتۂ اخوت قائم فرمایا اسے ''مواخاتِ مدینہ'' کہتے ہیں۔ اس رشتے کی رُو سے ایک ایک مہاجر کو ایک ایک انصار کا بھائی بنا دیا۔ اس موقع پر انصار صحابہ کرامؓ نے ایثار و قربانی کی وہ مثال قائم کی جس کی نظیر دنیا میں کہیں نہیں ملتی۔ انصار صحابہ کرامؓ اپنے اپنے بھائی کو اپنے ساتھ گھر لے گئے اور اپنے مال، کھیت، غلام اور باغات میں سے نصف حصہ اپنے بھائی کو پیش کیا۔

3- **میثاقِ مدینہ:** حضرت محمد ﷺ نے جس وقت مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اُس وقت وہاں مہاجرین و انصار کے علاوہ اور گروہ بھی آباد

تھے جن میں عیسائی اور یہودی قبائل شامل تھے۔ رسول اکرم ﷺ نے مدینہ کے تمام قبائل کے درمیان امن وسلامتی کے لیے تمام قبائل کو اکٹھا کیا اور ان کے ساتھ امن وامان برقرار رکھنے کے لیے ایک معاہدہ کیا جسے "میثاقِ مدینہ" کہتے ہیں۔ مدینہ کے تمام قبائل کے درمیان یہ معاہدہ نبی اکرم ﷺ کی بہت بڑی سیاسی کامیابی تھی۔ اس معاہدہ کی رُو سے مدینہ کے تمام قبائل نے حضور نبی کریم ﷺ کو اپنا سربراہ تسلیم کیا جس سے مسلمانوں کو بہت زیادہ تقویت حاصل ہوئی۔

اشاراتِ تدریس

ا۔ طلبہ کو ہجرتِ نبوی ﷺ کے واقعات تفصیل سے بتائیں۔

جواب: ہجرتِ نبوی ﷺ: حضرت محمد ﷺ نے نبوت کے تیرھویں برس مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔

ہجرتِ مدینہ کے اسباب: ہجرتِ مدینہ کے اسباب درج ذیل ہیں:

1- ہجرتِ مدینہ کا بڑا سبب قریش کی اسلام دشمنی تھا۔ تیرہ سالہ تبلیغ کے باوجود قریش نے اسلام قبول نہ کیا اور وہ مسلمانوں کو طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا کرتے۔

2- ہجرتِ مدینہ کا فوری سبب یہ تھا کہ کفارِ مکہ نے نعوذ باللہ حضور ﷺ کو شہید کرنے کا منصوبہ بنایا اور حضور اکرم ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ ان حالات میں حضور ﷺ نے وحیِ الٰہی کے مطابق مدینہ کی طرف ہجرت کا عزم فرمایا۔

واقعات: نبی کریم ﷺ نے امانتیں حضرت علیؓ کے سپرد کیں اور حکم فرمایا "مجھ کو ہجرت کا حکم ہو چکا ہے، میں آج مدینے روانہ ہو جاؤں گا۔ تم میرے پلنگ پر میری چادر اوڑھ کر سو رہو۔ صبح کو سب کی امانتیں جا کر واپس دے آنا"

روانگی: حضرت محمد ﷺ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کو سفرِ ہجرت میں اپنے ساتھ لیا اور مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

غارِ ثور میں قیام: حضرت محمد ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہمراہ غارِ ثور میں تین دن قیام فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نوخیز جوان عبداللہؓ شب کو ساتھ ہوتے۔ وہ روزانہ صبح شہر چلے جاتے اور شام کو قریش کے ہر ارادے کی خبر آنحضرت ﷺ سے عرض کرتے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا غلام بکریاں چرا کر لاتا اور آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ان کا دودھ پیش کرتا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی حضرت اسماءؓ گھر سے کھانا پکا کر غار میں پہنچا آتیں۔ اس طرح غار میں تین دن اور تین راتیں گزر گئیں۔

تین دن غار میں قیام کے بعد آپ ﷺ مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے۔ قریش نے آپ ﷺ کی گرفتاری پر سو (100) اونٹ انعام میں دینے کا اعلان کیا۔ لوگ آپ ﷺ کی تلاش میں تھے۔

سراقہ بن جُعشم نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا، وہ آپ ﷺ کو گرفتار کرنے کے ناپاک ارادے سے آگے بڑھا لیکن اس کے گھوڑے کو ٹھوکر لگی اور وہ گر پڑا۔ دوسری مرتبہ بھی ایسا ہی ہوا۔ تیسری مرتبہ اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی حفاظت فرمائی اور آپ ﷺ خیریت سے مدینہ منورہ کے قریب ایک بستی قبا میں پہنچ گئے۔

قبا میں قیام: قبا میں آپ ﷺ نے چودہ دن قیام فرمایا۔ یہاں ایک مسجد کی بنیاد رکھی جسے "مسجدِ قبا" کہا جاتا ہے۔ یہ اسلام کی پہلی مسجد ہے۔

مدینہ میں تشریف آوری: نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔ لوگ بڑی شدت سے آپ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ کا پُرجوش استقبال کیا۔ بچیوں نے خوشی سے نعتیہ اشعار پڑھے۔ مدینہ کے مسلمانوں نے ہجرت کر کے آنے والے اپنے مسلمان بھائیوں کی ہر طرح سے مدد کی۔ اس لیے انہیں "انصار" کہا جاتا ہے اور ہجرت کر کے آنے والے صحابہ کو "مہاجرین" کہا جاتا ہے۔

۲۔ اس سبق کی قرأت میں تلفظ اور ادائیگی کا خاص خیال رکھیں۔

جواب: عملی کام

===

۳۔ رسول پاک ﷺ کے جن صحابہؓ کا ذکر اس سبق میں موجود ہے، ان کا مختصر تعارف پیش کریں۔

جواب: جناب امیر حضرت علیؓ: حضرت علیؓ شہر مکہ میں خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ آپؓ کے والد کا نام ابو طالب اور والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد ہے۔ حضرت علیؓ آنحضرت ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں۔ حضرت علیؓ کو دامادِ رسولؐ اور چوتھے خلیفہ ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ آپؓ پہلے لڑکے تھے جنھوں نے اس وقت اسلام قبول کیا جب آپؓ کی عمر دس یا گیارہ سال تھی۔ غزوۂ بدر، غزوۂ خندق، غزوۂ خیبر، غزوۂ حنین یہ وہ غزوات ہیں جن میں حضرت علیؓ نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہ کر اپنی بے نظیر بہادری کے جوہر دکھائے۔ اس کے علاوہ بہت سی لڑائیاں ایسی تھیں جن میں حضور ﷺ نے آپؓ کو تنہا بھیجا اور انھوں نے ان لڑائیوں میں بڑی بہادری اور ثابت قدمی دکھائی۔ آپؓ کو بہادری کی وجہ سے رسولؐ خدا نے ''شیرِ خدا'' کا لقب دیا۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ: آپؓ کا نام عبداللہ، کنیت ابو بکر اور لقب صدیق تھا۔ آپؓ کی پیدائش آنحضرت ﷺ سے دو سال بعد ہوئی۔ بچپن ہی سے شرافت آپؓ کی طبیعت کا حصہ بن چکی تھی۔ آپؓ پہلے مرد تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ آپؓ انتہائی مالدار تھے۔ مسلم غلاموں کو ان کے ظالم آقاؤں سے نجات دلائی۔ غارِ ثور میں 3 راتوں کے قیام میں آپؓ کی گود میں آنحضرت ﷺ کا سر مبارک رکھا ہوا تھا۔ رُخِ محبوب کا دیدار کرتے ہوئے سانپ نے آپؓ کے پاؤں پر ڈس لیا۔ حضرت ابو بکرؓ کی آنکھوں میں درد کی وجہ سے آنسو آ گئے جو کہ آنحضرت ﷺ کے رخسار مبارک پر گرے۔ حضرت محمد ﷺ نے اپنا لعابِ دہن ایڑی پہ لگایا تو آپؓ کی تکلیف رفع ہو گئی۔ آنحضرت ﷺ کی رحلت کے بعد آپؓ اسلام کے پہلے خلیفہ مقرر ہوئے۔

حضرت عبداللہؓ: حضرت عبداللہؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے فرزند تھے۔ آپؓ بڑے ہوشیار اور زود فہم نوجوان تھے۔ حضرت عبداللہؓ نے حضرت محمد ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی معیت میں ہجرت کے مبارک سفر کا آغاز کیا۔ پہلے تین شب و روز آپؓ غارِ ثور میں تشریف فرما رہے۔ اس دوران آپؓ روزانہ علی الصبح مکہ چلے جاتے اور شام کو واپس آ کر آپ ﷺ کو دن بھر کی کارروائیوں سے آگاہ کرتے اور پھر وہیں غارِ ثور میں رہتے۔ آخری شب میں چپکے سے اُٹھتے اور مکہ جا کر قریش میں گھل مل جاتے۔ یہ ایسا نازک موقع تھا کہ اگر قریش مکہ کو آپؓ پر ذرا سا بھی شبہ ہو جاتا تو شاید وہ آپؓ کو زندہ نہ چھوڑتے۔ آپؓ نے ہجرت کے موقع پر اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر سرورِ دو عالم ﷺ کی اعانت و خدمت کی۔

۴۔ مشکل الفاظ اور تراکیب بورڈ پر اعراب کی مدد سے لکھ کر ان کی وضاحت کریں۔

جواب: جواب کے لیے دیکھیے الفاظ معانی اور تشریحات و توضیحات

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- مولانا شبلی نعمانی علی گڑھ کالج میں استاد مقرر ہوئے: (SWL. GI)

(A) اردو کے (B) عربی کے (C) فارسی کے (D) انگریزی کے

2- مولانا شبلی نعمانی کی کوشش سے ندوۃ العلما کا قیام عمل میں آیا: (BWP. GI, GRW. GI)

(A) دہلی میں (B) لکھنؤ میں (C) دکن میں (D) بنگال میں

3- مولانا شبلی نعمانی فوت ہوئے: (LHR. GII)

(A) 1915ء میں (B) 1914ء میں (C) 1918ء میں (D) 1920ء میں

-4 ہجرت نبوی ﷺ کے مصنف کا نام ہے۔ (SWL. GI)
(A) شبلی نعمانیؒ (B) سرسید احمد خان (C) ڈپٹی نذیر احمد (D) مولانا حالی

-5 اہل عرب......مکان میں گھسنا معیوب سمجھتے تھے۔ (MLN. GII, LHR. GII)
(A) مردانہ (B) کافرانہ (C) زنانہ (D) عاشقانہ

-6 حضور ﷺ کی چادر اوڑھ کر ان کے پلنگ پر سو گئے۔ (LHR. GII, DGK. GII)
(A) حضرت عثمانؓ (B) حضرت عمرؓ (C) حضرت علیؓ (D) حضرت ابوبکرؓ

-7 فاتح خیبر کے لیے قتل گاہ تھا۔ (GRW. GII, BWP. GII)
(A) امن کا مرکز (B) کانٹوں کا بستر (C) فرش گل (D) ایک نعمت

-8 فاتح خیبر سے مراد ہیں۔ (AJK. GII)
(A) حضرت ابوبکرؓ (B) حضرت علیؓ (C) حضرت عمرؓ (D) حضرت خالد بن ولیدؓ

-9 ہجرت کے وقت غار ثور میں قیام کے دوران حضورؐ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تین دن تک صرف یہی غذا تھی: (MLN. GI)
(A) شہد (B) روٹی (C) دودھ (D) کھجور

-10 ابن ہشام کے مطابق روزانہ شام کو کھانا غار میں کون پہنچا آتا تھا؟ (FBD. GI, SGD. GII, GRW. GII, RWP. GI, DGK. GI)
(A) حضرت اسماءؓ (B) حضرت عبداللہؓ (C) غلام (D) حضرت علیؓ

-11 حضرت محمد ﷺ نے کس سے فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے؟ (SGD. GI, SGD. GII)
(A) حضرت ابوبکرؓ (B) حضرت عمرؓ (C) حضرت عثمانؓ (D) حضرت علیؓ

-12 ترکش سے فال کے تیر کس نے نکالے کہ حملہ کرنا چاہیے یا نہیں؟ (SGD. GI)
(A) ابولہب (B) ابوجہل (C) سراقہ بن جعشم (D) عامر بن فہیرہ

-13 کس کے گھوڑے کے پاؤں گھٹنوں تک زمین میں دھنس گئے؟ (FBD. GII)
(A) یہودی (B) سراقہ بن جعشم (C) ہمہ تن چشم (D) ابن ہشام

-14 سبق "ہجرت نبوی ﷺ" مصنف کی کس اہم تصنیف سے ماخوذ ہے؟ (BWP. GII, FBD. GI, DGK. GII)
(A) الفاروق (B) المامون (C) سیرۃ النعمان (D) سیرۃ النبی ﷺ

-15 کس کو معلوم ہو چکا تھا کہ قریش آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ کر چکے ہیں: (LHR. GI)
(A) جناب ابوبکرؓ (B) جناب عمرؓ (C) جناب امیرؓ (D) جناب عثمانؓ

-16 ہجرت نبوی کے وقت آپ ﷺ کے پاس جمع تھیں: (GRW. GI)
(A) تلواریں (B) امانتیں (C) کھجوریں (D) نعمتیں

-17 حافظ عالم نے مسلمانوں کو جانے کا حکم دیا: (GRW. GII, RWP. GII)
(A) مکہ (B) مدینہ (C) طائف (D) یمن

-18 دعوت حق کے جواب میں ہر طرف سے جھنکاریں سنائی دے رہی تھیں: (FBD. GI)
(A) بندوق کی (B) تلوار کی (C) تیر کی (D) توپ کی

-19 اسی طرح .... راتیں غار میں گزاریں: (FBD. GII, SWL. GII)
(A) تین (B) چار (C) پانچ (D) سات

-20 حافظِ عالم نے مسلمانوں کو دارالامان .... کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا۔ (MLN. GI, GRW. GI & GII, MLN. GII)
(A) مکے (B) مدینے (C) خیبر (D) طائف

-21 اس وقت بھی آپ ﷺ کے پاس بہت سی جمع تھیں: (SWL. GI, BWP. GI)
(A) تلواریں (B) امانتیں (C) کھجوریں (D) نعمتیں

-22 حافظ عالم نے مسلمانوں کو دارالامان کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا: (SGD. GI)
(A) مکہ (B) یمن (C) طائف (D) مدینہ

-23 جبل ثور کے غار میں آپ ﷺ نے کتنی راتیں گزاریں؟ (DGK. GI)
(A) پانچ (B) چار (C) تین (D) دو

-24 حضور ﷺ کی کن سے قرارداد ہو چکی تھی؟ (DGK. GII)
(A) حضرت ابوبکرؓ (B) حضرت عمرؓ (C) حضرت عثمانؓ (D) حضرت علیؓ

-25 نبی پاک ﷺ نے کتنی راتیں غار میں گزاریں؟ (BWP. GII)
(A) 3 (B) 4 (C) 5 (D) 7

-26 صبح قریش کی آنکھیں کھلیں، تو پلنگ پر آنحضرت ﷺ کی بجائے تھے: (LHR. GI)
(A) حضرت ابوبکرؓ (B) حضرت عمرؓ (C) حضرت عثمانؓ (D) جناب امیرؓ

-27 حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے مراد ہیں: (FBD. GI)
(A) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (B) حضرت عمر رضی اللہ عنہ
(C) حضت عثمان رضی اللہ عنہ (D) حضرت علی رضی اللہ عنہ

-28 حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے غار ثور میں کتنی راتیں گزاریں؟ (SGD. GI)
(A) چالیس (B) تین (C) سات (D) پانچ

-29 ''دارالمصنفین'' قائم کیا: (DGK. GI)
(A) مولانا حالی نے (B) مولانا شبلی نے (C) سرسید نے (D) غالب نے

-30 حضرت محمد ﷺ نے امانتیں سپرد کیں: (DGK. GII)
(A) حضرت ابوبکرؓ کے (B) حضرت اسماؓ کے (C) حضرت امیرؓ کے (D) حضرت عامر بن فہیرہ کے

-31 ہجرت سے پہلے قرارداد ہو چکی تھی: (BWP. GI)
(A) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے (B) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
(C) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے (D) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے

جوابات: (1) فارسی کے (2) لکھنؤ میں (3) 1914ء میں (4) شبلی نعمانیؒ (5) زنانہ
(6) حضرت علیؓ (7) فرش گل (8) حضرت علیؓ (9) دودھ (10) حضرت اسماءؓ

(11) حضرت ابوبکرؓ (12) سراقہ بن جعشم (13) سراقہ بن جعشم (14) سیرۃ النبی ﷺ (15) جناب امیرؓ
(16) امانتیں (17) مدینہ (18) تلوار کی (19) تین (20) مدینے
(21) امانتیں (22) مدینہ (23) تین (24) حضرت ابوبکرؓ (25) تین
(26) جناب امیرؓ (27) حضرت علی رضی اللہ عنہ (28) تین (29) مولانا شبلی نے
(30) حضرت امیرؓ کے (31) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے

مختصر جوابی سوالات

-1 حضرت اسماءؓ نے کیا خدمات سرانجام دیں؟ (LHR. GII)

جواب: ہجرت مدینہ کے وقت حضرت اسماءؓ روزانہ گھر سے کھانا پکا کر غارِ ثور میں پہنچا آتی تھیں۔

-2 سراقہ بن جعشم کو کس نے فرمان امن لکھ کر دیا؟ (MLN. GI)

جواب: حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام عامر بن فہیرہ نے سراقہ بن جعشم کو چمڑے کے ٹکڑے پر فرمان امن لکھ کر دیا۔

-3 حضرت علیؓ کو "فاتح خیبر" کیوں کہتے ہیں؟

جواب: آپؓ نے غزوۂ خیبر میں مرحب کے ساتھ بہادری سے مقابلہ کیا اور قلعہ خیبر کو فتح کیا۔ اس لیے آپؓ کو فاتح خیبر کہا گیا۔

-4 آنحضرت ﷺ نے ہجرت مدینہ کے موقع پر کعبہ کو دیکھ کر کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: آنحضرت ﷺ نے ہجرت مدینہ کے موقع پر کعبے کو دیکھا اور فرمایا:

''مکہ! تو مجھ کو تمام دنیا سے زیادہ عزیز ہے، لیکن تیرے فرزند مجھ کو یہاں رہنے نہیں دیتے۔''

-5 حضرت عبداللہ نے کون سا فریضہ انجام دیا؟

جواب: حضرت عبداللہ، آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ رات کو غار میں رہتے۔ صبح منھ اندھیرے شہر چلے جاتے اور پتا لگاتے کہ قریش کیا مشورے کر رہے ہیں۔ جو کچھ خبر ملتی، شام کو آکر آنحضرت ﷺ سے عرض کرتے۔

-6 غارِ ثور میں قیام کے دوران حضرت ابوبکر صدیقؓ کے غلام نے کیا خدمت کی؟

جواب: حضرت ابوبکرؓ کا غلام کچھ رات گئے بکریاں چرا کر لاتا، آنحضرت ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ ان بکریوں کا دودھ پی لیتے۔ غارِ ثور میں قیام کے دوران یہی غذا تھی۔

-7 آنحضور ﷺ کی تشریف آوری سے قبل مدینہ میں کیا عالم تھا؟

جواب: آنحضور ﷺ کی تشریف آوری سے قبل تمام شہر ہمہ تن چشم انتظار تھا۔ معصوم بچے فخر اور جوش میں کہتے پھرتے تھے کہ پیغمبر ﷺ آ رہے ہیں۔ لوگ ہر روز تڑکے سے نکل نکل کر شہر کے باہر جمع ہو جاتے اور دوپہر تک انتظار کر کے حسرت کے ساتھ واپس چلے جاتے۔

-8 رسول پاک ﷺ نے نبوت کے کون سے سال ہجرت فرمائی؟ (RWP. GII)

جواب: رسول پاک ﷺ نے نبوت کے تیرھویں سال ہجرت فرمائی۔

-9 حضرت اسماءؓ کون تھیں اور انھوں نے کیا خدمات انجام دیں؟ (DGK. GII)

جواب: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیٹی تھیں۔ ہجرت مدینہ کے وقت حضرت اسماءؓ روزانہ گھر سے کھانا پکا کر غارِ ثور میں پہنچا آتی تھیں۔

-10 سیرۃ النبی ﷺ کس کی تصنیف ہے؟ (BWP. GII)

جواب: سیرۃ النبی ﷺ مولانا شبلی نعمانی کی تصنیف ہے۔

***

مولانا الطاف حسین حالیؔ (۱۸۳۷ء۔۱۹۱۴ء)

مقاصد تدریس

۱۔ طلبہ کو غالبؔ کی شخصیت اور ان کے عادات وخصائل سے آگاہ کرنا۔
۲۔ طلبہ کو بتانا کہ خوش اخلاقی اور کشادہ پیشانی بڑے لوگوں کا شیوہ ہے۔ ۳۔ خط کا جواب لکھنے کی اہمیت واضح کرنا۔
۴۔ طلبہ کو بتانا کہ ہمارے بزرگ کتنے وضع دار اور بامروت تھے۔ ۵۔ طلبہ کو ادبی قسم کے الفاظ وتراکیب سے روشناس کرانا۔

مصنف کا مختصر تعارف مولانا الطاف حسین حالیؔ کا آبائی وطن پانی پت ہے۔ ان کے آباؤ اجداد غیاث الدین بلبن کے زمانے میں ہندوستان آئے۔ جب آپ نو برس کے ہوئے تو والد کا انتقال ہو گیا۔ تعلیم کی تکمیل دہلی کے عالموں کی صحبت میں ہوئی۔ غالب اور شیفتہ کی صحبت سے خاص طور پر فیض حاصل کیا۔ سرسید سے بھی ان کا خاص تعلق تھا اور آپ ان کے قریبی اور بااعتماد ساتھیوں میں شمار ہوتے تھے۔ شیفتہ اور غالب کے انتقال کے بعد لاہور آئے اور پنجاب بک ڈپو میں ملازم ہو گئے۔ ۱۸۸۷ء میں حیدر آباد کی سرکار سے ان کے لیے سو روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر ہو گیا۔

مدعا نگاری حالی کے اسلوب بیان کی اہم خاصیت ہے۔ اپنے مضمون کی ادائیگی، مطالب کی وضاحت، اعتدال وتوازن، بے جا اختصار اور طوالت سے اجتناب نے حالی کی نثر نگاری کو منفرد بنا دیا۔ عبارت کو دلکش، سادہ اور مدلل بنانے میں حالی کا انداز اپنی مثال آپ ہے۔ آپ ہر بات کو سنجیدگی اور عقلیت کے ساتھ پرکھتے اور تخیل وجذبات سے دور رہ کر اپنے خیالات وحقائق کی وضاحت کرتے۔

تصانیف مولانا الطاف حسین حالیؔ معروف سوانح نگار، مستند مضمون نگار، اور بہترین نقاد تھے۔ ان کی مشہور کتابوں میں "حیاتِ جاوید"، "یادگارِ غالب"، "حیاتِ سعدی"، "مقدمۂ شعر وشاعری"، اور "مدوجزرِ اسلام" شامل ہیں۔ آخر الذکر کتاب "مسدسِ حالی" کے نام سے بہت مقبول ہوئی۔ مقدمۂ شعر وشاعری (جو دراصل ان کے دیوان کا طویل دیباچہ ہے) جدید اردو تنقید کا نقطہ آغاز ہے۔

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کشادہ	کھلا۔ چوڑا	محتاج	حاجت مند۔ مدد کا طلبگار	کھونٹی	چھوٹی میخ، بالوں کی جڑ
اخلاق	خلق کی جمع، عادات	احباب	رشتہ دار	ظرافت	مذاق، خوش طبعی
اشتیاق	شوق، آرزو، تمنا	بجالانا	پورا کرنا، کہا ماننا	پیر	بزرگ، ولی، بوڑھا
تعمیل	عمل کرنا، حکم بجالانا	اوراق	ورق کی جمع، کاغذات، صفحات	مرشد	ہدایت کرنے والا، رہنما
ملت	قوم	سوجھے	سمجھے	قلعے	محفوظ عمارات جہاں
مقدور	بساط، حیثیت	قلیل	کم، تھوڑی		فوج رہے۔
مہر ومحبت	دوستی اور پیار	حوصلہ فراخ	زیادہ حوصلہ / بڑا دل ہونا	چھتا	چھت، مکان کا اوپر کا حصہ

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
غم خواری	دوسروں کے دکھ درد	سائل	سوال کرنے والا، مانگنے والا، گداگر، فقیر	دیوان خانے	نشست گاہ، ڈرائنگ روم
	میں شریک ہونا	ناقل	نقل کرنے والا، راوی، بیان کرنے والا	دَرُون	اندرونی حصہ، اندر
یگانگت	اتفاق، قرابت	نسبت	تعلق، کسی چیز کی طرف منسوب کرنا	سودائی	دیوانہ، خبطی، احمق
فرض عین	نہایت ضروری کام	اپاہج	معذور	خودداری	غیرت، عزت نفس
سنگ دل	پتھر دل	غدر	بغاوت، ہنگامہ	تاریک	اندھیرا، کم روشن
اصلاح	درستی	ماہوار	مہینا بھر کی	امراو عمائد	حاکم اور سردار
فرمائشیں	فرمائش کی جمع، خواہشیں	محتاجوں	حاجت مندوں/محتاج کی جمع	پالکی	ڈولی
خالص و مخلص	خالص اور سچا	بساط	حیثیت، قدرت	رقعہ	خط، چٹھی
تکمیل	مکمل، پورا	گردش	مالی حالت خراب ہونا	ندامت	شرمندگی
بیرنگ	بغیر ٹکٹ کے	روزگار		مرغوب	پسندیدہ
ناگوار	ناپسندیدہ، مکروہ	شریفانہ طور	بھلے اور اعلیٰ طور طریقے	عمدہ عمدہ	نہایت اچھی
مروت	مہربانی، لحاظ	عمائد	عمید کی جمع، قوم کے سردار	تقاضا	خواہش، تاکید
طبیعت	صحت، حالت، کیفیت	سقیم	خستہ، خراب	مصاحبوں	مصاحب کی جمع
غایت	غرض، مطلب	چھینٹ	سستا کپڑا		خاص دوستوں
اخیر عمر	عمر کے آخری حصے میں	فرغل	روئی کا لبادہ	سلاطین	سلطان کی جمع، بادشاہ
اشعار	شعر کی جمع، ابیات	مالیدہ	ایک قسم کا پشمینے کا کپڑا، قیمتی کپڑا	یکہ	سواری
باوجودیکہ	اس سبب کے باوجود	جامہ دار	عمدہ کپڑا، پھول دار چھینٹ	است	ہے
جاڑا	سردی	حقیر	ادنیٰ، گھٹیا، سستا	مشرق رویہ	مشرق کی جانب
نیت	سوچ، دلی ارادہ،	وضع	شکل، حلیہ، کردار	تاریکیست	اندھیرا میں
	مقصد، مراد، خیال	رائے	تجویز، مشورہ، خیال	ایں خانہ	یہ مکان
سیر ہونا	پیٹ بھر جانا	خوبیاں	خوبی کی جمع، صفات	فواکہ	پھل
تحفتاً	تحفے کے طور پر	خوبی	صفت، اچھائی، اہلیت	چرت	سواری
سوغات	تحفہ	مہتاب	چاند	آب چشم	آنکھ کا پانی مراد آنسو
مصرع	آدھا شعر	آفتاب	سورج	چوغہ	لمبا کرتہ
باغ باغ	بہت خوش ہو جانا۔دلی	نالائقی	کم عقلی، ناسمجھی	کشادہ پیشانی	خوشی سے، اچھے مزاج کے
ہو جانا	خوشی محسوس کرنا	میسر ہونا	فراہم ہونا، ملنا، دستیاب ہونا	شرم کے مارے	بہت زیادہ شرمندہ ہونا
حیوانِ ناطق	بولنے والا جانور یعنی انسان	تنگ دل نہ ہونا	چھوٹا دل نہ ہونا	زمین میں گڑا جانا	
غم خواری و	غم بانٹنا اور پیار اور	گردش روزگار	حالات خراب ہو جانا	فرض اولین	پہلا فرض
یگانگت	ہمدردی کا اظہار کرنا	سے بگڑ جانا		بہ سبب مشرق	مشرق کی جانب ہونے کی
حیوانِ ظریف	مذاق کرنے والا انسان	حفظ وضع	ظاہرداری کا خیال رکھنا	رویہ	وجہ سے

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
غزل	شاعری کی ایک صنف	تاریک چھتا	مکان کے اوپر والے حصے کا تاریک ہونا	قصیدہ	وہ نظم جس میں کسی شخص کی تعریف کی جائے
دالان	لمبا اور بڑا کمرا	بہنگی	ٹوکری		

سبق کا خلاصہ (BWP. GI. GRW. GII. FBD. GI. SGD. GI. BWP. GI. MLN. GI)

سبق "مرزا غالب کے عادات وخصائل" میں مصنف مولانا الطاف حسین حالی نے مرزا غالب کے اخلاق وعادات بیان کیے ہیں۔ مرزا غالب جتنے اچھے اور اعلیٰ شاعر تھے اتنے ہی نفیس انسان اور وسیع اخلاق کے مالک تھے۔ وہ ہر شخص سے خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔ جو شخص آپ سے ایک بار ملتا وہ ہمیشہ ملنے کا شوق رکھتا تھا۔ دوستوں کو دیکھ آپ بہت خوش ہوتے تھے۔ دوستوں کی خوشی میں خوش اور غم میں غمگین ہو جاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ تمام ہندوستان میں آپ کے بے شمار دوست تھے۔ مرزا غالب اپنے دوستوں کے ہر خط کا جواب لکھنا اپنا پہلا فرض سمجھتے تھے۔ بیماری اور پریشانی میں بھی وہ خطوط کے جواب لکھتے تھے۔ وہ اپنے دوستوں کی فرمائشوں سے کبھی پریشان نہ ہوتے تھے۔ غزلوں کی درستی کے سوا اور دوسری فرمائشیں جب بھی آپ کے مخلص اور اچھے دوست کرتے تو وہ خوشی سے تعمیل کرتے تھے۔ مروت اور لحاظ مرزا کی طبیعت میں بہت زیادہ پایا جاتا تھا۔ عمر کے آخری حصے میں بوڑھے اور کمزور ہونے کے باوجود بھی دوستوں کے اشعار کی درستی کرتے تھے۔ مرزا غالب بہت حوصلہ منداور کھلے دل کے مالک تھے۔ کم آمدنی ہونے کے باوجود بھی گداگر کو اپنے دروازے سے خالی ہاتھ نہ جانے دیتے۔ آپ سادہ کھانا پسند کرتے تھے۔ غریبوں اور حاجت مندوں کی مدد اپنی حیثیت سے زیادہ کرتے۔ مرزا غالب اپنے ان دوستوں کا خاص خیال رکھتے تھے جو مالی پریشانیوں میں گھرے ہوئے ہوتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک صاحب نہایت خستہ حالت میں حقیر سے لباس میں مرزا کو ملے تو مرزا صاحب نے موزوں انداز میں ان کا حقیر لباس خود لے لیا اور انہیں اپنا نیا عمدہ نفیس لباس پہننے کو دے دیا۔

مرزا صاحب میں خوش طبعی اور مزاح کی حس بھی پائی جاتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ دوستوں کی محفل میں شاعر میر تقی میر کی تعریف کر رہے تھے۔ وہاں شیخ ابراہیم ذوق بھی موجود تھے۔ انہوں نے شاعری میں سودا کو میر پر فوقیت دی تو فوراً مرزا نے کہا کہ میں تو آپ کو میری سمجھتا تھا مگر آپ تو سودائی نکلے۔ اگرچہ مرزا صاحب کی آمدنی بہت کم تھی لیکن پھر بھی وہ خودداری اور حفظِ وضع کا خیال رکھتے تھے۔ وہ شہر کے امیر اور بڑے لوگوں سے ملاقات کرتے۔ مرزا صاحب پالکی کے بغیر بازار نہیں جاتے۔ مرزا صاحب کا انداز تحریر اور انداز بیان بہت منفرد تھا۔ ایک دن مرزا صاحب کے دوست دیوان فضل اللہ آپ سے ملے بغیر گھر کے قریب سے گزر گئے تو انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں اس دوست کو رقعہ بھیجا کہ وہ اسی وقت مرزا صاحب کو ملنے چلے آئے۔ مرزا صاحب کو آم بہت پسند تھے۔ ایک مرتبہ اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے، ہر شخص آم کے بارے میں اپنی رائے دے رہا تھا۔ مرزا صاحب کی باری آئی تو وہ کہنے لگے آم میں صرف دو باتیں ہونی چاہییں میٹھا ہو اور بہت ہو، اس بات پر سب حاضرین ہنس پڑے۔

اہم نثر پاروں کی تشریح

نوٹ: طلبا و طالبات درج ذیل مثالی سیاق وسباق سبق کے تمام پیراگراف کی تشریح سے پہلے لکھیں۔

سیاق وسباق مصنف کہتے ہیں مرزا غالب کمال شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے اخلاق بہت عمدہ تھے، بہت ملنسار تھے، اسی لیے ان کا حلقہ احباب بہت وسیع تھا۔ آپ کی طبیعت میں مروت اور لحاظ بہت زیادہ تھا۔ قلیل آمدنی کے باوجود کھلے دل والے تھے اور غریبوں اور محتاجوں کی اپنی حیثیت سے بڑھ کر مدد کرتے تھے۔ پھلوں میں ان کو آم بہت زیادہ پسند تھے۔

پیراگراف نمبر1 مرزا کی نیت آموں سے کسی طرح سیر نہ ہوتی تھی۔ اہل شہر تحفتاً بھیجتے تھے۔ خود بازار سے منگواتے تھے۔ باہر سے دُور دُور کا آم بطور سوغات کے آتا تھا، مگر حضرت کا جی نہیں بھرتا تھا۔ نواب مصطفیٰ خاں مرحوم ناقل تھے کہ ایک صحبت میں مولانا فضل حق اور دیگر احباب موجود تھے اور آم کی نسبت ہر ایک شخص اپنی اپنی رائے بیان کر رہا تھا کہ اس میں کیا کیا خوبیاں ہونی چاہییں۔ جب سب لوگ اپنی اپنی کہہ چکے تو مولانا فضل حق نے مرزا سے کہا کہ تم بھی اپنی رائے بیان کرو۔ مرزا نے کہا "بھئی میرے نزدیک تو آم میں صرف دو باتیں ہونی چاہییں، میٹھا ہو اور بہت ہو۔" (MLN, GI)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان.........مرزا غالبؔ کے عادات و خصائل (ii) مصنف کا نام.........مولانا الطاف حسین حالیؔ

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سوغات	تحفہ	ناقل	نقل کرنے والا، راوی	احباب	دوست
خوبیاں	خصوصیات				

تشریح مرزا غالبؔ کا جی کبھی آموں سے نہ بھرتا تھا۔ شہر کے لوگ بطور تحفہ انہیں آم بھجواتے اور خود مرزا غالبؔ بھی بازار سے منگوالیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ دور دور کے علاقوں سے بھی آموں کے تحفے آیا کرتے تھے۔ نواب مصطفیٰ خاں مرحوم نے اس کے بارے میں ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک مجلس میں مولانا فضل حق اور دوسرے دوست بھی موجود تھے۔ سب ہی آموں کی خوبیاں بڑھ چڑھ کر بیان کر رہے تھے۔ جب سب اپنی اپنی رائے دے چکے تو مولانا فضل حق نے مرزا غالبؔ کی رائے معلوم کرنا چاہی۔ اس پر مرزا غالبؔ نے کہا کہ میرے خیال میں تو آم میں صرف دو خوبیاں ہونی لازم ہیں۔ ایک یہ کہ میٹھا ہو اور دوسری خوبی یہ کہ بہت زیادہ ہو۔

پیراگراف نمبر2 ظرافت مزاج میں اس قدر تھی کہ اگر آپ کو بجائے حیوانِ ناطق کے حیوانِ ظریف کہا جائے تو بجا ہے۔ ایک دفعہ جب رمضان گزر چکا تو قلعے میں گئے۔ بادشاہ نے پوچھا: "مرزا تم نے کتنے روزے رکھے؟" عرض کیا: "پیر و مرشد! ایک نہیں رکھا۔" ایک دن نواب مصطفیٰ خان کے مکان پر ملنے کو آئے۔ ان کے مکان کے آگے چھتا تاریک تھا۔ جب چھتے سے گزر کر دیوان خانے کے دروازے پر پہنچے تو وہاں نواب صاحب ان کو لینے کے لیے کھڑے تھے۔ (SGD, GII)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان.........مرزا غالبؔ کے عادات و خصائل (ii) مصنف کا نام.........مولانا الطاف حسین حالیؔ

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ظرافت	خوش طبعی	حیوانِ ظریف	ہنسی مذاق کرنے والا انسان	دیوان خانے	بیٹھک، نشست گاہ
حیوانِ ناطق	بولنے والا جانور، یعنی انسان	پیر و مرشد	بزرگ رہنما		

تشریح مرزا غالبؔ کی عادات میں خوش طبعی بہت منفرد اور نمایاں خوبی تھی۔ آپ کی طبیعت میں خوش اخلاقی اس قدر تھی کہ آپ کو انسان کی بجائے، ہنسی مذاق کرنے والا انسان کہا جائے تو بجا ہوگا۔ ایک دفعہ رمضان المبارک کا مہینا گزر گیا تو آپ بادشاہ سلامت سے ملنے ان کے قلعے تشریف لے گئے تو بادشاہ سلامت نے آپ سے پوچھا کہ مرزا تم نے کتنے روزے رکھے ہیں؟ عرض کیا کہ پیر و مرشد ایک نہیں رکھا۔ پھر ایک دن آپ کو اپنے خاص دوست نواب مصطفیٰ خان سے ملنے کا اتفاق ہوا تو آپ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ نواب مصطفیٰ خان کے گھر کا اگلا چھتا تاریک تھا۔ جب آپ چھتے سے گزر کر نشست گاہ کے دروازے پر پہنچے تو وہاں نواب صاحب ان کے

استقبال کے لیے پہلے ہی کھڑے تھے۔ مرزا صاحب نے فوراً ان کو دیکھ کر فارسی زبان میں یہ مصرع پڑھا۔

آبِ چشمۂ حیواں درونِ تاریکیست

یعنی آبِ حیات اندھیرے میں ہے

پیراگراف نمبر3 اگرچہ مرزا کی آمدنی قلیل تھی مگر حوصلہ فراخ تھا۔ سائل ان کے دروازے سے خالی ہاتھ بہت کم جاتا تھا۔ اُن کے مکان کے آگے اندھے، لنگڑے، لولے اور اپاہج مرد عورت پڑے رہتے تھے۔ غدر کے بعد ان کی آمدنی کچھ اوپر ڈیڑھ سو روپے ماہوار ہوگئی تھی اور کھانے پینے کا خرچ بھی کچھ لمبا چوڑا نہ تھا، مگر وہ غریبوں اور محتاجوں کی مدد اپنی بساط سے زیادہ کرتے تھے، اس لیے اکثر تنگ رہتے تھے۔
(DGK. GII, RWP. GI, SWL. GII, DGK. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان .... مرزا غالبؔ کے عادات و خصائل (ii) مصنف کا نام .... مولانا الطاف حسین حالیؔ

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
قلیل	کم	فراخ	کھلا/وسیع	اپاہج	معذور
بساط	حیثیت				

تشریح مرزا غالب کی اگرچہ آمدنی کم تھی مگر حوصلہ بہت کھلا تھا۔ وہ بہت بڑے دل کے مالک تھے۔ مانگنے والے ان کے دروازے سے خالی ہاتھ بہت کم جاتے تھے۔ آپ کچھ نہ کچھ ان ضرورت مندوں کو ضرور دیتے تھے۔ غدر کے بعد ان کی کمائی میں ڈیڑھ سو روپے ماہانہ کا اضافہ ہو گیا تھا۔ ان کے کھانے پینے کا خرچ کچھ زیادہ نہ تھا۔ مگر وہ غریبوں کی مدد اپنی حیثیت سے زیادہ کرتے تھے۔ اس لیے ان کے حالات خراب رہتے تھے۔ اکثر معاشی تنگی ہو جاتی تھی۔

پیراگراف نمبر4 مروّت اور لحاظ مرزا کی طبیعت میں بدرجہ غایت تھا۔ باوجودیکہ اخیر عمر میں وہ اشعار کی اصلاح دینے سے بہت گھبرانے لگے تھے۔ بایں ہمہ کبھی کسی کا قصیدہ یا غزل بغیر اصلاح کے واپس نہ کرتے تھے۔ ایک صاحب کو لکھتے ہیں: "جہاں تک ہو سکا، احباب کی خدمت بجالایا اور اوراق اشعار دیکھتا تھا اور اصلاح دیتا تھا۔ اب نہ آنکھ سے اچھی طرح سُوجھے اور نہ ہاتھ سے اچھی طرح لکھا جائے۔"
(MLN. GII, BWP. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان .... مرزا غالبؔ کے عادات و خصائل (ii) مصنف کا نام .... مولانا الطاف حسین حالیؔ

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مروت	سخاوت، لحاظ	بدرجہ غایت	انتہا درجے کا	بایں ہمہ	ان تمام چیزوں کے باوجود
بجالایا	تعمیل کی				

تشریح مرزا غالبؔ عمدہ عادات و خصائل کے مالک تھے۔ سخاوت اور لحاظ مرزا کی طبیعت میں بہت زیادہ پایا جاتا تھا۔ عمر کے آخری حصے میں بوڑھے اور کمزور ہونے کے باوجود بھی دوستوں کے قصیدے، غزلوں کے اشعار کی درستی کرتے تھے حالانکہ ان کی صحت اور طبیعت کی خرابی اس بات کی بالکل اجازت نہیں دیتی تھی تاہم وہ لیٹے لیٹے اشعار دیکھتے اور اصلاح کر دیا کرتے تھے۔ گویا ایسی حالت میں بھی انہوں نے کسی کو انکار نہیں کیا۔ ایک صاحب کو مرزا غالبؔ لکھتے ہیں کہ جس حد تک ممکن ہوا، میں نے دوستوں کی خدمت کی۔ اُن کے اشعار دیکھ کر اصلاح کرتا رہا۔ اب نظر کی کمزوری کے باعث یہ ممکن نہیں اور نہ ہی بڑھاپے کے باعث ہاتھ ہی اچھی طرح لکھتے ہیں۔

پیراگراف نمبر 5 مرزا غالب کے اخلاق نہایت وسیع تھے۔ وہ ہر شخص سے جو اُن سے ملنے جاتا تھا، بہت کشادہ پیشانی سے ملتے تھے۔ جو شخص ایک دفعہ ان سے ملتا اسے ہمیشہ ملنے کا اشتیاق رہتا تھا۔ دوستوں کو دیکھ کر باغ باغ ہو جاتے تھے اور اُن کی خوشی سے خوش اور غم سے غمگین ہوتے تھے۔ اس لیے ان کے دوست، ہر مذہب اور ہر ملت کے، نہ صرف دلّی میں بلکہ تمام ہندوستان میں بے شمار تھے۔
(FBD. GII, BWP. GII)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان .... مرزا غالب کے عادات وخصائل (ii) مصنف کا نام......... مولانا الطاف حسین حالی

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اخلاق	عادات، خوبیاں	ملت	قوم	اشتیاق	شوق
کشادہ پیشانی	خوش اخلاقی	باغ باغ ہونا	خوش ہونا		

تشریح اس سبق میں مرزا غالب کے عادات و خصائل کی خوبیاں بہت اچھے انداز سے بیان کی گئی ہیں۔ ان میں بہت اچھی عادات پائی جاتی تھیں۔ وہ نہایت اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے۔ وہ ہر شخص سے خوش اخلاقی اور پیار محبت سے ملتے تھے۔ ان کے اچھے اخلاق اور عمدہ حسن سلوک کی بدولت ہر شخص ان کی ملنساری اور اچھے اخلاق کا شیدائی ہو جاتا اور دوبارہ ملنے کی تمنا رکھتا۔ مرزا غالب اپنے دوستوں سے بہت محبت کرتے تھے۔ اپنے دوستوں کے لیے دل میں نرم گوشہ بھی رکھتے تھے۔ اپنے دوستوں کے لیے اس قدر ہمدردی رکھتے تھے کہ ان کی خوشی میں خوش اور دکھ میں اُداس و پریشان ہو جاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ لوگ ان کے حلقہ احباب میں شامل ہونے کی بھرپور کوششیں کرتے تھے۔ ان کے اچھے اخلاق، ملنساری اور ہمدردی کی بدولت ان کے دوست ہر مذہب اور ہر قوم میں پائے جاتے تھے۔ نہ صرف دہلی شہر میں بلکہ پورے ہندوستان میں ان کے بے شمار دوست تھے۔ اس لیے ان کا حلقہ احباب وسیع تھا۔

حل مشقی سوالات

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) مرزا غالب کیسے اخلاق کے مالک تھے؟ (MLN. GI, SWL. GII, BWP. GI)

جواب: مرزا غالب کے اخلاق نہایت وسیع تھے۔ وہ خوش مزاج، ملنسار اور ایک مخلص دوست تھے۔ مروّت اور لحاظ ان میں حد درجہ پایا جاتا تھا۔ انتہائی قناعت پسند اور بلند حوصلے کے مالک تھے۔ ظرافت ان کی طبیعت کا لازم جزو تھی۔ جو شخص ایک دفعہ ان سے ملتا، اسے ہمیشہ ملنے کا اشتیاق رہتا تھا۔

(ب) دوستوں کو دیکھ کر غالب کی حالت کیا ہوتی تھی؟ (LHR. GII, GRW. GII, FBD. GI, MLN. GI, SGD. GI, RWP. GII)

جواب: دوستوں کو دیکھ کر مرزا غالب کی طبیعت باغ باغ ہو جاتی تھی۔ جب دوستوں سے ملتے تو ان کی خوشی سے خوش اور غم سے غمگین ہو جاتے تھے۔ اس لیے ان کے ہر مذہب اور ہر ملت کے دوست تھے۔

(ج) مرزا غالب کو کہاں کہاں سے خط آتے تھے؟ (SWL. GI, RWP. GII, LHR. GI)

جواب: مرزا غالب کے دوست ملک کے ہر کونے میں بے شمار تھے۔ اس لیے انہیں نہ صرف دلّی بلکہ ملک کے کونے کونے سے خط آتے تھے۔

(د) اکثر لوگ غالب کو کس طرح کے خط بھیجتے تھے؟ (DGK. GI, MLN. GII)

جواب: اکثر لوگ مرزا غالب سے غزلوں کی اصلاح کروانے کے لیے خطوط بھیجتے تھے۔ ان کے بعض خالص و مخلص دوست خطوط میں طرح

طرح کی فرمائشیں بھی لکھ دیتے تھے اور اکثر مرزا غالبؔ کو بیرنگ خط وصول کرنے پڑتے مگر آپ نے کبھی بُرا نہ منایا۔

(ہ) سائلوں کے ساتھ مرزا غالبؔ کا سلوک کیسا تھا؟

(LHR. GI, GRW. GI & GII, FBD. GII, SWL. GI, MLN. GII, DGK. GII)

جواب: اگرچہ مرزا غالبؔ کی آمدنی نہایت قلیل تھی مگر حوصلہ فراخ تھا۔ سائل ان کے دروازے سے خالی ہاتھ بہت کم جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ ان کے مکان کے آگے لنگڑے، لولے، اندھے اور اپاہج لوگ پڑے رہتے تھے۔

(و) دوستوں کے ساتھ مرزا غالبؔ کا سلوک کیسا تھا؟

جواب: مرزا غالبؔ کا دوستوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک تھا۔ وہ انھیں دیکھ کر باغ باغ ہو جاتے تھے اور ان کی خوشی سے خوش اور غم میں غمگین ہو جاتے تھے۔ ضرورت کے موقع پر ان کی مدد بھی کرتے تھے۔

(ز) مرزا غالبؔ کے مزاج کی خاص خوبی کیا تھی؟ (LHR. GI, GRW. GI, SWL. GII, RWP. GII, SGD. GII)

جواب: ''ظرافت'' مرزا غالبؔ کے مزاج کی خاص خوبی تھی۔

(ح) مرزا غالبؔ کو کون سا پھل پسند تھا؟ (DGK. GII, BWP. GI & GII, SWL. GI)

جواب: مرزا غالبؔ کو آم سب سے زیادہ پسند تھا۔

(ط) سبق ''مرزا غالبؔ کے عادات و خصائل'' کس کتاب سے لیا گیا ہے؟ (GRW. GI, SGD. GII)

جواب: سبق ''مرزا غالبؔ کے عادات و خصائل'' مولانا الطاف حسین حالیؔ کی کتاب ''یادگارِ غالبؔ'' سے لیا گیا ہے۔

(ی) سبق ''مرزا غالبؔ کے عادات و خصائل'' کے مصنف کون ہیں؟

جواب: سبق ''مرزا غالبؔ کے عادات و خصائل'' کے مصنف ''مولانا الطاف حسین حالیؔ'' ہیں۔

۲۔ مندرجہ ذیل الفاظ و محاورات کو اپنے جملوں میں استعمال کریں۔

کشادہ پیشانی، باغ باغ ہونا، مخلص، گردشِ روزگار، سیر ہو جانا، زمین میں گڑ جانا

جواب:

الفاظ	جملے
کشادہ پیشانی	مرزا غالبؔ ہر ایک سے کشادہ پیشانی سے ملتے تھے۔
باغ باغ ہونا	طلبا امتحان میں پاس ہونے پر باغ باغ ہو گئے۔
مخلص	علامہ محمد اقبالؒ نہایت مخلص انسان تھے۔
گردشِ روزگار	ہمیں گردشِ روزگار سے ستائے ہوئے لوگوں کی مدد کرنی چاہیے۔
سیر ہو جانا	مرزا غالبؔ کی نیت آموں سے کسی طرح سیر نہ ہوتی تھی۔
زمین میں گڑ جانا	علی امتحان میں فیل ہو کر شرم کے مارے زمین میں گڑ گیا۔

۳۔ مندرجہ ذیل جملوں کو مکمل کریں۔

(الف) مرزا غالبؔ کے اخلاق نہایت .... تھے۔ **(ب)** دوستوں کی فرمائشوں سے کبھی .... نہ ہوتے تھے۔

(ج) خودداری اور حفظِ وضع کو وہ کبھی ہاتھ سے .... تھے۔ **(د)** فواکہ میں .... ان کو بہت مرغوب تھا۔

(ہ) مرزا کی نیت .... سے کسی طرح سیر نہ ہوتی تھی۔

جوابات: **(الف)** وسیع **(ب)** تنگ دل **(ج)** نہ جانے دیتے **(د)** آم **(ہ)** آموں

۴۔ سبق کے متن کو مدِنظر رکھ کر درست جواب کی (✔) سے نشاندہی کریں۔

(الف) مرزا غالب کے نہایت وسیع تھے: (LHR. GI, GRW. GI, RWP. GI & GII, RWP. GII, BWP. GI, SGD. GII)

(i) اخلاق (ii) افکار (iii) خصائل (iv) کردار

(ب) مرزا غالب دوستوں کی کن باتوں سے کبھی تنگ دل نہ ہوتے تھے؟

(i) بُری باتوں سے (ii) زیادتیوں سے (iii) فرمائشوں سے (iv) حرکتوں سے

(ج) لوگ اکثر مرزا غالب کو خط لکھتے تھے: (MLN. GI, SGD. GII, RWP. GI, BWP. GI, DGK. GI, SWL. GII)

(i) محبت بھرے (ii) دُکھ بھرے (iii) بیرنگ (iv) طویل

(د) مرزا کی طبیعت میں بدرجۂ غایت تھا: (LHR. GII, SWL. GII, RWP. GI, SGD. GI)

(i) جود و سخا (ii) اخلاص (iii) مروت و لحاظ (iv) صبر

(ہ) ایک صحبت میں مرزا غالب کس کی تعریف کر رہے تھے؟ (SWL. GI, GRW. GII)

(i) ذوق کی (ii) مومن کی (iii) بہادر شاہ ظفر کی (iv) میر تقی میر کی

(و) کس نے سودا کو میر پر ترجیح دی؟ (RWP. GI, BWP. GII, GRW. GI, MLN. GI, SWL. GII, RWP. GI, BWP. GII)

(i) ذوق نے (ii) غالب نے (iii) مومن نے (iv) شیفتہ نے

(ز) فواکہ میں غالب کو بہت مرغوب تھا: (GRW. GII, FBD. GII, LHR. GI, SGD. GII, BWP. GI)

(i) خربوزہ (ii) تربوز (iii) آم (iv) آڑو

جوابات: (الف) اخلاق (ب) فرمائشوں سے (ج) بیرنگ (د) مروت و لحاظ
(ہ) میر تقی میر کی (و) ذوق نے (ز) آم

۵۔ اعراب لگا کر تلفظ واضح کریں۔ اخلاق، مروت، اصلاح، وضع، جرٹ

جواب: اَخْلاق ۔ مُرَوَّت ۔ اِصْلاح ۔ وَضْع ۔ جُرٹ

۶۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
اخلاق	ملت	وسیع
خوشی	لحاظ	غم
مذہب	وسیع	ملت
مروت	ٹکٹ	لحاظ
بیرنگ	حیوان ظریف	ٹکٹ
حیوان ناطق	غم	حیوان ظریف

۷۔ مذکر اور مؤنث الفاظ الگ الگ کر کے لکھیں۔

غم، خوشی، خط، مذہب، ملت، حرف، غزل، مروت، لحاظ، ٹکٹ، حوصلہ، وضع، جاڑا، ظرافت

جواب: مذکر: غم ۔ خط ۔ مذہب ۔ لحاظ ۔ حوصلہ ۔ ٹکٹ ۔ حرف ۔ جاڑا
مؤنث: خوشی ۔ ملت ۔ غزل ۔ مروت ۔ وضع ۔ ظرافت ۔

مختلف اندازِ بیان میں امتیاز کرنا:

جملوں پر غور کیجیے۔

(ا) پاکستان کو ۲۰۰۰ میگاواٹ بجلی کی کمی کا سامنا ہے۔
(ب) چٹھی نمبری ۲۱۵/ای کے تحت، علی کی خدمات محکمہ تعلیم کے سپرد کی جاتی ہیں۔
(ج) قرار دیا جاتا ہے کہ فلاں ابن فلاں تعزیرات پاکستان دفعہ فلاں کے تحت فلاں جرم کا مرتکب ہوا ہے۔
(د) کمپیوٹر کا ہارڈ ویئر اس کا دماغ اور سافٹ ویئر اُس کا ذہن ہے۔
(ہ) اگر تیرا قول صادق ہے تو شہد فائق ہے، ورنہ تھوک دینے کے لائق ہے۔

آپ نے غور کیا کہ یہ پانچوں جملے اُردو زبان میں ہونے کے باوجود اپنے لہجے، تیور، اسلوب اور لفظوں کے انتخاب کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ اختلاف کا سبب ایک طرف وہ بات یا مفہوم ہے، جسے اظہار میں لانا مقصود ہے اور دوسری طرف وہ حقیقی یا فرضی سامعین/قارئین ہیں، جن تک بات پہنچانا مقصود ہے۔ گویا مافی الضمیر اور مخاطبین کو لحاظ میں رکھ کر مخصوص پیرایہ اظہار کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ پہلا جملہ کسی اخبار کی خبر ہے، اس لیے اسے صحافتی قرار دیا جاسکتا ہے۔ صحافتی پیرایہ بیان سادہ ہوتا ہے کہ اخبار کے قارئین میں ہر طرح کے اور ہر ذہنی سطح کے لوگ ہوتے ہیں۔ دوسرا جملہ دفتری زبان کا ہے۔ دفتری زبان کی مخصوص اصطلاحات ہوتی ہیں، جنھیں دفتر سے متعلق لوگ سمجھتے ہیں۔ تیسرا جملہ قانونی اور عدالتی زبان کا ہے۔ قانون اور عدالت کی مخصوص زبان ہوتی ہے، مخصوص لفظیات اور اصلاحات ہوتی ہیں، جن کے مفاہیم و مطالب طے شدہ ہوتے ہیں اور ابہام سے یکسر پاک ہوتے ہیں۔ چوتھا جملہ تکنیکی زبان کا ہے۔ ہر شعبہ علم کی خاص زبان ہوتی ہے۔ طب، انجینئرنگ، کامرس، طبعیات، حیاتیات، فلکیات، ان سب کی جدا جدا زبان ہے اور ہر ایک کی الگ الگ اصطلاحات ہیں، جنھیں متعلقہ شعبہ علم کے اساتذہ، طلبہ اور دیگر متعلقین ہی سمجھتے ہیں۔

غور کریں تو آخری جملہ، دیگر تمام جملوں سے مختلف ہے۔ دیگر جملوں کے مفہوم میں قطعیت اور کامل وضاحت ہے، مگر آخری جملے میں ہلکا سا ابہام ہے۔ ایک اور فرق یہ ہے کہ باقی جملوں میں ایک قسم کا سپاٹ پن ہے، لیکن آخری جملے میں ایک طرح کا حسن موجود ہے۔ پہلے چاروں جملوں میں براہِ راست بات بیان کی گئی ہے، مگر آخری جملے میں اظہار بالواسطہ ہے۔ جملے میں ابہام اور حسن بالواسطہ اظہار سے ہی پیدا ہوا ہے۔ لہٰذا ادبی پیرایہ بیان میں ابہام اور حسن ہوتا ہے، اس لیے کہ ادبی اظہار میں خیال اور جذبہ دونوں ہوتے ہیں، مگر صحافتی، دفتری، قانونی اور تکنیکی بیان میں صرف خیال اور معلومات ہوتی ہیں۔ خیال میں قطعیت جبکہ جذبے میں ایک قسم کی دُھند اور ابہام ہوتا ہے۔

سرگرمیاں

۱۔ اساتذہ درست تلفظ اور ادائیگی کے ساتھ مرزا اسد اللہ خان غالب کی کوئی آسان اور معروف غزل طلبہ کو یاد کرائیں۔

غزل

ابن مریم ہوا کرے کوئی — میرے دکھ کی دوا کرے کوئی
بات پر واں زبان کٹتی ہے — وہ کہیں اور سنا کرے کوئی
نہ سنو، گر بُرا کہے کوئی — نہ کہو، گر بُرا کرے کوئی
روک لو، گر غلط چلے کوئی — بخش دو، گر خطا کرے کوئی
کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند — کس کی حاجت روا کرے کوئی
کیا کیا خضر نے سکندر سے — اب کسے رہنما کرے کوئی
جب توقع ہی اٹھ گئی غالب — کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی

۲۔ بچوں کے درمیان بیت بازی کا مقابلہ کرایا جائے۔

جواب: عملی کام

اشارات تدریس

۱۔ اساتذہ کے لیے لازم ہے کہ یہ سبق پڑھانے سے پہلے مرزا غالب اور مولانا حالی کے تعلق کو واضح کرتے ہوئے "یادگارِ غالب" کا تعارف کرائیں۔

جواب: مولانا حالی کا آبائی وطن پانی پت تھا اور وہیں اُن کی پیدائش ہوئی۔ لڑکپن اور شباب دلّی میں بسر ہوا۔ دلّی کے قیام میں اُنھوں نے شعروسخن کی بزم آرائیاں اور مشاعروں میں غالب کی سخن سنجیاں دیکھیں۔ اس وقت شعر گوئی سب سے زیادہ مقبول فن تھا اور ہر ایک کو اس کا شوق تھا۔ مولانا نے بھی اُسی زمانے میں طبع آزمائی کی اور اصلاح کے لیے مرزا غالب کا انتخاب کیا۔ یہ انتخاب خود ان کے ذوق کا پتا دیتا ہے۔ ایک بار مولانا کی ایک غزل دیکھنے کے بعد مرزا صاحب نے فرمایا: "اگر تم شعر نہ کہو گے تو اپنی طبیعت پر سخت ظلم کرو گے۔" مرزا صاحب کا یہ قول بالکل صحیح نکلا۔ مولانا اپنا اُردو فارسی کلام مرزا صاحب کو دکھاتے تھے۔ مولانا حالی کی معروف کتاب "یادگارِ غالب" بے حد مقبول ہوئی۔ اس کتاب میں انہوں نے مرزا غالب کی زندگی پر سیر حاصل معلومات تحریر کی ہیں۔

۲۔ مرزا غالب کی علمی و ادبی حیثیت اُجاگر کریں۔

جواب: مرزا غالب ۱۷۹۷ء میں آگرہ میں پیدا ہوئے۔ اُردو ادب میں ان کا مقام منفرد ہے۔ اُردو اور فارسی کلام میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ فکر کی بلندی ان کا خاص وصف ہے۔ شاعری کے علاوہ نثر بھی بے مثال لکھی ہے۔ مرزا غالب شاعری میں بڑی نادر تشبیہات استعمال کرتے ہیں۔ ان کی شاعری میں مزاح کی چاشنی بھی موجود ہوتی ہے۔ خیالات کی بلندی میں غالب کا جواب نہیں۔ خطوط نویسی کی طرز انھی کی ایجاد ہے۔ خط لکھتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ مکتوب نگار اور مکتوب الیہ آمنے سامنے بیٹھے گفتگو کر رہے ہیں۔ خط میں مکالمہ نگاری کا یہ انداز ان سے شروع ہو کر انھی پر ختم ہو گیا۔ خطوط کا مجموعہ "عود ہندی" کے نام سے موسوم ہے۔ ۱۸۶۹ء میں آپ نے وفات پائی۔

۳۔ سبق پڑھاتے ہوئے مرزا غالب کے چند اشعار بھی طلبہ کو سنائے جائیں اور ان کا مفہوم واضح کیا جائے۔

جواب: موت کا ایک دن معین ہے ۔۔۔ نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

مفہوم: شاعر اس شعر میں کہتا ہے کہ جب یہ بات طے شدہ ہے کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے، وہ وقت سے پہلے نہیں آ سکتی تو پھر پریشانی سے نیند کیوں نہیں آتی ؟ نیند کیوں مجھ سے روٹھی ہوئی ہے۔ میں کیوں ساری رات بے چین و بے قرار رہتا ہوں۔ مجھے سکون میسر کیوں نہیں ہے۔

جواب: مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی ۔۔۔ موت آتی ہے پر نہیں آتی

مفہوم: شاعر رنج و غم کا شکار ہے۔ جب انسان پریشانیوں سے گھر جائے تو اکتا کر موت کی خواہش کرتا ہے۔ وہ زندگی سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اسے موت کا ذائقہ چکھنا ہی اپنی موجودہ صورت حال سے اچھا لگتا ہے۔ شاعر کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معاملہ ہے۔ وہ اپنے دکھوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے موت کی تمنا کرتا ہے۔ اس کی زندگی دراصل موت کا ہی دوسرا نام ہے یوں موت تو آتی ہے لیکن اس کے جسم سے جان نہیں نکل رہی ہے۔

۴۔ اس سبق میں جن شاعروں اور ادیبوں کا ذکر آیا ہے، ان کا تعارف کرایا جائے۔

جواب: محمد ابراہیم ذوق (۱۷۸۹ء۔ ۱۸۵۴ء): نام محمد ابراہیم اور تخلص ذوق تھا۔ ان کے والد کا نام شیخ محمد رمضان تھا جو برصغیر کے دارالحکومت دہلی کے کابلی دروازے کے نزدیک رہتے تھے جہاں ذوق ۱۷۸۹ء میں پیدا ہوئے۔

محمد ابراہیم ذوق کی عمر پانچ چھے برس تھی کہ محلے کی مسجد کے ایک مدرس حافظ غلام رسول سے ابتدائی تعلیم پائی۔ حافظ صاحب موصوف عربی اور فارسی کے عالم ہونے کے علاوہ اُردو کے شاعر بھی تھے اور شوق تخلص کرتے تھے۔ حافظ صاحب کے پاس ان کے شاعر دوستوں کا آنا جانا بھی تھا۔ دیکھا دیکھی ذوق بھی ان ادبی محفلوں میں دلچسپی سے شامل ہونے لگے اور جب ایک حد تک عربی، فارسی اور اُردو کی تعلیم حاصل کر لی تو اس ماحول میں طبیعت آپ ہی آپ شاعری کی طرف مائل ہو گئی۔ ایک روز اچانک انہوں نے دو شعر کہے اور اپنے استاد حافظ غلام رسول شوق کو سنائے۔ حافظ صاحب وہ شعر سن کر خوش ہوئے اور شاگرد کا دل بڑھایا۔ اگرچہ ذوق غزل کے بھی شاعر تھے لیکن انہوں نے ساتھ ہی ساتھ قصیدے میں بھی بہت

نام پیدا کیا لیکن حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ غزل گوئی ذوقؔ کی طبیعت کی دلچسپی تھی لیکن قصیدہ گوئی ان کی مجبوری تھی۔ ذوقؔ نے اپنے پیچھے جو ادبی سرمایہ چھوڑا، اس میں خاص طور پر ان کا دیوان ہی قابلِ ذکر ہے جس میں ردیف وار غزلوں کے علاوہ قصائد شامل ہیں۔

میرزا محمد رفیع سوداؔ (۱۷۱۶ء۔۱۷۸۱ء): نام میرزا محمد رفیع اور تخلص سوداؔ تھا۔ ان کے آباؤ اجداد کابل (افغانستان) کے رہنے والے تھے جو تجارت کے سلسلے میں برصغیر پاک و ہند میں آئے اور یہاں کے مختلف شہروں سے ہوتے ہوئے آخر دہلی میں مقیم ہو گئے۔ سوداؔ یہیں دہلی میں پیدا ہوئے۔ یہ دَور دہلی میں خوشحالی کا دَور تھا، چنانچہ سوداؔ کے والد میرزا محمد شفیع دہلی کے ہو کر رہ گئے۔ میرزا سوداؔ نے دہلی میں آنکھ کھولی اور یہیں پروان چڑھے اور یہیں تعلیم و تربیت پائی۔

ایک طویل مدت تک دہلی میں اُردو شاعری کا میلان عام نہ تھا لیکن جب ولی دکنی کا اردو دیوان وہاں پہنچا تو دوسرے لوگ اور خاص طور پر شاعر اس زبان کی طرف متوجہ ہو گئے۔

سوداؔ کو بھی ماحول اور حالات کے مطابق پہلے فارسی شاعری سے لگاؤ تھا۔ پھر کچھ عرصہ بعد میر تقی میرؔ کے سوتیلے ماموں سراج الدین علی خاں کی ترغیب پر وہ اُردو شعر گوئی کی طرف مائل ہو گئے اور کچھ ہی عرصے میں اس قدر شہرت اور مقبولیت حاصل کر لی کہ وہ آسمانِ ادب کے درخشندہ ستاروں میں شامل ہو گئے۔

مرزا سوداؔ اور میر تقی میر کا زمانہ ایک ہے اور دونوں کا میلانِ شاعری اگر چہ ایک حد تک مختلف ہے لیکن اس کے باوجود اپنے اپنے میدان میں دونوں کا مرتبہ یکساں بلند ہے۔ میرؔ کا طبعی میلان غزل اور سوداؔ کا رجحان قصیدے کی طرف تھا۔ محمد حسین آزاد نے دونوں کا موازنہ کرتے ہوئے ایک دلچسپ بات کہی ہے کہ میر کا کلام مجموعی طور پر ''آہ'' ہے تو سودا کا ''واہ''۔

میر تقی میرؔ (۱۷۲۵ء۔۱۸۱۰ء): اصلی نام محمد تقی اور تخلص میرؔ تھا۔ میر تقی میرؔ کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ وہ اکبر آباد (آگرہ) میں پیدا ہوئے لیکن زندگی کے مختلف حالات کے باعث آخر دہلی آ گئے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ طبیعت میں شعر و شاعری کا ذوق فطری تھا جو سراج الدین علی خان آرزو کے پاس رہ کر اور نکھر گیا۔ خان آرزو اپنے زمانے کے مشہور شاعر تھے اور میرؔ کے سوتیلے ماموں تھے، میرؔ نے کچھ عرصہ اپنے اسی ماموں کے پاس گزارا تھا۔

میرؔ نے اپنی تصنیفات ''نکات الشعرا'' اور ''ذکرِ میر'' میں خود اپنے حالات قلم بند کیے ہیں۔ ان کے اپنے بیان کے مطابق وہ اکبر آباد (آگرے) کے رہنے والے تھے۔ برصغیر میں وارد ہونے سے پہلے ان کے آباؤ اجداد حجاز کے باشندے تھے۔ میرؔ کے والد کا نام محمد علی تھا جو اپنی پرہیزگاری اور صوفی منش طبیعت کے باعث علی متقی کے نام سے زیادہ مشہور تھے۔ میرؔ بڑے ہوئے تو ان پر بھی رفتہ رفتہ صوفیانہ رنگ چھا گیا۔ میرؔ کے بعض اشعار میں بھی یہ رنگ دیکھا جا سکتا ہے۔

میرؔ کے کلام میں غزلیات کے علاوہ مثنویاں وغیرہ بھی شامل ہیں لیکن ان کی وجۂ شہرت زیادہ تر غزل اور صرف غزل ہے۔ غزل میں بلا مبالغہ میرؔ کو امام و پیشوا کا مقام حاصل ہے اور اس کا اعتراف ان کے ممتاز ہم عصروں نے بھی کیا ہے مثلاً سوداؔ ایک غزل کے مقطع میں کہتے ہیں:

سوداؔ! تو اُس غزل کو غزل در غزل ہی لکھ ۔۔۔ ہونا ہے تجھ کو میرؔ سے استاد کی طرف

ناسخؔ کہتے ہیں: شبہ ناسخؔ! نہیں کچھ میرؔ کی استادی میں ۔۔۔ آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میرؔ نہیں

غالبؔ کہتے ہیں: غالبؔ! اپنا تو عقیدہ ہے بقول ناسخؔ ۔۔۔ ''آپ بے بہر ہے جو معتقدِ میرؔ نہیں

ذوقؔ نے کہا: نہ ہُوا پر نہ ہُوا میرؔ کا انداز نصیب ۔۔۔ ذوقؔ! یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

نواب محمد مصطفٰے خاں شیفتہ: محمد مصطفٰی خاں نام۔ شیفتہ اور حسرتیؔ تخلص۔ سالِ ولادت ۱۸۰۶ء اور مقامِ ولادت دہلی ہے۔ ان کے والد عظیم الدولہ سرفراز الملک نواب مرتضٰی خاں بہادر مظفر جنگ، نواب ولی داد خاں مرحوم کے صاحب زادے اور نواب محمد خاں بنگش رئیس فرخ آباد کے ہم

نسب تھے۔ شیفتہ کی والدۂ محترمہ نواب اکبری بیگم، اس زمانے کے مشہور سپہ سالار اسمٰعیل بیگ خاں ہمدانی کی صاحب زادی اور احتشام الدولہ محمد بیگ خاں کی نواسی تھیں۔

نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ کے اجداد، حصول مراتب و مناصب کے لیے، فرخ سیر کے عہد میں کوہاٹ سے دہلی آئے اور اپنے مقصد کو پہنچ کر فرخ آباد میں اقامت گزیں ہو گئے، لیکن جب سلطنت دہلی کی شمع جھلملائی تو نواب مرتضیٰ خاں نے اپنے مستقر سے نکل کر، مہاراجہ جسونت راؤ ہلکر کی فوج میں ایک اونچے عہدے پر ملازمت کر لی۔ جہاں گیر آباد کا علاقہ پہلے راجہ کھوردس رائے کی ملکیت تھا لیکن ۱۸۱۴ء میں بہ علت عدم ادائے مال گزاری نیلام ہوا اور نواب مرتضیٰ خاں نے خرید کر اپنی زندگی ہی میں اپنے صاحب زادے، نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ کے نام منتقل کر دیا۔ شیفتہ کے بعد یہ جاگیران کی اولاد کے پاس رہی۔ تا آں کہ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان برِعظیم پاک و ہند بنا اور بھارت سرکار نے اپنی حدود میں زمینداری کا خاتمہ کر کے، اس جاگیر کی بھی عاقبت ''بخیر'' کر دی۔

تصانیف: شیفتہ سے حسب ذیل تصانیف یادگار ہیں:

۱۔ ترغیب السالک الٰہی احسن المسالک، جس کا فارسی نام برہ آورد ہے۔

۲۔ لحسن عراق ۳۔ گلشن بے خار ۴۔ دیوان فارسی ۵۔ دیوان اُردو

۵۔ طلبہ کو بتایا جائے کہ غالب کس طرح میر کی عظمت کے قائل تھے نیز غالب کا یہ شعر سنایا جائے۔

ریختے کے تمھی اُستاد نہیں ہو غالب
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا

جواب: میر کو خدائے سخن کہا گیا ہے۔ انہوں نے مختلف اصناف شعر میں طبع آزمائی کی ہے مگر ان کی پہچان غزل گوئی ہے۔ بلاشبہ وہ غزل کے بادشاہ ہیں۔ خلوص، درد و غم، ترنم اور سادگی کی بدولت ان کی غزلیں دل پر اثر کرتی ہیں۔ ان کی شاعرانہ عظمت کا اعتراف کرتے ہوئے غالب نے بھی کہا:

ریختے کے تمھی اُستاد نہیں ہو غالب
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا

اس شعر میں غالب خود کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اُردو زبان کے صرف تم ہی اُستاد نہیں ہو بلکہ اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا جسے اس زبان و کلام پر ملکہ حاصل تھا۔

۶۔ نئے اور مشکل الفاظ کا مفہوم واضح کر کے ان کا استعمال طلبہ کو سکھایا جائے۔

جواب:

مشکل الفاظ	مفہوم	استعمال
-1 یگانگت	اتفاق و اتحاد	مسلمانوں کو آپس میں یگانگت کو فروغ دینا چاہیے۔
-2 فرض عین	لازمی فرض	حقوق العباد کو پورا کرنا ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔
-3 سقیم	خراب	نوکری چھن جانے کے باعث اُن کی مالی حالت سقیم ہو گئی ہے۔
-4 فرغل	روئی والا لمبا کوٹ	گرم لباس میں فرغل موسم سرما کی شدت کو کم کرتا ہے۔
-5 عمائد	معززین	غالب کی شہر بھر کے عمائد سے ملاقات رہتی تھی۔
-6 ظرافت	ہنسی مذاق	ظرافت مرزا غالب میں بدرجہ غایت موجود تھی۔
-7 بساط	طاقت	ہمیں اپنی بساط سے بڑھ کر راہ خدا میں خرچ کرنا چاہیے۔
-8 فواکہ	پھل	فواکہ میں مرزا غالب کو آم پسند تھے۔
-9 سوغات	تحفہ، ہدیہ	آم موسم گرما کی اہم سوغات ہے۔

لاہور،ملتان،فیصل آباد،گوجرانوالہ،ساہیوال،ڈیرہ غازی خان،بہاولپور،سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیرالانتخابی سوالات

-1 الطاف حسین حالی کا سرکار حیدرآباد نے کتنا ماہوار وظیفہ مقرر کیا؟ (GRW. GII)
(A) 75روپے (B) 100روپے (C) 150روپے (D) 200روپے

-2 "یادگارِ غالب" کس کی تصنیف ہے؟ (LHR. GI, FBD. GII, DGK. GI)
(A) مرزا غالب (B) بہادر شاہ ظفر (C) الطاف حسین حالی (D) سرسید

-3 مرزا غالب کے اخلاق نہایت...... تھے۔ (BWP. GII)
(A) وسیع (B) کشادہ (C) سادہ (D) مناسب

-4 غدر کے بعد مرزا غالب کی آمدنی کچھ اوپر..... روپے ہوگئی تھی۔ (FBD. GI)
(A) سو (B) ڈیڑھ سو (C) دوسو (D) پانچ سو

-5 مرزا غالب کو کس نے حیوان ظریف کہا؟ (DGK. GII)
(A) مولانا الطاف حسین حالی نے (B) مولانا شبلی نعمانی نے (C) سرسید احمد خان نے (D) قائداعظم محمد علی جناح نے

-6 ایک صحبت میں میر تقی میر کی تعریف کون کررہا تھا؟ (DGK. GII, FBD. GI, MLN. GI)
(A) مرزا غالب (B) حالی (C) سودا (D) ذوق

-7 مرزا غالب کی نیت کسی طرح سیر نہ ہوتی تھی: (FBD. GII, MLN. GII, SWL. GI)
(A) سیبوں سے (B) انگوروں سے (C) آموں سے (D) اناروں سے

-8 مرزا غالب کی طبیعت میں بدرجہ غایت تھا: (GRW. GI)
(A) جودوسخا (B) اخلاص (C) مروت اور لحاظ (D) صبر

-9 مرزا غالب کو پسند تھا: (GRW. GII)
(A) آم (B) بیرنگ (C) فرغل (D) چوغہ

-10 سبق "مرزا غالب کے عادات وخصائل" کے مصنف کا نام ہے: (MLN. GI)
(A) سرسید احمد خاں (B) شبلی نعمانی (C) حالی (D) پریم چند

-11 مرزا غالب کو کون سا پھل مرغوب تھا؟ (DGK. GI)
(A) کیلا (B) سیب (C) آم (D) امرود

-12 الطاف حسین حالی............میں پیدا ہوئے۔ (GRW. GII)
(A) لکھنؤ (B) پانی پت (C) دکن (D) اعظم گڑھ

-13 مرزا غالب دوستوں کو دیکھ کر ہو جاتے تھے: (FBD. GII)
(A) ناراض (B) خوش (C) باغ باغ (D) غمگین

-14 ایک صحبت میں مرزا غالب.........تعریف کر رہے تھے۔ (MLN. GI)

(A) ذوق کی (B) مومن کی (C) بہادر شاہ ظفر کی (D) میر تقی میر کی

-15 غالب کو کون سا پھل بہت مرغوب تھا: (SGD. GI)

(A) خربوزہ (B) انگور (C) سیب (D) آم

جوابات: (1) 100روپے (2) الطاف حسین حالی (3) وسیع (4) ڈیڑھ سو
(5) مولانا الطاف حسین حالی نے (6) مرزا غالب (7) آموں سے (8) مروت اور لحاظ
(9) آم (10) حالی (11) آم (12) پانی پت (13) باغ باغ
(14) میر تقی میر کی (15) آم

مختصر جوابی سوالات

-1 مرزا غالب کی علمی و ادبی حیثیت اُجاگر کریں۔

جواب: مرزا غالب ۱۷۹۷ء میں آگرہ میں پیدا ہوئے۔ اُردو ادب میں ان کا مقام منفرد ہے۔ اُردو اور فارسی کلام میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ فکر کی بلندی ان کا خاص وصف ہے۔ شاعری کے علاوہ نثر بھی بے مثال لکھی ہے۔ مرزا غالب شاعری میں بڑی نادر تشبیہات استعمال کرتے ہیں۔ ان کی شاعری میں مزاح کی چاشنی بھی موجود ہوتی ہے۔ خیالات کی بلندی میں غالب کا جواب نہیں۔ خطوط نویسی کی طرز انھی کی ایجاد ہے۔

-2 مرزا غالب دوستوں کے خطوط کا جواب کس طرح دیتے تھے؟

جواب: مرزا غالب ہر خط کا جواب لکھنا اپنے ذمے فرض عین سمجھتے تھے۔ ان کا بہت سا وقت دوستوں کو جواب دینے میں صرف ہوتا تھا۔ بیماری اور تکلیف کی حالت میں بھی وہ خطوں کے جواب لکھنے سے باز نہ آتے تھے۔

-3 مرزا غالب کو کہاں کہاں سے خط آتے تھے؟ (MLN. GI)

جواب: مرزا غالب کے دوست ملک کے ہر کونے میں بے شمار تھے۔ اس لیے انہیں نہ صرف دلی بلکہ ملک کے کونے کونے سے خط آتے تھے۔

-4 مرزا غالب کیسے اخلاق کے مالک تھے اور دوستوں کے ساتھ کیسے ملتے تھے؟ (LHR. GII)

جواب: مرزا غالب کے اخلاق نہایت وسیع تھے۔ وہ خوش مزاج، ملنسار اور ایک مخلص دوست تھے۔ مروّت اور لحاظ ان میں حد درجہ پایا جاتا تھا۔ انتہائی قناعت پسند اور بلند حوصلے کے مالک تھے۔ ظرافت ان کی طبیعت کا لازم جزو تھی۔ جو شخص ایک دفعہ ان سے ملتا، اسے ہمیشہ ملنے کا اشتیاق رہتا تھا۔

دوستوں کو دیکھ کر مرزا غالب کی طبیعت باغ باغ ہو جاتی تھی۔ جب دوستوں سے ملتے تو ان کی خوشی سے خوش اور غم سے غمگین ہو جاتے تھے۔ اس لیے ان کے ہر مذہب اور ہر ملت کے دوست تھے۔

-5 سبق "مرزا غالب کے عادات و خصائل" کس کتاب سے لیا گیا ہے اور اس کے مصنف کون ہیں؟ (SWL. GI)

جواب: سبق مرزا غالب کے عادات و خصائل مولانا حالی کی کتاب "یادگارِ غالب" سے لیا گیا ہے۔ اس کے مصنف مولانا الطاف حسین حالی ہیں۔

-6 الطاف حسین حالی کی کوئی سی دو تصانیف کے نام لکھیے۔ (DGK. GII)

جواب: "مسدس حالی" اور "حیات سعدی"۔

***

سرسید احمد خان (۱۸۱۷ء۔۱۸۹۸ء)

مقاصدِ تدریس

۱۔ طلبہ کو لفظ ''کاہلی'' کے لفظی اور اصطلاحی معنی سے متعارف کرانا۔ ۲۔ اُردو مضمون نویسی کے ابتدائی اسلوب سے آگاہ کرنا۔
۳۔ سرسید احمد خان کی تحریروں میں موجود مقصدیت سے روشناس کرانا۔ ۴۔ اُمتِ مسلمہ کے زوال کے ایک اہم سبب سے آگاہ کرنا۔

مصنف کا مختصر تعارف

سرسید احمد خان کے آباؤ اجداد شاہ جہاں کے عہد میں ہندوستان آئے تھے۔ سرسید احمد خان نے زمانے کے رواج کے مطابق تعلیم حاصل کی۔ عدالت میں بطور سررشتہ دار کام کیا، پھر ترقی کرتے کرتے منصف کے عہدہ تک جا پہنچے۔ سرسید احمد خان نے مسلمانانِ ہند کی اصلاح کے لیے بھرپور کوششیں کیں۔ ابتدا میں مرادآباد اور غازی آباد میں سکول کھولے۔ بعدازاں ۱۸۷۵ء میں علی گڑھ میں کالج کی بنیاد رکھی۔ انگریزی کتابوں کے اُردو تراجم کے لیے سائنٹیفک سوسائٹی قائم کی۔ ۱۸۷۰ء میں علمی و ادبی رسالہ ''تہذیب الاخلاق'' کا اجرا کیا۔

سرسید نے اردو ادب میں مضمون کی صنف کو رواج دیا۔ خود بھی کثرت سے مضامین لکھے اور اپنے رفقا سے قومی، تعلیمی، مذہبی، معاشرتی اور اخلاقی موضوعات پر متعدد مضامین لکھوائے۔ بقول مولوی عبدالحق: ''من جملہ بے شمار احسانات کے جو سرسید نے ہماری قوم پر کیے۔ ان کا بہت بڑا احسان اردو زبان پر ہے۔ انہوں نے زبان کو پستی سے نکالا، اندازِ بیان میں سادگی کے ساتھ وسعت پیدا کی۔ سنجیدہ مضامین کا ڈول ڈالا، جدید علوم کے ترجمے کرائے، بے لاگ تنقید اور روشن خیالی سے اردو ادب میں انقلاب پیدا کیا۔''

تصانیف

ان کی چھوٹی بڑی کتابوں کی تعداد تیس سے زائد ہے۔ بہت سے خطوط، مضامین اور تقاریر کے مجموعے بھی ان کے علاوہ ہیں۔ ان کی اہم تصانیف میں ''آثار الصنادید''، ''رسالۂ اسبابِ بغاوتِ ہند''، ''تبیین الکلام''، ''خطباتِ احمدیہ'' اور ''تفسیر قرآن'' شامل ہیں۔

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بہ مجبوری	مجبور ہو کر، مجبوری کے ساتھ	حیوانی خصلت	حیوانی عادت، درندگی	حاجت	ضرورت
طبیعت ثانی	پختہ عادت، دوسری عادت	صفت	خوبی، اچھائی، اہلیت	عقل	سمجھ، شعور، فکر
دلی قویٰ	دل کی طاقتیں	چنداں	زیادہ، اس قدر	مثل	مثال۔ کی طرح
بے کار	فضول، بغیر کسی کام کے	قمار بازی	جوا کھیلنا	تحریک	حرکت
ضرورتاً	ضرورت کے تحت، ضرورت کے وقت	برخلاف	کے خلاف	مشغول	مصروف
عارضی	وقتی، جو ہمیشہ کے لیے نہ ہو۔	قصور	غلطی	بہتری	بھلائی
بدسلیقہ	سلیقے کے بغیر، تمیز نہ ہونا	اخراجات	خرچے	توقع	اُمید، آرزو
وحشی	جنگلی، اجڈ	قوتِ عقلی	عقل اور سمجھ کی قوت	اندرونی قویٰ	اندرونی قوتیں، یعنی
رفع	دور	چستی	پھرتی، تیزی		فکر و عمل کی صلاحیت

الفاظ	معانی	الفاظ	موانی	الفاظ	معانی
غرض کہ	مقصد یہ کہ	اوقات بسر کرنا	زندگی کے دن کاٹنا	لاخراج دار	خراج یا محصول نہ دینے والے
مستعد رہنا	تیار رہنا	کاہلی	سستی		
دلی قویٰ	دل کی قوتیں، صلاحیتیں	طبیعت ثانی	دوسری عادت	چنداں	اسی قدر، اتنی دیر
ولایت	ملک، محکوم ملکوں کے باشندوں کے لیے ان کے آقاؤں کا ملک	حیوان صفت	حیوان جیسی خصوصیات	وحشی	جانوروں کا سا
		قوائے قلبی	دل کی قوت، ذاتی صلاحیتیں		

سبق کا خلاصہ

(LHR. GI & GII. MLN. GII. SGD. GII. RWP. GII. BWP. GII. FBD. GII. GRW. GI, SWL. GII. DGK. GI & GII)

کاہلی لفظ کے معانی و مفہوم کو سمجھنے میں لوگ غلطی کرتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے کہ ہاتھ پاؤں سے محنت نہ کرنا، محنت مزدوری میں سرگرمی نہ دکھانا یا اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے میں سستی کرنا کاہلی ہے مگر وہ یہ بات نہیں سمجھتے کہ دل کی قوتوں کو بے کار چھوڑ دینا سب سے بڑی کاہلی ہے۔ یعنی اپنی اہلیتوں کو بروئے کار نہ لانا، اپنی قابلیتوں سے صحیح طریقے سے فائدہ نہ اُٹھانا اور اپنی صلاحیتوں کو بے کار چھوڑ دینا اصل کاہلی ہے۔

پیٹ بھرنے کے لیے روٹی کما کر کھانا ضروری ہے اور اپنی بسر اوقات کے لیے ہاتھ پاؤں کی کاہلی چھوڑ کر محنت کی جاتی ہے۔ اسی لیے محنت مزدوری کرنے والے افراد بہت کم کاہل ہوتے ہیں۔ سخت سے سخت کام کرنا اُن کی طبیعت کا حصہ بن جاتا ہے۔ جن لوگوں کو اپنی بسر اوقات کرنے کے لیے ہاتھ پاؤں سے سخت محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اپنی اہلیتوں، صلاحیتوں اور قابلیتوں کو بے کار چھوڑ کر کاہل انسان بن جاتے ہیں۔ اُن کی عادات حیوانوں سے ملنے لگتی ہیں۔

لوگ پڑھائی میں بھی ترقی کرتے ہیں۔ ان پڑھے لکھوں میں سے کسی ایک کو ہی تعلیم اور سمجھ کو کام میں لانے کا موقع ملتا ہوگا۔ لیکن اگر انسان محض عارضی ضرورتوں کو پورا کرے اور دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دے تو نہایت سخت کاہل اور وحشی ہو جاتا ہے۔ انسان کی مثال بھی حیوانوں جیسی ہے۔ جس وقت اُس کے دل کی حرکت سست ہو جاتی ہے تو وہ جسمانی باتوں میں مصروف ہو کر حیوانی خصلت میں پڑ جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ انسان اپنی اندرونی قوتوں کو بے کار نہ کرے بلکہ اُن کو استعمال میں لائے۔ ایسا انسان جس کی آمدن اُس کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے کافی ہو، اور اُسے آمدن کے حصول کے لیے زیادہ محنت و مشقت نہ کرنی پڑے جیسا کہ ہمارے ہندوستان میں ہمارے ملک کے رہنے والوں اور اُن لوگوں کا حال تھا جو حکومت کو محصول بھی نہیں دیتے تھے، ایسا انسان اگر اپنی ذاتی اہلیتوں سے فائدہ نہ اٹھائے تو کیا ہوگا۔ وہ وحشیانہ طور طریقے اپنائے گا، قمار بازی اور تماش بینی کا عادی ہو جائے گا۔ یہی عادات وحشی انسانوں میں ہوتی ہیں، فرق صرف اتنا ہوتا ہے وہ وحشی بدسلیقہ ہوتے ہیں اور یہ وضع دار وحشی ہوتا ہے۔

یہ بات درست ہے کہ ہندوستان میں ایسے کام بہت کم ہوتے ہیں جن سے عقلی قوت اور دلی قویٰ کو استعمال کرنے کا موقع ملے۔ اس کے برعکس انگلستان کے لوگوں کے لیے ایسے مواقع بہت زیادہ ہیں۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اگر کوشش اور محنت اُن کی ضرورت اور شوق نہ رہے تو وہ بھی بہت جلد وحشی بن جائیں۔

ہمارے ملک میں جو قوائے دلی کو کام میں لانے کا موقع نہیں ہے تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہم نے کاہلی اختیار کر لی ہے اور اپنی صلاحیتوں کو بے کار چھوڑ دیا ہے۔ اگر ہمیں دل کی قوتوں اور عقلی قوتوں کو استعمال کرنے کا موقع حاصل نہیں تو ہمیں اس بات کی فکر اور کوشش کرنی چاہیے کہ ایسا موقع کس طرح حاصل ہو؟ اگر ہماری غلطی ہے تو فکر اور کوشش کرنی چاہیے کہ اُس غلطی کو کس طرح دُور کیا جا سکتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ دل کو بے کار نہیں پڑے رہنا چاہیے بلکہ کوئی نہ کوئی فکر اور کوشش کرتے رہنا لازم ہے۔ جب تک ہماری قوم سے کاہلی یعنی دل کی قوتوں کو بیکار رکھنے کی عادت نہ جائے گی تب تک قوم کی بہتری کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

اہم نثر پاروں کی تشریح

نوٹ: طلبا و طالبات درج ذیل مثالی سیاق و سباق سبق کے تمام پیراگراف کی تشریح سے پہلے لکھیں۔

سیاق و سباق مصنف کا کہنا ہے کہ لوگ کاہلی کے مفہوم کو غلط سمجھتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ پاؤں سے مزدوری نہ کرنا کاہلی ہے لیکن ایسا نہیں۔ محنت مزدوری کرنے والے لوگ بہت کم کاہل ہوتے ہیں۔ سخت ترین کام کرنا ان کی طبیعت ثانی بن جاتی ہے مگر جن لوگوں کو اس محنت کی حاجت نہیں رہتی وہ اپنے دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ کر بڑے کاہل اور حیوان صفت بن جاتے ہیں۔ مصنف نے بیان کیا ہے کہ ہمارے ملک میں ہمیں قوائے دلی اور قوت عقلی کو کام میں لانے کا موقع نہیں ملتا۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے دلی قویٰ اور دماغی صلاحیتوں کو استعمال میں لائیں اور انہیں بے کار نہ چھوڑیں تبھی ہماری قوم میں بہتری آئے گی اور ملک ترقی کرے گا۔

پیراگراف نمبر 1 انسان بھی، مثل اور حیوانوں کے ایک حیوان ہے اور جب کہ اس کے دلی قویٰ کی تحریک سست ہو جاتی ہے اور کام میں نہیں لائی جاتی، تو وہ اپنی حیوانی خصلت میں پڑ جاتا ہے اور جسمانی باتوں میں مشغول ہو جاتا ہے اور انسانی صفت کو کھو کر پورا حیوان بن جاتا ہے۔ پس ہر ایک انسان پر لازم ہے کہ اپنے اندرونی قویٰ کو زندہ رکھنے کی کوشش میں رہے اور ان کو بیکار نہ چھوڑے۔
(FBD, GII, SGD, GI & GII)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان .... کاہلی (ii) مصنف کا نام .... سرسید احمد خان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مثل	مثال	دلی قویٰ	دل کی قوتیں	خصلت	عادت	مشغول	مصروف

تشریح بے شک انسان بھی مثل اور حیوانوں کے ایک معاشرتی حیوان ہے۔ جب وہ ذاتی صلاحیتوں یعنی دل کی قوتوں سے بھرپور فائدہ نہیں اٹھاتا تو ان قوتوں کی تحریک سستی میں پڑ جاتی ہے اور استعمال میں نہیں لائی جاتی۔ جب انسان اپنی ذاتی صفات اور اہلیتوں کو بے کار چھوڑ دیتا ہے تو ان صفات کی جگہ حیوانی خصلتوں میں پڑ جاتا ہے۔ انسانی صفت کو کھو کر انسان پورے کا پورا حیوان بن جاتا ہے یعنی اُس کی زندگی سے مقصدیت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ جب وہ بے مقصد زندگی گزارتا ہے تو پھر اُس کی عادات و اطوار حیوان کی طرح بن جاتی ہیں یعنی وہ محض کھاتا ہے، پیتا ہے اور سوتا جاگتا ہے۔ اپنی ذہانت، عقل و شعور اور سمجھ بوجھ کو زندگی کے اہم مقاصد کا تعین کر کے استعمال میں لانا نہایت ضروری ہے تاکہ انسان کی قابلیتیں زنگ آلودہ نہ ہوں اور وہ وحشی پن کی طرف نہ جا سکے۔ اس لیے انسان کے لیے ضروری ہے کہ اپنی ذاتی صلاحیتوں کو استعمال کرے اور اندرونی قوتوں سے بھرپور فائدہ اٹھائے اور انہیں بے کار نہ پڑا رہنے دے۔

پیراگراف نمبر 2 ہاتھ پاؤں کی محنت، اوقات بسر کرنے اور روٹی کما کر کھانے کے لیے نہایت ضروری ہے۔ روٹی پیدا کرنا اور پیٹ بھرنا، ایک ایسی چیز ہے کہ یہ مجبوری اس کے لیے محنت کی جاتی ہے اور ہاتھ پاؤں کی کاہلی چھوڑی جاتی ہے اور اسی لیے ہم دیکھتے ہیں کہ محنت مزدوری کرنے والے لوگ اور وہ جو کہ اپنی روزانہ محنت سے اپنی بسر اوقات کا سامان مہیا کرتے ہیں۔ (LHR, GI)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان .... کاہلی (ii) مصنف کا نام .... سرسید احمد خان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اوقات بسر	وقت گزارنا	کاہلی	سستی، کام چوری	پیٹ بھرنا	بھوک مٹانا	مہیا	دستیاب

تشریح سرسید احمد خان سبق "کاہلی" کے اس پیراگراف میں کہتے ہیں کہ زندگی گزارنے کے لیے اور روزی روٹی کما کر کھانے کے لیے ہاتھ پاؤں کی محنت بہت ضروری ہے۔ پیٹ بھرنے اور بھوک مٹانے کے لیے رزق پیدا کرنا ایک ایسی چیز ہے جس کے لیے مجبوری کے تحت محنت کرنی پڑتی ہے کیونکہ ہر چیز پیسے سے خریدی جاتی ہے۔ پیٹ بھرنے کے لیے انسان کو کاہلی چھوڑنی پڑتی ہے ہڈحرامی سے پیٹ نہیں بھرتا اس لیے ہم دیکھتے ہیں کہ محنت مزدوری کرنے والے لوگ اور وہ لوگ جو روزانہ مزدوری کر کے اپنی زندگی کا سامان خریدتے ہیں۔ چست وتوانا ہوتے ہیں۔

پیراگراف نمبر3 یہی ہوگا کہ اس کے عام شوق وحشیانہ باتوں کی طرف مائل ہوتے جاویں گے۔ مزے دار کھانا اس کو پسند ہوگا، قمار بازی اور تماش بینی کا عادی ہوگا اور یہی سب باتیں اُس کے وحشی بھائیوں میں بھی ہوتی ہیں۔ (MLN. GII)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان............کاہلی (ii) مصنف کا نام............سرسید احمد خان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
وحشیانہ	جانوروں کا سا	مائل	راغب	قمار بازی	جوا کھیلنا	وحشی	جنگلی

تشریح مذکورہ پیراگراف میں سرسید احمد خان لکھتے ہیں کہ ایسا شخص جس کو روٹی کمانے کے لیے محنت ومشقت نہ کرنی پڑے۔ وہ اپنے دلی صلاحیتوں کو بے کار ڈال دے تو کیا حال ہوگا؟ مصنف کے نزدیک ایسا شخص فضول مشاغل میں مشغول ہو جائے گا۔ وہ ضرور غیر تہذیب یافتہ کاموں کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔ اسے لذیذ کھانے پسند ہونگے ،فرصت کے باعث وہ جوا کھیلنے اور تماشا دیکھنے کے کاموں کی طرف مائل ہوگا۔ یہ سب باتیں غیر تہذیب یافتہ اور جنگلی لوگوں میں پائی جاتی ہیں۔

پیراگراف نمبر4 اگر ہم کو قوائے قلبی اور قوت عقلی کے کام میں لانے کا موقع نہیں ہے، تو ہم کو اس کی فکر اور کوشش چاہیے کہ وہ موقع کیوں کر حاصل ہو۔ اگر اُس کے حاصل کرنے میں ہمارا کچھ قصور ہے، تو اس کی فکر اور کوشش چاہیے کہ وہ قصور کیوں کر رفع ہو۔ غرض کہ کسی شخص کے دل کو بے کار پڑا رہنا نہ چاہیے، کسی نہ کسی بات کی فکر و کوشش میں مصروف رہنا لازم ہے، تا کہ ہم کو اپنی تمام ضروریات کے انجام کرنے کی فکر اور مستعدی رہے اور جب تک ہماری قوم سے کاہلی یعنی دل کو بے کار پڑا رکھنا نہ چھوٹے گا، اُس وقت تک ہم کو اپنی قوم کی بہتری کی توقع کچھ نہیں ہے۔ (GRW. GII)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان............کاہلی (ii) مصنف کا نام............سرسید احمد خان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
قوائے قلبی	دل کی قوتیں مراد اندرونی صلاحیتیں، انفرادی قابلیتیں	مصروف	مشغول	توقع	اُمید
قوت عقلی	سمجھ بوجھ کی صلاحیت	لازم	لازمی	بہتری	بھلائی
کیوں کر	کس طرح	بے کار	فضول، بے فائدہ	رفع ہونا	دُور ہونا
قصور	غلطی	مستعدی	پھرتی، چستی، چالاکی	کاہلی	بے کار پڑا رہنا

تشریح اس پیراگراف میں مصنف نے قوم کی بہتری کے لیے اہم ترین نکتے کی نشاندہی کی ہے۔ قوم کی بہتری کے لیے ضروری ہے کہ کاہلی کو دُور کیا جائے۔ پیراگراف میں وہ یہ بات بتاتے ہیں کہ اگر ہمیں اپنے دل کی قوتوں اور عقل وسمجھ کو کام میں

لانے کا موقع نہیں ہے۔ یعنی ہمارے پاس اگر ایسے مواقع نہیں ہیں کہ ہم اپنی غور وفکر کی بنا پر عمل کی کوشش کریں تو ہمیں اس فکر اور کوشش میں رہنا چاہیے کہ ایسے مواقع کس طرح حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ ان مواقع کے نہ ملنے میں کہیں نہ کہیں ہماری غلطی ہے تو ہمیں اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ اُس غلطی کو کس طرح دور کیا جا سکتا ہے۔ الغرض کسی بھی شخص کو ذہنی جمود اور تساہل کا شکار نہیں ہونا چاہیے۔ دل کو بے کار پڑا رہنے نہیں دینا چاہیے بلکہ کسی نہ کسی بات کی فکر وکوشش میں مصروف رہنا لازمی ہے تاکہ ہم اپنی زندگی کی تمام ضروریات کو انجام دینے کی فکر اور مستعدی میں رہیں۔ یعنی ہماری ذہنی صلاحیتیں، فکری قوتیں، عملی صلاحیتیں تعطل اور جمود کا شکار نہیں ہونی چاہییں۔ اپنی اصلاح اور ترقی کے لیے فکر کرنی چاہیے۔ اگر مواقع حاصل نہیں تو اُن کو حاصل کرنے کی فکر کرنی چاہیے۔ اگر موقع حاصل ہو جائے تو عملی کارکردگی کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ ہماری قوم کی بہتری کے لیے ضروری ہے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لائیں یعنی دل کو بے کار نہ رکھیں۔

حل مشقی سوالات

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینے کا کیا مطلب ہے؟ (MLN. GI, SWL. GI, BWP. GI, FBD. GI, MLN. GII)

جواب: دلی قویٰ کو بے کار چھوڑ دینے کا مطلب ہے دل کی قوتوں سے صحیح طریقے سے فائدہ نہ اُٹھانا۔ آسان لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو سوچ، فکر اور عمل سے لاتعلق کر کے بغیر کسی مقصد کے بے کار پڑا رہے۔

(ب) انسان کب سخت کاہل اور وحشی ہو جاتا ہے؟
(GRW. GII, RWP. GII, LHR. GI & GII, MLN. GI, DGK. GII, BWP. GI & GII)

جواب: جب انسان اپنی تعلیم اور عقل کو کام میں لانے کے لیے عارضی ضرورتوں کا منتظر رہے اور اپنے دلی قویٰ کو بے کار ڈال دے تو وہ نہایت سخت کاہل اور وحشی ہو جاتا ہے۔

(ج) کسی نہ کسی بات کی فکر و کوشش میں مصروف رہنا کیوں لازم ہے؟ (BWP. GII, RWP. GI)

جواب: کسی نہ کسی بات کی فکر وکوشش میں مصروف رہنا لازم ہے تاکہ ہمیں اپنی تمام ضروریات کے انجام کی فکر اور مستعدی رہے۔ اگر ہمیں قوتِ عقلی کو کام میں لانے کا موقع حاصل نہیں تو ہمیں اس کی فکر وکوشش کرنی چاہیے کہ ہمیں وہ موقع کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔

(د) قوم کی بہتری کیسے ممکن ہے؟ (GRW. GI, SGD. GI, & GII, SWL. GI)

جواب: جب تک ہماری قوم سے کاہلی یعنی دل کو بے کار پڑا رکھنا نہ چھوٹے گا، اُس وقت تک ہمیں اپنی قوم کی بہتری کی کچھ توقع نہیں ہے۔ قوم کی بہتری صرف اُسی صورت میں ممکن ہے اگر قوائے دلی کو کام میں لایا جائے۔

۲۔ سبق ''کاہلی'' کے متن کو مدِنظر رکھ کر درست جواب کی نشان دہی (✓) سے کریں۔

(الف) روٹی پیدا کرنے کے لیے نہایت ضروری ہے:
(FBD. GII, MLN. GII, SWL. GI, LHR. GI, SGD. GII, RWP. GI & GII, BWP. GI & GII)

(i) آرام (ii) محنت (iii) سفارش (iv) خوشامد

(ب) لوگ بہت کم کاہل ہوتے ہیں: (MLN. GI, DGK. GII, GRW. GI)

(i) بے فکر رہنے والے (ii) خوش گپیاں کرنے والے (iii) روزانہ محنت کرنے والے (iv) خود میں مگن رہنے والے

(ج) ہر ایک انسان پر لازم ہے:

(i) اپنے بارے میں سوچے (ii) مزے دار کھانے کھائے (iii) حقے کے دھوئیں اڑائے (iv) اپنے اندرونی قویٰ کو زندہ رکھے

(د) قوم کی بہتری کی توقع کی جا سکتی ہے: (SWL. GH, MLN. GI, SGD. GH, RWP. GI, DGK. GI, DGK. GI)

(i) کاہلی چھوڑ کر (ii) فکرمندی چھوڑ کر (iii) خوش و خرم رہ کر (iv) پریشان رہ کر

جوابات: (الف) محنت (ب) روزانہ محنت کرنے والے (ج) اپنے اندرونی قوی کو زندہ رکھے (د) کاہلی چھوڑ کر

۳۔ موزوں الفاظ سے خالی جگہیں پُر کریں۔

(الف) اُٹھنے، بیٹھنے، چلنے پھرنے میں سستی کرنا .... ہے۔ (نیند، کاہلی، بے کاری، بے عملی)

(ب) جب اس کے دلی قوی کی تحریک سست ہو جاتی ہے اور کام میں نہیں لائی جاتی تو وہ اپنی .... میں پڑ جاتا ہے۔
(انسانی خصلت، حیوانی خصلت، حیوانی جبلت، انسانی کمزوری)

(ج) ہمارے ملک میں، جو ہم کو اپنے قوائے دلی اور قوت عقلی کو کام میں لانے کا موقع نہیں رہا ہے، اس کا بھی سبب یہی ہے کہ ہم نے .... اختیار کی ہے۔ (کاہلی، بے راہ روی، قمار بازی، تماش بینی)

(د) کسی شخص کے دل کو .... پڑا رہنا چاہیے۔ (مصروف، فکرمند، بے کار، غم زدہ)
(LHR. GI, SGD. GH, FBD. GI)

جوابات: (الف) کاہلی (ب) حیوانی خصلت (ج) کاہلی (د) بے کار

۴۔ درج ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے۔ کاہلی، عقل، عارضی، وحشی، شک، مصروف

جواب:

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
کاہلی	چستی	عقل	بے وقوفی
عارضی	دائمی	وحشی	مہذب
شک	یقین	مصروف	فارغ

۵۔ درست بیان کے آگے (✔) اور غلط بیان کے آگے (✘) کا نشان لگائیں:

(الف) دلی قوی کو بے کار چھوڑ دینا سب سے بڑی کاہلی ہے۔ ✔

(ب) ہاتھ پاؤں کی محنت، اوقات بسر کرنے اور روٹی کما کر کھانے کے لیے ضروری نہیں۔ ✘

(ج) یہ سچ نہیں ہے کہ لوگ پڑھتے ہیں اور پڑھنے میں ترقی بھی کرتے ہیں۔ ✘

(د) کاہلی ایک ایسا لفظ ہے، جس کے معنی سمجھنے میں لوگ غلطی کرتے ہیں۔ ✔

۶۔ اعراب لگا کر درست تلفظ واضح کریں۔ کاہل، قوی، طبیعت، تحریک، رفع

جواب: کَاہِل ۔قُوٰی ۔طَبِیْعَت ۔ تَحْرِیْک ۔ رَفْع

۷۔ سرسید نے اس مضمون میں دو طرح کی کاہلی میں فرق کیا ہے: ایک وہ جو ہاتھ پاؤں سے محنت نہ کرنے کا نام ہے اور دوسری وہ کاہلی ہے، جس میں انسان کے دلی قوی بے کاری میں پڑ جاتے ہیں۔ سرسید دوسری کاہلی کو بڑی کاہلی قرار دیتے ہیں۔ غور کر کے بتائیں کہ دلی قوی کی بے کاری کا کیا مطلب ہے اور انسان کیسے دلی قوی کی بے کاری کے بعد حیوان اور وحشی ہو جاتا ہے؟

جواب: دلی قوی کی بے کاری کا مطلب ہے کہ انسان غور و فکر اور عقل و سمجھ کو چھوڑ دے اور اپنی صلاحیتوں اور اہلیتوں سے بھرپور طریقے سے فائدہ نہ اٹھائے۔ دلی قوی کو اگر بے کار رہنے دیں تو انسان کے عام شوق وحشیانہ باتوں کی طرف مائل ہوتے جائیں گے۔ مزے دار کھانا اُس کو پسند ہوگا، قمار بازی اور تماش بینی کا عادی ہوگا۔ اس طرح رفتہ رفتہ وہ حیوان اور وحشی ہوتا جائے گا۔ اُس

میں اور ایک جانور میں کوئی فرق باقی نہیں رہے گا۔

۸۔ قوتِ عقلی وہ انسانی صلاحیت ہے، جو ہر شے، ہر مشکل، ہر مسئلے کو سمجھنے اور سلجھانے کا قابلِ اعتماد ذریعہ ہے۔ کسی ایسے مسئلے کی نشان دہی کریں، جسے آپ نے اپنی عقل کی مدد سے سلجھایا ہو۔

جواب: مجھے کتب بینی کا بہت شوق ہے۔ ہم نصابی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے لیے مجھے اکثر مختلف کتابوں کی ضرورت رہتی ہے۔ نئی کتابیں خریدنے کے لیے میرے پاس اتنے پیسے نہیں ہوتے۔ میں نے اپنی عقل کی مدد سے اس مسئلے کا حل لائبریری کی ممبر شپ حاصل کر کے نکال لیا ہے۔ اب میں پڑھنے کے لیے بہترین اور قیمتی کتابیں بلا معاوضہ اور آسانی سے حاصل کر لیتا ہوں۔

مضمون: مضمون کا لفظ اپنی اصل کے اعتبار سے عربی ہے، جس کے لغوی معنی ہیں ضمن میں لیے ہوئے۔ کسی مقررہ موضوع پر اپنے خیالات، جذبات، تاثرات کا تحریری اظہار، مضمون کہلاتا ہے۔ دنیا کے ہر معاملے، مسئلے یا موضوع پر مضمون قلم بند کیا جا سکتا ہے۔ مضمون کی ایک خاص ترتیب ہوتی ہے۔ سب سے پہلے موضوع کا تعارف کرایا جاتا ہے، پھر اس کی حمایت یا مخالفت میں دلائل دیے جاتے ہیں، بحث کی جاتی ہے اور آخر میں اس بحث کا نتیجہ پیش کیا جاتا ہے۔ مضمون عام طور پر مختصر ہوتا ہے اور موضوع کے چیدہ چیدہ پہلوؤں پر دلچسپ پیرائے میں اظہارِ خیال کیا جاتا ہے۔ یوں تو مضمون کی کئی قسمیں ہیں: علمی، تاریخی، تنقیدی، سوانحی، فلسفیانہ، سائنسی، اصلاحی، ادبی۔ تاہم ادب میں ہلکے پھلکے انداز میں لکھی گئی اس تحریر کو مضمون کہا جاتا ہے، جس میں کہانی نہ ہو، خیالات، تاثرات اور جذبات ہوں۔ مضمون کی اس تعریف کو مدِ نظر رکھتے ہوئے "انٹرنیٹ کے فوائد اور نقصانات" پر مضمون لکھیں۔

جواب: انٹرنیٹ کے فوائد اور نقصانات

انٹرنیٹ کے فوائد: انٹرنیٹ جدید دور کی بہترین ایجاد ہے۔ جس سے ہم سیکنڈوں میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں بیٹھے ہوئے شخص سے رابطہ کر سکتے ہیں بلکہ اسے اپنے سامنے سکرین پر بھی دیکھ سکتے ہیں۔ ایسے لگتا ہے جیسے دنیا کمپیوٹر سکرین میں سمٹ آئی ہے۔ اب فون، تار اور خط جیسی روایات دم توڑتی جا رہی ہیں اور دنیا انٹرنیٹ پر پیغام رسانی کو ترجیح دے رہی ہے۔ اس سے وقت کا ضیاع نہیں ہوتا بلکہ ہم چند لمحوں میں اپنے پیغامات منتقل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر موضوع پر معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ تعلیمی لحاظ سے تو اس کے بے شمار فائدے ہیں۔ نئی نسل اس سے بھرپور استفادہ کر رہی ہے۔ آج انٹرنیٹ نے ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

ایسی ایجاد ہے یہ انٹرنیٹ ساری دنیا ہے اس کی مٹھی میں

انٹرنیٹ کی بدولت ہماری تعلیمی، معاشی، معاشرتی اور تجارتی سرگرمیوں میں انقلاب آ چکا ہے۔ انٹرنیٹ کے ذریعے بین الاقوامی مارکیٹ یعنی عالمی منڈی سے براہِ راست ہر چیز کی خرید و فروخت ہو سکتی ہے۔ اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ انٹرنیٹ کی بدولت دنیا کی کسی بھی لائبریری تک رسائی حاصل کر کے مطلوبہ معلومات بآسانی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ طلبہ کی ایک بڑی تعداد دوسرے سائنسی مضامین کے ساتھ ساتھ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی تعلیم بھی حاصل کر رہے ہیں۔

انٹرنیٹ کے نقصانات: جہاں انٹرنیٹ کے اتنے زیادہ فوائد اور ثمرات ہیں وہاں اس کے نقصانات بھی ہیں جن میں طلبہ کے لیے سب سے زیادہ اہم وقت کا ضیاع ہے۔ طلبا اپنی تعلیم پر توجہ دینے کی بجائے انٹرنیٹ پر چیٹنگ سے دل بہلانے میں مصروف رہتے ہیں۔ فلموں اور گانوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ مغربی ممالک انٹرنیٹ پر فحش اور عریاں تصاویر شائع کر دیتے ہیں جس سے ہماری نوجوان نسل بُری طرح متاثر ہو رہی ہے اور معاشرے میں جرائم بہت بڑھ چکے ہیں۔ بعض اوقات انٹرنیٹ پر بُرے لوگوں سے بھی واسطہ پڑ سکتا ہے جو کہ نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ایسے بہت سے فراڈ بھی منظرِ عام پر آ چکے ہیں۔

الغرض یہ کہ انٹرنیٹ کو اچھے مقاصد کے لیے استعمال کریں گے تو ہمیں بے شمار فوائد حاصل ہو سکتے ہیں لیکن اگر ہم اسے صرف وقت گزارنے اور لطف اندوزی کے لیے استعمال کریں گے تو فائدے اٹھانے کی بجائے ہم نقصانات سے دوچار ہو سکتے ہیں۔ ہمیں انٹرنیٹ کو

اصلاحی اور تعلیمی مقاصد کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔

سرگرمیاں

۱۔ کلاس کے بچوں کے درمیان محنت کے موضوع پر تقریری مقابلہ کرایا جائے۔

جواب: عملی کام

۲۔ بچوں سے کسی موضوع پر مضمون لکھوائیں اور اسے جماعت کے کمرے میں پڑھ کر سنایا جائے۔

جواب: موضوع: "طالب علم کے فرائض"

مفہوم: دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ جس میں تمام شعبہ ہائے زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ایک منظم اور پُر سکون معاشرے کے وجود کے لیے جہاں اسلام نے ماں باپ' اولاد' عام شہریوں اور ہمسایوں وغیرہ کے حقوق متعین کیے ہیں وہاں اسلام نے طالب علم کے فرائض بھی متعین کیے ہیں۔ طالب کے لفظی معنی ہیں طلب کرنے والا جبکہ طالب علم کے لغوی معنی ہیں علم کی طلب کرنے والا۔ ایک طالب علم پر درج ذیل فرائض عائد ہوتے ہیں جن پر عمل کرنا از حد ضروری ہے:

علم فرض سمجھ کر حاصل کیا جائے: طالب علم کا سب سے بڑا فرض یہ ہے کہ وہ علم کو صرف دنیاوی فوائد کو سامنے رکھ کر یا صرف کلاس میں پاس ہونے یا پوزیشن حاصل کرنے کے لیے حاصل نہ کرے بلکہ اسے فرض سمجھ کر حاصل کرے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے: "علم کا حاصل کرنا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے۔"

استاد کا احترام: طالب علم کو چاہیے کہ وہ اپنے استاد کا احترام کرے۔ استاد قوم کا معمار ہے۔ استاد ہی نونہالان قوم کی تعلیم و تربیت کا ذریعہ بنتا ہے۔ استاد ایک طرف تو طالب علم کو اخلاقی' روحانی و دینی تربیت دیتا ہے تو دوسری طرف وہ اس کی مختلف علمی' سائنسی' فنی اور پیشہ ورانہ مہارتوں کا بھی انتظام کرتا ہے۔ والدین بچے کی جسمانی پرورش کرتے ہیں جبکہ بچے کی روحانی تربیت استاد کے ذمے ہے۔

اس لحاظ سے استاد کی حیثیت اور اہمیت والدین سے کسی طرح کم نہیں بلکہ ایک لحاظ سے ان سے بڑھ کر ہے کیونکہ روح کو جسم پر فوقیت حاصل ہے۔ اس لیے طالب علم کو چاہیے کہ وہ ہر لحاظ سے استاد کے عزت و احترام اور مرتبے کا خاص خیال رکھے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے: "تیرے تین باپ ہیں۔ ایک وہ جو تجھے عدم سے وجود میں لایا' دوسرا وہ جس نے تجھے بیٹی دی اور تیسرا وہ جس نے تجھے علم کی دولت سے مالا مال کیا۔"

علم عاجزی و انکساری کو پسند کرتا ہے۔ وہ ایسے دل میں ہرگز گھر نہیں کر سکتا جس میں غرور اور تکبر ہو' پس طالب علم کا فرض ہے کہ علم کی قدر پہچانے اور اس کی خاطر عاجزی کا اظہار کرے۔ اپنے استاد سے غرور و تکبر سے پیش نہ آئے بلکہ اس کا ادب و احترام ملحوظ خاطر رکھے۔ اگر سوال بھی پوچھنا ہو یا کسی نکتے کی مزید وضاحت درکار ہو تو بھی عزت و احترام کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ ایسا طالب علم کبھی علم کی دولت سے محروم نہیں رہے گا۔ مشہور مقولہ ہے: "با ادب با نصیب' بے ادب بے نصیب۔"

امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:

"میرے استاد صاحب جب تک زندہ رہے میں نے ان کے مکان کی طرف کبھی پاؤں بھی نہ پھیلائے۔"

علم جہاں سے ملے حاصل کیا جائے: طالب علم کو چاہیے کہ علم جہاں سے اور جس سے بھی ملے اسے حاصل کرے۔ صرف مخصوص اساتذہ سے پڑھنے کی خواہش کرنا اور دوسروں سے منہ پھیر لینا نادانی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان ہی کی بات سمجھ میں آ جائے کیونکہ جس شخص کو شدید پیاس لگی ہو وہ یہ نہیں دیکھتا کہ اسے پانی چاندی کے گلاس میں پیش کیا جا رہا ہے یا مٹی کے پیالے میں۔ علم تواضع اور محنت و مشقت کے بغیر نہیں آ سکتا۔ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: "بے شک جو شخص دل (آگاہ) رکھتا ہے یا دل سے متوجہ ہو کر سنتا ہے اس کے لیے اس میں نصیحت ہے۔"

حصول علم کے لیے دل' حاضر دماغی' توجہ اور غور سے سننا لازم ہے۔ ماہر استاد کی رائے پر اپنی رائے کو ہرگز ترجیح نہیں دینی چاہیے۔

ورنہ ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ طالب علم کو چاہیے کہ جب تک استعداد و قابلیت پختہ اور مطالعہ وسیع نہ ہو جائے دینوی و اُخروی علوم میں صرف استاد کی راہ نمائی پر اعتماد کرے۔ ورنہ علم کی نعمت حاصل نہیں ہو سکتی۔

حضرت علیؓ کا قول: طالب علم کا یہ فرض ہے کہ وہ استاد کا اطاعت گزار ہو۔ فرماں برداری کے بغیر صحیح تعلیم کا حصول ممکن نہیں۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کا مشہور قول ہے: ''وہ، جس سے میں نے ایک حرف بھی سیکھا' میں اس کا غلام ہوں۔''

اطاعت و خدمت گزاری ہی خوش بختی کا ذریعہ ہے۔ استاد کی خدمت کا شرف طالب علم کے لیے باعثِ فخر ہے۔ قاضی فخر الدین کہتے ہیں: ''میں نے جو عزت و مرتبہ پایا ہے' اس کی وجہ اپنے محترم استاد قاضی ابوزید کی خدمت ہے۔ میں ان کے لیے کھانا پکایا کرتا تھا حالانکہ خود کھانے میں ان کے ساتھ شریک نہیں ہوتا تھا۔''

امام غزالیؒ کا فرمان ہے: ''جب تک تم اپنا سب کچھ علم کو نہ دے ڈالو' علم تمہیں اپنا کوئی حصہ بھی نہ دے گا۔''

علم سے خدا کی پہچان: علم سے انسان خدا کو پہچان سکتا ہے۔ صرف نیت کی صفائی اور عقل کی گہرائی کی ضرورت ہے۔ دیکھنے والے کو پھول کی ہر پتی اور گھاس کے ہر تنکے میں خدا کا جلوہ نظر آ سکتا ہے۔ طالب علم کا فرض ہے کہ علوم کو وہ حاصل کرنے میں مناسب تربیت حاصل کرے اور ایسا صرف تب ہی ممکن ہوتا ہے جب وہ استاد سے راہنمائی حاصل کرے گا۔

ہارون الرشید کے بیٹے اور استاد: ایک دن مشہور عباسی خلیفہ ہارون الرشید نے دیکھا کہ اس کے دونوں بیٹے مامون اور امین آپس میں اس بات پر جھگڑ رہے ہیں کہ استاد کے جوتے کون اٹھائے؟ آخر استاد کے کہنے پر وہ ایک ایک جوتا اُٹھا لائے اور استاد کے سامنے رکھ دیے۔ استاد نے خوش ہو کر دعا دی۔ اگلے روز خلیفہ نے دربار میں یہ سوال کیا کہ ''آج سب سے زیادہ عزت کس کی ہے؟'' سب نے کہا: ''خلیفہ کی عزت سب سے زیادہ ہے'' لیکن ہارون الرشید نے کہا ''نہیں' آج سب سے زیادہ عزت اس استاد کی ہے' جس کے جوتے اٹھانے میں یہ شہزادے فخر محسوس کرتے ہیں۔'' استاد کی حیثیت علم کی بارش جیسی ہوتی ہے اور طلبہ کی علم کی زمین جیسی جو زمین بارش کو جذب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے، وہ بارش کے فیض سے سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ والدین کے علاوہ استاد ہی وہ ہستی ہے جو اپنے شاگرد کو خود سے آگے بڑھتے دیکھ کر حسد کی بجائے خوش ہوتی ہے کیونکہ حقیقت میں طلبہ کی کامیابی استاد کی ہی کامیابی ہوتی ہے اس لیے طالب علم کا یہ بنیادی فرض ہے کہ استاد کی عزتِ نفس کا خیال رکھے اور اس کے وقار کو پامال نہ ہونے دے۔

الغرض استاد ایک ایسی ہستی ہے جس کے اپنے شاگردوں پر بے پناہ احسانات ہوتے ہیں۔ وہ اچھی تعلیم و تربیت کے ذریعے انہیں حیوان سے انسان بناتا ہے۔ ان کی زندگی کو اخلاقی و روحانی لحاظ سے سنوارتا اور نکھارتا ہے۔ لہٰذا شاگرد کا فرض ہے کہ استاد کی زندگی میں اس کے لیے دعائے خیر کرتا رہے اور جب وہ وفات پا جائے تو اس کے لیے صدقِ دل سے دعائے مغفرت طلب کرے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''جو شخص تم پر احسان کرے' تم اس کا صلہ دو' ورنہ کم از کم اپنے محسن کے لیے دعائے خیر ضرور کرو۔''

طالب علم کا فرض ہے کہ وہ پورے ذوق و شوق سے علم حاصل کرے تاکہ نا صرف دنیا میں بلکہ آخرت میں بھی کامیابی و کامرانی سے ہمکنار ہو اور دنیا میں بھی نا صرف اپنا بلکہ والدین اور ملک و ملّت کا بھی نام روشن کرے۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ **اساتذہ طلبہ کو مضمون کی صنف سے متعارف کرائیں۔**

جواب: مضمون کا لفظ اپنی اصل کے اعتبار سے عربی ہے جس کے لغوی معنی ہیں ضمن میں لیے ہوئے۔ کسی مقررہ موضوع پر اپنے خیالات، جذبات، تاثرات کا تحریری اظہار، مضمون کہلاتا ہے۔ دنیا کے ہر معاملے، مسئلے یا موضوع پر مضمون قلم بند کیا جا سکتا ہے۔ مضمون کی ایک

خاص ترتیب ہوتی ہے سب سے پہلے موضوع کا تعارف کرایا جاتا ہے پھر اس کی حمایت یا مخالفت میں دلائل دیے جاتے ہیں، بحث کی جاتی ہے اور آخر میں اس بحث کا نتیجہ پیش کیا جاتا ہے۔ مضمون عام طور پر مختصر ہوتا ہے اور موضوع کے چیدہ چیدہ پہلوؤں پر دلچسپ پیرائے میں اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ یوں تو مضمون کی کئی قسمیں ہیں: علمی، تاریخی، تنقیدی، سوانحی، فلسفیانہ، سائنسی، اصلاحی، ادبی تاہم ادب کے ہلکے پھلکے انداز میں لکھی گئی اس تحریر کو مضمون کہا جاتا ہے جس میں کہانی نہ ہو، خیالات، تاثرات اور جذبات ہوں۔

۲۔ **سر سید احمد خان کا تعارف اور ان کے اسلوب کی چیدہ چیدہ خصوصیات طلبہ کو بتائی جائیں۔**

جواب: سر سید احمد خان ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء کو دلی میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد انھوں نے مسلمانوں کو سنبھالا دینے کے لیے بہت سا کام کیا۔ اپنے خیالات مسلمانوں کے ہر طبقے تک پہنچائے۔ سر سید احمد خاں کا اسلوب صاف، سادہ، سہل، بے ساختہ، عام فہم اور تصنع سے پاک ہے۔ ''آثار الصنادید''، ''رسالۂ اسباب بغاوت ہند''، ''خطبات احمدیہ''، ''تبیین الکلام''، ''تہذیب الاخلاق'' ان کی مشہور کتابیں ہیں۔ سر سید کے اہم مضامین درج ذیل ہیں:

''تعلیم و تربیت، کاہلی، تعصب، اخلاق، خوشامد، بحث و تکرار، تہذیب، گزرا ہوا زمانہ، رسم و رواج کے نقصانات'' وغیرہ۔ آپ کا سب سے بڑا کارنامہ علی گڑھ کالج کا قیام ہے۔ انھوں نے 1898ء میں وفات پائی۔

۳۔ **طلبہ کو کوئی ایسا واقعہ یا کہانی سنائیں جس سے وہ سستی اور کاہلی سے متنفر ہوں۔**

جواب: عملی کام

۴۔ **طلبہ کو ادب اور مقصدیت کے باہمی تعلق اور ربط میل سے آگاہ کریں۔**

جواب: علم و ادب اس قدر وسیع ہے جس قدر حیات انسانی۔ اس کا اثر زندگی کے ہر شعبے میں پڑتا ہے۔ ادب ہو یا زندگی کا کوئی شعبہ اس میں ترقی پذیری کی قوت اسی وقت تک موجود ہے جب تک اس میں تازگی، جدت اور توانائی پائی جاتی ہے۔ ادب زندگی کا ایک حصہ اور ہماری تہذیب و معاشرت کا ایک آئینہ ہے۔ جیسے ہماری زندگی کے حالات و واقعات ہوں گے ویسا ہی ہمارا ادب ہوگا۔

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- رسالہ اسباب بغاوت ہند کس کی تصنیف ہے؟ (SGD. GI)

(A) علامہ اقبالؒ (B) مرزا غالب (C) میر درد (D) سر سید احمد خان

2- سبق ''کاہلی'' کے مصنف کا نام ہے۔ (GRW. GII)

(A) سر سید احمد خان (B) میرزا ادیب (C) کرنل محمد خان (D) منشی پریم چند

3- سب سے بڑی کاہلی ہے۔ (AJK. GI)

(A) محنت نہ کرنا (B) سستی کرنا (C) چستی نہ کرنا (D) دلی قوی بیکار چھوڑنا

4- بیکار اور کاہل لوگ ہو جاتے ہیں: (LHR. GII)

(A) نیک صفت (B) درندہ صفت (C) شیطان صفت (D) حیوان صفت

-5 انسان، انسانی صفت کھو کر بن جاتا ہے: (FBD. GI, GRW. GII)

(A) حیوان (B) بیکار (C) وحشی (D) بے فکر

-6 قوم کی بہتری ممکن ہے: (GRW. GI)

(A) کاہلی چھوڑنے سے (B) محنت چھوڑنے سے (C) دلی قوئی چھوڑنے سے (D) فکر چھوڑنے سے

-7 کسی شخص کے دل کو کیسے نہیں پڑا رہنا چاہیے؟ (DGK. GI)

(A) بے کار (B) مصروف (C) فکرمند (D) غمزدہ

-8 سر سید احمد خان نے اُردو میں کون سی صنف کو رواج دیا؟ (FBD. GII)

(A) کہانی (B) مضمون (C) نظم (D) غزل

-9 انسانی صفت کو کھو کر انسان بن جاتا ہے پورا: (SWL. GII)

(A) حیوان (B) شیطان (C) انسان (D) جانور

-10 ''رسالہ اسبابِ بغاوتِ ہند'' کے مصنف ہیں: (DGK. GI)

(A) مولانا حالی (B) سر سید احمد خان (C) شبلی نعمانی (D) ڈپٹی نذیر احمد

جوابات: (1) سر سید احمد خان (2) سر سید احمد خان (3) دلی قوئی بیکار چھوڑ: (4) حیوان صفت
(5) حیوان (6) کاہلی چھوڑنے سے (7) بے کار (8) مضمون
(9) حیوان (10) سر سید احمد خان

مختصر جوابی سوالات

-1 **اندرونی قوئی کو زندہ رکھنا کیوں ضروری ہے؟**

جواب: انسان بھی شکل اور حیوانوں کے ایک حیوان ہے۔ جب اُس کے دلی قوئی کی تحریک سست ہو جاتی ہے اور کام میں نہیں لائی جاتی تو وہ اپنی حیوانی خصلت میں پڑ جاتا ہے۔ جسمانی باتوں میں مشغول ہوتا ہے۔ لہٰذا اندرونی قوئی کو زندہ رکھنا ضروری ہے۔

-2 **قوائے دلی کو کام میں لانے کا موقع نہ ملنے کی کیا وجوہات ہیں؟**

جواب: اگر ہمارے پاس قوائے دلی اور قوتِ عقلی کو کام میں لانے کا موقع حاصل نہیں ہے تو اس کا سبب یہی ہے کہ ہم نے کاہلی اختیار کر لی ہے یعنی اپنے دلی قوئی کو بے کار چھوڑ دیا ہے۔

***

مولانا محمد حسین آزاد (۱۸۳۰ء۔۱۹۱۰ء)

مقاصد تدریس

۱۔ طلبہ کو بتانا کہ ہمارے شاعروں کی حسِ مزاح کس قدر تیز ہوتی ہے اور اُن کی عام گفتگو میں کتنے لطیف پہلو موجود ہوتے ہیں۔
۲۔ شعروادب میں طنز وظرافت کی اہمیت واضح کرنا۔
۳۔ آپس کے تعلقات میں رواداری، تحمل اور برداشت کی ضرورت کا احساس اُجاگر کرنا۔
۴۔ مختلف شاعروں کے اندازِ گفتگو اور طبیعتوں سے متعارف کرانا۔
۵۔ کچھ زبان زدِ عام اشعار کے موقع ومحل اور استعمال سے روشناس کرانا۔

مصنف کا مختصر تعارف

مولانا محمد حسین آزاد کے والد محترم محمد باقر عالم دین اور صحافی تھے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں مولانا آزاد کے والد کو انگریزوں نے شہید کر دیا۔ گھربار لٹنے کے بعد آزاد تلاش معاش میں دِلّی چھوڑ کر لکھنؤ اور حیدرآباد چلے گئے۔ پھر لاہور محکمہ تعلیم میں پندرہ روپے ماہوار پر ملازمت اختیار کی۔ حکومت پنجاب نے ان سے متعدد نصابی اور درسی کتب لکھوائیں۔ لاہور میں قائم انجمن پنجاب میں لیکچرار اور سیکرٹری رہے۔ آخری ایام میں گورنمنٹ کالج لاہور میں عربی اور فارسی کے پروفیسر مقرر کیے گئے۔

آزاد اُردو کے صاحب طرز نثر نگار ہیں۔ اُن کے اسلوب کی نمایاں خصوصیات میں تخیل آفرینی، پیکر تراشی، تجسیم نگاری، شعریت اور رنگینی، واقعہ نگاری، نفسیاتی حقیقت آرائی اور مبالغہ آرائی شامل ہے۔ خوبصورت اور دل نشیں نثر کے علاوہ ان کا اہم کارنامہ، اُردو میں جدید طرز شاعری ہے، جس کی ابتدا انجمن پنجاب لاہور کے مشاعروں سے ہوئی جس کے وہ سیکرٹری تھے۔

تصانیف

آزاد کی تصانیف "آبِ حیات"، "دربارِ اکبری"، "نیرنگِ خیال"، "قصصِ ہند" اور "سخندانِ فارس" اُردو ادب کی بہترین کتب ہیں۔ آزاد نے موضوعاتی نظمیں بھی تحریر کیں جو اُن کے مجموعہ "نظمِ آزاد" میں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے استاد ابراہیم ذوق کا دیوان بھی آزاد نے مرتب کیا۔

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کلام	بات، تصنیف، گفتگو، شعر ونظم	جلسہ	مجمع، اجلاس، محفل	خاطر جمعی	اطمینان، تسلی، سکون
تکرار	بار بار کہنا، حجت، جھگڑا	شعرا	شاعر کی جمع، شعر کہنے والے	روانہ ہونا	جانا
طول	لمبائی، پھیلاؤ	مزاج پرسی	طبیعت کا حال، خیریت معلوم کرنا	سلام کہنا	سلامتی کی دُعا دینا
مرید	ارادہ کرنے والا، شاگرد	زبان درازیاں	بے ہودہ باتیں	واہ	خوشی کے جذبے کا اظہار
صاحب کمال	ماہر، ولی، عالم	بے روزگار	جس کی کمائی کا کوئی ذریعہ نہ ہو	شمار کرنا	گننا
ٹک	ذرا	ارادہ	قصد، عزم	ملاقات کرنا	ملنا
خدام	خادم کی جمع، خدمت کرنے والے	سوجھی	ذہن میں آئی بات	شورِ قیامت	بہت زیادہ شور

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
خادم	خدمت گزار	ٹٹولنا	پرکھنا، آزمانا	عرض	گزارش، درخواست
طرف دار	مددگار، حمایتی	غنیمت	مفت ملی ہوئی عمدہ چیز	شریف زادہ	عالی خاندان کا بیٹا
ماجرا	واقعہ	فرمائش	آرزو	گرمی کلام	گفتگو میں سختی آجانا،
دادخواہی	فریاد، انصاف چاہنا، دعویٰ	جدا	الگ، علیحدہ		بات میں جوش ہونا
رخصت	چھٹی	موقوف کیا	منسوخ کیا، ختم کیا	لات مارنا	توہین کرنا، بے عزت کرنا
معمولی	عام	صاحب عالم	شہزادگان دہلی کا لقب	شریک گروہ عام	عام لوگوں کے گروہ میں
پھپھولے	چھالے، زخم	خوب	اچھا، عمدہ، بہتر		شامل ہونا
ملاقات	میل ملاپ	چونک جانا	حیران ہو جانا	دور کی سوجھنا	مستقبل کی فکر کرنا،
مصرع	آدھا شعر	صاحبزادہ	بیٹا		گہری بات کرنا
اصرار	ضد، تاکید، ہٹ دھرمی	قدرت	اللہ تعالیٰ کی طاقت	سر جھکانا	شرمندہ ہونا، خاموش ہو
مشاعرہ	شعر پڑھنے کی محفل	آہ	افسوس یا دُکھ کا اظہار		جانا
اشتیاق	شوق، آرزو	پھبتی	مثال، مضحکہ خیز تشبیہ، آواز کسنا	آزاد مزاجی	جو بات کرنے کو جی
شمار	گنتی، تعداد	شب دیجور	تاریک رات		چاہے وہ کرنا
اہل جلسہ	مجمع میں شامل لوگ	قضا	تقدیر، موت	دو گھڑی مل بیٹھنا	تھوڑی دیر کے لیے ملنا
گھر کے	گھر کے کسی فرد کی کسی کوتاہی کی	دَدَا	بچوں کو پالنے والی ملازمہ، آیا	مصرع	آدھا شعر
چراغ سے	وجہ سے گھر کو نقصان پہنچنا	مطلع	غزل کا پہلا شعر	تعظیم دی	عزت کرنا
آگ لگنا		زلف	بالوں کی لٹ		

سبق کا خلاصہ

(DGK. GII, LHR. GII)

(۱)

ایک دن لکھنؤ میں میرؔ اور مرزا کے کلام پر خواجہ باسط کے دو مریدوں نے تکرار کی۔ بات خواجہ باسط تک پہنچی تو انہوں نے دونوں کو صاحبِ کمال ٹھہرایا اور فرق کی وضاحت کی کہ میر صاحب کا کلام "آہ" اور مرزا صاحب کا کلام "واہ" ہے۔ مثال کی وضاحت کے لیے پہلے میرؔ صاحب کا یہ شعر پڑھا:

سرھانے میرؔ کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے

پھر مرزا کا شعر پڑھا

سوداؔ کی جو بالیں پہ ہوا شور قیامت
خدام ادب بولے "ابھی آنکھ لگی ہے"

جو شخص مرزا کا طرف دار تھا انہوں نے مرزا کو سارا ماجرا سنایا تو مرزا نے شعر کو سن کر مسکراتے ہوئے کہا کہ شعر تو میرؔ کا ہے مگر دادخواہی ان کی "دَدَا" کی معلوم ہوتی ہے۔

(۲)

ایک دن سوداؔ مشاعرے میں بیٹھے تھے۔ لوگ اپنی اپنی غزلیں سنا رہے تھے۔ ۱۲ یا ۱۳ سال کے ایک شریف زادے نے غزل پڑھی جس کا مطلع تھا۔

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

سودا نے دریافت کیا کہ یہ مطلع کس نے پڑھا ہے؟ جواب ملا کہ حضرت یہ صاحبزادہ ہے۔ سودا نے اُس سے یہ شعر بہت دفعہ پڑھوایا اور کہا کہ میاں لڑکے! جوان ہوتے نظر نہیں آتے۔ قدرتِ خداوندی سے لڑکا اُن ہی دِنوں میں جل کر مر گیا۔

(۳)

ایک دن انشااللہ خاں، جرأت کی ملاقات کو آئے۔ انھیں سر جھکائے بیٹھے دیکھا تو پوچھا کہ کس سوچ میں بیٹھے ہو؟ جرأت نے جواب دیا کہ ایک مصرع خیال میں آیا ہے۔ میں مطلع مکمل کرنا چاہتا ہوں۔ انشا نے مصرع کے بارے میں پوچھا تو جرأت نے جواب دیا کہ مصرع خوب ہے مگر جب تک دوسرا مصرع نہ ہوگا تب تک نہ سناؤں گا نہیں تو تم مصرع لگا کر چھین لو گے۔ سید انشا کے بہت اصرار پر جرأت نے مصرع پڑھا:

اس زُلف پہ پھبتی شبِ دیجور کی سوجھی

سید انشا نے فوراً کہا:

اندھے کو اندھیرے میں بہت دُور کی سوجھی

جرأت ہنس پڑے اور لکڑی اُٹھا کر مارنے کو دوڑے۔ دیر تک سید انشا آگے آگے بھاگتے رہے اور یہ پیچھے پیچھے ٹٹولتے پھرے۔

(۴)

ایک مشاعرے میں شیخ امام بخش ناسخ جلسہ کے اختتام پر پہنچے۔ خواجہ حیدر علی آتش اور چند شعرا ابھی موجود تھے۔ انہوں نے تعظیم رسمی کے بعد کہا کہ خواجہ صاحب مشاعرہ ہو چکا؟ انہوں نے کہا سب کو آپ کا اشتیاق رہا۔ شیخ صاحب نے اپنے لیے یہ شعر پڑھا:

جو خاص ہیں وہ شریکِ گروہِ عام نہیں
شمار دانۂ تسبیح میں امام نہیں

چونکہ ان کا نام بھی امام بخش تھا، اس لیے تمام اہلِ جلسہ نے بہت تعریف کی۔

(۵)

خواجہ حیدر علی آتش کے ایک شاگرد کو بے روزگاری کی شکایت رہتی تھی۔ وہ روزگار کے سلسلے میں بنارس جانا چاہتے تھے۔ روانگی کی تیاری کر کے ان کے پاس جب رخصت لینے آیا تو کہا کہ کوئی فرمائش ہو تو فرماویں۔ آتش نے کہا وہاں کے خدا کو میرا اسلام کہنا۔ اُس نے حیرانی سے کہا کہ یہاں کا خدا اور وہاں کا خدا کوئی اور ہے۔ آتش نے کہا کہ جب دونوں جگہ کا خدا ایک ہے تو تمھیں یہاں بھی رزق مل سکتا ہے، پھر بنارس جانے کا کیا فائدہ۔ شاگرد خواجہ صاحب کے سمجھانے کے اس انداز سے متاثر ہوا اور بنارس جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

(۶)

ایک دن معمولی دربار میں اُستاد ابراہیم ذوق موجود تھے۔ ایک مرشدزادے کسی مرشدزادی یا بیگم صاحبہ کا پیغام لے کر آئے اور آہستہ سے بادشاہ کو کچھ کہہ کر چلے گئے۔ حکیم احسن اللہ خاں نے اس قدر جلدی آنے اور چلے جانے کی وجہ دریافت کی تو صاحبِ عالم کی زباں سے نکلا "اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے۔ بادشاہ نے اُستاد کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیا صاف مصرع ہوا ہے۔ اُستاد صاحب نے بلاتوقف عرض کی کہ حضور:

لائی حیات، آئے، قضا لے چلی چلے
اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے

(۷)

مرزا صاحب (غالب) کی قاطع برھان کے بہت سے لوگوں نے جواب لکھے اور زبان درازیاں کی ہیں۔ کسی نے دریافت کیا کہ حضرت آپ نے فلاں شخص کی کتاب کا جواب نہ لکھا۔ فرمایا: "بھائی اگر کوئی گدھا تمھارے لات مارے تو تم اُس کا کیا جواب دو گے؟"

اہم نثر پاروں کی تشریح

نوٹ: طلبا وطالبات درج ذیل مثالی سیاق وسباق سبق کے تمام پیراگراف کی تشریح سے پہلے لکھیں۔

سیاق وسباق اس سبق میں مصنف نے مختلف شعرا کی زندگی کے طنز ومزاح کے مختلف لمحات سے واقفیت دی ہے کہ کس طرح سے وہ شعرا اپنے احباب کے ساتھ ہلکے پھلکے انداز میں طنز ومزاح کی باتیں کرتے تھے۔ مصنف نے ان کے مزاج کے بارے میں بھی بتایا ہے۔ مصنف نے مختلف شاعروں کے ماحول کی ایسی منظر کشی کی ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے ہم اس محفل میں بیٹھے ہیں اور سب نظروں کے سامنے ہو رہا ہے۔

پیراگراف نمبر 1 میر اور مرزا کے کلام پر دو شخصوں نے تکرار میں طول کھینچا۔ دونوں خواجہ باسط کے مرید تھے۔ اُنھی کے پاس گئے اور عرض کی کہ آپ فرمائیں۔ اُنھوں نے کہا کہ دونوں صاحب کمال ہیں، مگر فرق اتنا ہے کہ میر صاحب کا کلام "آہ" ہے اور مرزا صاحب کا کلام "واہ" ہے۔ (LHR. GII, MLN. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان .... شاعروں کے لطیفے (ii) مصنف کا نام .... مولانا محمد حسین آزاد

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تکرار	بحث	صاحب کمال	لائق، قابل	آہ	کلمہ افسوس "ہائے افسوس"	واہ	کلمہ تحسین "کیا بات ہے"

تشریح ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ لکھنؤ میں میر تقی میر اور مرزا رفیع سودا کی شاعری کے بارے میں دو افراد بہت بحث کر رہے تھے چونکہ دونوں خواجہ باسط کے شاگرد اور معتقد تھے، چنانچہ وہ فیصلہ کروانے کے لیے انہیں کے پاس چلے گئے۔ خواجہ باسط نے یہ کہا کہ اس بات میں تو کوئی شک نہیں کہ دونوں شاعر ہی اپنے فن میں نہایت ہی بلند مقام اور مرتبہ رکھنے والے ہیں، لیکن یہ فرق ضرور ہے کہ میر تقی میر کا کلام غم کی ترجمانی کرتا ہے جبکہ مرزا رفیع سودا کی شاعری خوشی اور شادمانی کی ترجمان ہے۔ یوں اس بحث کا فیصلہ بڑی خوبصورتی سے ہو گیا۔

پیراگراف نمبر 2 مرزا [غالب] کی قاطع برہان کے بہت شخصوں نے جواب لکھے ہیں اور بہت زبان درازیاں کی ہیں۔ کسی نے کہا کہ حضرت! آپ نے فلاں شخص کی کتاب کا جواب نہ لکھا۔ فرمایا "بھائی! اگر کوئی گدھا تمہارے لات مارے تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟" (MLN. GII)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان .... شاعروں کے لطیفے (ii) مصنف کا نام .... مولانا محمد حسین آزاد

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
قاطع برہان	دلیل کو رد کرنے والی / غالب کی کتاب کا نام۔	شخصوں	لوگوں	زبان درازیاں	بد کلامیاں، بدتمیزیاں	لات مارے	دولتی مارے

تشریح مرزا غالب کی مشہور کتاب "قاطع برہان" کے جواب میں بہت لوگوں نے کتابیں لکھی ہیں اور اُس میں علمی دلائل کے ساتھ اپنی بات کو درست ثابت کرنے کی بجائے بد کلامیاں اور بدتمیزیاں کرنے پہ اُتر آئے۔ کسی شخص نے مرزا غالب کی توجہ اس بات کی طرف دلاتے ہوئے اُن کی باتوں کا جواب دینے کے لیے کہا تو مرزا غالب نے انہیں یہ جواب دیا کہ جاہلوں کی جہالت کا کوئی

جواب نہیں ہوتا یہ تو بالکل ایسے ہی ہے جیسے کوئی گدھا کسی کو دولتی مار دے تو آپ اس کا جواب دینے کے لیے کہیں۔ اسی طرح جاہلوں کو بھی اُن کی جہالت پر چھوڑ نا ہی بہتر ہوتا ہے۔

پیراگراف نمبر3 ایک شاگرد اکثر بے روزگاری کی شکایت سے سفر کا ارادہ ظاہر کیا کرتے تھے اور خواجہ صاحب [حیدر علی آتش] اپنی آزاد مزاجی سے کہا کرتے تھے کہ میاں کہاں جاؤ گے؟ دو گھڑی مل بیٹھنے کو غنیمت سمجھو اور جو خدا دیتا ہے، اس پر صبر کرو۔ ایک دن وہ آئے اور کہا کہ حضرت! رخصت کو آیا ہوں۔ فرمایا: "خیر باشد کہاں؟" انھوں نے کہا: "کل بنارس کو روانہ ہوں گا۔" کچھ فرمائش ہو تو فرما دیجیے۔ آپ ہنس کر بولے: "اتنا کام کرنا کہ وہاں کے خدا کو ذرا ہمارا بھی سلام کہہ دینا۔" وہ حیران ہو کر بولے کہ حضرت! یہاں اور وہاں کا خدا جدا ہے؟ خواجہ صاحب نے کہا: "جب خدا وہاں یہاں ایک ہے تو پھر ہمیں کیوں چھوڑتے ہو؟ جس طرح اُس سے وہاں جا کر مانگو گے اُسی طرح یہاں مانگو، جو وہاں دے گا یہاں بھی دے گا۔" اس بات نے اُن کے دل پر ایسا اثر کیا کہ سفر کا ارداہ موقوف کیا اور خاطر جمعی سے بیٹھ گئے۔
(SWL, GI, FBD, GI)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان .... شاعروں کے لطیفے (ii) مصنف کا نام .... مولانا محمد حسین آزاد

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بے روزگاری	روزگار دستیاب نہ ہونا	آزاد مزاجی	ہر بات کا آزادی سے اظہار کر دینا	رخصت لینا	اجازت لینا چھٹی لینا
شکایت کرنا	گلہ کرنا، شکوہ کرنا	سلام کہنا	سلامتی کی دعا دینا	خیر باشد	خیریت کے ساتھ
صبر	مشکل پر شکوہ نہ کرنا بلکہ خاموشی اختیار کرنا	روانہ ہونا	چلے جانا	فرمائش	طلب کا اظہار کرنا
جدا	الگ				

تشریح درج بالا پیراگراف میں مولانا محمد حسین آزاد نے ایک واقعہ کے ذریعے خواجہ حیدر علی آتش کا توکل علی اللہ پر پختہ یقین بیان کیا ہے۔

خواجہ صاحب کے ایک شاگرد اس بات کی شکایت کیا کرتے تھے کہ اُن کو روزگار میسر نہیں ہے۔ ایک روز وہ خواجہ صاحب کے پاس آئے اور بے روزگاری کی بنا پر کہیں دوسری جگہ جانے کے لیے سفر کے ارادے کا اظہار کیا۔ خواجہ صاحب نے اپنی آزاد مزاجی کی بنا پر کہا کہ تم کہاں جاؤ گے؟ ہمارے پاس کچھ دیر کے لیے مل کر بیٹھ جاتے ہو اسی بات پر اکتفا کرو اور اللہ تعالیٰ جو کچھ دیتا ہے اُس پر صبر و شکر کا اظہار کرو۔

ایک روز وہ شاگرد خواجہ صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ میں آپ سے جانے کی رخصت لینے آیا ہوں۔ خواجہ صاحب نے پوچھا خیریت ہے؟ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ شاگرد عزیز نے کہا کہ کل بنارس روانہ ہو جاؤں گا۔ اگر آپ کچھ فرمائش کرتے ہیں تو بتا دیجیے۔ خواجہ صاحب نے مسکرا کر کہا کہ اتنا کام کرنا کہ وہاں کے خدا کو ذرا ہمارا بھی سلام کہہ دینا۔ شاگرد حیران ہو کر بولے کہ حضرت کیا یہاں اور وہاں کا خدا الگ الگ ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا جب وہاں اور یہاں کا خدا ایک ہے تو پھر ہمیں کیوں چھوڑ کر وہاں جا رہے ہو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ سے وہاں جا کے مانگو گے اُسی طرح یہاں مانگ لو۔ جو خدا تمہاری وہاں جا کر خواہش پوری کرے گا وہی خدا تمھیں یہاں بھی دے دے گا۔ خواجہ صاحب کے سمجھانے کے اس انداز سے شاگرد نے بہت زیادہ اثر قبول کیا اور فوراً بنارس جانے کا ارادہ ترک کر دیا۔

حلِ مشقی سوالات

۱۔ مندرجہ ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں۔

(الف) خواجہ باسط نے میر اور مرزا کے کلام کے بارے میں کیا فرمایا؟ (GRW. GII. FBD. GI. SWL. GI. RWP. GII. DGK. GI)

جواب: خواجہ باسط نے میر اور مرزا کے کلام کے بارے میں فرمایا کہ میر صاحب کا کلام "آہ" ہے اور مرزا صاحب کا کلام "واہ" ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ میر صاحب کے کلام میں، اُن کے اشعار میں افسردگی اور رنج و غم کا اظہار ہے۔ اس کے برعکس مرزا کے کلام میں سنجیدگی کے ساتھ شوخی اور طنز و مزاح بھی پایا جاتا ہے۔

(ب) شریف زادے کی غزل سن کر سودا نے کیا کہا؟ (FBD. GII, MLN. GII, SWL. GII, DGK. GII, SGD. GI, BWP. GI&GII)

جواب: شریف زادے کی غزل سن کر سودا نے بہت تعریف کی۔ مطلع کو بار بار پڑھوایا اور کہا کہ میاں لڑکے! جوان ہوتے نظر نہیں آتے۔ خدا کی قدرت سے اُن ہی دنوں میں لڑکا جل کر مر گیا۔

(ج) سید انشا کے اصرار پر جرأت نے کون سا مصرع پڑھا؟ (LHR. GI, BWP. GI, FBD. GII, SGD. GII, GRW. GII, DGK. GI)

جواب: سید انشا کے اصرار پر جرأت نے یہ مصرع پڑھا:

اس زلف پہ پھبتی شب دیجور کی سوجھی

(د) خواجہ صاحب اپنے اُس شاگرد سے کیا کہا کرتے تھے، جو اکثر بے روزگاری کی شکایت سے سفر کا ارادہ کیا کرتے تھے؟ (GRW. GI)

جواب: خواجہ صاحب (حیدر علی آتش) اپنے اُس شاگرد سے جو اکثر بے روزگاری کی شکایت سے سفر کا ارادہ کیا کرتے تھے کہا کرتے تھے کہ میاں کہاں جاؤ گے؟ دو گھڑی مل بیٹھنے کو غنیمت سمجھو اور جو خدا دیتا ہے اس پر صبر کرو۔

(ہ) صاحب عالم کی زبان سے اُس وقت کیا نکلا جب حکیم احسن اللہ خاں نے جلدی سے اُن کے آنے اور جانے پر اظہار تعجب کیا؟ (LHR. GII)

جواب: جب حکیم احسن اللہ خاں نے جلدی سے صاحب عالم کے آنے اور جانے پر اظہار تعجب کیا تو صاحب عالم کی زباں سے نکلا کہ اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے۔

۲۔ درست جملوں پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) شعر تو میر کا ہے مگر داد خواہی اُن کی ذرا کی معلوم ہوتی ہے۔ ✓

(ب) سودا نے بہت تعریف کی اور کہا کہ میاں لڑکے بہت طویل عمر پاؤ گے۔ ✗

(ج) جرأت ہنس پڑے اور اپنی لکڑی اٹھا کر مارنے کو دوڑے۔ ✓

(د) چونکہ نام بھی امام بخش تھا، اس لیے تمام اہل جلسہ خاموش رہے۔ ✗

(ہ) بھائی! اگر کوئی گدھا تمھارے لات مارے تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟ ✓

۳۔ سبق کے متن کو مدِ نظر رکھ کر درست جواب کی نشان دہی (✓) سے کریں۔

(الف) میر اور مرزا کے کلام پر تکرار کرنے والے کس کے مرید تھے؟

(LHR. GI, SWL. GI, SGD. GII, FBD. GII, MLN. GII, RWP. GI, BWP. GII)

(i) خواجہ میر درد کے (ii) مرزا غالب کے (iii) ابراہیم ذوق کے (iv) خواجہ باسط کے

(ب) انشاء اللہ خاں ایک دن کس کی ملاقات کو آئے؟ (GRW.-GII, MLN. GI, SGD. GI & GII, SWL. GI, RWP. GII, DGK. GI)

(i) غالب کی (ii) میر درد کی (iii) جرأت کی (iv) مصحفی کی

(ج) یہ مصرع "اس زلف پہ پھبتی شبِ دیجور کی سوجھی" کس شاعر کا ہے؟ (MLN. GI, SGD. GII, GRW. GII)

(i) انشا کا (ii) جرأت کا (iii) درد کا (iv) میر کا

(د) "قاطع برہان" کے مصنف کون ہیں؟ (GRW. GI, MLN. GII, SWL. GII, RWP. GI, FBD. GI, BWP. GI)

(i) ذوق (ii) مومن (iii) غالب (iv) سودا

جوابات: (الف) خواجہ باسط کے (ب) جرأت کی (ج) جرأت کا (د) غالب

۴۔ متن کو مدِنظر رکھتے ہوئے مناسب لفظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) ایک دن لکھنؤ میں .... کے کلام پر دو شخصوں نے تکرار میں طول کھینچا۔

(ب) میر صاحب کا کلام .... ہے، مرزا صاحب کا کلام .... ہے۔

(ج) گرمی کلام پر .... بھی چونک پڑے۔ (د) .... نے کہا کہ ایک مصرع خیال میں آیا ہے۔

(ہ) جرات ہنس پڑے اور .... اٹھا کر مارنے کو دوڑے۔

(و) .... کو .... میں بہت دُور کی سوجھی۔

(ز) چونکہ نام بھی .... تھا اس لیے تمام اہلِ جلسہ نے نہایت تعریف کی۔

(ح) ایک شاگرد اکثر .... کی شکایت سے سفر کا ارادہ ظاہر کیا کرتے تھے۔

(ط) ایک دن معمولی دربار تھا .... بھی حاضر تھے۔

(ی) انھوں نے .... بادشاہ سے کچھ کہا اور رخصت ہوئے۔

جوابات: (الف) میر اور مرزا (ب) آہ، واہ (ج) سودا (د) جرأت (ہ) لکڑی (و) اندھے، اندھیرے (ز) امام بخش (ح) بے روزگاری (ط) استاد [ابراہیم ذوق] (ی) آہستہ آہستہ

۵۔ ان الفاظ کے متضاد لکھیں۔ کمال، طرف دار، گرمی، مطلع، خاص، بے روزگاری

جواب:

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
کمال	زوال	گرمی	سردی	خاص	عام
طرف دار	مخالف	مطلع	مقطع	بے روزگاری	روزگار

۶۔ مذکر اور مؤنث الفاظ الگ الگ کریں۔

کلام۔ تکرار۔ طول۔ آہ۔ قیامت۔ شور۔ چراغ۔ تعریف۔ قدرت۔ زلف۔ مصرع۔ مزاج۔ تسبیح۔ شکایت

جواب: مذکر: کلام۔ طول۔ چراغ۔ شور۔ مصرع۔ مزاج۔

مؤنث: تکرار۔ آہ۔ قیامت۔ تعریف۔ قدرت۔ زلف۔ تسبیح۔ شکایت

۷۔ مندرجہ ذیل الفاظ پر اعراب لگائیں۔ کمال، مطلع، چراغ، اشتیاق، غنیمت

جواب: کَمال۔ مَطلَع۔ چَراغ۔ اِشتِیاق۔ غَنِیمَت

۸۔ مندرجہ ذیل عبارت کی تشریح سیاق و سباق کے ساتھ کیجیے۔

"ایک دن معمولی دربار تھا...... اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی سے چلے۔"

عبارت: "ایک دن معمولی دربار تھا۔ اُستاد [ابراہیم ذوق] بھی حاضر تھے۔ ایک مرشد زادے تشریف لائے۔ وہ شاید کسی اور مرشد زادی

یا بیگمات میں کسی بیگم صاحب کی طرف سے کچھ عرض لے کر آئے تھے۔ انہوں نے آہستہ آہستہ بادشاہ سے کچھ کہا اور رخصت ہوئے۔ حکیم احسن اللہ خاں بھی موجود تھے، انہوں نے عرض کی: "صاحب عالم! اس قدر جلدی، یہ آنا کیا تھا اور تشریف لے جانا کیا تھا؟ صاحب عالم کی زبان سے اس وقت نکلا کہ اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے۔

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان .... شاعروں کے لطیفے (ii) مصنف کا نام .... مولانا محمد حسین آزاد

سیاق و سباق زیر تشریح اقتباس سبق کا آخری حصہ ہے۔ اس اقتباس سے قبل خواجہ حیدر علی آتش اور اُن کے ایک شاگرد کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ خواجہ صاحب نے کس احسن انداز سے اپنے شاگرد کو توکل علی اللہ کا درس دیا۔

تشریح ایک دن اُستاد ابراہیم ذوق معمولی دربار میں موجود تھے۔ ایک مرشد زادے دربار میں تشریف لائے۔ وہ شاید کسی مرشد زادی یا بیگمات میں سے کسی بیگم صاحب کی طرف سے کوئی درخواست لے کر آئے تھے۔ انہوں نے آہستہ آہستہ بادشاہ سے کچھ کہا اور فوراً چلے گئے۔ اُس وقت دربار میں حکیم احسن اللہ خاں بھی موجود تھے۔ انہوں نے صاحب عالم سے پوچھا کہ اس قدر جلدی میں آنے جانے کا مطلب کیا ہے؟ صاحب عالم چونکہ کسی کا پیغام پہنچانے کے لیے آئے تھے اس لیے انہوں نے برجستگی میں جواب دیا کہ اپنی خوشی سے آئے نہ اپنی خوشی چلے۔ یعنی اُس وقت دربار میں اُن کی موجودگی میں اُن کی اپنی مرضی شامل نہ تھی۔ وہ کسی اور کے پیغام کے تحت آئے تھے اور اپنے فرض سے سبکدوش ہو کر واپس جا رہے ہیں۔

۹۔ مندرجہ ذیل واحد الفاظ کے جمع اور جمع کے واحد لکھیے۔ کمال، شعر، مشاعرہ، بیگمات، شخص، خُدام

جواب:

واحد	جمع	جمع	واحد
کمال	کمالات	بیگمات	بیگم
شعر	اشعار	خُدام	خادم
مشاعرہ	مشاعرے		
شخص	اشخاص		

۱۰۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
آہ	تک	واہ
پھپھولے	سودا	دل
ذرا	انشا	تک
مرزا	واہ	سودا
جرات	دل	انشا

ذو معنی الفاظ: کچھ الفاظ ذو معنی ہوتے ہیں یعنی ایسے الفاظ جن کے دو مفہوم ہوں مثلاً

الفاظ	تکرار	عرض	مطلع
معنی	۱۔ جھگڑا ۲۔ بار بار	۱۔ گزارش ۲۔ چوڑائی	۱۔ غزل اور قصیدے کا پہلا شعر ۲۔ طلوع ہونے کی جگہ

بچوں کو ایسے مزید پانچ الفاظ تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھنے کی تلقین کی جائے۔

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
سحر	جادو، صبح	سبیل	پانی کی سبیل، وسیلہ
پنکھڑی	پھول کی پتی، پر	کنارہ	ساحل، حاشیہ
داغ	نشان، الزام، دھبا	پالا	سردی، واسطہ

سرگرمیاں ا۔ آزاد کی کتاب "آبِ حیات" سے ان لطیفوں کے علاوہ کوئی اور لطیفہ پڑھ کر اپنی کاپی پر لکھیں۔

جواب: ایک دن مرزا غالب کے ایک شاگرد رشید نے آکر کہا کہ حضرت آج میں امیر خسرو کی قبر پر گیا۔ مزار پر کھرنی کا درخت ہے۔ اس کی کھرنیاں میں نے خوب کھائیں۔ کھرنیوں کا کھانا تھا کہ گویا فصاحت و بلاغت کا دروازہ کھل گیا۔ دیکھیے تو میں کیسا فصیح ہو گیا ہوں۔ مرزا نے کہا کہ ارے میاں! تین کوس کیوں گئے۔ میرے پچھواڑے کے پیپل کی پپلیاں کیوں نہ کھالیں۔ چودہ طبق روشن ہو جاتے۔

۲۔ **طلبہ کو پہلے میر تقی میر کی کوئی غزل درست تلفظ کے ساتھ سنائیں اور پھر ان کو پڑھنے کے لیے کہا جائے۔**

میر دریا ہے سنے شعر زبانی اس کی
اللہ اللہ رے طبیعت کی روانی اس کی

مینہ تو بوچھار کا دیکھا ہے برستے تم نے
اسی انداز سے تھی اشک فشانی اس کی

بات کی طرز کو دیکھو تو کوئی جادو تھا
پر ملی خاک میں کیا سحر بیانی اس کی

سرگزشت اپنی کس اندوہ سے شب کہتا تھا
سو گئے تم نہ سنی آہ! کہانی اس کی

آبلے کی سی طرح ٹھیس لگی، پھوٹ بہی
دردمندی میں گئی ساری جوانی اس کی

اب گئے اس کے جز افسوس نہیں کچھ حاصل
حیف صد حیف! کہ کچھ قدر نہ جانی اس کی

اشاراتِ تدریس

ا۔ **اساتذہ کے لیے لازم ہے کہ اس سبق کی تدریس سے قبل وہ خود محمد حسین آزاد اور اُن کی کتاب "آبِ حیات" سے آگاہی حاصل کریں۔**

جواب: محمد حسین آزاد معروف عالمِ دین اور صحافی محمد باقر کے بیٹے تھے۔ آپ دلّی میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد آزاد کے والد انگریزوں کے ہاتھوں مارے گئے۔ گھر بار لٹ جانے کے بعد آزاد نے دلی کو چھوڑا اور تلاشِ معاش میں لکھنؤ اور حیدر آباد گئے۔ اس کے بعد لاہور پہنچ کر محکمہ تعلیم میں پندرہ روپے ماہوار تنخواہ پر ملازمت اختیار کی۔ حکومت پنجاب کی طرف سے متعدد نصابی اور درسی کتب تحریر کیں۔ لاہور میں قائم انجمن پنجاب میں لیکچرر اور سیکرٹری رہے۔ آخری دنوں میں گورنمنٹ کالج لاہور میں عربی اور فارسی کے پروفیسر مقرر کیے گئے۔

آزاد کی تحریر کی خوبیاں: آزاد، اُردو زبان کے صاحبِ طرز نثر نگار ہیں۔ تمثیلی اسلوب بیاں نے انھیں اپنے عہد کے ادیبوں اور نثر نگاروں سے منفرد رکھا۔ تخیل آفرینی، پیکر تراشی، شعریت، رنگینی، واقعہ نگاری، حقیقت آرائی ان کے اسلوب کی نمایاں خصوصیات ہیں۔

نثر نگاری: نثر نگاری میں آزاد کا اندازِ بیاں خوبصورت اور دلکش شاہکار ہے جس سے بعد میں آنے والے ادیب بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

شاعری: آزاد کا ایک اور بڑا کارنامہ جدید طرزِ شاعری ہے اس کی ابتدا انجمن پنجاب لاہور کے مشاعروں سے ہوئی۔

آزاد کی تصانیف: آزاد کی تصانیف میں آبِ حیات، دربارِ اکبری، نیرنگِ خیال اور قصص ہند، سخندانِ فارس بہت مشہور ہیں۔

آزاد کی تصنیف آبِ حیات کی خصوصیات: مولانا محمد حسین آزاد کی تصنیف "آبِ حیات" اُردو ادب کی یادگار کتاب ہے۔ اس کتاب میں نثر سے جمالیاتی ذوق کی تسکین کے لیے لطافت کے عنصر کو نمایاں کیا گیا ہے۔ بیانیہ نثر میں ایسے مناظر پیش کیے گئے ہیں جو ماضی کو بھی حال بنا رہے ہیں۔ آزاد کے بیان کی قوت کا اس طرح اظہار ہوتا ہے کہ واقعیت، بیان واقعہ میں پوری طرح اُجاگر ہوتی ہے۔ یوں پیرایۂ اظہار میں بے تکلفی بھی ہے اور برجستگی بھی۔ ان کا انداز بالکل فطری ہے اور اس کی بہترین مثال ان کی کتاب "آبِ حیات" ہے۔

۲۔ اس سبق کی تدریس سے قبل طلبہ کو "لطائف" کے اُسلوب سے آگاہ کریں۔

جواب: "لطائف" کا اسلوب یہ ہے کہ حسِ مزاح کے ذریعے عام گفتگو میں کسی لطیف پہلو کو اس طرح بیان کیا جائے کہ اس سے طنز و ظرافت کا عنصر نمایاں ہو سکے۔ اس میں تصنع و بناوٹ کی بجائے مزاح کی چاشنی اور شگفتہ اندازِ بیاں کے ذریعے تحریر میں خاص لطف پیدا کیا جاتا ہے۔ مزاح کا تقاضا یہ ہے کہ مزاح کا انداز بہت ہلکا پھلکا اور نہایت شائستہ ہو۔ مزاحیہ نثر پارہ کسی بھی صنفِ ادب میں لکھا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے کوئی صنف مخصوص نہیں ہے۔

۳۔ ایک ایک لطیفے کی قرأت کے ساتھ ساتھ اُس کی وضاحت کریں اور جو اشعار ان میں استعمال ہوئے ہیں اُن کی تشریح کریں۔

جواب: عملی کام

۴۔ قرأت کے دوران لطیفے کا تاثر قائم رکھیں۔

جواب: عملی کام

۵۔ نئے الفاظ کا مفہوم بیان کریں اور ان کا استعمال سمجھائیں۔

جواب: دیکھیے الفاظ/ معانی اور تشریحات و توضیحات

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیرالانتخابی سوالات

1- محمد حسین آزاد پیدا ہوئے: (LHR. GI)

(A) دلّی (B) لکھنؤ (C) بنارس (D) آگرہ

2- میر اور مرزا کے کلام پر دو شخصوں نے تکرار میں طول کھینچا: (SWL. GI)

(A) دہلی میں (B) لکھنؤ میں (C) آگرہ میں (D) کلکتہ میں

3- مرزا سودا کا کلام ہے: (FBD. GI, RWP. GI)

(A) آہ (B) واہ (C) مشکل (D) سہل

4- شریف زادے کی گرمی کلام پر چونک پڑے: (BWP. GII)

(A) میر تقی میر (B) مرزا سودا (C) مرزا غالب (D) میر درد

5- "انشا" کا اصل نام تھا: (AJK. GII)

(A) جرأت (B) انشاءاللہ (C) ادیب (D) امام بخش

6- جرأت کی ملاقات کرنے آئے: (DGK. GII)

(A) انشاءاللہ خاں (B) غالب (C) میر درد (D) احسن اللہ خاں

7- "اندھے کو اندھیرے میں بہت دور کی سوجھی" کس نے کہا؟ (LHR. GII)

(A) سودا نے (B) غالب نے (C) جرأت نے (D) انشا نے

8- جرأت ہنس پڑے اور اپنی لکڑی اُٹھا کر مارنے کو دوڑے کیونکہ وہ تھے: (LHR. GI)

(A) گونگے (B) بہرے (C) نابینا (D) بینا

9- جرأت لکڑی اُٹھا کر مارنے کو دوڑے: (DGK. GII, GRW. GI, SGD. GI)
(A) الطاف حسین حالی کو (B) احمد شاہ پطرس بخاری کو (C) سودا کو (D) سید انشا کو

10- خواجہ حیدر علی آتش کا شاگرد کہاں جا رہا تھا؟ (FBD. GII)
(A) دہلی (B) بنارس (C) لکھنؤ (D) کلکتہ

11- انشاءاللہ خاں ایک دن .... کی ملاقات کو آئے۔ (GRW. GII)
(A) غالب (B) میر درد (C) جرأت (D) مصحفی

12- یہ مصرع "اس زلف پہ پھبتی شب دیجور کی سوجھی" شاعر .... کا ہے۔ (MLN. GII)
(A) انشاء (B) جرأت (C) درد (D) میر

13- "قاطع برہان" کے مصنف کا نام ہے: (DGK. GII)
(A) ذوق (B) مومن (C) غالب (D) سودا

14- "میاں لڑکے جوان ہوتے نظر نہیں آتے" یہ کہا تھا: (MLN. GI)
(A) سودا نے (B) جرأت نے (C) غالب نے (D) مومن نے

15- انشاءاللہ خاں ایک دن ملاقات کو گئے: (SWL. GI)
(A) غالب سے (B) میر درد سے (C) جرأت سے (D) میر تقی میر سے

16- جرأت ہنس پڑے اور کیا اٹھا کر مارنے کو دوڑے: (SGD. GI)
(A) لکڑی (B) اینٹ (C) گملا (D) کتاب

17- مولوی محمد باقر کے بیٹے تھے: (DGK. GII)
(A) سرسید احمد خان (B) شبلی نعمانی (C) محمد حسین آزاد (D) مولانا حالی

جوابات: (1) دلّی (2) لکھنؤ میں (3) واہ (4) مرزا سودا (5) انشاءاللہ
(6) انشاءاللہ خاں (7) انشا نے (8) نابینا (9) سید انشا کو (10) بنارس
(11) جرأت (12) جرأت (13) غالب (14) سودا نے (15) جرأت سے
(16) لکڑی (17) محمد حسین آزاد

مختصر جوابی سوالات

1- مصرع "سرہانے میر کے آہستہ بولو" کا دوسرا مصرع تحریر کریں۔ (MLN. GI)
جواب: "ابھی تک روتے روتے سو گیا ہے۔"

2- "لائی حیات، آئے، قضا لے چلی چلے" یہ مصرع کس شاعر کا ہے؟
جواب: یہ مصرع استاد ابراہیم ذوق کا ہے۔

3- مولانا محمد حسین آزاد کب اور کہاں پیدا ہوئے؟ (GRW. GII)
جواب: مولانا محمد حسین آزاد ۱۸۳۰ء میں دلی میں پیدا ہوئے۔

※※※

ڈپٹی نذیر احمد دہلوی (۱۸۳۱ء۔۱۹۱۲ء)

مقاصدِ تدریس

۱۔ طلبہ کو اُردو ناول کی ابتدائی صورت سے متعارف کرانا۔ ۲۔ طلبہ کو آدابِ معاشرت سے آگاہ کرنا۔
۳۔ طلبہ کو زبان کی سلاست اور محاورات کے استعمال سے روشناس کرانا۔ ۴۔ طلبہ کو بتانا کہ ایک اچھا طالب علم کیسے بنا جا سکتا ہے۔

مصنف کا مختصر تعارف نذیر احمد دہلوی ۱۸۳۱ء میں ضلع بجنور میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام مولوی سعادت علی تھا۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ اس کے بعد دلی میں مولوی عبدالخالق کے شاگرد ہوئے۔ اس کے بعد دِلّی کالج میں داخلہ لیا۔ وہاں سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد کنجاہ ضلع گجرات میں ایک سکول میں مدرّس مقرر ہوئے۔ کم ہی عرصہ میں ترقی کرتے ہوئے ڈپٹی انسپکٹر مدارس مقرر ہو گئے۔

۱۸۶۱ء میں انڈین پینل کوڈ کا ترجمہ کرنے کی وجہ سے پہلے تحصیل دار بنے اور اس کے بعد افسر بندوبست کا درجہ حاصل کیا۔

ڈپٹی نذیر احمد کو اردو کا اولین ناول نگار تسلیم کیا جاتا ہے۔ آپ کے ناول اصلاحی انداز کے حامل ہیں۔ آپ نے اپنے ناولوں کے ذریعے مسلمانوں کی اِصلاح کی ذمہ داری نبھائی۔ ان کی زبان علمی بھی ہے اور عوامی بھی۔ آپ خواتین کی مخصوص زبان، محاورات اور مکالموں کے اُستاد تسلیم کیے گئے ہیں۔

تصانیف نذیر احمد دہلوی کا شمار اُردو کے ارکانِ خمسہ میں ہوتا ہے۔ آپ کے ناولوں میں "مراۃ العروس"، "بنات النعش"، "توبۃ النصوح"، "فسانۂ مبتلا" اور "ابن الوقت" زیادہ معروف ہوئے۔

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
قول قرار	وعدہ وعید، عہد و پیماں	مدرسہ	مکتب، سکول	درست	صحیح
صاحب زادے	بیٹے، کسی بزرگ کی اولاد	کبھی کبھار	کبھی کبھی، گاہے گاہے	بہ نسبت	تعلق سے
بالا خانہ	مکان کے اوپر کا کمرہ، چوبارہ	اسی واسطے	اسی وجہ سے	طبیعت	مزاج، فطرت
طلب	مانگ، خواہش، تلاش	ہم جماعت	ایک جماعت کے	خفا	ناراض
گھبرا کر	پریشان ہو کر	اتفاق	میل جول، اتحاد	منجھلا	درمیانہ
معقول	مناسب، درست، خاطر خواہ	چولیاں	لبے کرتے	کوڑیوں	کوڑی کی جمع، کئی
گزشتہ	گزرا ہوا	عاقبت	آخرت، انجام، نتیجہ، خاتمہ	قول قرار ہونا	بات چیت کے ذریعے کوئی فیصلہ طے پا جانا
ہڑبڑا کر	بوکھلا کر	تخت	بادشاہ کے بیٹھنے کی چوکی		
تعجب	حیرانی، حیرت	قبلہ رو	قبلہ کی طرف	مبتدی	ابتدا کرنے والا، آغاز کرنے والا
ناپسندیدگی	پسند نہ آنا۔ اچھا نہ لگنا	زور پڑنا	زور لگنا	طبیعت خوب لگنا	جی لگنا، کسی کام کو دلچسپی اور خوشی سے کرنا
بُرے	جو اچھے نہ لگیں	تلے	نیچے		
سبب	وجہ	دستور	طریقہ، سلیقہ، رواج	دلی نفرت ہو جانا	دل سے ناپسند کرنا

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
شریک ہونا	شامل ہونا	گالی بکنا	گالی دینا۔ اصل نام کی جگہ بگاڑ کر پکارنا	کانوں کان خبر نہ ہونا	بالکل خبر نہ ہونا، پتا نہ چلنا
آموختہ	سبق				
مایوسی	ناامیدی، ناکامی	جتا دینا	جتا دینا	بہ سرو چشم	سر آنکھوں پر، مراد خوشی سے کام کرنا
بھلامانس	شریف	عمر دراز	لمبی عمر		
ٹوکنا	روکنا	چھیڑنا	تنگ کرنا	دل کھٹا ہو جانا	ناپسند ہونا۔ اچھا نہ لگنا
پسند کرنا	انتخاب کرنا، خواہش کرنا	اصرار	ضد	بھلے مانسوں کا دستور	شریف لوگوں کا طریقہ
نصیحت	اچھی صلاح، نیک مشورہ	منڈے ہوئے	بال صاف کیے ہوئے، استرا پھروائے ہوئے		
حافظہ	قوت یادداشت			زمین میں گڑ جانا	نہایت شرمندہ ہونا
تلافی	نقصان کے عوض کچھ دینا	کم بخت	بُری قسمت والا	پھڈی جوتی	نیچی ایڑھی والا جوتا
خواب آور	نیند لانے والا	مہرہ	شطرنج کی گوٹ	شطرنج	ایک مشہور کھیل کا نام
گنجفہ	ایک کھیل کا نام	دالان	بڑا اور لمبا کمرا		

سبق کا خلاصہ

(FBD. GI & GII, MLN. GI, SGD. GI, MLN. GII, GRW. GII)

سبق ''نصوح اور سلیم کی گفتگو'' ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کے ایک ناول ''توبۃ النصوح'' کا ایک حصہ ہے۔ اس سبق میں اسلامی آداب معاشرت کو احسن انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ ایک اچھے طالب علم کی عادات سے روشناس کرایا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ ایک اچھا طالب علم کس طرح بنا جا سکتا ہے۔

دلی میں ہیضے کی وبا پھیلی تو نصوح بھی ہیضے کی بیماری میں مبتلا ہو گیا اور سمجھا کہ موت قریب ہے۔ مایوسی کے عالم میں عاقبت کی فکر ہوئی۔ ڈاکٹر نے خواب آور دوا دی تو سو گیا۔ خواب میں مرنے کے بعد دل دہلا دینے والے مناظر دیکھے۔ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔ خواب سے بیدار ہوا تو نصوح کو اپنی اور اپنے خاندان کی بے مقصد زندگی پر افسوس ہوا۔ اُس نے خاندان کی اصلاح کا عزم کیا۔ اس سلسلے میں بیوی فہمیدہ کو اپنا مددگار بنایا۔ اسی سلسلے میں ایک روز اپنے بیٹے سلیم کو مکان کے اوپر والے حصے سے صبح کے وقت بیدارا کے ذریعے بلایا۔ میاں بیوی کے درمیان خاندان کی اصلاح کا قول قرار ہوا۔ اگلے دن چھوٹا بیٹا سو کر نہیں اٹھا تھا۔ بیدارا نے آ کر جگایا اور پیغام دیا کہ اُسے میاں بلاتے ہیں۔ سلیم اُس وقت قریباً دس برس کا تھا۔ وہ ڈرتا ڈرتا باپ کے پاس اوپر پہنچا۔ باپ کو سلام کیا اور اَدب سے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ باپ نے پیار کیا اور اپنے پاس بٹھا کر مدرسہ نہ جانے کی وجہ پوچھی۔ سلیم نے جواب دیا کہ ابھی گھنٹے بھر کی دیر ہے۔ باپ نے پوچھا کہ وہ اپنے بھائی جان کے ساتھ مدرسہ جاتا ہے یا اس سے الگ۔ سلیم نے بتایا کہ چھوٹے بھائی جان صبح سویرے ہم جماعت کے گھر امتحان کی تیاری کے لیے چلے جاتے ہیں۔ اگر وہاں دیر ہو جائے تو گھر آنے کی بجائے مدرسے چلے جاتے ہیں۔

باپ نے سلیم سے دریافت کیا کہ وہ اپنے گھر کی بجائے دوسروں کے ہاں کیوں جاتا ہے؟ بیٹے نے بتایا کہ گھر میں بڑے بھائی جان کے پاس ہر وقت گنجفہ اور شطرنج ہونے کی وجہ سے اطمینان سے پڑھنا ناممکن ہے۔ باپ نے پوچھا کہ کیا اُسے شطرنج کھیلنا آتی ہے؟ بیٹے نے جواب دیا کہ میں مہرے پہچانتا ہوں، چالیں جانتا ہوں مگر کبھی کھیلنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ مجھے تمام کھیلوں سے دلی نفرت ہو گئی ہے۔ اُس کی وجہ بتاتے ہوئے بیٹے نے کہا کہ آپ نے اکثر چار لڑکوں کو کتابیں بغل میں دابے گلی میں آتے جاتے دیکھا ہوگا۔ اُن کی عادات عجیب سی ہیں۔ وہ راستے میں گردن نیچی کر کے چلتے ہیں۔ اپنے سے بڑے کو جان پہچان کے بغیر بھی سلام کرتے ہیں۔ کئی برس سے اس محلے میں رہتے ہیں

مگر اُن کے بارے میں کسی کو علم نہیں۔ محلے کے بگڑے ہوئے بدتمیز لڑکوں سے اُن کا کچھ تعلق نہیں ہے۔ وہ آپس میں چاروں بھائی ہیں۔ لڑائی جھگڑا کرنا، گالیاں دینا، جھوٹ بولنا، کسی سے بدتمیزی کرنا یا آوازیں کسنا جیسی بُری عادات ان میں نہیں ہیں۔ مدرسے میں بھی ان کا یہی طور طریقہ ہے۔ ایک گھنٹے کی چھٹی کے دوران جب باقی لڑکے کھیل کود میں لگ جاتے ہیں۔ یہ چاروں بھائی مسجد میں جا کر نماز ادا کرتے ہیں۔ سلیم نے مزید یہ بتایا کہ منجھلا لڑکا میرا ہم جماعت ہے۔ ایک دن مجھے سبق نہ یاد کرنے پر مولوی صاحب نے ڈانٹا اور اُس کے گھر جا کر سبق یاد کرنے کے لیے کہا۔ جب میں اگلے دن ان کے گھر پہنچا تو ایک بوڑھی سی عورت تخت پر جائے نماز بچھائے قبلہ رو بیٹھی ہوئی کچھ پڑھ رہی تھی۔ وہ ان لڑکوں کی نانی ہیں، لوگ ان کو "حضرت بی" کہتے ہیں۔ میں سیدھا دالان میں اپنے ہم جماعت کے ساتھ جا بیٹھا۔ اپنی پڑھائی سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے مجھ سے کہا اگر چہ تم نے مجھے سلام نہیں کیا مگر میں تم کو ضرور دعا دوں گی۔ جیتے رہو، عمر دراز ہو، خدا نیک ہدایت دے۔ اُن کا یہ کہنا تھا کہ میں غیرت کے مارے زمین میں گڑ گیا اور فوراً نہایت ادب سے کھڑے ہو کر سلام کیا۔ پھر حضرت بی نے فرمایا بیٹا یہ شریف لوگوں کا طریقہ ہے کہ وہ اپنے سے بڑوں کو سلام کرتے ہیں۔ چونکہ تم میرے بچوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہو اس لیے میں نے تمہیں یہ جتانا ضروری سمجھا۔ اس کے بعد "حضرت بی" نے اصرار کر کے مٹھائی کھلائی۔ جب ان کے گھر جاتا اپنے نواسوں کی طرح پیار کرتیں۔ اُن کی اس اچھی تربیت کی وجہ سے میرا دل تمام کھیلوں سے کھٹا ہو گیا۔

اہم نثر پاروں کی تشریح

نوٹ: طلباو طالبات درج ذیل مثالی سیاق و سباق سبق کے تمام پیراگراف کی تشریح سے پہلے لکھیں۔

سیاق و سباق مصنف نے اس سبق میں اسلامی آداب معاشرت کو احسن انداز سے بیان کیا ہے۔ مزید یہ کہ ایک اچھے طالب علم کی عادات سے روشناس کرایا ہے۔ مصنف بتاتے ہیں کہ دہلی میں ہیضہ کی وبا پھیلی تو اس میں میاں نصوح بھی بیمار ہو گئے تب انھوں نے اپنے خاندان کی بے مقصد زندگی پر افسوس کیا اور اصلاح کا ارادہ کیا۔ اسی سبق میں میاں نصوح کے چھوٹے بیٹے نے اپنے والد کو محلے کے چار لڑکوں کے بارے میں بھی بتایا جو عمدہ اوصاف کے مالک تھے اور یہ بھی بتایا کہ ان کی نانی جان کی نصیحتوں کی وجہ سے میرا دل کھیلوں سے کھٹا ہو گیا ہے۔

پیراگراف نمبر 1 میں سیدھا سامنے دالان میں اپنے ہم جماعت کے پاس جا بیٹھا۔ جب 'حضرت بی' اپنے پڑھنے سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ بیٹا! گو تم نے مجھ کو سلام نہیں کیا لیکن ضرور ہے کہ میں تم کو دعا دوں۔ جیتے رہو، عمر دراز، خدا نیک ہدایت دے۔ اُن کا یہ کہنا تھا کہ میں غیرت کے مارے زمین میں گڑ گیا اور فوراً میں نے اُٹھ کر نہایت ادب کے ساتھ سلام کیا۔ (GRW, GI)

حوالہ متن (i) سبق کا نام.........نصوح اور سلیم کی گفتگو (ii) مصنف کا نام......... ڈپٹی نذیر احمد دہلوی

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
دالان	برآمدہ	عمر دراز	لمبی عمر	غیرت	شرم و حیا	نہایت	بہت

تشریح اس پیراگراف میں حضرت بی اور سلیم کے درمیان ہونے والی گفتگو کو بیان کیا گیا۔ یہ بتایا گیا ہے کہ بزرگ خاتون نے کس احسن انداز سے سلیم کی تربیت کی اور سلیم کی زندگی کا رخ بدل گیا۔

سلیم اپنے والد کو اپنے ہم جماعت دوست کے گھر میں پیش آنے والے واقعہ کے بارے میں بتاتا ہے کہ جب وہ اپنے دوست کے گھر پہنچا تو سیدھا سامنے برآمدے میں اپنے دوست کے پاس جا بیٹھا۔ اس کی نانی 'حضرت بی' جائے نماز پر بیٹھی کچھ پڑھ رہی تھیں۔ حضرت بی اپنے پڑھنے سے فارغ ہوئیں تو انہوں نے مجھے کہا کہ بیٹا "اگر چہ تم نے مجھے سلام نہیں کیا، لیکن میں تمھیں ضرور دعا دوں گی۔

میری دعا ہے کہ تم جیتے رہو، خدا تمہاری عمر طویل کرے اور نیک ہدایت دے۔ جب حضرت بی نے یہ بات کی تو میں شرم سے پانی پانی ہو گیا اور اُسی وقت اپنی جگہ سے اٹھ کر بہت ادب و احترام کے ساتھ اُن کو سلام کیا۔

پیراگراف نمبر 2: اس کے بعد حضرت بی نے مجھ کو مٹھائی دی اور بڑا اصرار کر کے کھلائی۔ مدتوں میں ان کے گھر جاتا رہا۔ حضرت بی بھی مجھ کو اپنے نواسوں کی طرح چاہنے اور پیار کرنے لگیں اور مجھ کو ہمیشہ نصیحت کیا کرتی تھیں۔ تبھی سے میرا دل تمام کھیل کی باتوں سے کھٹا ہو گیا۔

حوالہ متن: (i) سبق کا نام......... نصوح اور سلیم کی گفتگو (ii) مصنف کا نام......... ڈپٹی نذیر احمد دہلوی

خط کشیدہ الفاظ کے معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اصرار کرنا	ضد کرنا	مدتوں	کافی عرصہ	نواسوں	بیٹی کے بیٹوں	کھٹا ہونا	بیزار اور متنفر ہونا

تشریح: اس پیراگراف میں حضرت بی اور سلیم کے درمیان ہونے والی گفتگو کو بیان کیا گیا۔ یہ بتایا گیا ہے کہ بزرگ خاتون نے کس احسن انداز سے سلیم کی تربیت کی اور سلیم کی زندگی کا رخ بدل گیا۔

اس کے بعد حضرت بی نے مجھے مٹھائی کھانے کو دی اور میرے نہ نہ کرنے کے باوجود بے حد ضد کر کے مجھے کھلائی۔ بہت عرصے تک میں اُن کے گھر جاتا رہا۔ حضرت بی جس طرح اپنے نواسوں سے پیار کرتی تھیں بالکل اُسی طرح مجھ سے بھی پیار کرنے لگیں اور زندگی کے مہذب طور طریقے سکھانے کی تربیت کرتی رہیں۔ اس طرح میرا دل کھیل کود اور اس کی باتوں سے متنفر ہو گیا۔

پیراگراف نمبر 3: منجھلا لڑکا میرا ہم جماعت ہے۔ ایک دن میرا آموختہ یاد نہ تھا۔ مولوی صاحب نہایت ناخوش ہوئے اور اس کی طرف اشارہ کر کے مجھ سے فرمایا کہ کم بخت گھر سے گھر ملا ہے۔ اسی کے پاس جا کر یاد کر لیا کر۔ میں نے جو پوچھا؛ کیوں صاحب یاد کرا دیا کرو گے؟ تو کہا: "بہ سروچشم"۔ غرض میں اگلے دن ان کے گھر گیا، آواز دی۔ انہوں نے مجھ کو اندر بُلا لیا۔ (SWL. GI & GII)

حوالہ متن: (i) سبق کا نام......... نصوح اور سلیم کی گفتگو (ii) مصنف کا نام......... ڈپٹی نذیر احمد دہلوی

خط کشیدہ الفاظ کے معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
منجھلا	درمیانہ	آموختہ	سبق	کم بخت	بدنصیب	بہ سروچشم	سر آنکھوں پر، مراد خوشی سے کام کرنا

تشریح: ہمارے محلے دار چاروں بھائیوں میں سے درمیان والا بھائی میری ہی جماعت میں پڑھتا ہے۔ ایک دن مجھے سبق نہ یاد کرنے پر مولوی صاحب نے بہت ڈانٹا اور کہا کہ بدنصیب لڑکے تمہارا گھر اس لائق بچے کے گھر کے بالکل قریب ہی تو ہے یعنی گھر سے گھر ملا ہوا ہے۔ تمہیں چاہیے کہ اس کے پاس جا کر ہی اپنا سبق یاد کر لیا کرو تا کہ تم بھی اس کی طرح اچھے اور لائق طالب علم بن سکو۔ میں نے جب اس لڑکے سے پوچھا کہ کیوں جناب! مجھے سبق یاد کروا دیا کریں گے تو وہ بولا کہ بڑی خوشی سے میں یہ کام کروں گا۔ تو ہوا یوں کہ میں اس سے اگلے روز ان کے گھر چلا گیا۔ اُسے آواز دی تو انہوں نے مجھے گھر کے اندر بلا لیا۔

پیراگراف نمبر 4: جناب کچھ عجب عادت ان لڑکوں کی ہے۔ راہ چلتے ہیں، تو گردن نیچی کیے ہوئے، اپنے سے بڑا مل جائے، جان پہچان ہو یا نہ ہو، ان کو سلام کر لینا ضرور، کئی برس سے اس محلے میں رہتے ہیں، مگر کانوں کان خبر نہیں۔ محلّے میں کوڑیوں لڑکے بھرے پڑے ہیں، لیکن ان کو کسی سے کچھ واسطہ نہیں۔ (RWP. GII, 2015)

حوالہ متن: (i) سبق کا نام......... نصوح اور سلیم کی گفتگو (ii) مصنف کا نام......... ڈپٹی نذیر احمد دہلوی

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
عجب	عجیب	جان پہچان	واقفیت	کوڑیوں	مراد بہت سے، عام	واسطہ	تعلق، رشتہ

تشریح: اس اقتباس میں سلیم اپنے باپ کو محلے کے چار عمدہ اوصاف کے حامل لڑکوں کی عادات اور اُن کے معمول زندگی کے بارے میں بتاتا ہے کہ اُن لڑکوں کی عادتیں عجیب ہیں۔ جب وہ راستے میں سے گزرتے ہیں تو نظریں جھکا کر گزرتے ہیں۔ جب کوئی اپنے سے بڑا ملتا ہے تو اُسے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں، ادب کے ساتھ سلام کرتے ہیں۔ وہ اس محلے میں کئی سالوں سے رہ رہے ہیں۔ اس محلے میں بہت سے لڑکے اور بھی رہتے ہیں مگر ان کا ان شرارتی اور بدتمیز لڑکوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ آوارہ لڑکوں کے ساتھ اپنا کوئی تعلق رکھنا پسند نہیں کرتے۔

حل مشقی سوالات

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) بیدارا نے سلیم کو جگا کر کیا پیغام دیا؟ (LHR. GI & GII, DGK. GI, GRW. GII, FBD. GII, MLN. GI, BWP. GII)

جواب: بیدارا نے سلیم کو جگا کر پیغام دیا کہ بالاخانے پر میاں جی بلاتے ہیں۔

(ب) سلیم کی ماں نے سلیم کے ساتھ نصوح کے پاس جانے سے کیوں انکار کیا؟ (DGK. GII, SWL. GI)

جواب: سلیم کی ماں نے سلیم کے ساتھ نصوح کے پاس جانے کے لیے اس وجہ سے انکار کر دیا کیونکہ اُس وقت اُس کی گود میں اُس کی بیٹی سو رہی تھی۔

(ج) سلیم اپنے بھائی کے ساتھ مدرسے کیوں نہیں جاتا تھا؟
(MLN. GII, SGD. GI & GII, FBD. GI & GII, RWP. GII, DGK. GII, LHR. GI)

جواب: سلیم اپنے بھائی کے ساتھ مدرسے اس لیے نہیں جاتا تھا کیونکہ اس کا بھائی صبح سویرے اُٹھ کر امتحان کی تیاری کے لیے کسی ہم جماعت کے یہاں چلا جاتا تھا۔ وہاں اگر دیر ہو جاتی تو گھر آنے کی بجائے سیدھا مدرسے چلے جاتا۔

(د) سلیم نے چار لڑکوں کی کیا خوبیاں بیان کیں؟ (FBD. GI & GII, SWL. GI, SGD. GI, RWP. GI, DGK. GII)

جواب: سلیم نے چار لڑکوں کی یہ خوبیاں بیان کیں:

i- راستے میں نظریں جھکا کر چلتے ہیں۔
ii- جو بھی اپنے سے بڑا مل جائے اُسے سلام کرتے ہیں۔
iii- محلے کے بدتمیز لڑکوں سے ان کا کوئی واسطہ نہیں۔
iv- لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ نہیں کرتے، نہ جھوٹ بولتے اور نہ کسی کو تنگ کرتے ہیں۔
v- نماز باقاعدگی سے ادا کرتے تھے۔

(ہ) حضرت بی کون تھیں اور انھوں نے سلیم کو کیا نصیحت کی؟ (MLN. GI, RWP. GI & GII, BWP. GII, LHR. GII, SWL. GII)

جواب: حضرت بی چاروں شریف اور سلجھے ہوئے لڑکوں کی نانی تھیں۔ انھوں نے سلیم کو نصیحت کی کہ بھلے مانسوں کا دستور ہے کہ اپنے سے بڑوں کو سلام کرتے ہیں۔

۲۔ **مندرجہ ذیل محاورات کے معانی لکھیں اور انھیں جملوں میں استعمال کریں۔**

جی لگنا، کانوں کان خبر نہ ہونا، آوازہ کسنا، زمین میں گڑ جانا، دل کھٹا ہونا

جواب:

الفاظ	معانی	جملے
جی لگنا	اچھا لگنا، دل بہلنا	احمد کا پڑھنے میں بہت جی لگتا ہے۔

کانوں کان خبر نہ ہونا	بالکل بھی علم نہ ہونا	علی نے اس خاموشی سے کام کیا کہ کسی کو بھی کانوں کان خبر نہ ہوئی۔
آوازہ کسنا	بدتمیزی کرنا	دوسروں پر آوازے کسنا شریف لوگوں کا دستور نہیں ہے۔
زمین میں گڑ جانا	شرمندہ ہو جانا	چوری کرتے ہوئے پکڑے جانے پر چور زمین میں گڑا جا رہا تھا۔
دل کھٹا ہونا	اچھا نہ لگنا	حضرت بی کی نصیحت کے بعد سلیم کا دل تمام کھیلوں سے کھٹا ہو گیا۔

۳۔ اس سبق کا خلاصہ لکھیں۔

جواب: دیکھیے سبق کا خلاصہ۔

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کی جمع لکھیں۔ خبر، کتاب، مدرسہ، امتحان، مشکل

جواب:

واحد	جمع	واحد	جمع
خبر	خبریں، اخبار	امتحان	امتحانات
کتاب	کتابیں، کتب	مشکل	مشکلیں، مشکلات
مدرسہ	مدارس، مدرسے		

۵۔ مندرجہ ذیل الفاظ کا تلفظ اعراب کی مدد سے واضح کریں۔ صورت، تعجب، مسجد، عمر دراز، بسر و چشم

جواب: صُوْرَت۔ تَعَجُّب۔ مَسْجِد۔ عُمْر دَرَاز۔ بَسَرْ وچَشْم۔

۶۔ مصنف کا نام، سبق کا عنوان اور اقتباس کا نصابی سبق میں موقع و محل درج کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اقتباس کی تشریح کریں۔

کئی برس سے اس محلے...............جھوٹی شکایت بھی تو نہیں کی۔

پیراگراف: کئی برس سے اس محلے میں رہتے ہیں، مگر کانوں کان خبر نہیں۔ محلے میں کوڑیوں لڑکے بھرے پڑے ہیں، لیکن ان کو کسی سے کچھ واسطہ نہیں۔ آپس میں اُوپر تلے کے چاروں بھائی ہیں۔ نہ کبھی لڑتے، نہ کبھی جھگڑتے، نہ گالی بکتے، نہ قسم کھاتے، نہ جھوٹ بولتے۔ نہ کسی کو چھیڑتے، نہ کسی پر آوازہ کستے۔ ہمارے ہی مدرسے میں پڑھتے ہیں، وہاں بھی ان کا یہی حال ہے۔ کبھی کسی نے ان کی جھوٹی شکایت بھی تو نہیں کی۔

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان.........نصوح اور سلیم کی گفتگو (ii) مصنف کا نام.............ڈپٹی نذیر احمد دہلوی

سیاق و سباق زیرِ تشریح اقتباس سبق کے قریباً آخری حصہ سے لیا گیا ہے۔ اس اقتباس سے قبل اس بات کا ذکر ہے کہ سلیم نے اپنے محلے کے چار لڑکوں کے بارے میں اپنے باپ کو بتایا جو عمدہ اوصاف کے مالک تھے اور عام بچوں کی طرح شرارتیں نہ کرتے تھے۔ زیر تشریح اقتباس کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ محلے کے چار عمدہ اوصاف کے حامل لڑکوں کا منجھلا بھائی سلیم کا ہم جماعت ہے اور اُستاد صاحب نے سبق یاد کرنے کے لیے اُس کے پاس جانے کے لیے کہا ہے۔

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کانوں کان خبر نہ ہونا	بالکل پتا نہ چلنا	تلے	نیچے	آوازہ کسنا	بدتمیزی کرتے ہوئے آوازیں نکالنا
کوڑیوں	بیسیوں	واسطہ	تعلق، رشتہ		

تشریح اس اقتباس میں ایک اچھے طالب علم کے نہایت عمدہ اوصاف بیان کیے گئے ہیں۔ سلیم اپنے باپ کو محلے کے چار عمدہ اوصاف کے حامل لڑکوں کی عادات اور اُن کے معمول زندگی کے بارے میں بتاتا ہے کہ اُن لڑکوں کی عادتیں عجیب ہیں۔ جب وہ راستے میں سے گزرتے ہیں تو نظریں جھکا کر گزرتے ہیں۔ جب کوئی اپنے سے بڑا ملتا ہے تو اُس کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں، ادب کے ساتھ

سلام کرتے ہیں۔ وہ اس محلے میں کئی سالوں سے رہ رہے ہیں۔ اس محلے میں بہت سے لڑکے اور بھی رہتے ہیں مگر ان کا ان شرارتی اور بدتمیز لڑکوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ آوارہ لڑکوں کے ساتھ اپنا کوئی تعلق رکھنا پسند نہیں کرتے۔ یہ اوپر تلے کے چاروں لڑکے آپس میں حقیقی بھائی ہیں۔ کبھی بھی کسی سے لڑائی جھگڑا نہیں کرتے اور نہ دوسروں کو گالیاں دیتے ہیں۔ جھوٹی قسمیں کھانا، دوسروں کو تنگ کرنا، بیہودہ لڑکوں کی طرح دوسروں پر آوازے کسنا، ان کی عادات میں شامل نہیں ہے۔ یہ میرے ساتھ ہمارے ہی مدرسے کے طالب علم ہیں۔ مدرسے میں بھی ان کا طور طریقہ یہی ہے۔ کبھی کسی اور طالب علم نے ان کی جھوٹی شکایت بھی نہیں۔

۷۔ متن کو مدنظر رکھتے ہوئے خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) سلیم کی عمر اس وقت کچھ کم .... کی تھی۔
(ب) میں اوپر .... لینے گئی تھی۔
(ج) صورت سے .... تو نہیں معلوم ہوتا تھا۔
(د) سلیم ڈرتا ڈرتا .... گیا اور .... کر کے الگ جا کھڑا ہوا۔
(ہ) اگلے مہینے .... ہونے والا ہے۔ (و) شاید مجھ کو عمر بھر بھی .... کھیلنی نہ آئے گی۔
(ز) بڑے بھائی جان کے پاس ہر وقت .... ہوا کرتا ہے۔

جوابات: (الف) دس برس (ب) لوٹا (ج) کچھ غصہ (د) اوپر۔ سلام (ہ) امتحان
(و) شطرنج (ز) گنجفہ اور شطرنج

۸۔ متن کو مدِنظر رکھ کر درست جواب کی (✔) سے نشان دہی کریں۔

(الف) سلیم کو کس نے آ کر جگایا؟ (SGD. GII, DGK. GII, BWP. GI, GRW. GI, FBD. GI, FBD. GII)
(i) نصوح نے (ii) بیدارانے (iii) ماں نے (iv) حضرت بی نے

(ب) میاں اکیلے بیٹھے ہوئے کیا کر رہے تھے؟ (MLN. GII)
(i) شطرنج کھیل رہے تھے۔ (ii) کھانا کھا رہے تھے۔ (iii) کتاب پڑھ رہے تھے۔ (iv) لکھ رہے تھے۔

(ج) ماں کی گود میں کون سویا ہوا تھا؟ (RWP. GI & GII, DGK. GI)
(i) بلی (ii) سلیم (iii) لڑکی (iv) بیدارا

(د) سلیم ڈرتا ڈرتا کہاں گیا؟ (FBD. GII, MLN. GII, BWP. GII, RWP. GI, SGD. GII)
(i) مدرسے (ii) بازار (iii) مسجد (iv) اوپر

(ہ) اکثر کون گھبرایا کرتا ہے؟ (GRW. GII, MLN. GI, SWL. GII, RWP. GII)
(i) مبتدی (ii) چور (iii) جھوٹا (iv) نالائق

(و) کھیل کے پیچھے کون دیوانہ بنا رہتا تھا؟ (LHR. GI, MLN. GI, SGD. GII, BWP. GII)
(i) نصوح (ii) سلیم (iii) بیدارا (iv) منجھلا لڑکا

جوابات: (الف) بیدارانے (ب) کتاب پڑھ رہے تھے۔ (ج) لڑکی (د) اوپر (ہ) مبتدی (و) سلیم

ناول: ناول وہ کہانی ہے، جس کی بنیاد حقیقی زندگی پر ہوتی ہے۔ اس میں زندگی کا کوئی ایک دور اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ وہ دور اپنے تمام تر رنگوں کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ کہانی کے واقعات کے بہاؤ میں ایک فطری پن ہوتا ہے۔ اس کے کردار گوشت پوست کے انسان

ہوتے ہیں، جن میں خوبیاں بھی ہوتی ہیں اور خامیاں بھی۔ کرداروں کے مکالموں کی زبان، اُن کے مرتبے اور مزاج کے مطابق ہوتی ہے۔

سرگرمیاں

۱۔ مختلف بچوں کو سبق میں آنے والے کردار قرار دے کر، جماعت کے کمرے میں یہ سبق مکالماتی انداز میں بلند آواز میں پڑھا جائے۔

جواب: عملی کام

۲۔ بچوں سے "نیک صحبت" کے موضوع پر مکالمہ لکھوایا جائے۔

جواب: احمد: السلام علیکم

علی: وعلیکم السلام

احمد: کہاں جا رہے ہو؟ سر پیر کا ہوش نہیں۔

علی: سنا ہے نئی ویڈیو گیمز متعارف ہوئی ہیں، وہاں کھیلنے جا رہا ہوں۔

احمد: کیا یہ نہیں پوچھو گے کہ میں کدھر جا رہا ہوں؟

علی: بتاؤ یار

احمد: محلے میں آنکھوں کے علاج کے لیے فری کیمپ لگا ہے۔ وہاں رضا کاروں کے ساتھ معاونت کرنے جا رہا ہوں۔

علی: فری کیمپ؟

احمد: ہاں، محلے کے اثر و رسوخ والے بڑے بزرگوں نے ہر اتوار آنکھوں اور بلڈ شوگر کے فری چیک اپ کا کیمپ لگانے کا فیصلہ کیا۔ جہاں میری طرح اور لوگ بھی خدمت خلق انجام دیتے ہیں۔ کیا بہتر نہیں کہ تم بھی کھیل چھوڑ کر ان لوگوں کی صحبت اختیار کرو جو نیکی اور بھلائی کے کام کرتے ہیں۔

علی: تم درست کہتے ہو، نیکی کے کاموں سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور انسان کا اپنا ضمیر بھی مطمئن ہوتا ہے۔ آؤ پھر کیمپ کی طرف چلیں۔ (دونوں دوست چلے جاتے ہیں)

اشاراتِ تدریس

۱۔ اساتذہ طلبہ کو قصے اور کہانی کے بارے میں اختصار سے بتائیں۔

جواب: قصے میں کسی واقعے کو بیان کیا جاتا ہے جو کہ بہت طویل نہیں ہوتا۔ بے جا طوالت سے گریز کیا جاتا ہے۔ کوشش کی جاتی ہے کہ چند لائنوں میں اسے بیان کیا جائے جبکہ کہانی میں طوالت سے کام لیا جاتا ہے اور مفصل انداز سے ہر بات بتائی جاتی ہے۔

۲۔ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کے اصلاحی مقاصد کو طلبہ پر واضح کریں۔

جواب: ڈپٹی نذیر احمد نے اپنے ناولوں کے ذریعے مسلمان قوم کی اصلاح کی ذمہ داری نبھائی۔ آپ کے ناول اصلاحی انداز کے حامل ہیں۔ اگرچہ ڈپٹی نذیر احمد کی مقصد پسندی نے ناول کے فن کو کسی حد تک متاثر کیا ہے لیکن اس مقصدیت کے اہم پہلو کی بنا پر ان کے اسلوب بیان کی لطافت ختم نہیں ہوئی۔ اپنے ناولوں میں انہوں نے اس مقصدیت کو واضح کرنے کے لیے عوامی زبان کو استعمال کیا۔ معاشرتی لطافتوں کے آئنہ دار محاوروں نے تحریروں کو دلکشی اور خوبصورتی عطا کی۔

۳۔ اس سبق میں جو محاورے استعمال ہوئے ہیں ان کو جملوں میں استعمال کر کے دکھائیں۔

جواب: دیکھئے حل مشقی سوالات میں سوال نمبر: ۲ کا جواب

۴۔ ڈپٹی نذیر احمد کی دیگر تصانیف کا مختصر تعارف کرائیں۔

جواب: ڈپٹی نذیر احمد اردو کے پہلے ناول نگار ہیں۔ ان کے ناولوں میں مراۃ العروس، بنات النعش اور ابن الوقت بہت اہم ہیں۔

1- مراۃ العروس: اُردو ادب میں پہلا ناول "مراۃ العروس" ہے۔ اس ناول میں ڈپٹی نذیر احمد نے بیٹیوں کی تعلیم و تربیت، ہنر مندی اور عقل و دانش مندی کو بیان کیا ہے۔ اس ناول کا ایک کردار اکبری بیگم کی بدتمیزی اور بدسلیقہ عادات پر مبنی ہے۔ اصغری بیگم کا کردار سلیقہ شعار اور تمیزدار بہو کی حیثیت سے پیش کیا گیا جو کہ امور خانہ داری کی بہترین مثال ہے۔ اس طرح مولوی صاحب نے لڑکیوں کی تربیت کا عمدہ درس دیا ہے۔

2- بنات النعش: بنات النعش میں بھی لڑکیوں کی تعلیم، اخلاق اور امور خانہ داری کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔ ناول آزاد خیال لڑکی کے کردار پر مبنی ہے، جس کو تمیزدار بہو اصغری کی صحبت نے اخلاقی اصلاح سے سنوارا۔ اس کے ساتھ ساتھ لڑکیوں کے لیے کتب کی اہمیت کو بھی اُجاگر کیا گیا ہے۔

3- ابن الوقت: اس ناول میں ایسے شخص کا قصہ بیان کیا گیا ہے جو انگریزی وضع کو اختیار کرتا ہے۔ اپنی اصلی وضع قطع سے منھ موڑ لیتا ہے۔ اس طرح نہ وہ اپنے لوگوں میں گھل مل سکا اور نہ ہی مکمل انگریز بن سکا۔ اس ناول کے ذریعے مولوی صاحب نے انگریزی وضع قطع کے دلدادہ لوگوں کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور اپنی تہذیب اپنانے کی طرف زور دیا ہے۔

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- اردو کے پہلے ناول نگار ہیں: (GRW. GI, MLN. GI)
(A) ڈپٹی نذیر احمد دہوی (B) کرنل محمد خان (C) میرزا ادیب (D) سرسید احمد خان

2- سبق نصوح اور سلیم کی گفتگو کے مصنف کون ہیں؟ (FBD. GII)
(A) میرزا ادیب (B) نذیر احمد دہلوی (C) فرحت اللہ بیگ (D) منشی پریم چند

3- سبق "نصوح اور سلیم کی گفتگو" کے مطابق دلی میں ایک سال سخت وبا پھیلی: (BWP. GI)
(A) کینسر کی (B) چیچک کی (C) طاعون کی (D) ہیضے کی

4- نصوح بھی دیگر افراد کی طرح مبتلا ہوا: (SWL. GII)
(A) ہیضے میں (B) کینسر میں (C) ملیریا میں (D) زکام میں

5- نصوح نے اپنے بیٹے سلیم کو بالاخانے پر بیدارا کے ذریعے بلا بھیجا: (GRW. GI)
(A) صبح کے وقت (B) دوپہر کے وقت (C) شام کے وقت (D) رات کے وقت

6- بیدارا بالاخانے پر کیا لینے گئی تھی؟ (FBD. GI, FBD. GI, RWP. GI)
(A) کتاب (B) دودھ (C) بستر (D) لوٹا

7- شطرنج کی نسبت کون گنجفہ کو زیادہ پسند کرتا تھا؟ (GRW. GII)
(A) بیدارا (B) منجھلا لڑکا (C) باپ (D) سلیم

8- شطرنج میں زور پڑتا ہے۔ (DGK. GII)
(A) آنکھوں پر (B) طبیعت پر (C) مزاج پر (D) حافظے پر

9- اس محلے میں رہتے ہیں مگر کانوں کان خبر نہیں: (LHR. GI)
(A) دوسال سے (B) تین سال سے (C) کئی برس سے (D) نوسال سے

10- آموختہ سے مراد ہے: (RWP. GI)
(A) سبق (B) تختی (C) کاپی (D) کاغذ

11- حضرت بی لڑکوں کی تھی: (LHR. GII, LHR. GII, FBD. GII, SGD. GI)
(A) ماں (B) دادی (C) خالہ (D) نانی

12- حضرت بی نے مجھ کو دی: (SGD. GI)
(A) سزا (B) ٹافی (C) گالی (D) مٹھائی

13- کھیل کے پیچھے دیوانہ بنا رہتا تھا: (GRW. GI)
(A) نصوح (B) بیدارا (C) سلیم (D) منجھلا لڑکا

14- ماں کی گود میں سویا ہوا تھا: (بحوالہ سبق نصوح اور سلیم کی گفتگو) (MLN. GI)
(A) بلّی (B) سلیم (C) لڑکی (D) بیدارا

15- سلیم کو آ کر جگایا: (MLN. GII)
(A) نصوح نے (B) بیدارا نے (C) ماں نے (D) حضرت بی نے

16- نذیر احمد کس ضلع میں پیدا ہوئے؟ (DGK. GI)
(A) مرادآباد (B) بجنور (C) دلی (D) لکھنو

17- لڑکوں کی نانی کو لوگ کہتے تھے: (FBD. GII)
(A) حضرت بی (B) بڑی بی (C) دادی بی (D) خالی بی

18- سبق "نصوح اور سلیم کی گفتگو" میں میاں اکیلے بیٹھے.................. (MLN. GII)
(A) شطرنج کھیل رہے تھے (B) کھانا کھا رہے تھے (C) کتاب پڑھ رہے تھے (D) لکھ رہے تھے

جوابات: (1) ڈپٹی نذیر احمد دہلوی (2) نذیر احمد دہلوی (3) بیٹے کی (4) بیٹے میں
(5) صبح کے وقت (6) لوٹا (7) سلیم (8) طبیعت پر (9) کئی برس سے
(10) سبق (11) نانی (12) مٹھائی (13) سلیم (14) لڑکی
(15) بیدارا نے (16) بجنور (17) حضرت بی (18) کتاب پڑھ رہے تھے

مختصر جوابی سوالات

1- ڈپٹی نذیر احمد کے چار ناولوں کے نام لکھیں۔

جواب: 1- مراۃ العروس 2- بنات النعش 3- توبۃ النصوح 4- ابن الوقت۔

2- سلیم کو کھیل سے نفرت کیوں ہوئی؟

جواب: حضرت بی کی عمدہ نصیحتوں کی وجہ سے سلیم کو کھیل سے نفرت ہوگئی۔ وہ جب بھی حضرت بی کے ہاں جاتا تو وہ سلیم کو عمدہ قسم کی نصیحتیں کرتیں جس سے اُس کا دل تمام کھیلوں سے کھٹا ہوگیا۔

***

منشی پریم چند (۱۸۸۰ء ۔۱۹۳۶ء)

مقاصد تدریس

۱۔ طلبہ کو پنچایت کے مفہوم اور اہمیت سے آگاہ کرنا۔ ۲۔ طلبہ کو عدل وانصاف اور حق وصداقت کی فضیلت سے روشناس کرانا۔
۳۔ دیہاتی زندگی کے مختلف پہلوؤں سے طلبہ کو متعارف کرانا۔۴۔ یہ بتانا کہ صنف افسانہ کس طرح زندگی کی حقیقتوں سے وابستہ ہے۔

مصنف کا مختصر تعارف

پریم چند کا اصل نام دھنپت رائے تھا۔آپ ہندوستان کے ضلع بنارس کے ایک گاؤں ملہی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد منشی عجائب لال محکمہ ڈاک خانہ میں ملازم تھے۔ پریم چند نے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد ۱۹۰۰ء میں ایک مڈل سکول میں ملازمت اختیار کر لی مگر ساتھ ساتھ تعلیم کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔۱۹۱۹ء میں الہ آباد یونیورسٹی سے بی۔اے کا امتحان پاس کیا۔۱۹۲۱ء میں ملازمت سے مستعفی ہو کر آپ نے اپنے آپ کو مکمل طور پر علمی و ادبی سرگرمیوں میں مصروف کر لیا۔۱۹۳۶ء میں انجمن ترقی پسند مصنفین کے پہلے اجلاس کی صدارت بھی کی اور اسی سال بنارس میں وفات پائی۔

پریم چند کی نثری تحریوں میں دیہاتوں میں بسنے والے مزدوروں اور کسانوں کی معاشرتی وسماجی زندگی کی عکاسی کی گئی ہے۔ان کے افسانوں کا مرکزی خیال نیکی کی فتح اور برائی کی شکست ہے۔

تصانیف

پریم چند کا شمار اردو کے اولین افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ان کے افسانوں کے مجموعوں میں "سوزِ وطن، پریم پچیسی، پریم چالیسی، زاد راہ اور واردات" زیادہ اہم ہیں۔افسانوں کے علاوہ انہوں نے ناول بھی تحریر کیے۔جن میں میدانِ عمل، بازارِ حسن اور گئودان نے بہت زیادہ شہرت حاصل کی۔

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
یارانہ	دوستی	روبرو	سامنے	تحصیل علم	علم حاصل کرنا
ساجھے میں	اشتراک میں، مل کر	وضع	شکل، حلیہ	تقدیر	قسمت
کامل	مکمل	فیض	فائدہ، سخاوت، نیکی	تازیانہ	چابک، کوڑا
اعتماد	یقین، بھروسا	چٹ پٹے	مزے دار، مصالحے دار	نباہ	گزارہ
پرسش	پوچھنا	اہلیہ	بیوی	بگڑ کر	ناراضی سے
وبال	مصیبت	رسوخ	اثر	انتقام	بدلہ
صدا	آواز	منطق	بامقصد سوچ	نان نمک	مراد کھانا پینا
بیوہ	وہ عورت جس کا خاوند فوت ہو چکا ہو	صلح پسند	صلح پسند کرنے والا	سراسر	بالکل، مکمل طور پر
وعدہ	عہد، اقرار	مداخلت کرنا	دخل دینا	ماہوار گزارہ	مہینے بھر کا گزارہ
خوب	اچھی طرح	رودھوکر	مشکل سے	منسوخ	رد کرنا
فاتحانہ انداز	فتح والا انداز	تصفیہ	فیصلہ	سناٹا	خاموشی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اونچی مسند	اونچی گدی، اونچی جگہ، مراد اونچا مرتبہ	تسکین	سکون	غداری	بے وفائی، ملک دشمنی
اندیشہ	فکر، پریشانی	تاوان	جرمانہ	قرب وجوار سے	اردگرد کے علاقوں سے
حقیر	کمتر، کم حیثیت کا	فریاد	التجا	دغابازی	دھوکا دینا
جرأت	ہمت	دانست	واقفیت، علم	بد	بُرا
خوبیِ تقدیر	تقدیر کی اچھائی	گریہ وزاری کرنا	رونا دھونا	رزم گاہ	جنگ کا میدان، لڑائی
مہمان نوازی	مہمانوں کی خدمت کرنا	فرطِ مسرت	خوشی کی لہر، خوشی سے		جھگڑے والی جگہ
مخاطب ہوکر	بات کرکے	ضبط	صبر۔ قابو	شیریں بیانی	خوش بیانی
روٹی کپڑا دینا	ضروریاتِ زندگی پوری کرنا	جھمیلے	جھگڑے	داد دی	تعریف کی
دلیرانہ انداز	بہادری والا انداز	معترضانہ انداز	اعتراض والا انداز	صلاح	مشورہ
عذر	تردد، اعتراض	گاڑھی دوستی	گہری دوستی	کچومر نکل جانا	حال بُرا ہونا
اعتراض	نکتہ چینی، گرفت	بن پڑنا	بس میں ہونا	دوبھر ہونا	مشکل ہونا
تاڑ لیا	جانچ لیا، پرکھ لیا	شانِ فضیلت	بڑائی کی شان	دونا	دُگنا
بھلا	شریف، اچھا	ان بن	نااتفاقی، لڑائی	کوڑے رسید کرنا	کوڑے مارنا
دانست	سمجھ بوجھ، عقل	آمادہ ہونا	تیار ہونا	دم لینا	آرام کرنا، سانس لینا
سر پیٹنا	پچھتانا	سنگین	سخت، شدید	رت جگا کرنا	رات بھر جاگنا
بہ ہزار خرابی	ہزار خرابیوں کے ساتھ	تحکمانہ	حکم دینے والا	ٹھان لینا	پختہ ارادہ کرنا
الم ناک	دُکھی	مباحثہ	بحث ہونا، دلائل بازی	تقاضا	مطالبہ
دام	قیمت	منحوس	نحس، بُرا، بدنصیب	بھل منسی	شرافت
معزز	عزت دار	قدر دان	قدر کرنے والا	ہامی بھرنا	ہاں کرنا، مان جانا
فریق	گروہ	فیاضانہ فیصلہ	بہتر فیصلہ، فائدہ مند	غول بندیاں	گروہ بندیاں
ذمہ داری	فرض شناسی		فیصلہ	منکسرانہ انداز	عاجزی وانکساری
مطلق	بالکل	جھڑپ	ہلکی سی لڑائی	مایوسانہ انداز	مایوسی والا انداز
کھینچ تان کر	بڑھا چڑھا کے پیش کرنا	خون چوس لینا	سخت محنت کرانا، سخت	رفتہ رفتہ	آہستہ آہستہ
راستی	سچائی		نقصان پہنچانا	مٹی میں مل جانا	ختم ہو جانا، عزت نہ
گواڑ	دروازے	جامے سے باہر	اپنی اوقات سے بڑھ		رہنا
دلاسا دینا	حوصلہ دینا	ہونا	جانا	مجادلے کی	لڑائی کی نوبت، بات
حکم خدا	خدا کا حکم	ہاں ہوں کرنا	ٹال مٹول کرنا	نوبت	لڑائی تک پہنچ جانا
عظیم الشان	اونچی شان والا، اونچے مرتبے والا	کوئی کسر اٹھا نہ رکھنا	کوئی کمی نہ چھوڑنا	کلیجہ دھک سے	خوف میں مبتلا ہو جانا
واجب	ضروری	زخم پر نمک چھڑکنا	دُکھ یا پریشانی کی حالت	رہنا	
دم نہ لینا	سانس نہ لینا		میں مزید تکلیف پہنچانا	پھولے نہ سمانا	بہت زیادہ خوش ہونا

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
زانوئے ادب تہ کرنا	ادب کے ساتھ بیٹھنا	ایمان کی بات کہنا	انصاف کی بات کرنا، عدل پر مبنی فیصلہ کرنا	سرپنچ	پنچایت میں حتمی فیصلہ سنانے والا، منصف
کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کرنا	کوئی کسر نہ چھوڑنا	تاحینِ حیات	جب تک زندگی ہے	جوبھر بھی نہ ٹلنا	ذرہ برابر بھی فرق نہ ہونا۔ اپنی بات پر قائم رہنا
قرب وجوار کے مواضعات	قریب کے اردگرد کے علاقے	اڑتی ہوئی نگاہ سے دیکھنا	سرسری نظر سے دیکھنا	کچھ نہ سوجھنا	کچھ بھی سمجھ میں نہ آنا
سبز باغ دکھانا	جھوٹے وعدہ کرنا	باغ باغ ہوجانا	خوش ہوجانا، دلی خوشی کا اظہار کرنا	انصاف کی زمین پر کھڑا ہونا	انصاف کرنا، عدل پر مبنی فیصلہ کرنا
خاطرداریوں پر مہر لگنا	خدمت کرنا ختم کردینا	ہتھوڑے کی طرح ضرب لگنا	شدید صدمہ پہنچنا، بہت زیادہ تکلیف ہونا	پنچ	پنچایت کرنے والے
ہبہ نامہ	دستاویز	قانونی آدمی	قانون جاننے والا	رجسٹری	محصول دے کر خط وغیرہ درج کرانا

سبق کا خلاصہ (LHR. GI, GRW. GII, SWL. GI, GRW. GI, MLN. GI & GII. SWL. GII, RWP. GI, DGK. GI, FBD. GII, SGD. GI, BWP. GI)

جمن شیخ اور الگو چوہدری آپس میں دوست تھے۔ کھیتی باڑی، لین دین مل کر کرتے تھے۔ اعتماد کا یہ عالم تھا کہ اپنی غیر موجودگی میں گھر کی حفاظت کی ذمہ داری بھی ایک دوسرے کو دے جاتے۔ ان کی دوستی کا آغاز اُس وقت ہوا جب دونوں لڑکے جمن کے والد شیخ جمعراتی کے پاس پڑھنے آتے تھے۔ الگو نے استاد کی خدمت میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی مگر تعلیم اُس کی قسمت میں نہ تھی۔ شیخ جمن کی بوڑھی بیوہ خالہ کے پاس کچھ کھیت ملکیت تھے۔ اس غریب خاتون کا کوئی وارث نہ تھا۔ جمن نے جھوٹے وعدے اور تسلیاں دے کر زمین اپنے نام کرالی۔ جب تک اُس کے نام رجسٹری نہ ہوئی تھی میاں بیوی خالہ کی خوب خدمت کرتے مگر جب رجسٹری ہوگئی تو خالہ جان کو پیٹ بھر دو وقت کی روٹی بھی نہ دیتے۔ خالہ نے تقاضا کیا تو جمن نے کوئی اثر قبول نہ کیا۔ جب خالہ جان کی کچھ بن نہ پڑی تو پنچایت کی دھمکی دی۔ جمن یہ بات سُن کر فاتحانہ انداز میں مسکرایا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ کوئی بھی اس کے سامنے کھڑا نہ ہوگا۔ کئی دن تک بوڑھی خالہ نے پنچایت کے لیے آس پاس کے گاؤں کے چکر لگائے۔ کسی نے ٹال دیا تو کسی نے مزید پریشان کیا۔ آخرکار بوڑھی خالہ الگو چودھری کے پاس پہنچی اور پنچایت میں آنے کے لیے کہا۔ الگو نے کہا کہ وہ ضرور آئے گا مگر جمن کے ساتھ اپنے تعلقات کی بنا پر منہ نہ کھولے گا۔ جب پنچایت بیٹھ گئی تو بوڑھی بی نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا کہ آج سے تین سال قبل میں نے اپنی سب جائیداد اپنے بھانجے جمن کے نام کردی تھی۔ اس نے مجھے تمام عمر روٹی کپڑا دینے کا وعدہ کیا تھا۔ سال بھر جیسے رودھو کے گزارہ کیا مگر اب نہیں سہا جاتا کیونکہ مجھے اس سے پیٹ بھرنے کے لیے روٹیاں تک نہیں ملتیں۔ خالہ کی عرض ختم ہوئی تو جمن نے پنچوں کو مخاطب ہو کر اپنے مؤقف کی وضاحت کی اور کہا کہ میں خدمت کرتا ہوں مگر عورتوں میں اَن بن رہتی ہے۔ ماہوار روپیا پیسا دینا میرے بس سے باہر ہے۔ الگو کا آئے دن عدالتی کارروائی سے واسطہ رہتا تھا۔ جمن سے جرح کرنے لگا۔ ایک ایک سوال جمن کے لیے تکلیف کا باعث بنتا رہا۔ جرح ختم ہونے کے بعد الگو نے سنگین لہجے میں فیصلہ سنایا کہ جمن خالہ جان کے ماہوار گزارے کا بندوبست کرے ورنہ اُس کا ہبہ نامہ منسوخ ہوجائے گا۔ جمن اس فیصلے پر سناٹے میں آگیا اور لوگوں سے الگو کے خلاف باتیں کرنے لگا۔ الگو کے اس فیصلے سے جمن اور الگو کی دوستی کی جڑیں ہل گئیں۔ جمن کے دل میں دوست کی غداری اور انتقام کی آگ بھڑکنے لگی۔

پچھلے سال الگو چودھری بیلوں کی ایک خوبصورت جوڑی خرید کر لایا۔ اس پنچایت کے ایک مہینا بعد اس کا ایک بیل مرگیا۔ الگو کو اندیشہ ہوا کہ جمن نے زہر دلوایا ہے جبکہ چودھرائن کا خیال تھا کہ اس پر کچھ کرایا گیا ہے۔ ایک دن چودھرائن اور فہمین (جمن کی بیوی) میں

زوروشور سے لڑائی ہوئی۔ آخر کار جمن نے لڑائی ختم کرائی اور بیوی کو لے گیا ادھر الگو نے چودھرائن کی خوب پٹائی کی۔ الگو چوہدری نے دوسرا بیل سمجھو سیٹھ کو بیچ دیا۔ دام کے لیے ایک مہینے کا وعدہ ہوا۔ سمجھو اس نئے بیل پر شہر کے تین تین چار چار چکر روزانہ لگانے لگا۔ نہ مناسب چارے کا انتظام کرتا اور نہ پانی کا۔ غریب جانور کی مہینے بھر میں ہڈیاں نکل آئیں۔ ایک دن چوتھے چکر میں سیٹھ جی نے دوگنا بوجھ لادا تو بیل میں قدم اُٹھانے کی طاقت نہ رہی اور ایسا گرا کہ پھر نہ اٹھا۔

اس واقعہ کو کئی مہینے گزر گئے۔ الگو جب اپنے بیل کی قیمت مانگتے تو سیٹھ اور سیٹھانی لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جاتے۔ آخر کار گاؤں کے معزز لوگوں نے پنچایت کرنے کا فیصلہ کیا۔ تیسرے دن اُسی سایہ دار درخت کے نیچے پنچایت بیٹھی۔ پنچایت میں شیخ جمن کو سرپنچ منتخب کیا گیا۔ پنچایت شروع ہوئی۔ فریقین نے حالات بیان کیے، شہادتیں گزریں۔ جمن نے غوروفکر کے بعد فیصلہ سنایا اور سمجھو کو بیل کی پوری قیمت دینا واجب ٹھہرا ہے کیونکہ جس وقت بیل ان کے گھر آیا۔ اس کو کوئی بیماری نہ تھی اگر قیمت اُسی وقت دے دی جاتی تو آج الگو مطالبہ نہ کرتا۔ جمن کے اس فیصلے پر الگو چودھری خوشی سے پھولا نہ سمایا۔

ایک گھنٹے کے بعد جمن شیخ الگو کے پاس آئے اور گلے سے لپٹ کر بولے کہ بھیا! جب سے تم نے میری پنچایت کی ہے، میں دل سے تمھارا دشمن تھا مگر آج مجھے معلوم ہوا کہ پنچایت کی مسند پر بیٹھ کر نہ کوئی کسی کا دوست ہوتا ہے اور نہ دشمن۔ انصاف کے سوا اُسے کچھ نہیں سوجھتا۔ الگو چودھری رونے لگے، دل صاف ہو گئے، دوستی کا مرجھایا ہوا درخت پھر سے ہرا بھرا ہو گیا اور اب یہ درخت انصاف کی زمین پر قائم تھا۔

اہم نثر پاروں کی تشریح

نوٹ: طلبا و طالبات درج ذیل مثالی سیاق و سباق سبق کے تمام پیراگراف کی تشریح سے پہلے لکھیں۔

سیاق و سباق جمن شیخ اور الگو چوہدری آپس میں دوست تھے اور دونوں ایک دوسرے پر بہت اعتماد کرتے تھے۔ ان کی دوستی تب ختم ہوئی جب جمن اور اس کی بیوہ خالہ کے درمیان ہونے والے جھگڑے کا فیصلہ الگو نے پنچایت میں جمن کے خلاف سنایا کیونکہ وہ ثالث مقرر ہوا تھا۔ جمن الگو کا دشمن بن گیا اور بدلہ لینے کی ٹھان لی اور جلد ہی اسے موقع بھی مل گیا جب الگو اور سمجھو سیٹھ کے درمیان بیل کے معاملے میں جھگڑا ہو گیا۔ پنچایت میں سمجھو سیٹھ نے جمن کو ثالث مقرر کیا۔ جب فیصلے کی باری آئی تو جمن نے الگو کے حق میں فیصلہ سنایا اور تب اسے احساس ہو گیا کہ پنچایت کی کرسی پر بیٹھ کر ناانصافی نہیں کی جاسکتی۔ تب دونوں کے دل صاف ہو گئے اور وہ پہلے کی طرح اچھے اور گہرے دوست بن گئے۔

پیراگراف نمبر 1 اس پنچایت کے ایک مہینا بعد ایک بیل مر گیا۔ جمن نے اپنے دوستوں سے کہا "یہ دغابازی کی سزا ہے۔ انسان صبر کر جائے، مگر خدا نیک و بد دیکھتا ہے۔ الگو کو اندیشہ ہوا کہ جمن نے اسے زہر دلوایا ہے۔ اس کے برعکس چودھرائن کا خیال تھا کہ اس پر کچھ کرایا گیا ہے۔ چودھرائن اور فہمین میں ایک دن زوروشور سے ٹھنی؛ دونوں خواتین نے روانیِ بیان کی ندی بہادی؛ تشبیہات اور استعاروں میں باتیں ہوئیں۔ (FBD. GII)

حوالہ متن (i) سبق کا نام............ پنچایت (ii) مصنف کا نام...... منشی پریم چند

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اندیشہ	شک، شبہ	برعکس	اُلٹ
استعاروں	استعارہ کی جمع، کسی لفظ کو اصل معنی کی بجائے مجازی معنی میں استعمال کرنا۔	روانیِ بیان	کلام کی تیزی، مراد زبان درازی

تشریح شیخ جمن کی خالہ جان کی پنچایت کے ایک ماہ بعد الگو چودھری کا ایک بیل مر گیا۔ اس پر جمن نے اپنے دوستوں سے کہا کہ الگو چودھری کو یہ قدرت کی طرف سے دوستوں سے غداری کی سزا ملی ہے۔ انسان صبر کرلے تو اور بات ہے، بہر حال خدا اچھا اور بُرا سب دیکھتا

ہے۔الگو چودھری کو شبہ ہوا کہ جمن نے اس کے بیل کو زہر دلوایا ہے جبکہ اُس کی بیوی کا خیال تھا کہ بیل پر کوئی جادو وغیرہ کروا کے مار دیا ہے۔انھی باتوں کو لے کر ایک دن الگو چودھری کی بیوی چودھرائن اور جمن کی بیوی فہمین کے درمیان زور وشور سے لڑائی بھی ہوئی۔دونوں خواتین نے آپس میں خوب بڑھ چڑھ کر بدکلامیاں اور بدتمیزیاں بھی کیں۔ایک دوسرے کو اشاروں کنایوں میں بھی اچھی طرح ذلیل کیا۔

پیراگراف نمبر2 بوڑھی خالہ نے اپنی دانست میں تو گریہ وزاری کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی ،خوبیِ تقدیر کوئی اس طرف مائل نہ ہوا۔کسی نے تو یوں ہی ہاں ہوں کر کے ٹال دیا؛ کسی نے زخم پر نمک چھڑک دیا ۔چاروں طرف سے گھوم گھام کر بڑھیا الگو چودھری کے پاس آئی۔لاٹھی پٹک دی اور دَم لے کر کہا: ''بیٹا تم بھی گھڑی بھر کو میری پنچایت میں چلے آنا۔''

حوالہ متن (i) سبق کا نام.........پنچایت (ii) مصنف کا نام...... منشی پریم چند

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
دانست	سمجھ، عقل	کسر نہ اٹھا رکھی	کوئی کمی نہ چھوڑی	نمک چھڑک دیا	دُکھ یا پریشانی کی حالت میں مزید تکلیف پہنچائی
لاٹھی پٹک دی	لاٹھی رکھ دی				

تشریح شیخ جمن کی بوڑھی خالہ نے اپنے خلاف ہونے والی ناانصافیوں کا فیصلہ کرانے کے لیے جب پنچایت بٹھانے کا ارادہ کیا تو اس کی اطلاع اور دعوت دینے کے لیے وہ سب کے پاس گئی۔پنچایت کو کامیاب بنانے کے لیے خالہ نے اپنی عقل اور سمجھ کے مطابق تو فریاد کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی لیکن خدا کی قدرت کہ کسی نے بھی سنجیدگی سے خالہ جان کی باتوں پر دھیان نہ دیا اور ٹال مٹول سے کام لے کر اُلٹا مزید پریشان کر دیا۔بوڑھی خالہ ہر طرف سے مایوس ہو کر جمن شیخ کے عزیز ترین دوست الگو چودھری کے پاس بھی آئی۔تھکاوٹ سے چور خالہ جان نے لاٹھی ایک طرف رکھ دی اور اپنی سانس درست کرنے کے بعد اُسے بھی پنچایت میں آنے کی دعوت دے ڈالی۔

پیراگراف نمبر3 جمن شیخ اور الگو چوہدری میں بڑا یارانہ تھا۔ساجھے میں کھیتی ہوتی،لین دین میں بھی کچھ ساجھا تھا۔ایک کو دوسرے پر کامل اعتماد تھا۔جمن جب حج کرنے گئے تھے تو اپنا گھر الگو کو سونپ گئے تھے اور الگو جب باہر جاتے تو جمن پر اپنا گھر چھوڑ دیتے۔اس دوستی کا آغاز اسی زمانہ میں ہوا، جب دونوں لڑکے جمن کے پدر بزرگوار شیخ، جمعراتی کے روبرو زانوائے ادب تہ کرتے تھے۔ (FBD. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا نام.........پنچایت (ii) مصنف کا نام...... منشی پریم چند

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ساجھا	مشترکہ	کامل اعتماد	مکمل بھروسہ	سونپ	حوالے	زانوائے ادب	فرمانبرداری کرنا/مؤدب بیٹھنا

تشریح یہ پیراگراف ''پنچایت'' سبق میں سے لیا گیا ہے۔منشی پریم چند لکھتے ہیں کہ جمن شیخ اور الگو میں بہت دوستی تھی۔دونوں ایک دوسرے پر مکمل اعتبار کرتے تھے۔شیخ جمن کی بوڑھی بیوہ خالہ تھیں۔ان کی زمین جمن نے خالہ کو سبز باغ دکھا کر اپنے نام کروالی تھی۔

جمن شیخ اور الگو چودھری میں بہت گہری دوستی تھی۔ان کی مشترکہ زمین تھی جس پر کھیتی باڑی کرتے تھے لین دین میں بھی سب کچھ مشترکہ تھا۔دونوں ایک دوسرے پر مکمل بھروسہ کرتے تھے۔جمن جب حج کرنے گئے تو اپنا تمام گھر اور دیگر معاملات الگو کے حوالے کر گئے۔اسی طرح جب الگو کہیں جاتے تو اپنا گھر بار جمن کے حوالے کر جاتے۔ان دونوں کی دوستی کی شروعات جب ہوئی جب یہ دونوں لڑکے جمن

کے باپ شیخ جمعراتی کے سامنے مؤدب بیٹھتے تھے اور تعلیم حاصل کرتے تھے۔

پیراگراف نمبر 4 شیخ جمن کو بھی اپنی عظیم الشان ذمے داری کا احساس ہوا۔ اس نے سوچا میں اس وقت انصاف کی اور اونچی مسند پر بیٹھا ہوں۔ میری آواز اس وقت حکم خدا ہے اور خدا کے حکم میں میری نیت کو مطلق دخل نہ ہونا چاہیے۔ حق اور راستی سے جوٹلنا بھی مجھے دُنیا اور دین ہی میں سیاہ بنا دے گا۔ (BWP. GII)

حوالہ متن (i) سبق کا نام .... پنچایت (ii) مصنف کا نام ...... منشی پریم چند

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مسند	کرسی	مطلق	قطعی	حق اور راستی	سچ اور انصاف	عظیم الشان	بہت بڑی

تشریح پنچایت میں انصاف کا معاملہ در پیش ہوا تو شیخ جمن کو اپنی بہت بڑی ذمہ داری کا احساس ہوا۔ اسے محسوس ہوا کہ میں اس وقت انصاف کرنے والا ہوں اور اونچی کرسی پہ براجمان ہوں۔ اس وقت میرا فیصلہ خدا کے فرمان کے مطابق ہونا چاہیے۔ اس فیصلے میں میری ذاتی مرضی، پسند اور ناپسند کا دخل نہیں ہونا چاہیے۔ سچائی اور انصاف سے ذرا سا بھی ہٹنا مجھے دین اور دنیا دونوں میں سزاوار بنا دے گا۔

پیراگراف نمبر 5 جرح ختم ہونے کے بعد الگو نے فیصلہ سنایا، لہجہ نہایت سنگین اور تحکمانہ تھا۔ "شیخ جمن! پنچوں نے اس معاملے پر اچھی طرح غور کیا۔ زیادتی سراسر تمھاری۔ کھیتوں سے معقول نفع ہوتا ہے۔ تمھیں چاہیے کہ خالہ جان کے ماہوار گزارے کا بندوبست کر دو۔ اس کے سوائے اور کوئی صورت نہیں اگر تمھیں یہ منظور نہیں، تو ہبہ نامہ منسوخ ہو جائے گا"۔

حوالہ متن (i) سبق کا نام .... پنچایت (ii) مصنف کا نام ...... منشی پریم چند

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تحکمانہ	حکم دینے والے	سراسر	قطعی	بندوبست	انتظام

تشریح پنچایت میں جمن شیخ اور اس کی خالہ کا مسئلہ زیرِ بحث آیا خالہ کے حوالے سے الگو نے انصاف کا فیصلہ کیا۔ اُس نے بحث ختم ہونے کے بعد فیصلہ سنایا تو اس کا لہجہ نہایت سنجیدہ، سخت اور حکم دینے والا تھا۔ وہ شیخ جمن کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ پنچوں نے تمہارے معاملے میں کافی سوچ و بچار کی ہے۔ زیادتی قطعی تمہاری ہے۔ کھیتوں سے تمہیں اچھی خاصی آمدنی ہو رہی ہے۔ تمہیں چاہیے کہ خالہ جان کے مہینے کے پیسے باندھ دو۔ تا کہ اُن کی گذر اوقات آسانی سے ہو سکے۔ اس کے علاوہ اس مسئلے کا کوئی حل نہیں ہے۔ اگر تمہیں یہ بات قبول نہیں ہے تو جو زمین خالہ نے تمہارے نام کی ہے وہ منسوخ ہو جائے گی۔ خالہ دوبارہ اپنی زمین کی مالک بن جائیں گی۔

حل مشقی سوالات

ا۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) جمن شیخ اور الگو چودھری میں دوستی کا آغاز کب ہوا؟ (MLN. GI, SWL. GII, LHR. GI)

جواب: جمن شیخ اور الگو چودھری کی دوستی کا آغاز اُس وقت ہوا جب دونوں لڑکے جمن کے پدرِ بزرگوار شیخ جمعراتی کے پاس پڑھنے کے لیے جاتے تھے۔

(ب) شیخ جمن کی بیوی کا خالہ کی ملکیت کے ہبہ نامے کی رجسٹری کے بعد خالہ سے کیسا سلوک تھا؟ (RWP. GII)

جواب: خالہ کی ملکیت کے ہبہ نامے کی رجسٹری کے بعد شیخ جمن کی بیوی نے نہایت بُرا سلوک کیا۔ جب تک ہبہ نامہ پر رجسٹری نہ ہوئی تھی خالہ جان کی خوب خاطر داریاں ہوتی تھیں۔ پگڑی کی مہر ہوتے ہی خاطر داریوں پر بھی مہر ہو گئی۔ جمن کی اہلیہ بی فہمین نے رفتہ رفتہ سالن کی مقدار روٹیوں سے کم کر دی۔

(ج) الگو چودھری کے پنچ مقرر ہونے پر شیخ جمن کیوں خوش تھا؟
(SGD. GI, FBD. GII, RWP. GI, GRW. GI, FBD. GII, MLN. GII, SWL. GII, RWP. GII)

جواب: الگو چودھری کے پنچ مقرر ہونے پر شیخ جمن اس لیے خوش تھا کیونکہ الگو چودھری کے ساتھ اُس کی گہری دوستی تھی۔ اسی دوستی کی بنا پر اُس کو یقین تھا کہ الگو چودھری اُس کے خلاف کبھی بھی فیصلہ نہیں کرے گا۔

(د) الگو چودھری نے کیا فیصلہ سنایا؟ (SWL. GI, SGD. GII, DGK. GII, FBD. GI, RWP. GI, DGK. GI, BWP. GI)

جواب: جرح ختم ہونے کے بعد الگو نے جب فیصلہ سنایا تو اس کا لہجہ نہایت سنگین اور تحکمانہ تھا۔ وہ شیخ جمن اور پنچایت کو مخاطب کرتے ہوئے بولا: "شیخ جمن! پنچوں نے اس معاملے پر اچھی طرح غور کیا۔ زیادتی سراسر تمھاری ہے۔ کھیتوں سے معقول منافع ہوتا ہے۔ تمھیں چاہیے کہ خالہ جان کے ماہوار گزارے کا بندوبست کر دو۔ اس کے سوائے اور کوئی صورت نہیں۔ اگر تمھیں یہ منظور نہیں تو ہبہ نامہ منسوخ ہو جائے گا۔"

(ہ) الگو چودھری کا فیصلہ سن کر شیخ جمن کا ردِ عمل کیا تھا؟ (MLN. GI, DGK. GI, LHR. GI, GRW. GI, SWL. GI)

جواب: الگو چودھری کا فیصلہ سن کر شیخ جمن سناٹے میں آ گیا۔ احباب سے کہنے لگا: "بھئی! اس زمانے میں یہی دوستی ہے کہ جو اپنے اوپر بھروسا کرے، اسی کی گردن پر چھری پھیری جائے۔" اس فیصلے نے الگو اور جمن کی دوستی کی جڑیں ہلا دیں اور جمن الگو سے انتقام لینے کا سوچنے لگا۔

(و) الگو چودھری نے سمجھو سیٹھ کو بیل کیوں فروخت کیا؟ (FBD. GII, FBD. GI, SWL. GI, DGK. GI, BWP. GII, MLN. GI)

جواب: الگو چودھری پچھلے سال میلے سے بیلوں کی ایک اچھی گوئیاں مال لائے تھے۔ جس پنچایت میں الگو نے جمن کی خالہ کے حق میں فیصلہ سنایا تھا اس کے ایک مہینے بعد ایک بیل مر گیا۔ جو ایک بیل تھا اُسے بیچنے کی صلاح ہوئی کیونکہ وہ اکیلا بیل اس کے کسی کام کا نہ تھا اس لیے وہ ایک بیل سمجھو سیٹھ کو فروخت کر دیا گیا۔

(ز) سمجھو سیٹھ نے الگو چودھری سے خریدے ہوئے بیل کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟ (LHR. GII, BWP. GII)

جواب: سمجھو سیٹھ نے الگو چودھری سے خریدے ہوئے بیل کے ساتھ بہت بُرا سلوک کیا۔ ایک دن میں سامان لاد کر شہر کے تین تین چار چار چکر لگاتا۔ نہ مناسب طریقے سے چارہ دیتا اور نہ بے چارے بیل کو پانی پلاتا۔ بس چکر لگاتا رہا۔ منڈی لے گیا تو وہاں کچھ سوکھا بھس ڈال دیا اور غریب جانور نے ابھی دم بھی نہ لیا تھا کہ اُسے پھر جوت دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مہینے بھر میں بیل بے چارے کا کچومر نکل گیا اور وہ مر گیا۔

(ح) الگو چودھری اور سمجھو سیٹھ نے کون سا تنازع پنچایت کے سامنے پیش کیا؟

جواب: الگو چودھری نے اپنا ایک بیل سمجھو سیٹھ کو ڈیڑھ سو روپے کے عوض فروخت کیا تھا۔ سمجھو سیٹھ نے بیل سے زیادہ مشقت لی جس کی وجہ سے بیل مر گیا جبکہ سمجھو سیٹھ نے ابھی تک بیل کی قیمت ادا نہ کی تھی جب بھی الگو چودھری مطالبہ کرتا تو سمجھو سیٹھ اور اُس کی بیوی لڑائی جھگڑا کرنا شروع کر دیتے۔ سمجھو سیٹھ اور الگو چودھری کا یہی تنازعہ پنچایت کے سامنے پیش ہوا۔

(ط) شیخ جمن نے فیصلہ سناتے ہوئے انصاف کے اصولوں کو کہاں تک پورا کیا؟ (GRW. GI, FBD. GI, DGK. GII)

جواب: جب شیخ جمن کو سرپنچ مقرر کر دیا گیا تو اس نے فیصلہ سناتے ہوئے انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کیا۔ اُسے اپنی عظیم الشان ذمہ داری کا احساس ہوا۔ اس نے سوچا کہ میں اس وقت انصاف کی اونچی مسند پر بیٹھا ہوں۔ میری آواز اس وقت حکم خدا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم میں میری نیت کو مطلق دخل نہیں ہونا چاہیے۔ انصاف کی مسند پر بیٹھ کر حق اور سچائی سے ذرہ برابر بھی پیچھے ہٹنا مجھے دین و دنیا میں سیاہ

بنادے گا۔ اسی سوچ کے ساتھ اس نے عین انصاف سے کام لیتے ہوئے فیصلہ سنایا۔

۲۔ سبق کو پیش نظر رکھتے ہوئے خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) جمن شیخ اور الگو چودھری میں بڑا .... تھا۔
(ب) جمن جب حج کرنے گئے تھے تو .... الگو کو سونپ گئے تھے۔
(ج) ان کے باپ .... کے آدمی تھے۔
(د) شیخ جمعراتی خود دعا اور فیض کے مقابلے میں .... کے زیادہ قائل تھے۔
(ر) جمن نے وعدے وعید کے .... دکھا کر خالہ اماں سے وہ ملکیت اپنے نام کرالی تھی۔
(ہ) خالہ جان اپنے .... کی بات نہیں سُن سکتی تھیں۔
(و) بوڑھی خالہ نے اپنے دانست میں تو .... کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔
(ز) شیخ جمن کو بھی اپنی .... ذمے داری کا احساس ہوا۔
(ح) دوستی کا .... درخت پھر سے ہرا ہو گیا۔

جوابات: (الف) یارانہ (ب) اپنا گھر (ج) پرانی وضع (د) تازیانے (ر) سبز باغ (ہ) مرنے (و) گریہ وزاری (ز) عظیم الشان (ح) مرجھایا ہوا

۳۔ سبق کو مدِ نظر رکھ کر، درست بیان کے آگے (✓) اور غلط بیان کے آگے (✗) کا نشان لگائیں۔

(الف) الگو جب کبھی باہر جاتے تو جمن پر اپنا گھر چھوڑ جاتے۔ ✓
(ب) الگو کے باپ نئے انداز کے آدمی تھے۔ ✗
(ج) الگو کی ایک بوڑھی، بیوہ خالہ تھیں۔ ✗
(د) کئی دن تک بوڑھی خالہ لکڑی لیے آس پاس کے گاؤں کے چکر لگاتی رہیں۔ ✓
(ہ) جمن نے بڑھیا کو پیار بھری نظروں سے دیکھا۔ ✗
(و) شیخ جمن اپنی خالہ کو ماں کے برابر سمجھتے تھے۔ ✗
(ز) الگو قانونی آدمی نہیں تھے۔ ✗
(ح) ایک ایک سوال جمن کے دل پر ہتھوڑے کی طرح لگتا تھا۔ ✓
(ط) پنچایت کے ایک ہفتے بعد ایک بیل مر گیا۔ ✗
(ی) سمجھو سیٹھ منڈی سے تیل نمک لاد کر لاتے اور گاؤں میں بیچتے تھے۔ ✓
(س) رام دھن نے پہلا نام جمن کا سنا تو کلیجہ دھک سے ہو گیا۔ ✗
(ص) شیخ جمن کو پنچ بن کر اپنی ذمے داری کا احساس نہ ہوا۔ ✗

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیں۔

ساجھا، زانوئے ادب تہ کرنا، وضع، رفتہ رفتہ، صلح پسند، تاحینِ حیات، پنچ

جواب: دیکھیے الفاظ، معانی

۵۔ مندرجہ ذیل الفاظ کی مؤنث لکھیں۔ اُستاد، شیخ، چودھری، سیٹھ، بیل

جواب:

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
اُستاد	اُستانی	چودھری	چودھرائن	بیل	گائے
شیخ	شیخانی	سیٹھ	سیٹھانی		

۶۔ اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کریں۔ وضع، تحصیل علم، فروگزاشت، پرسش، تصفیہ، رسوخ، منطق، حکمانہ، مباحثہ

جواب: وَضع ۔ تحصِیلِ عِلم ۔ فروگزاشت ۔ پُرسِش ۔ تَصفِیَہ ۔ رَسُوخ ۔ مَنطِق ۔ حَکمانَہ ۔ مُباحَثہ ۔

۷۔ اس سبق کا خلاصہ لکھیں۔

جواب: دیکھیے خلاصہ

۸۔ عبارت کی تشریح کریں۔ سبق کا عنوان اور مصنف کا نام بھی لکھیں۔

''بھیا! جب سے تم نے.....حق اور انصاف کی زمین پر کھڑا تھا۔''

جواب: بھیا! جب سے تم نے میری پنچایت کی ہے، میں دل سے تمہارا دشمن تھا مگر آج مجھے معلوم ہوا کہ پنچایت کی مسند پر بیٹھ کر نہ کوئی کسی کا دوست ہوتا ہے اور نہ دشمن۔ انصاف کے سوا اور اسے کچھ نہیں سوجھتا۔ الگو رونے لگے، دل صاف ہو گئے، دوستی کا مرجھایا ہوا درخت پھر سے ہرا ہو گیا۔ اب وہ چالوں کی زمین پر نہیں، حق اور انصاف کی زمین پر کھڑا تھا۔

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان ....پنچایت (ii) مصنف کا نام ....منشی پریم چند

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سوجھنا	سوچنا	مسند	تخت یہاں مراد ذمہ داری	دل صاف ہونا	دل میں کوئی میل نہ ہونا
حق	سچ	انصاف	عدل		

سیاق و سباق زیرِ تشریح اقتباس سبق کا عین اختتامی حصہ ہے۔ اس اقتباس سے قبل اُس فیصلے کو تحریر کیا گیا ہے۔ جو شیخ جمن نے الگو چودھری کے لیے کیا۔ جمن نے حق و انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے سمجھو سیٹھ کے خلاف الگو چودھری کے حق میں فیصلہ دیا۔

تشریح اس پیراگراف میں جمن کے فیصلے کے بعد الگو اور جمن کے درمیان ہونے والی گفتگو اور حق و انصاف کی اہمیت کو انتہائی خوبصورت انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ جس وقت جمن نے الگو چودھری کے حق میں فیصلہ سنایا تو پنچایت کے اس فیصلے کے ایک گھنٹے بعد جمن شیخ، الگو کے پاس آئے اور خوشی سے گلے لپٹ کر بولے بھیا! جب سے تم نے میری پنچایت کی ہے، کیونکہ وہ فیصلہ میرے خلاف تھا اس لیے میں دل سے تمہارا دشمن ہو گیا تھا مگر مجھے آج معلوم ہوا ہے کہ پنچایت کی ذمہ داری دراصل حق و انصاف کی آواز پر مبنی ہوتی ہے اور حق و انصاف کی بات کرنے والا نہ کسی کا دوست ہوتا ہے اور نہ کسی کا دشمن۔ اُس کی نظر صرف اور صرف انصاف پر ہوتی ہے۔ انصاف کے سوا اُسے کچھ نظر نہیں آتا۔ انصاف کے تقاضوں کے سامنے دوستی اور دشمنی کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی ہے۔ جمن کے یہ الفاظ سن کر الگو نے رونا شروع کر دیا۔ دونوں دوستوں کے دل ایک دوسرے کے لیے صاف ہو گئے، دوستی کا وہ پھول جو پنچایت کے پچھلے فیصلے کی بنا پر مرجھا گیا تھا پھر سے ہرا ہو گیا اور اب وہ درخت چالوں کی کھوکھلی زمین پر نہیں بلکہ حق و انصاف کی زرخیز زمین پر مزید پھلنے پھولنے کے لیے تیار تھا۔

۹۔ ذیل میں مختلف محاوروں کو دو دو جملوں میں استعمال کیا گیا ہے۔ درست استعمال کے آگے (✓) اور غلط بیان کے آگے (✗) کا نشان لگائیں:

(i) سبز باغ دکھانا: (الف) اکرم نے مجھے ملتان میں اپنے سبز باغ دکھائے۔ (✗)
(ب) سیاسی لوگ سبز باغ دکھا کر عوام کو لوٹتے ہیں۔ (✓)

(ii) زخم پر نمک چھڑکنا: (الف) سعد نے میرے بازو کے زخم پر نمک چھڑکا تو میری چیخیں نکل گئیں۔ (✗)
(ب) آپ میرے زخم پر نمک چھڑکنے کے بجائے میری مدد کریں۔ (✓)

(iii) بغلیں جھانکنا: (الف) انس میرے سوال پر بغلیں جھانکنے لگا۔ (✓)
(ب) کسی کی بغلیں جھانکنا بری بات ہے۔ (✗)

افسانہ: ''پنچایت'' پریم چند کا افسانہ ہے۔ افسانہ ایسی کہانی کو کہتے ہیں، جس میں زندگی کے کسی ایک واقعے، پہلو یا کردار کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس لیے اختصار، وحدتِ تاثر اور جامعیت اس کی بنیادی صفات ہیں۔

خط: ہم سب دوسروں سے بہت کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ اپنے خیالات، اپنے حالات اور اپنے جذبات میں دوسروں کو شریک کرنے کے خواہش مند رہتے ہیں۔ اگر اس خواہش کی تکمیل لکھ کر کی جائے تو اسے خط نویسی کہا جائے گا۔

خط دو قسم کے ہوتے ہیں: رسمی اور غیر رسمی

رسمی خط: وہ خط ہوتے ہیں جو کسی صاحبِ اختیار کو بھیجے جاتے ہیں اور ان میں عام طور پر اپنے حالات و مسائل سے اسے آگاہ کیا جاتا ہے اور مسائل کے حل کے لیے ایک طرح سے درخواست کی جاتی ہے۔ اسی لیے رسمی خط اور درخواست میں کچھ زیادہ فرق نہیں ہوتا۔ اخبارات کے مدیروں کو لکھے گئے خطوط بھی رسمی خطوط کہلاتے ہیں۔

جب کہ غیر رسمی خطوط وہ ہیں جو اپنے دوستوں، عزیزوں، والدین اور بے تکلف جاننے والوں کو بھیجے جاتے ہیں۔ چونکہ ان خطوط میں اپنے جذبات اور خیالات کا بے ساختہ ذکر ہوتا ہے، اس لیے انھیں آدھی ملاقات بھی کہا گیا ہے۔

ایک اچھے خط کے لیے ضروری ہے کہ خط اس طرح لکھا جائے جیسے مکتوب الیہ آپ کے سامنے بیٹھا ہے اور آپ اس سے باتیں کر رہے ہیں۔ ایک اچھے خط میں بے تکلفی سے مگر مکتوب الیہ کے مرتبے اور اس سے اپنے رشتے کا لحاظ رکھ کر باتیں لکھی جاتی ہیں۔ تحریر کے حسن کا خیال رکھا جاتا ہے۔

خط کے حصے درج ذیل ہوتے ہیں:

۱۔ مقامِ روانگی اور تاریخ ۲۔ القاب و آداب ۳۔ خط کا مضمون
۴۔ اختتامِ مکتوب ۵۔ مکتوب نگار کا نام ۶۔ مکتوب الیہ کا پتا

مقامِ روانگی اور تاریخ کاغذ کی پیشانی پر انتہائی دائیں جانب درج ہوتے ہیں۔ القاب و آداب، مکتوب الیہ سے اپنے تعلق اور مکتوب الیہ کے مرتبے و منصب کی نسبت سے لکھے جاتے ہیں۔ اپنے والدین کے لیے احترام و عقیدت کے القاب اختیار کیے جاتے ہیں، جب کہ دوستوں سے بے تکلفی کا اظہار ہوتا ہے۔ اختتامِ مکتوب کسی دعا پر کرنا چاہیے اور اپنا نام خط کے آخر میں بائیں جانب صفحے پر لکھنا چاہیے۔ صفحے کے آخر پر دائیں جانب خالی جگہ پر مکتوب الیہ کا پورا پتا درج ہونا چاہیے۔

سرگرمیاں

۱۔ دوست کے نام خط لکھ کر پریم چند کے افسانے پڑھنے کا مشورہ دیں اور افسانہ ''پنچایت'' کا تعارف کرائیں۔

جواب: دوست کے نام خط

کمرہ امتحان

یکم فروری 20ء

پیارے ابراہیم! السلام علیکم۔

کافی دن ہو گئے تمھارا کوئی خط نہیں آیا۔ خط سے آدھی ملاقات ہو جاتی ہے مگر معلوم نہیں تم اس سے پہلو تہی کیوں کرتے رہتے ہو۔ کل میں نے کافی دنوں کے بعد کتابوں والی الماری کھولی تو ایک گرد آلود کتاب پر نظر پڑی۔ اسے جھاڑا تو معلوم ہوا کہ یہ منشی پریم چند کے افسانوں کا مجموعہ ہے۔ اوراق کھولے تو افسانہ "پنچایت" پر نظر پڑی۔ میں قریب رکھی ایک کرسی پر بیٹھ گیا اور دلجمعی سے افسانہ پڑھنے لگا۔ اس میں دو دوستوں کی کہانی تھی۔ ان دوستوں کے کردار سے یہ پیغام دیا گیا تھا کہ انصاف کے معاملے میں یاری دوستی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ دوستی ایک مقدس رشتہ ہے مگر انصاف مقدم ترین ہے۔ یہی حال دشمنی کا ہے۔ دشمنی کے لیے بھی انصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہیے۔ مجھے اس افسانے نے بہت متاثر کیا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم بھی ایسی کہانیوں کی تلاش میں رہتے ہو۔ بے اختیار دل چاہا کہ تم بھی اس افسانے کو پڑھو۔ میں یہ کتاب بھیج دوں گا۔ اس میں منشی پریم چند کے اور بھی بہت سے افسانے ہیں۔ وہ افسانے بھی پڑھو تا کہ معاشرتی زندگی کے نشیب و فراز درست طور پر سمجھ سکو۔

اپنے ابو جان اور امی جان کی خدمت میں میرا اسلام عرض کرنا۔

تمھارا مخلص دوست

محمد علی

۲۔ اپنے استاد سے پوچھ کر پریم چند کا کوئی اور افسانہ پڑھیں۔

جواب: عملی کام

اشارات تدریس

۱۔ **طلبہ کو بتایا جائے کہ دین اسلام نے بھی عدل وانصاف کو بنیادی اہمیت دی ہے۔**

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عدل وانصاف پر بہت زور دیا ہے اور اس کی خاص طور پر تاکید کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے والے بنو۔ کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔ عدل کرو، یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔" (المائدہ 8)

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

ترجمہ: "بلاشبہ اللہ تعالیٰ انصاف اور احسان کرنے کا حکم دیتا ہے۔" (سورۃ النحل 90)

سورۃ الحجرات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "اور تم عدل کرو، بے شک اللہ عدل وانصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ میں ہمیں عدل وانصاف کی بہترین مثالیں ملتی ہیں۔ جنگ بدر میں جب حضرت محمد ﷺ مجاہدین کی صفوں کو درست فرما رہے تھے تو ایک شخص کے پیٹ پر اس تیر سے معمولی خراش آ گئی جس سے آپ ﷺ صفیں درست فرما رہے تھے۔ وہ صحابیؓ کہنے لگے کہ حضور ﷺ! میں اس کا بدلہ لوں گا۔ حضور ﷺ نے خوشی سے اپنے آپ کو بدلے کے لیے پیش فرما دیا۔ وہ صحابیؓ حضور ﷺ کے جسم مبارک سے لپٹ گئے اور اس کے بوسے لینے لگے اور عرض کیا: "حضور ﷺ! یہ تو محض ایک بہانہ تھا میرا اصل مقصد تو یہ تھا کہ میرا جسم آپ ﷺ کے جسم اطہر سے چھو جائے تا کہ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائے۔" الغرض اسلام ایک ایسا دین ہے جس میں عدل و انصاف کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔

۲۔ **طلبہ کو "پنچایت" کے نظام سے آگاہ کریں کہ یہ کس طرح معاملات کو انجام دیتا ہے۔**

جواب: پنچایت اس بیٹھک کو کہتے ہیں جہاں کچھ لوگ کسی مسئلے کو حل کرنے کے لیے اکٹھے ہوتے ہیں۔ دونوں فریقین اپنے اپنے حامیوں کو لے کر مقررہ وقت اور مقررہ جگہ پر پہنچ جاتے ہیں۔ دونوں فریق باہمی رضامندی سے کسی ایک شخص کو سرپنچ یعنی منصف بنا لیتے ہیں۔ منصف

کا فیصلہ حتمی ہوتا ہے۔ اسے چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ دونوں فریق اپنی اپنی بات سرپنچ کے سامنے دہراتے ہیں۔ بستی یا گاؤں کے دوسرے لوگ جو اس پنچایت میں شریک ہوتے ہیں وہ بغور اس جرح کو سنتے ہیں۔ دونوں فریقوں کے بیان سننے کے بعد سرپنچ ان کے درمیان حق اور انصاف کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ سرپنچ کا فیصلہ ماننا فریقین کے لیے لازم ہوتا ہے۔

پنچایت سے ایک تو یہ کہ مسئلہ جلدی حل ہو جاتا ہے اور دوسرا اس پر کچھ خرچ نہیں آتا۔

۳۔ عدل و انصاف اور حق گوئی پر مبنی طلبہ کو کوئی اور کہانی یا واقعہ سنائیں۔

جواب: ایک دفعہ بنو مخزوم قبیلہ کی فاطمہ نامی ایک عورت نے چوری کی۔ آپ ﷺ نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم فرما دیا۔ اس عورت کی سفارش حضرت اسامہؓ نے کی۔ حضرت محمد ﷺ نے جواب دیا کہ اگر اس عورت کی جگہ فاطمہؓ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتیں تو میں ان کا بھی ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا لہٰذا اس عورت کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

۴۔ یا افسانہ پڑھانے سے پہلے افسانوی ادب خصوصاً پریم چند کے افسانوں کے بارے میں معلومات دی جائیں۔

جواب: افسانہ ایسی کہانی کو کہتے ہیں، جس میں زندگی کے کسی ایک واقعہ، پہلو یا کردار کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے اختصار، وحدت تاثر اور جامعیت کا ہونا ضروری ہے۔ پریم چند کا شمار اُردو کے اولین افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے۔ اپنے افسانوں میں انہوں نے تقریباً ہر عمر اور ہر پیشے کے متعلق کردار پیش کیے۔ پریم چند نے اپنے افسانوں میں سماج کی بھرپور عکاسی کی ہے۔ انہوں نے اپنے ارد گرد جس زندگی کو دیکھا اسے پورے خلوص، دردمندی اور دیانت داری کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کر دیا۔ سماجی حقیقت نگاری کے ذریعے انہوں نے گوناگوں معاشرتی اور اقتصادی مسائل کو بیان کیا۔ پریم چند کے افسانے افسانہ نگاری کے لوازمات کو بہ احسن پورا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اُن کے افسانوں کے مجموعوں میں سوزِ وطن، پریم پچیسی، پریم چالیسی، زادِ راہ اور واردات زیادہ اہم ہیں۔

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیرالانتخابی سوالات

1- منشی پریم چند کا اصل نام ہے: (DGK. GI, AJK. GII)
(A) رام دھن (B) دھنپت رائے (C) شیخ جمعراتی (D) شیخ جمن

2- سبق "پنچایت" کے مصنف ہیں۔ (RWP. GI, RWP. GII, AJK. GI & GII, AJK. GI)
(A) سرسید احمد خان (B) منشی پریم چند (C) مرزا ادیب (D) کرنل محمد خان

3- جمن شیخ اور الگو چودھری میں بڑا............تھا۔ (SWL. GI, BWP. GI)
(GRW. GI, MLN. GI, BWP. GI, FBD. GII, MLN. GII, RWP. GII)
(A) رنج (B) یارانہ (C) بیر (D) برادرانہ

4- جمن جب حج کرنے گئے تھے تو الگو کو سونپ گئے تھے: (BWP. GII)
(A) اپنا کاروبار (B) اپنا باغ (C) اپنا گھر (D) اپنا کھیت

5- شیخ جمن کے والد شیخ جمعراتی کا پیشہ کیا تھا؟ (GRW. GII)
(A) کاشتکار (B) وکیل (C) منشی (D) استاد

6- شیخ جمعراتی زیادہ قائل تھے: (LHR. GI)
(A) دعا (B) فیض (C) مجتبوں (D) تازیانے

7- جمن کی بیوی کا نام تھا: (FBD. GI, SGD. GI, RWP. GI)
(A) سیٹھانی (B) رشیدہ (C) فہمیدہ (D) فہمین

8- جمن شیخ کیسے آدمی تھے؟ (FBD. GII)
(A) صلح پسند (B) جھگڑالو (C) کم ذات (D) کج فہم

9- فیصلہ سن کر جمن کو کیا ہو گیا؟ (LHR. GII)
(A) خوش ہوا (B) ناراض ہوا (C) بھاگ گیا (D) سناٹے میں آ گیا

10- سبق ''پنچایت'' میں الگو چودھری سے بیل کس نے خریدا؟ (BWP. GII)
(A) جمن نے (B) سمجھو سیٹھ نے (C) شیخ جمعراتی نے (D) بوڑھی خالہ نے

11- جمن شیخ اور الگو چودھری میں بڑا تھا: (MLN. GI)
(A) پیار (B) اتفاق (C) یارانہ (D) اختلاف

12- جمن شیخ اور الگو چودھری میں دوستی کا آغاز کب ہوا؟ (SGD. GII)
(A) جب وہ شیخ جمعراتی کے شاگرد تھے (B) جب وہ جوان ہوئے
(C) جب وہ عدالت میں آتے جاتے تھے (D) جب ان کے درمیان بیل کا سودا ہوا

13- شیخ جمعراتی کے بیٹے کا نام تھا: (GRW. GI)
(A) الگو (B) جمن (C) سمجھو (D) رام دھن

14- شیخ جمن الگو چودھری کے ساتھ دور بیٹھے پی رہے تھے: (FBD. GII)
(A) چائے (B) پانی (C) لسی (D) حقہ

15- الگو جب کبھی باہر جاتے تو اپنا گھر .... چھوڑ جاتے۔ (MLN. GI)
(A) سمجھو سیٹھ پر (B) رام دھن پر (C) جمن پر (D) گوذر شاہ پر

16- الگو چودھری کا بیل کس نے خریدا؟ (BWP. GII)
(A) شیخ جمن نے (B) رام دھن مصر نے (C) خالہ جی نے (D) سمجھو سیٹھ نے

جوابات: (1) دھنپت رائے (2) منشی پریم چند (3) یارانہ (4) اپنا گھر (5) استاد
(6) تازیانے (7) فہمین (8) صلح پسند (9) سناٹے میں آ گیا (10) سمجھو سیٹھ نے
(11) یارانہ (12) جب وہ شیخ جمعراتی کے شاگرد تھے (13) جمن (14) حقہ
(15) جمن پر (16) سمجھو سیٹھ نے

مختصر جوابی سوالات

1- جمن کو پنچایت کے فیصلے کی پروا کیوں نہ تھی؟
جواب: شیخ جمن کو اپنی طاقت، رسوخ اور منطق پر کامل اعتماد تھا۔ اُسے یقین تھا کہ قرب و جوار میں ایسا کون تھا جو اس کا شرمندۂ منت نہ ہو؟

کون تھا جو اس کی دشمنی کو حقیر سمجھتا؟ کس میں اتنی جرأت تھی کہ اس کے سامنے کھڑا ہوتا؟ اس وجہ سے شیخ جمن کو پنچایت کی دھمکی کی مطلق پروا نہ تھی۔

-2 خالہ کو پنچایت بلانے کے لیے کن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا؟

جواب: بوڑھی خالہ نے اپنی دانست میں تو گریہ وزاری کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی، خوبی تقدیر سے کوئی اس طرف مائل نہ ہوا۔ کسی نے ہاں ہوں کر کے ٹال دیا، کسی نے زخم پر نمک چھڑک دیا۔

-3 بوڑھی خالہ نے پنچایت میں کس طرح اپنا مقدمہ پیش کیا؟

جواب: جب پوری پنچایت بیٹھ گئی تو بوڑھی بی نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا: ''پنچو! آج تین سال ہوئے، میں نے اپنی سب جائیداد اپنے بھانجے جمن کے نام لکھ دی تھی۔ جمن نے مجھے تاحین حیات روٹی کپڑا دینے کا وعدہ کیا تھا۔ سال چھ مہینے تو میں نے ان کے ساتھ کسی طرح رو دھو کر کاٹے مگر اب مجھ سے رات دن کا رونا نہیں سہا جاتا۔ مجھے پیٹ کی روٹیاں تک نہیں ملتیں۔ بے کس بیوہ ہوں۔ تھانہ کچہری نہیں کر سکتی۔ تم لوگ جو راہ نکال کر دو گے اس راہ پر چلوں گی۔ اگر میری برائی دیکھو، میرے منھ پر تھپڑ مارو، جمن کی برائی دیکھو، تو اُسے سمجھاؤ۔ کیوں ایک بے کس کی آہ لیتا ہے؟''

-4 الگو چودھری کے فیصلے سے دوستی پر کیا اثر پڑا؟

جواب: الگو چودھری کے فیصلے نے الگو اور جمن کی دوستی کی جڑیں ہلا دیں۔ تناور درخت حق کا ایک جھونکا بھی نہ سہہ سکا۔ وہ اب ملتے تو تیر و سپر کی طرح۔ جمن کے دل سے دوست کی غداری کا خیال دور نہ ہوتا تھا اور انتقام کی خواہش چین نہ لینے دیتی تھی۔

-5 الگو چودھری نے کیا فیصلہ سنایا؟ (MLN. GI, SWL. GI, GII)

جواب: جرح ختم ہونے کے بعد الگو نے جب فیصلہ سنایا تو اس کا لہجہ نہایت سنگین اور تحکمانہ تھا۔ وہ شیخ جمن اور پنچایت کو مخاطب کرتے ہوئے بولا: ''شیخ جمن! پنچوں نے اس معاملے پر اچھی طرح غور کیا۔ زیادتی سراسر تمھاری ہے۔ کھیتوں سے معقول منافع ہوتا ہے۔ تمھیں چاہیے کہ خالہ جان کے ماہوار گزارے کا بندوبست کردو۔ اس کے سوائے اور کوئی صورت نہیں۔ اگر تمھیں یہ منظور نہیں تو ہبہ نامہ منسوخ ہو جائے گا۔''

-6 الگو چودھری نے سمجھو سیٹھ کو بیل کیوں فروخت کیا؟ (DGK. GI)

جواب: الگو چودھری پچھلے سال میلے سے بیلوں کی ایک اچھی گوئیاں مال لائے تھے۔ جس پنچایت میں الگو نے جمن کی خالہ کے حق میں فیصلہ سنایا تھا اس کے ایک مہینے بعد ایک بیل مر گیا۔ جو ایک بیل تھا اُسے بیچنے کی صلاح ہوئی کیوں کہ وہ اکیلا بیل اس کے کسی کام کا نہ تھا اس لیے وہ ایک بیل سمجھو سیٹھ کو فروخت کر دیا گیا۔

سید امتیاز علی تاج (۱۹۰۰ء -۱۹۷۰ء)

مقاصد تدریس

۱۔ طلبہ کو سنجیدہ تحریر اور مزاحیہ تحریر کے فرق سے روشناس کرانا۔
۲۔ طلبہ کو بتانا کہ مزاحیہ تحریر صرف ہنسنے ہنسانے کی چیز نہیں بلکہ اس کے بین السطور پوشیدہ پیغام کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔
۳۔ طلبہ کو انسانی معاشرے کے مختلف کرداروں کے بول چال سے روشناس کرانا۔
۴۔ طلبہ کو مکالمہ نگاری کے فن سے متعارف کرانا۔
۵۔ اس مزاحیہ تحریر کے توسط سے بیمار کی تیمارداری کے طریقے اور سلیقے سے آگاہ کرنا۔

مصنف کا مختصر تعارف سید امتیاز علی تاج ۱۹۰۰ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد، مولوی ممتاز علی کو علمی و ادبی خدمات کے عوض "شمس العلما" کا خطاب ملا۔ امتیاز علی تاج نے سنٹرل ماڈل سکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اس کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے اپنی تعلیم مکمل کی۔ امتیاز علی تاج نے طالب علمی کے زمانہ سے ہی منفرد انگریزی ڈراموں کے تراجم کر کے سٹیج پر پیش کیے۔ ۱۹۳۲ء میں انہوں نے ڈراما "انارکلی" لکھا جو بے حد مقبول ہوا۔ آپ رسالہ "تہذیب نسواں" اور "پھول" کے مدیر رہے۔ ریڈیو پر پروگرام "پاکستان ہمارا" پیش کیا۔ اس کے علاوہ ریڈیو کے لیے درجنوں ڈرامے اور فیچر لکھے۔ انہوں نے بہت سی فلمی کہانیاں بھی تحریر کیں۔ لاہور میں مجلس ترقی ادب کے بھی سیکرٹری رہے۔

امتیاز علی تاج کے ڈرامے سلیس اور زباں کی روانی جیسی لسانی خوبیوں سے مزین ہیں۔

امتیاز علی تاج کے ڈراموں میں چستی، برجستگی اور بے ساختگی ملتی ہے۔ کسی ڈرامے کی کامیابی کا دارومدار اس کے مکالموں پر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے انہوں نے مکالمہ نگاری کی طرف خصوصی توجہ دی ہے۔

تصانیف آرام وسکون، چچا چھکن اور انارکلی ان کی اہم تصانیف ہیں۔

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تردّد	فکر	ناحق	بے فائدہ	پرندہ پر نہ مارے گا	کسی کو اجازت نہ ہوگی
تھکان	تھکاوٹ	کواڑ	دروازہ	چپکے پڑے رہنا	چپ کر کے لیٹے رہنا
حرارت	بخار	زچ ہونا	تنگ ہونا، مجبور ہونا	محروم	جسے کچھ نہ ملا ہو
غالبًا	شاید	نغمہ سرائی	گانے گانا	یک لخت	فوراً
الجھنیں	پریشانیاں	نعمت	انعام	سطریں	لائنیں
مطلق	بالکل	چڑ جانا	غصے میں آنا	رخصت	اجازت
غل	شور	کم بخت	کم نصیب والا	بوکھلانا	گھبرانا، بدحواس ہونا
اعصاب	پٹھے	ان شاءاللہ	اگر اللہ نے چاہا	صدا	آواز
خفا	ناراض	نصیب دشمناں	دشمنوں کو نصیب ہو۔	سقا	ماشکی۔ پانی لانے والا

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
علیل	بیمار	صحت سے ہاتھ دھو بیٹھنا	بیمار ہو جانا	خاک اثر نہ ہونا	بالکل اثر نہ ہونا
یک نہ شد دو شد	ایک مصیبت پر	بے طرح	بُری طرح	پرندہ پر نہ مارے	بالکل شور نہ ہو
	دوسری مصیبت	مضر اثر	برا اور نقصان دہ اثر	کان پر جوں نہ رینگنا	کچھ اثر نہ ہونا
اللہ مارا	کوسنا، بددعا	ناحق	ناجائز	مہلت نہ ملنا	کسی کام کا وقت نہ ملنا
نامراد	بے مراد، بددعا	وہیں کا ہو رہنا	بہت دیر سے واپس آنا	دھمک	ہاون دستے میں کسی چیز کو
سر پر سوار ہونا	زچ کرنا، ضد کرنا	بحال	اچھی حالت میں		کوٹنے کی آواز، آہٹ
دم الجھنا	تنگ آنا	زوروں پر	ترقی پر، حوصلے پر	سر کھجانے کی	بہت زیادہ مصروفیت ہونا
تاکید	کسی کام پر زور دینا	ہدایات	راہ نمائی	فرصت نہ ہونا	
تقویت بخشنا	طاقت دینا	اطمینان	تسلی، سکون	راہ مولا	اللہ کے راستے میں
بدتہذیب	بدتمیز	آداب	سلام کرنا	بالطف ملک	خشک دودھ اور شیرے کو ملا
مقوی	طاقت ور	بہرا	جسے سنائی نہ دیتا ہو		کر بنایا ہوا مشروب
کسر رہنا	کمی رہنا	کراہنا	دُکھ یا درد سے آہ آہ کرنا	ہارمونیم	ساز، موسیقی کا آلہ
صدائیں	آوازیں	انگیٹھی	آگ رکھنے کی جگہ	پٹ پٹ	کھلونا گاڑی چلنے کی آواز
الجھن	پریشانی	ٹھکانا	جگہ		
بے ڈھنگا	بے ترتیب	ریٹھا	ایک درخت اور اس کا پھل		

سبق کا خلاصہ

(LHR. GI & GII, SGD. GI & GII, RWP. GI & GII, BWP. GII, SWL. GII, DGK. GII, GRW. GII)

اس ڈرامے میں مصنف نے ایک ایسے آدمی کا حال بتایا ہے جو دفتری کام کی زیادتی کی وجہ سے بیمار ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹر کے کہنے کے مطابق اس شخص کے لیے آرام وسکون بہتر ہے مگر گھر میں بیوی بچوں کے شور کی وجہ سے وہ دوبارہ دفتر جانے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔ بیوی جب ڈاکٹر کو شوہر کے معائنے کے لیے بلاتی ہے تو ڈاکٹر زیادہ کام کو بخار کی وجہ بتا کر دوا کی بجائے آرام وسکون کا مشورہ دیتا ہے اور کھانے کی چند چیزیں لکھ دیتا ہے۔ جب ڈاکٹر آرام کی تاکید کر کے چلا جاتا ہے تو بیوی اپنے خاوند کو آرام وسکون پہنچانے کی بجائے دوڑ دھوپ کرنے لگتی ہے۔ کمرے میں اونچی آواز میں باتیں کرتی ہے۔ کمرے میں ہی نوکر کو ڈانٹتی ہے۔ باتوں کے درمیان میاں سے طبیعت کا حال بھی پوچھتی رہتی ہے اور کہتی ہے چُپ کر کے لیٹے رہو! ڈاکٹر نے آرام کا مشورہ دیا ہے۔ آپ کے کمرے میں شور نہیں ہوگا۔ گھنٹی ڈھونڈنے کے لیے نوکر کو آوازیں دیتی ہے جب نوکر کمرے میں داخل ہوتا ہے تو اسے برا بھلا کہتی ہے۔ کبھی بد بخت اور نامراد جیسے القابات استعمال کرتی ہے۔ خاوند بار بار چُپ کرواتا ہے۔ جونہی وہ کمرے سے باہر جاتی ہے تو فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ خاوند فون اٹھانے کے لیے کہتا ہے۔ ملازم کمرے میں جھاڑو دینے لگتا ہے تو خاوند ڈانٹ کر باہر نکالتا ہے۔ بچہ صحن میں کھلونا گاڑی چلانے لگتا ہے۔ بیوی کمرے میں آ کر اندر سے ہی نوکر کو کم بخت، اللہ مارا وغیرہ جیسے الفاظ استعمال کر کے ڈانٹتی ہے۔ اتنی دیر میں پڑوسی ہارمونیم پر گانا شروع کر دیتا ہے۔ میاں شور کے باعث بہت پریشان ہوتا ہے لیکن بیوی کے چیخنے چلانے، بچے کی کھلونا گاڑی اور ہارمونیم کی آواز سے شور مسلسل ہوتا ہے، گلی میں فقیر بھی راہ مولا کی صدائیں لگانا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر ملازم ہاون دستے میں ریٹھے کوٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ خاوند کی طبیعت سنبھلنے کی بجائے اور بگڑنے لگتی ہے۔ آخر کار وہ اپنی ٹوپی اور شیروانی لانے کو کہتا ہے۔ بیوی پوچھتی ہے کہ کہاں جا رہے ہو؟ تو وہ جواب دیتا ہے دفتر جا رہا ہوں۔ پھر پوچھتی ہے کیوں؟ تو وہ جواب دیتا ہے آرام وسکون کے لیے۔

اہم نثر پاروں کی تشریح

نوٹ: طلبا و طالبات درج ذیل مثالی سیاق و سباق سبق کے تمام پیراگراف کی تشریح سے پہلے لکھیں۔

سیاق و سباق اس سبق میں مصنف نے روزمرہ زندگی میں آرام و سکون کی اہمیت کو بیان کیا ہے اور یہ یاد کروایا ہے کہ روزمرہ زندگی میں اگر مناسب وقت نکال کر آرام نہ کیا جائے تو انسان بیمار پڑ جاتا ہے۔ سبق میں میاں اشتیاق صاحب کام کی زیادتی کی وجہ سے بیمار ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر انھیں آرام کا مشورہ دیتا ہے لیکن گھر میں بیگم کسی نہ کسی بہانے شور مچائے رکھتی ہیں اور بے سکونی کی کیفیت برپا کیے رکھتی ہے۔ شوہر اپنے انداز میں انھیں شور کرنے سے منع کرتا ہے مگر وہ باز نہیں آتیں لہٰذا وہ تنگ آ کر دفتر جانے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

پیراگراف نمبر 1 بیسیوں مرتبہ کہہ چکی ہوں کہ اتنا کام نہ کیا کرو۔ نصیب دشمناں صحت سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔ مگر خاک اثر نہیں ہوتا۔ ہمیشہ یہی کہہ دیتے ہیں کہ کیا کیا جائے ان دنوں کام بے طرح زوروں پر ہے۔ ہر روز تھوڑا وقت آرام و سکون کے لیے نہ نکالا جائے تو پھر بیمار پڑ کر بہت زیادہ وقت نکالنے کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ (FBD. GII. 2016)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان ....آرام و سکون (ii) مصنف کا نام..................سید امتیاز علی تاج

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بیسیوں مرتبہ	بہت مرتبہ	ہاتھ دھو بیٹھنا	محروم ہو جانا	خاک اثر نہ ہونا	بالکل اثر نہ ہونا	آرام و سکون	راحت اور صحت

تشریح زیر تشریح اقتباس سے قبل بیوی کے اس شور و غل کے بارے میں بتایا گیا ہے جو وہ گھنٹی کو ڈھونڈنے کے لیے گھر میں پیدا کرتی ہے۔ زیر تشریح اقتباس کے بعد میاں کا مکالمہ درج ہے جس کو وہ اپنے انداز سے بیوی کو خاموش رہنے کے لیے کہتا ہے۔

ڈراما "آرام و سکون" میں بیوی شوہر سے کہتی ہے کہ آپ سے ہزاروں مرتبہ کہہ چکی ہوں کہ اتنا زیادہ کام نہ کیا کرو۔ اپنے نصیب کے دشمن صحت سے محروم ہو جاؤ گے مگر تم پر بالکل بھی اثر نہیں ہوتا۔ ہمیشہ یہ کہہ دیتے ہیں کہ کیا کروں۔ آج کل کام بہت زیادہ ہے۔ ہر روز اگر تھوڑا بہت وقت آرام کے لیے نہ نکالا جائے تو انسان مسلسل کام سے بیمار ہو جاتا ہے اور پھر بیمار پڑ کر آرام کے لیے زیادہ وقت نکالنا پڑتا ہے۔

پیراگراف نمبر 2 پی پی جی کا بچہ نکل یہاں سے۔ کہہ دے ان سے (ملازم جاتا ہے) کواڑ بند کر کے جا۔ (میاں کراہ کر چپ ہو جاتا ہے) ٹیلی فون کی گھنٹی بجتی ہے اور بجتی رہتی ہے) ارے بھئی کہاں گئیں؟ ارے کوئی ٹیلی فون سنتے تو آ دَ۔ لاحول ولا قوۃ (خود اٹھتا ہے) ہیلو، میں اشفاق بول رہا ہوں۔ بیگم اشفاق کسی کام میں مصروف ہیں۔ اس وقت کمرے میں نہیں ہیں جی۔ یہاں کوئی ایسا نہیں جو انہیں بلا لائے۔ میں علیل ہوں۔ کیا فرمایا آپ نے؟ آواز دینے کے لیے ضروری نہیں کہ گلا بھی خراب ہو۔ آپ پھر کسی وقت فون کر لیجیے گا۔ میں نے عرض کیا نا، چونکہ میں بیمار ہوں، کمرے سے باہر نہیں جا سکتا۔ (زور سے فون بند کرتا ہے) بدتہذیب۔ گستاخ کہیں کی۔ ہوں۔ (SWL. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان..................آرام و سکون (ii) مصنف کا نام..................سید امتیاز علی تاج

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کواڑ	دروازہ	گستاخ	بے ادب	بدتہذیب	بدسلیقہ
علیل	بیمار	کراہ	درد میں آواز نکالنا		

تشریح ڈراما "آرام وسکون" کے اس پیراگراف میں بتایا گیا ہے کہ بیمار خاوند آرام کرنے کی کوششیں کر رہا ہے لیکن گھر میں انھیں آرام نہیں مل سکا۔ کبھی بیوی اونچی آواز میں بے تکی بحث کرتی ہے تو کبھی بچہ اپنی کھلونا گاڑی لے کر پٹ پٹ کرنے لگتا ہے۔ پڑوسی ہارمونیم پر گانا گاتا ہے۔ شوہر ان سب باتوں سے پریشان ہوتا ہے۔ بیوی کمرے سے باہر چلی جاتی ہے۔ اس دوران کمرے میں ملازم جھاڑو لے کر آ جاتا ہے۔ میاں ڈانٹ ڈپٹ کر اسے بھگا دیتا ہے۔ اسی دوران میں ٹیلی فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ گھنٹی کی آواز کوئی نہیں سن پاتا تو مجبوراً میاں خود ہی فون سننے کے لیے اٹھتا ہے۔ فون پر کوئی عورت اس کی بیوی کے متعلق پوچھتی ہے۔ وہ اس عورت کو جواب دیتا ہے کہ وہ پھر کسی وقت فون کر لے لیکن عورت کہتی ہے کہ وہ اسی وقت اس کی بیوی سے بات کرنا چاہتی ہے۔ میاں نے لاکھ اسے سمجھایا کہ میں اسے اس وقت نہیں بلا سکتا کیونکہ میں بیمار ہوں مگر وہ عورت نہیں مانتی۔ اس بات پر میاں چڑ جاتا ہے عورت کو بُری بھلی سنا کر فون بند کر دیتا ہے اور اسے بدتمیز و بدسلیقہ کے القاب سے نوازتا ہے۔

حل مشقی سوالات

ا۔ **مختصر جواب دیں۔**

(الف) روزانہ آرام وسکون نہ کیا جائے تو اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے؟ (GRW. GI, FBD. GII, MLN. GII, SWL. GI, SGD. GI)

جواب: کام کرنے والا فرد اگر روزانہ تھوڑا آرام وسکون نہیں کرے گا تو بیمار ہو جائے گا اور پھر اسے زیادہ آرام کرنا پڑے گا۔ اس لیے روزانہ آرام وسکون کرنا ضروری ہے۔

(ب) بیماری کے باوجود میاں دفتر جانے کے لیے کیوں تیار ہو جاتا ہے؟ (LHR. GI & GII, FBD. GI, SWL. GII, RWP. GI)

جواب: گھر میں بیوی، میاں کے آرام وسکون کا خیال رکھنے کے چکروں میں خود شور مچاتی ہے۔ اوپر سے بچے کی کھلونا گاڑی کا شور، ملازم کے ریشے کوٹنے کا شور، ہمسائے کے لڑکے کا ہارمونیم پر بے سُرے گانے کا شور، فقیر کے مانگنے کا شور سب مل کر میاں کو اس قدر پریشان کرتے ہیں کہ بیماری کے باوجود میاں دفتر جانے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

(ج) اس ڈرامے سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

جواب: اس ڈرامے سے ایک تو یہ سبق ملتا ہے کہ روزانہ تھوڑا تھوڑا آرام کر لینے سے انسان بیمار ہونے سے بچ جاتا ہے اور دوسرا یہ سبق ملتا ہے کہ اگر گھر میں کوئی بیمار شخص پڑا ہو تو گھر والوں کو شور کرنے کی بجائے اس کے مکمل آرام وسکون کا خیال رکھنا چاہیے۔

(د) بہت زیادہ شور غل بھی ماحولیاتی آلودگی کا سبب بنتا ہے۔ شور کی آلودگی سے صحت پر کیا اثر پڑتا ہے؟

جواب: شور کی آلودگی انسانی صحت پر بہت بُرا اثر ڈالتی ہے۔ اس سے انسان اعصابی تناؤ کا شکار ہو جاتا ہے اور قوت سماعت بُری طرح متاثر ہوتی ہے۔ دل اور بلڈ پریشر کی بیماریاں بھی اسی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔

(ہ) صحت مند رہنے کے لیے کیا باتیں ضروری ہیں؟
(SGD. GII, RWP. GII, GRW. GI & GII, FBD. GI, SGD. GI, MLN. GII, BWP. GII)

جواب: صحت مند رہنے کے لیے ورزش کرنی چاہیے اور سادہ و متوازن غذا کھانی چاہیے۔ رات کو جی بھر کر سونا چاہیے۔ شور کی آلودگی سے بچنا چاہیے اور بے جا پریشانی اور تفکرات سے نجات حاصل کرنی چاہیے۔ مناسب آرام وسکون صحت مند رہنے کے لیے اشد ضروری ہے۔

(و) ہمسائے کی کون سی حرکت سے میاں کے آرام میں خلل پڑ رہا تھا؟ (LHR. GII, BWP. GI, MLN. GII, FBD. GI, MLN. GI)

جواب: ہمسائے کے ہارمونیم اور بے سُرے گانے کے شور کی وجہ سے میاں کے آرام میں خلل پڑ رہا تھا۔

۲۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیں۔

وقت،ضرورت،ہدایات،غذا،طبیعت،ہمسائے

جواب:

واحد	جمع	جمع	واحد
وقت	اوقات	ہدایات	ہدایت
ضرورت	ضروریات	ہمسائے	ہمسایہ
غذا	اغذیہ		
طبیعت	طبائع		

۳۔ مندرجہ ذیل کے مذکر اور مؤنث لکھیں۔ بیگم،بیوی،فقیر،ملازم،بچہ

جواب:

مذکر	مؤنث	مؤنث	مذکر
فقیر	فقیرنی	بیگم	صاحب
ملازم	ملازمہ	بیوی	میاں
بچہ	بچی		

۴۔ مندرجہ ذیل جملوں کو درست کر کے لکھیں۔

غلط جملے	درست جملے
الف۔ میرے ابودفتر سے واپس لوٹ آئے ہیں۔	میرے ابو دفتر سے لوٹ آئے ہیں۔
ب۔ ڈاکٹر نے مریض کو دوائی دی۔	ڈاکٹر نے مریض کو دوا دی۔
ج۔ میرے پیٹ میں درد ہورہی ہے۔	میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔
د۔ یہ میز پرانا ہو چکا ہے۔	یہ میز پرانی ہو چکی ہے۔
ہ۔ نوکر نے کمرے میں جھاڑو دیا۔	نوکر نے کمرے میں جھاڑو دی۔

۵۔ غلط اور درست بیانات کی (✔) سے نشاندہی کریں۔

(ا) انسان کو بہت زیادہ فکر مند نہیں رہنا چاہیے۔ ✔درست غلط

(ب) شور غل کا مریض پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ درست ✔غلط

(ج) تھوڑا سا وقت آرام کے لیے ضرور نکالنا چاہیے۔ ✔درست غلط

(د) ہمیں ماحول کو آلودہ نہیں کرنا چاہیے۔ ✔درست غلط

(ہ) صرف تکان کی وجہ سے حرارت نہیں ہو سکتی۔ درست ✔غلط

(و) دوا سے زیادہ آرام و سکون ضروری ہے۔ ✔درست غلط

(ز) بغیر آرام کیے محنت کرتے چلے جانے سے صحت خراب ہو جاتی ہے۔ ✔درست غلط

(ح) غذا کے معاملے میں کسی احتیاط کی ضرورت نہیں۔ درست ✔غلط

(ط) گرد و غبار سے صحت پر بُرا اثر پڑتا ہے۔ ✔درست غلط

(ی) انسان کے لیے آرام وسکون بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا کام۔ ✔درست غلط

۶۔ **اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کریں۔ تردد، معائنہ، مطلق، شورغل، تقویت، مقوی**

جواب: تَرَدُّد ۔ مُعَایَنَہ ۔ مُطْلَق ۔ شُورْغُل ۔ تَقْوِیَت ۔ مُقَوِّی

۷۔ **درست جواب کے آگے (✔) کا نشان لگائیں۔**

(الف) سبق "آرام وسکون" کے مصنف کون ہیں؟ (LHR. GII, SGD. GI, RWP. GI, MLN. GI, RWP. GII)

(i) پریم چند (ii) سید امتیاز علی تاج (iii) مولوی نذیر احمد (iv) میرزا ادیب

(ب) ڈاکٹر کے مطابق میاں کو کیا بیماری تھی؟ (MLN. GII, SGD. GII, DGK. GII, BWP. GII, GRW. GII)

(i) شوگر (ii) دل کی بیماری (iii) تکان اور حرارت (iv) سر درد

(ج) میاں کتنے بجے دفتر جایا کرتے تھے؟ (GRW. GI, MLN. GI, SWL. GI, GRW. GI, FBD. GII)

(i) صبح آٹھ بجے (ii) شام سات بجے (iii) صبح دس بجے (iv) صبح نو بجے

(د) ڈاکٹر نے میاں کو کس بات کی تاکید کی تھی؟ (SGD. GI)

(i) وقت پر دوا کھانے کی (ii) انجکشن لگوانے کی (iii) خاموش لیٹے رہنے کی (iv) سیر کرنے کی

(ہ) سبق "آرام وسکون" میں گھریلو ملازم کا نام کیا تھا؟ (FBD. GII, SGD. GII, LHR. GII, SWL. GII, BWP. GI)

(i) کلو (ii) للو (iii) بلو (iv) ٹلو

(و) تکئی کس نے میز سے اُٹھا کر انگیٹھی پر رکھی تھی؟ (SWL. GI & GII, RWP. GII, BWP. GII)

(i) بیوی نے (ii) میاں نے (iii) للو نے (iv) ننھے نے

(ز) میاں صاحب کا نام کیا تھا؟ (FBD. GI, RWP. GI, SWL. GI, SGD. GII)

(i) اشتیاق (ii) مشتاق (iii) اشفاق (iv) اسحاق

(ح) ملازم کیا چیز کوٹ رہا تھا؟ (LHR. GI, RWP. GII, BWP. GI, MLN. GI, SGD. GI)

(i) نمک (ii) مرچیں (iii) ریٹھے (iv) گرم مسالا

جوابات: (الف) سید امتیاز علی تاج (ب) تکان اور حرارت (ج) صبح دس بجے (د) خاموش لیٹے رہنے کی (ہ) للو (و) میاں نے (ز) اشفاق (ح) ریٹھے

۸۔ **خالی جگہ پُر کریں۔**

(الف) تردد کی کوئی بات نہیں، میں نے بہت اچھی طرح .... کر لیا ہے۔

(ب) میرے خیال میں انھیں .... سے زیادہ .... کی ضرورت ہے۔

(ج) اتنا کام نہ کیا کرو .... صحت سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔

(د) جی نہیں! دوا کی .... ضرورت نہیں۔

(ہ) مریض کے کمرے میں .... نہیں ہونا چاہیے۔

(و) خاموشی اعصاب کو ایک طرح کی .... بخشتی ہے۔
(ز) اللہ جانے یہ کون .... میری چیزوں کو اُلٹ پلٹ کرتا ہے۔
(ح) .... کو اتنا خیال بھی تو نہیں آتا گھر میں کوئی بیمار پڑا ہے۔
(ط) میں .... کو .... مرتبہ کہلا چکی ہوں کہ صبح سویرے ہو جایا کرے۔
(ی) .... نے قسم کھا رکھی ہے کہ کبھی کوئی چیز .... پر نہ رہنے دے گا۔
(س) .... کو سر کھجانے کی فرصت نہیں ملتی۔
(ص) صاحب زادے نے .... نہ فرمائی تو دنیا کسی بہت بڑی نعمت سے محروم نہ ہو جائے گی۔

جوابات: (الف) معائنہ (ب) دوا۔آرام وسکون (ج) نصیب دشمناں (د) مطلق (ہ) شور غل
(و) تقویت (ز) اللہ مارا (ح) اللہ ماروں (ط) نامراد۔بیسیوں (ی) کم بخت۔ٹھکانے
(س) بچارے (ص) نغمہ سرائی

سرگرمیاں

۱۔ **طلبہ سے کہیں کہ وہ سید امتیاز علی تاج کا کوئی اور مزاحیہ ڈراما تلاش کرکے پڑھیں۔**
جواب: عملی کام

۲۔ **ڈاکٹر اور مریض کے درمیان مکالمہ تحریر کریں۔**
جواب: **ڈاکٹر اور مریض کے درمیان مکالمہ**

مریض: السلام علیکم! ڈاکٹر صاحب۔
ڈاکٹر: وعلیکم السلام! تشریف رکھیے۔
مریض: ڈاکٹر صاحب! تشریف رکھنا ہی تو مشکل ہے۔
ڈاکٹر: کیوں بھئی ایسی کیا تکلیف ہو گئی؟
مریض: تکلیف ہی تکلیف ہے۔رات بھر پریشان رہا ہوں گھڑی بھر سو نہیں سکا۔
ڈاکٹر: تکلیف تو بھئی تکلیف ہی ہے۔صحت ٹھیک نہ ہو تو چین نہیں آتا۔
مریض: کچھ دوا بھی دیجیے مرا جا رہا ہوں۔
ڈاکٹر: بیماری بتاؤ تو دوا دوں۔
مریض: ڈاکٹر صاحب پیٹ میں سخت درد ہے۔بیٹھے چین آتا ہے نہ لیٹے۔
ڈاکٹر: یہ درد کب سے ہے؟
مریض: آج رات سے۔
ڈاکٹر: رات کیا کھایا تھا؟

مریض: روٹی کا ایک ٹکڑا۔

ڈاکٹر: کیا آپ نے پہلے کبھی روٹی نہیں کھائی؟ رات کی روٹی میں کیا خاص بات تھی۔

مریض: رات کی روٹی میں خاص بات یہ تھی کہ وہ جلی ہوئی تھی۔

ڈاکٹر: ارے اتم جلی ہوئی روٹی کھا گئے۔

مریض: صرف ایک ٹکڑا کھایا تھا۔

ڈاکٹر: اوہو! کیا آپ کی نظر کمزور ہے۔ لیٹ جاؤ آنکھوں میں دوا ڈالتا ہوں۔

مریض: نظر ٹھیک ہے۔ پیٹ میں کچھ ڈالیے تاکہ درد سے جان بچے۔

ڈاکٹر: وعدہ کرو آئندہ جلی ہوئی روٹی نہیں کھاؤ گے۔

مریض: سو بار وعدہ کرتا ہوں۔ ہائے میرا پیٹ!

(ڈاکٹر ہاضمے کی ایک گولی مریض کو کھلاتا ہے)

مریض: ڈاکٹر صاحب شکریہ۔ درد کم ہو رہا ہے۔ میں جاتا ہوں۔

ڈاکٹر: ارے میاں! دوا کی قیمت تو دیتے جاؤ۔

مریض: دوا کی قیمت درد سے آرام ہی تو ہے۔

ڈاکٹر: دوا کی قیمت دام بھی ہیں، جن سے دوائیں خریدی جاتی ہیں۔

مریض: (دوا کی قیمت ادا کر کے) السلام علیکم! ڈاکٹر صاحب

ڈاکٹر: وعلیکم السلام۔ روٹی کھانے سے پہلے دیکھ لیا کرو کہ جلی ہوئی تو نہیں۔

(مریض شکریہ ادا کرتا ہوا چلا جاتا ہے)

اشاراتِ تدریس

۱۔ طلبہ کو بتائیں کہ مزاحیہ ادب، معاشرے کے ناہموار پہلوؤں کو دلچسپ اور شگفتہ انداز میں موضوع بناتا ہے۔

جواب: مزاحیہ ادب کے ذریعے معاشرتی ناہمواریوں اور سماجی مسائل کو ہلکے پھلکے اور شگفتہ اندازِ بیاں کے ذریعے اُجاگر کیا جاتا ہے۔ مزاحیہ ادب کا مقصد صرف ہنسنا یا ہنسانا نہیں ہے بلکہ اس کا مقصد بین السطور پوشیدہ پیغام کو قارئین تک پہنچانا ہے۔ مزاحیہ تحریروں کے توسط سے معاشرتی و سماجی ناہمواریوں کو ختم کرنے کے طریقے اور سلیقے سے آگاہی دی جاتی ہے۔ اس طرح ظرافت اور ہنسی مزاح کے ذریعے معاشرتی مفاد اور اجتماعی بھلائی کی خدمت کا فریضہ انجام دیا جاتا ہے۔

۲۔ بچوں کو بتائیں کہ مزاح نگار کا مقصد، تفننِ طبع کے ساتھ ساتھ اصلاحِ احوال بھی ہوتا ہے۔

جواب: طنز و مزاح اور ظرافت کے ذریعے کسی بھی صنفِ ادب میں اپنا موضوع دلچسپ اور شگفتہ انداز سے بیان کرنے والے کو مزاح نگار کہتے ہیں۔ مزاح نگار مزاحیہ تحریروں کے ذریعے معاشرتی عدم توازن اور سماجی مسائل کو سامنے لاتا ہے اور سلیقہ مندی شائستگی اور مہذبانہ اندازِ بیاں کو اپنا کر معاشرتی مسائل کے حل اور سماجی ناہمواریوں کے خاتمے کے لیے اپنا کردار ادا کرتا ہے اس طرح مزاح نگار تفننِ طبع کے

ساتھ ساتھ اصلاحِ احوال کا اہم فریضہ بھی انجام دیتا ہے۔

۳۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ مریض کی عیادت کے اسلامی طریقے کو وضاحت سے بیان کریں۔

جواب: مریض کی عیادت کرنا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر حق ہے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کا تقاضا ہے کہ اُس کے بیمار بندوں کی عیادت کی جائے اور بیماری میں اُن کا خیال رکھا جائے۔

مریض کی عیادت کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ مریض کے ساتھ حسنِ اخلاق اور نرمی سے بات کی جائے۔ مریض کے لیے کوئی پھل یا پھول وغیرہ لے کر جائیں۔ مریض کو اپنائیت اور محبت کا احساس دلایا جائے۔ مریض کو بیماری سے ڈرانے کی بجائے ہمت اور حوصلے کے ساتھ بیماری کا سامنا کرنے کی ہدایت کی جائے۔ مریض کی صحت اور تندرستی کے لیے دعا کی جائے۔

نبی کریم ﷺ خود مریضوں کی عیادت بھی کرتے تھے اور ان کی صحت مندی کے لیے دعا بھی کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے دوسروں کو بھی مریضوں کی عیادت کی تلقین کی۔

۴۔ اساتذہ کو چاہیے کہ وہ "آرام و سکون" کی تدریس سے پہلے طلبہ کو مختصراور مزاحیہ ڈرامے سے متعارف کرائیں۔

جواب: مزاحیہ ڈراما: ڈراما یونانی لفظ سے ماخوذ ہے۔ اس کے معنی ہیں "کر کے دکھانا"۔ ڈراما بھی ایک کہانی ہوتی ہے لیکن اسے کرداروں کی حرکات و سکنات اور مکالموں کی مدد سے پیش کیا جاتا ہے چنانچہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ڈراما پڑھنے کی چیز نہیں ہے بلکہ پیش کرنے کی چیز ہے۔ ڈرامے میں اداکاروں اور مکالموں کی اہمیت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

مزاحیہ ڈرامے میں مزاحیہ کرداروں، مزاحیہ حرکات و سکنات اور مزاحیہ مکالموں کی مدد سے موضوع کو بیان کیا جاتا ہے۔ اس طرح ظرافت اور مزاح کے ذریعے معاشرتی ناہمواریوں اور سماجی مسائل کو اُجاگر کیا جاتا ہے۔ یوں معاشرتی اصلاح اور سماجی فلاح کا فریضہ انجام دیا جاتا ہے۔ مزاحیہ ڈرامے میں معاشرے کے مختلف کرداروں کی بول چال اور رویوں سے بھی روشناس کرایا جاتا ہے۔

۵۔ امتیاز علی تاج کا تعارف پیش کرتے ہوئے ان کے دیگر مزاحیہ ڈراموں مثلاً "بیگم کی بلی" کا ذکر کیا جائے۔

جواب: امتیاز علی تاج کا تعارف: سید امتیاز علی تاج لاہور میں پیدا ہوئے۔ سنٹرل ماڈل سکول لاہور اور گورنمنٹ کالج لاہور سے تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۳۲ء میں ڈراما "انارکلی" لکھا۔ رسالہ "تہذیبِ نسواں" اور "پھول" کے مدیر رہے۔ ریڈیو کے لیے درجنوں ڈرامے اور فیچر لکھے۔

امتیاز علی تاج کے ڈراموں میں چستی، برجستگی اور بے ساختگی ملتی ہے۔ ڈرامے میں مکالمہ نگاری پر انھوں نے خصوصی توجہ دی۔ ان کا معروف ڈرامہ "بیگم کی بلی" کا تعارف درج ذیل ہے:

بیگم کی بلی: بیگم کی بلی امتیاز علی تاج کا ایک مزاحیہ ڈرامہ ہے۔ اس ڈرامے کے ایک کردار کی بیگم نے بلی پالی ہوتی ہے۔ بیگم کو بلی سے بہت محبت ہوتی ہے مگر میاں صاحب کو بلی کا اس طرح گھر میں ہر جگہ اُٹھنا بیٹھنا بالکل بھی پسند نہیں۔ وہ مختلف حربے استعمال کر کے بلی کو گھر سے نکالتا ہے لیکن بلی ہر دفعہ واپس آجاتی ہے۔ ایک مرتبہ میاں ایک شخص کو جو ملازمت کی غرض سے میاں صاحب کے پاس آتا ہے بلی قتل کرنے کے لیے پیسے دیتا ہے۔ اِدھر بیگم بلی کی خاطر رو رو کر بُرا حال کر دیتی ہے۔ میاں دلاسا دینے کی غرض سے شاپنگ کرنے کے لیے بیگم کو کچھ پیسے دیتا ہے۔ گھر سے باہر بیگم کی ملاقات اُس شخص سے ہوتی ہے جس کو میاں نے بلی کو مارنے کا کام سونپا ہوتا ہے۔ بیگم اُس شخص سے بلی خرید لیتی ہے اور اُسے ملازمت پر بھی رکھ لیتی ہے، اس طرح بیگم کی بلی سے چھٹکارا حاصل کرنے کا سارا منصوبہ خاک میں مل جاتا ہے۔

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیرالانتخابی سوالات

-1 سید امتیاز علی تاج کہاں پیدا ہوئے؟ (GRW. GII)

(A) لاہور میں (B) ملتان میں (C) پشاور میں (D) کوئٹہ میں

-2 سبق "آرام و سکون" اصناف ادب کے لحاظ سے ہے۔ (SWL. GII, GRW. GI)

(A) افسانہ (B) ڈراما (C) خاکہ (D) ناول

-3 ڈاکٹر نے میاں کے لیے کیا علاج تجویز کیا؟ (FBD. GII)

(A) ورزش (B) آپریشن (C) پرہیز (D) سکون

-4 یہ دیکھو یہاں انگیٹھی پر رکھی ہے۔ (DGK. GII)

(A) میز (B) کنڈی (C) دوائی (D) گھنٹی

-5 للو ریٹھے ڈھونڈ رہا تھا: (FBD. GI)

(A) حمام سے (B) گودام سے (C) دکان سے (D) کچن سے

-6 سبق "آرام و سکون" میں میاں کیا کھانا چاہتا ہے؟ (DGK. GII)

(A) یخنی (B) ساگودانہ (C) جوس (D) کچھ بھی نہیں

-7 چوزے کی یخنی ہے: (FBD. GI, RWP. GI)

(A) مقوی (B) نرم غذا (C) ٹھوس غذا (D) مائع غذا

-8 میاں دفتر کیوں جانا چاہتے تھے؟ (FBD. GII)

(A) کام کے لیے (B) کھیلنے کے لیے (C) سونے کے لیے (D) سکون کے لیے

-9 "آرام و سکون" میں میاں کا کیا نام تھا؟ (LHR. GI)

(A) اشتیاق (B) مشتاق (C) اشفاق (D) اسحق

-10 سبق "آرام و سکون" کے مصنف ہیں: (GRW. GI)

(A) پریم چند (B) سید امتیاز علی تاج (C) مولوی نذیر احمد (D) میرزا ادیب

-11 ڈاکٹر کے مطابق میاں کو بیماری تھی: (بحوالہ سبق آرام و سکون) (MLN. GI)

(A) شوگر کی (B) دل کی (C) تکان اور حرارت کی (D) سر درد کی

12- امتیاز علی تاج کس ادارے کے سیکرٹری رہے؟ (SGD. GII)

(A) مقتدرہ قومی زبان (B) اکادمی ادبیات (C) بزمِ اقبال (D) مجلس ترقی ادب

13- "آرام وسکون" ادب کی کون سی صنف ہے؟ (DGK. GI)

(A) افسانہ (B) ناول (C) داستان (D) ڈراما

14- ننھا عید کے روز میلے میں سے لایا تھا: (LHR. GI)

(A) کھلونا گاڑی (B) غلیل (C) لٹو (D) مٹھائی

15- ملازم کوٹ رہا تھا: (DGK. GII)

(A) ریٹھے (B) نمک (C) مرچیں (D) گرم مصالحہ

جوابات: (1) لاہور میں (2) ڈراما (3) سکون (4) گھنٹی
(5) گودام سے (6) ساگودانہ (7) مقوی (8) سکون کے لیے
(9) اشفاق (10) سید امتیاز علی تاج (11) تکان اور حرارت کی
(12) مجلس ترقی ادب (13) ڈراما (14) کھلونا گاڑی (15) ریٹھے

مختصر جوابی سوالات

1- ڈاکٹر نے میاں کی صحت کی بہتری کے لیے کیا مشورہ دیا؟

جواب: ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ انھیں دوا سے زیادہ آرام وسکون کی ضرورت ہے۔ کاروبار کی پریشانیاں اور الجھنیں بھلا کر ایک بھی روز آرام وسکون سے گزرا تو طبیعت إن شاءاللہ بحال ہو جائے گی۔

2- مریض کے پاس شور غل سے اجتناب کیوں ضروری ہے؟

جواب: مریض کے پاس شور غل بالکل بھی نہیں ہونا چاہیے۔ بہت زیادہ شور سے اعصاب پر مُضر اثر پڑتا ہے۔ خاموشی اور سکون اعصاب کے لیے تقویت کا باعث بنتے ہیں۔

3- ہمسائے کی کون سی حرکت سے میاں کے آرام میں خلل پڑ رہا تھا؟ (FBD. GII, SGD. GII, RWP. GI, DGK. GII)

جواب: ہمسائے کے ہارمونیم اور بے سُرے گانے کے شور کی وجہ سے میاں کے آرام میں خلل پڑ رہا تھا۔

4- آرام وسکون سبق کے حوالے سے ہمسائے کی کون سی حرکات میاں کے آرام میں خلل ڈالتی تھیں؟ (DGK. GII)

جواب: ہمسائے کے ہارمونیم اور بے سُرے گانے کے شور کی وجہ سے میاں کے آرام میں خلل پڑ رہا تھا۔

※※※

8- لہواور قالین

میرزا ادیب (۱۹۱۴ء۔۱۹۹۹ء)

مقاصد تدریس

۱۔ طلبہ کو اُردو میں سنجیدہ ڈراموں کی روایت سے آگاہ کرنا۔
۲۔ طلبہ کو اپنے معاشرے میں موجود ریاکار کرداروں سے روشناس کرانا۔
۳۔ تحریر کے ذریعے جذبوں کے اظہار کے سلیقے سے متعارف کرانا۔

مصنف کا مختصر تعارف

میرزا ادیب کا اصلی نام دلاور علی ہے۔۱۹۳۱ء میں اسلامیہ ہائی سکول بھاٹی گیٹ سے میٹرک کیا۔اس کے بعد ۱۹۳۵ء میں اسلامیہ کالج لاہور سے بی۔اے آنرز کی ڈگری حاصل کی۔

ادبی زندگی کا آغاز ۱۹۳۶ء سے کیا۔اسلامیہ کالج لاہور کی علمی و ادبی شخصیات نے میرزا کے ادبی ذوق کو پروان چڑھانے میں اہم کردار ادا کیا۔ادبی کام کی ابتدا شعر و شاعری سے کی مگر بعد میں افسانہ اور ڈراما نگاری کی طرف توجہ مرکوز کر دی۔

۱۹۳۵ء میں رسالہ ''ادبِ لطیف'' کے مدیر مقرر ہوئے۔اس کے بعد ریڈیو پاکستان میں ملازمت اختیار کر لی۔قیامِ پاکستان کے بعد یک بابی ڈراموں کو فروغ دینے کے لیے میرزا ادیب نے اہم کردار ادا کیا۔

تصانیف ان کے ڈراموں کے اہم مجموعوں میں ''آنسو اور ستارے' لہو اور قالین' ستون' فصیلِ شب' خاک نشیں' شیشے کی دیوار اور پس پردہ'' شامل ہیں۔ ''صحرا نورد کے خطوط' صحرا نورد کے رومان اور مٹی کا دیا (آپ بیتی)'' ان کی انمول تصنیفات ہیں۔

انہوں نے 1999ء میں وفات پائی۔

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
آراستہ	سجا ہوا	معززین	معزز کی جمع، عزت والے	آستین	کرتے یا قمیص وغیرہ کا بازو
مصور	تصویر بنانے والا	گل دان	جس میں پھول سجائے جاتے ہیں۔	حلقے	سیاہ رنگ کے دائرے
شاہکار	عمدہ نمونہ	شب بیداری	رات کو جاگنا	خوش خبری	اچھی خبر
مستحق	حق دار	تحکم	حکم کرنا	اول	پہلا
مجلد	جلد والی	نارمل	صحیح حالت میں	مرعوب	رُعب میں آ جانا
متعجب	حیران	گمان	خیال	دقّت	مشکل
کارنامہ	غیر معمولی کام	تحمل	صبر۔ برداشت	سوسائٹی	معاشرہ
اعزاز	عزت	آویزاں ہونا	سجا ہوا ہونا	پست	نیچے

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
معزز	عزت دار	تخلیق کرنا	بنانا	زینت	سجاوٹ، خوبصورتی
گڑبڑ	خرابی	مفلس	غریب	کیفیت	حالت
شکرگزار	شکریہ ادا کرنیوالا	نمائش گاہ	وہ جگہ جہاں نمائش ہوتی ہے۔	سونپ دینا	دے دینا، حوالے کرنا
قدر	عزت	وقف کرنا	دے دینا	تصور	سوچ
منزلت	اونچا درجہ	بھیانک	خوف ناک	آسائشیں	سہولتیں، آسائش کی جمع
بہترین	سب سے بہتر، سب سے اچھا	خوش فہمی	اچھا خیال	قاتل	قتل کرنے والا
		سرپرستی کرنا	مدد کرنا، نگہداشت کرنا	دل دھڑکنا	دل خوف میں مبتلا ہو جانا
تہ دل سے	دل کی گہرائیوں سے	پناہ دینا	تحفظ دینا، حفاظت کرنا	انسانیت نواز	انسانوں کا خیال رکھنے والا
بدستور	مسلسل	جوہر	خوبی، ہنر، فن، اہلیت	درد سمانا	درد محسوس کرنا، دوسروں کے دکھ اور تکلیف کا خیال رکھنا
فن	ہنر	امارت	دولت مندی		
توہین	بے عزتی	سراسر	بالکل		
واسطہ	تعلق	حیثیت	مرتبہ	تخلیقات	خود بنائی ہوئی چیز
قلاش	انتہائی غریب	شرارہ	چنگاری	شان وشوکت سے مرعوب ہونا	عزت اور مرتبے کی وجہ سے ڈر جانا
اطمینان	سکون	ذہنی کیفیت	ذہن کی حالت		
بلندی	اونچائی	التجا	درخواست	اصلی جوہر دکھانا	اصل خوبی دکھانا
زمین بوس ہونا	گر جانا	آبرو	عزت	جلی کٹی سنانا	درست اور سچ بات صاف صاف کہہ دینا
شاندار	نہایت خوبصورت	اصرار	ضد		
گھورنا	غصے سے دیکھنا	وہم	گمان، شک	احسان فراموش	احسان کو بھلا دینے والا

سبق کا خلاصہ

(LHR. GI, BWP. GI & GII, FBD. GI, MLN. GI, SWL. GI, SGD. GI, DGK. GI)

سردار تجمل حسین کی کوٹھی ''النشاط'' کے ایک وسیع کمرے کو اختر سٹوڈیو کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ کمرا نہایت اعلیٰ فرنیچر، قالین، ریڈیو، صوفہ سیٹ، کرسیوں اور دیواروں پر لگی مشہور مصوروں کی تصویروں سے آراستہ ہے۔ کمرے کے وسط میں ایزل پر سادہ کینوس' قریب تپائی پر رنگوں کے ڈبے' چینی کی پیالیاں' طرح طرح کے قلم اور مصوری کا دوسرا سامان موجود ہے۔ بابا کمرے کی صفائی میں مصروف ہے کہ تجمل کمرے میں داخل ہو کر اختر کے بارے میں پوچھتا ہے۔ بابا نے بتایا کہ اختر باغ میں ٹہل رہا ہے اور رات بھر ٹہلتا رہا ہے۔ تجمل نے بتایا کہ اس قسم کے لوگ اکثر کسی نہ کسی سوچ میں ڈوبے رہتے ہیں۔ تجمل نے بابا کو بھیجا کہ اختر کو بلا کر لاؤ۔

تجمل نے اختر کو خوشخبری سنائی کہ اس کی تصویر کو ججوں نے اول انعام کا مستحق قرار دیا ہے اور کہا کہ میں اس خوشی میں شہر کے تمام معززین کو چائے پر بلا رہا ہوں۔ اختر نے تجمل سے کہا کہ میں یہاں سے جانا چاہتا ہوں۔ تجمل نے اس بات پر غصہ کیا اور اُسے یاد کروایا کہ اس نے تمہارے لیے کیا کچھ نہیں کیا اور آج تم ملک کا ایک نامور مصور ہو۔ اختر اپنی بات پر قائم رہا تو تجمل نے کہا کہ میں تمہیں جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اختر نے جواب میں طنزاً کہا کہ جس اختر کو آپ ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی سے نکال کر اپنے محل میں لائے تھے، وہ مصور اختر مر چکا ہے۔ جو اختر آپ کے سامنے کھڑا ہے وہ ایک چلتی پھرتی لاش ہے۔ تجمل اس بات کو ذہنی پریشانی سمجھ کر ڈاکٹر کو بلانے لگتا ہے

تو اختر اس کو روک کر بتاتا ہے کہ پچھلے ڈیڑھ سال سے جتنی تصویریں میرے نام کے ساتھ اس محل سے باہر گئی ہیں ان میں سے ایک بھی میری نہیں۔ یہ بات سن کر تجمل نے حیرت اور غصے کا اظہار کیا تو اختر نے مزید بتایا۔ آج سے دو سال پہلے میں مفلس، قلاش اور گمنام تھا۔ میری تمام تصویریں کباڑیوں اور نیلام گھروں میں کوڑیوں کے بھاؤ بک چکی تھیں۔ میں اپنے ہزاروں ہم پیشہ بھائیوں کی طرح غربت کی چکی میں پس رہا تھا کہ آپ نے مجھے میرے غربت کدے سے نکال کر یہ کمرا دے دیا اور ضروریاتِ زندگی سے بے نیاز کر دیا۔ میں سمجھا کہ آپ نہایت اونچے درجے کے ہمدرد اور انسانیت نواز انسان ہیں، آپ نے دوستوں کو میری تصویریں دکھائیں اور بڑے بڑے اداروں میں آویزاں کروائیں۔ میری شہرت اخبار و رسائل تک پہنچی تو میں آپ کو ایک فرشتہ صفت دیوتا سمجھنے لگا مگر مجھے حقیقت بعد میں معلوم ہوئی کہ آپ کی سرپرستی کا ایک خاص مقصد ہے آپ سوسائٹی میں خود کو اچھا ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ میں نے غریب اور مفلس مصور کو اس فن کی خدمت کے لیے اپنے ہاں پناہ دی ہے۔ درحقیقت آپ نے بھی اپنی امارت اور شخصیت کی نمائش کے لیے میری ذات اور میرے فن کو استعمال کیا ہے۔ میرے فن کا مقصد آپ کی شخصیت کو جگمگانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ یہ سوچ میرے لیے سوہانِ روح بن گئی۔ انھی دنوں مجھے میرا ایک ہم پیشہ دوست نیازی ملا۔ میں نے اسے اپنی ذہنی کیفیت بتائی اور کہا کہ مجھے اپنے ہاں رہنے کی جگہ دو۔ میری بات سن کر اس نے کہا کہ میں تمہارے لیے تصویریں بناتا رہوں گا تم مجھے اتنے پیسے دے دیا کرو کہ میں اور میرا خاندان عزت و آبرو کے ساتھ زندہ رہ سکیں۔ اس ناقابلِ برداشت تجویز پر اس کا اصرار کم نہیں ہو رہا تھا۔ اس طرح نیازی کو وقتاً فوقتاً سکے ملتے رہے مجھے بنی بنائی تصویریں اور آپ کو فن کی قدر افزائی پر سوسائٹی میں احترام۔ نیازی روٹی کپڑے کی تکلیف نہیں مگر میں جانتا ہوں اس کے دل کی کیفیت کیا ہوگی۔ آج جب اس نے سنا ہوگا اس کی بنائی ہوئی تصویر اول انعام کی مستحق قرار پائی ہے تو اس کی کیا حالت ہوئی ہوگی۔

تجمل نے ان تمام باتوں کو ایک فریب اور دھوکا کہا اور وہ اختر کو ڈانٹنا شروع کر دیا ہے۔ اتنے میں تجمل کے سیکرٹری رؤف نے آ کر خبر کی تصدیق کر دی ہے کہ پہلا انعام اختر صاحب کو ہی ملا ہے۔ ساتھ ہی یہ افسوسناک خبر سنائی کہ اختر صاحب کے کسی واقف کار نے پیغام بھیجا ہے کہ ان کے مصور دوست نیازی نے آج صبح خودکشی کر لی۔ اختر یہ خبر سن کر تجمل سے کہنے لگا کہ نیازی کے قاتل تم ہو۔ قانون تمہیں کچھ نہیں کہے گا مگر تم انسانیت کے قاتل ہو۔ ایک مصور کے فن کو اور دوسرے مصور کو جان سے مار ڈالا۔ اختر چیخ چیخ کر کہنے لگا دیکھو لوگو! یہ قاتل ہے۔ تجمل نے رؤف سے کہا کہ اس کو دھکے دے کے نکال دو۔ اسے پاگل خانے لے جاؤ یہ خطرناک پاگل بن چکا ہے۔ اختر چیخ چیخ کر بولتا رہا آہستہ آہستہ یہ آواز کم ہونے لگی اور اسی کے ساتھ پردہ گر گیا۔

اہم نثر پاروں کی تشریح

نوٹ: طلبا و طالبات درج ذیل مثالی سیاق و سباق سبق کے تمام پیراگراف کی تشریح سے پہلے لکھیں۔

سیاق و سباق اس سبق میں مصنف بتاتا ہے کہ تجمل کا اختر کے فن مصوری کی سرپرستی کرنا دراصل اس کی ریاکاری تھا۔ اس مصور نواز شخصیت کا اصل مقصد فن کی قدر دانی یا مصوری سے لگاؤ نہیں بلکہ کچھ اور تھا۔ مصنف بتاتا ہے کہ کس طرح تجمل کی اختر سے تصویروں کی نمائش کے موقع پر ملاقات ہوتی ہے۔ اس نمائش میں اختر کی بنائی گئی تصویریں بھی رکھی گئی تھیں جنھیں سب نے بہت سراہا تھا۔ تجمل اختر کو اپنے گھر لے آتا ہے اور اسے ہر طرح کی آسائش دیتا ہے۔ اختر تجمل کو تصویریں دیتا ہے جنھیں تجمل اپنے دوستوں کو تحائف کے طور پر دیتا ہے۔ بعد میں تجمل اختر بتاتا ہے کہ اس کی تصویر کو اول انعام کا حق دار بنایا گیا ہے۔ تب اختر کو پوری اصلیت کا پتہ چل جاتا ہے اور وہ وہاں سے جانے کی بات کرتا ہے۔

پیراگراف نمبر1 آج سے دو سال پہلے میں ایک تنگ و تاریک گلی کے ایک خستہ اور بدنما مکان میں رہتا تھا۔ بہت کم لوگ مجھے جانتے تھے اور جو جانتے تھے، انہیں میرے متعلق صرف یہی معلوم تھا کہ میں ایک مفلس، قلاش اور گمنام مصور ہوں۔ میں نے بے شمار تصویریں بنائی

تھیں مگر وہ تمام کی تمام کباڑیوں یا نیلام گھروں میں پہنچ کر کوڑیوں کے بھاؤ بک چکی تھیں۔

(BWP. GII, LHR. GI, GRW. GI, SWL. GII)

حوالہ متن (i) سبق کا نام .... لحاف اور قالین (ii) مصنف کا نام .... میرزا ادیب

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تنگ و تاریک	چھوٹی جگہ جہاں اندھیرا ہو	قلاش	مفلس	مصور	تصویر بنانے والا	کوڑیوں کے بھاؤ	سستے داموں

تشریح: اختر اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے سرمایہ دار تجمل سے کہتا ہے کہ آج سے دو برس پہلے میں ایک چھوٹی سی اندھیرے میں ڈوبی ہوئی گلی کے ایک پرانے اور ٹوٹے پھوٹے سے گھر میں رہتا تھا۔ جہاں میری کوئی پہچان نہ تھی۔ صرف چند لوگوں کو میرے بارے میں یہی علم تھا کہ میں ایک غریب، مسکین اور گمنامی کی زندگی گزارنے والا ایک عام سا مصور ہوں۔ میں نے ان گنت تصاویر بنائی تھیں لیکن وہ سب کی سب یا تو کباڑ خانوں اور یا پھر نیلام گھروں میں بہت سستے داموں بکی تھیں۔ اس طرح میرا اور میرے فن کا کوئی قدر دان نہ تھا۔

پیراگراف نمبر 2: اور آپ کر بھی کیا سکتے ہیں، مگر بلند آواز سے حقیقت نہیں بدل سکتی۔ آپ کے یہاں میری یہی حیثیت تھی اور جس وقت مجھے اس کا احساس ہوا، مجھے محسوس ہوا جیسے میری اہلیتوں پر برف کی تہ جم گئی ہے۔ میرے سینے میں ایک بھی شرارہ باقی نہیں رہا۔ یہ احساس میرے لیے سوہانِ روح ثابت ہو رہا تھا کہ اپنے جگر کا خون دے دے کر میں نے فن کی جس شمع کو اب تک روشن رکھا ہے، اس کا مقصد آپ کی شاندار کوٹھی اور آپ کی شخصیت کو جگمگانے کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں۔ (SGD. GII)

حوالہ متن (i) سبق کا نام .... لحاف اور قالین (ii) مصنف کا نام .... میرزا ادیب

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اہلیتوں	صلاحیتوں	شرارہ	چنگاری	سوہانِ روح	جان کو تکلیف دینے والا	شمع	چراغ

تشریح: سردار تجمل اختر کی داستان سن کر جب اُسے ڈانٹتا ہے تو اس کے جواب میں اختر تجمل سے یہ کہتا ہے کہ اس کے علاوہ آپ اور کچھ کر بھی نہیں سکتے لیکن اونچی آواز میں چلا کر بولنے سے اصل حقیقت نہیں بدل سکتی۔ آپ نے اپنی امارت اور شخصیت کی نمائش کی خاطر میری ذات اور میرے فن کو استعمال کیا ہے۔ اس بات کا مجھے اس وقت احساس ہوا جب مجھے یوں لگا جیسے میری صلاحیتوں پر برف کی تہ جم گئی ہو گویا میں ادھر مفلوج ہو کر رہ گیا ہوں۔ ان تمام باتوں کو سوچ کر میری روح اور بھی زخمی ہوتی جا رہی ہے، اور یہ خیال میرے لیے نہایت تکلیف دہ ہے کہ میری زندگی اور فن کا مقصد آپ کی شخصیت کو جگمگانے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ آپ نے مجھے اور میرے فن کو استعمال کیا ہے۔

پیراگراف نمبر 3: جس طرح بڑی بڑی دکانوں کے دروازوں پر انسانی پیکروں کو نہایت خوبصورت اور شفاف لباس پہنا کر انہیں الماریوں کے اندر سجا دیا جاتا ہے تاکہ لوگ ان حسین و جمیل جسموں کو دیکھ کر دکانداروں کے اعلیٰ ذوق اور ان کی شان و شوکت سے مرعوب ہو جائیں اسی طرح آپ بھی اپنی امارت اور اپنی شخصیت کی نمائش کے لیے میری ذات اور میرے فن کو استعمال کر رہے ہیں۔ (DGK. GII)

حوالہ متن (i) سبق کا نام .... لحاف اور قالین (ii) مصنف کا نام .... میرزا ادیب

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مجسموں	پیکروں	مرعوب	متاثر رعب میں آنا	امارت	دولت مندی	نمائش	دکھاوا

تشریح اس پیراگراف میں اختر تجمل سے کہتا ہے کہ آپ نے مجھے غریب سمجھ کر اپنے گھر میں پناہ دی ہے۔ آپ سمجھتے ہیں کہ آپ نے میری صلاحیتوں کو زندہ رکھا ہوا ہے جبکہ مجھے لگتا ہے کہ آپ نے مجھے استعمال کیا ہے جس طرح بڑی بڑی دکانوں کی شیشے کی الماریوں اور دروازوں پر انسانی مجسموں کو صاف ستھرے اور خوب صورت لباس پہنا کر سجا دیا جاتا ہے تاکہ لوگ دکاندار کے اعلیٰ ذوق اور عمدہ انتخاب سے متاثر ہو جائیں اسی طرح آپ نے اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لیے میری ذات اور میرے فن کا سہارا لیا ہے۔ یعنی کہ تجمل کو اختر سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ وہ صرف اپنی ذات کی تسکین کر رہا تھا۔

پیراگراف نمبر 4 تم دنیا سے الگ تھلگ رہ کر مصوری کرتے رہتے ہو۔ تمہیں معلوم نہیں لوگ اس قسم کے واقعے پر کیا کچھ کرتے ہیں۔ سب کہیں گے ایک غریب اور قلاش مصور کو جھونپڑی میں سے نکال کر لایا، دکھاوے کے لیے اور پھر اُسے واپس بھیج دیا، کیا یہ میری توہین نہیں ہے؟
(MLN. GI. SGD. GII. AJK. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا نام .... لہو اور قالین (ii) مصنف کا نام .... میرزا ادیب

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
قلاش	غریب / مفلس	دکھاوے	نمائش	توہین	بے عزتی

تشریح اختر ایک غریب مصور تھا۔ تجمل ایک امیر آدمی تھا۔ اُس نے اختر کو مشہور ہونے کے لیے استعمال کیا اور اُس کی سرپرستی کی۔ اختر کو جب احساس ہوا تو اُس نے جانے کی خواہش ظاہر کی۔ جس پر تجمل نے کہا کہ تم دنیا سے بالکل الگ ہو کر تنہائی میں مصوری کرتے رہتے ہو۔ تمہیں دنیا والوں کے خیالات کا علم نہیں ہے۔ تم واپس چلے گئے تو لوگ اس واقعے کو نجانے کیا رنگ دیں کہ میں ایک غریب اور مفلوک الحال تصویریں بنانے کو جھونپڑی سے نکال کر لایا، صرف ظاہرداری کے لیے اور پھر اُسے واپس بھیج دیا، کیا یہ میری بے عزتی نہیں ہے۔

حل مشقی سوالات

ا۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) تجمل نے اختر کے بارے میں کس قسم کے خیالات کا اظہار کیا؟ (SWL. GI, SWL. GII)

جواب: تجمل نے اختر کے بارے میں بیان کیا کہ اس قسم کے لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے، ہر وقت کسی نہ کسی سوچ میں ڈوبے رہتے ہیں، الگ تھلگ رہنا چاہتے ہیں۔ ہر وقت یونہی پریشان رہتے ہیں۔

(ب) اختر کا حلیہ بیان کیجیے۔ (GRW. GII, SGD. GII, DGK. GI, MLN. GII, SWL. GI)

جواب: اختر کا حلیہ کچھ اس طرح کا تھا۔ ادھیڑ عمر کا شخص، سر کے بال بکھرے ہوئے، آنکھیں شب بیداری کی وجہ سے سرخ، لباس پاجامہ اور قمیص، آستینیں چڑھی ہوئی اور آنکھوں کے گرد حلقے زیادہ نمایاں تھے۔

(ج) اختر کو کون تصویریں بنا کر دیتا تھا؟ (GRW. GI, BWP. GI, GRW. GII)

جواب: اختر کو اس کا غریب مصور دوست نیازی تصویریں بنا کر دیتا تھا۔

(د) نیازی نے اپنی تصویریں اختر کے حوالے کیوں کیں؟
(FBD. GII, MLN. GII, DGK. GII, FBD. GI, SWL. GII, BWP. GII)

جواب: نیازی غربت کی چکی میں پس رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ اور اس کا خاندان عزت سے زندگی بسر کریں اس لیے اس نے اختر سے اصرار کیا کہ وہ اُس کو تصویریں بنا کر دیتا رہے گا۔ اس کے بدلے میں اُسے اتنے پیسے مل جائیں کہ اس کا اور اس کے خاندان کا عزت و آبرو کے ساتھ گزارہ ہو سکے۔

(ہ) تصویریں اختر کی نہیں ہیں۔ اس انکشاف پر تجمل کا ردِ عمل کیسا تھا؟

جواب: تجمل کو جب یہ علم ہوا کہ تصویریں اختر کی نہیں تو اس انکشاف پر اسے شدید دھچکا لگا۔ اُس نے غصے سے اختر سے کہا کہ تم مجھے اب تک دھوکا دیتے رہے ہو۔ میں کبھی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ تم اتنی پست سطح پر اتر چکے ہو۔

(و) سردار تجمل حسین کی کوٹھی کا نام کیا تھا؟ (FBD. GII, SGD. GII, DGK. GII, GRW. GI)

جواب: سردار تجمل حسین کی کوٹھی کا نام ''النشاط'' تھا۔

(ز) تجمل کی عمر کتنی تھی؟ (FBD. GI)

جواب: تجمل کی عمر چالیس اور پینتالیس سال کے درمیان تھی۔

(ح) تجمل نے اختر کو کون سی خوشخبری سنائی؟ (LHR. GI, SWL. GII, LHR. GII, RWP. GI, BWP. GI)

جواب: تجمل نے اختر کو یہ خوش خبری سنائی کہ اس کی تصویر نے اول انعام حاصل کیا ہے۔

(ط) اختر دو سال قبل کہاں رہتا تھا؟

جواب: اختر دو سال قبل ایک تنگ و تاریک گلی کے ایک خستہ اور بدنما مکان میں رہتا تھا۔ وہ غریب، قلاش اور گمنام مصور تھا۔

(ی) اختر کے نزدیک نیازی کا قاتل کون تھا؟ (GRW. GI, SGD. GII)

جواب: اختر کے نزدیک نیازی کا قاتل سردار تجمل حسین (سرمایہ دار) تھا۔

۲۔ میرزا ادیب نے اس ڈرامے میں کیا پیغام دیا ہے؟ (SGD. GI)

جواب: میرزا ادیب نے اس ڈرامے میں معاشرے میں موجود ریاکارانہ کرداروں سے روشناس کرایا ہے اور یہ پیغام دیا ہے کہ معاشی ناہمواریاں اور مسائل معاشرتی طبقاتی فرق کا باعث بنتے ہیں جس کی بنا پر اکثر قیمتی جانیں بھی ضائع ہو جاتی ہیں۔ سرمایہ دار افراد غربت میں پسے ہوئے مفلس و قلاش ہنرمندوں اور فنکاروں کے فن کو اپنا ذریعہ شہرت بناتے ہیں اور اپنی شخصیت جگمگاتے ہیں۔ اس کے علاوہ میرزا ادیب نے یہ بھی پیغام دیا ہے کہ معاشرے کے دولت مند افراد کو فنکاروں کی سرپرستی اور حوصلہ افزائی محض فن کی خدمت اور فن کی قدر کے جذبے کے تحت کرنی چاہیے تا کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو اور معاشرے میں منفی رجحانات نہ جنم لیں۔

۳۔ ڈراما ''لہو اور قالین'' کا خلاصہ تحریر کریں۔

جواب: دیکھیے خلاصہ۔

۴۔ اس ڈرامے کے کرداروں کے نام لکھیں۔

جواب: اس ڈرامے کے کرداروں کے نام درج ذیل ہیں:

بابا	نوکر	تجمل	ایک سرمایہ دار
اختر	ایک مصور	رؤف	تجمل کا پرائیویٹ سیکرٹری

۵۔ مندرجہ ذیل الفاظ کی جمع لکھیں۔
جواب: منظر، تصویر، باغ، خبر، انعام، تکلیف

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
منظر	مناظر	باغ	باغات	انعام	انعامات
تصویر	تصویریں،تصاویر	خبر	اخبار،خبریں	تکلیف	تکلیفیں،تکالیف

۶۔ متن کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے خالی جگہ پُر کریں۔
(الف) ججوں نے تمہاری تصویر کو............ کا مستحق قرار دیا ہے۔
(ب) میں نے تفصیل معلوم کرنے کے لیے............ کو بھیج دیا ہے۔
(ج) تم نے ملک کے تمام............ کے مقابلے میں یہ انعام جیتا ہے۔
(د) تمھیں مبارک باد دینے شہر کے............ آ رہے ہیں۔
(ہ) سنا ہے............ پر کبھی کبھی............ بھی پڑتے ہیں۔
(و) میرے............ کی بہتری اسی میں ہے کہ یہاں سے چلا جاؤں۔
(ز) آپ کے............ کا............ ابھی زمین بوس ہو جائے گا۔
(ح) آپ سب کچھ سمجھ جائیں گے، یہ کوئی............ نہیں ہے۔
(ط) آج سے دو سال پہلے میں ایک............ گلی کے ایک خستہ اور............ مکان میں رہتا تھا۔
(ی) قانون تمھیں کچھ نہیں کہے گا، مگر............ کی نظروں میں تم............ ہو۔

جوابات:
(الف) اوّل انعام (ب) رؤف (ج) مصوّروں (د) معززین (ہ) آرٹسٹوں،دورے
(و) فن (ز) تصوّرات،شیش محل (ح) معما (ط) تنگ و تاریک،بدنما (ی) انسانیت،قاتل

۷۔ اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کریں۔
تجمّل ، مصور متعجب، مستحق، اعزاز، معززین، اہتمام، سنجیدہ، معاملہ، معما
جواب: تَجَمُّل ، مُصَوِّر ، مُتَعَجِّب ، مُسْتَحِق ، اِعْزاز ، مُعَزَّزِیْن ، اِہْتِمام ، سَنْجِیْدَہ ، مُعامَلَہ ، مُعَمّا

۸۔ مذکر اور مؤنث الگ الگ کریں۔
جواب: سرکار، پاجامہ، قمیص، اخبار، مصور، تصویر، جھونپڑی، توہین، مہمان، نمائش

الفاظ	مذکر	مؤنث
سرکار		سرکار
پاجامہ	پاجامہ	
قمیص		قمیص
اخبار	اخبار	
مصور	مصور	

تصویر		تصویر
جھونپڑی		جھونپڑی
توہین		توہین
مہمان	مہمان	
نمائش		نمائش

۹۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم(الف)	کالم(ب)	کالم(ج)
تجمل	مصوّر	سرمایہ دار
بابا	سیکرٹری	نوکر
میرزا ادیب	سرمایہ دار	ڈراما نگار
رؤف	ڈراما نگار	سیکرٹری
اختر	نوکر	مصوّر

۱۰۔ درج ذیل کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

فن کار، شب بیداری، خوش خبری، اعزاز، کارنامہ، شیش محل، کش مکش، نمائش گاہ، سرپرستی، مصورنواز

جواب:

الفاظ	معانی	جملے
فن کار	ہنرمند	ہمارے ملک میں فنکاروں کو قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔
شب بیداری	رات بھر جاگنا	ستائیس رمضان المبارک کو تمام مسلمان شب بیداری کرتے ہیں۔
خوش خبری	اچھی خبر	کرکٹ ورلڈ کپ جیتنا پوری پاکستانی قوم کے لیے بہت بڑی خوش خبری تھی۔
اعزاز	عزت والی بات	عمیر احمد نے فرسٹ پوزیشن جیتنے کا اعزاز حاصل کیا۔
کارنامہ	غیر معمولی کام	۱۹۶۵ء کی جنگ میں پاک فوج کے جوانوں نے یادگار کارنامے سرانجام دیے۔
شیش محل	شیشے کا محل	لاہور شاہی قلعہ میں شیش محل واقع ہے۔
کش مکش	کشیدگی، جھگڑا	حنا اسی کش مکش میں تھی کہ سکول جائے یا نہ جائے کہ بارش ہونے لگی۔
نمائش گاہ	نمائش والی جگہ	مصوروں کی تصویریں نمائش گاہ میں سجائی جاتی ہیں۔
سرپرستی	مدد کرنا	ہر گھرانے کو باپ کی شفقت بھری سرپرستی حاصل ہوتی ہے۔
مصورنواز	مصوروں کی قدر کرنے والا	مغل بادشاہ بہت مصورنواز تھے۔

ڈراما:

یہ میرزا ادیب کا ڈراما ہے۔ ڈراما جس یونانی لفظ سے ماخوذ ہے اس کے معنی ہیں "کر کے دکھانا"۔ ڈراما بھی ایک کہانی ہوتی ہے لیکن اسے کرداروں کی حرکات و سکنات اور مکالموں کی مدد سے پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ ڈراما پڑھنے کی چیز نہیں ہے بلکہ پیش کرنے کی چیز ہے۔ اس میں سٹیج، اداکاروں اور مکالموں کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی ہے۔ یوں تو ڈراما سٹیج کے تقاضوں کو پیش نظر رکھ کر لکھا جاتا ہے لیکن بعض لوگوں نے ادبی ڈرامے بھی لکھے ہیں۔

☆ میرزا ادیب کے کسی اور ڈرامے کا مطالعہ کیجیے۔

مکالمہ نویسی:

مکالمہ باہمی کلام اور بات چیت کو کہتے ہیں۔ مکالمے میں ہم ایک دوسرے تک اپنے خیالات، تأثرات اور جذبات پہنچاتے ہیں۔ مکالمہ ہمیشہ کسی ایک متعین موضوع پر ہوتا ہے۔ مکالمہ اپنی اصل ماہیت کے اعتبار سے زبانی ہوتا ہے، تاہم اسے تحریری شکل بھی دی جا سکتی ہے۔ مکالمے میں باہم کلام کرنے والے اشخاص کے جوہر و کردار، نقطہ نظر، شخصیت کی گہرائی، زبان پر قدرت، مسائل کو سمجھنے کی اہلیت کا پتا چلتا ہے۔

مکالمہ فطری بات چیت ہے مگر چونکہ یہ لکھا جاتا ہے اور فرضی کرداروں کے درمیان گفتگو کو مکالمے کی شکل دی جاتی ہے اس لیے مکالمہ ایک حد تک مصنوعی بھی ہو جاتا ہے۔ تاہم اچھا مکالمہ وہ ہے جس میں کردار اپنی ذہنی سطح، اپنے طبقاتی احساس، اپنے علم و مرتبے کے مطابق گفتگو کرتے دکھائے جائیں۔ یہ نہ ہو کہ ایک طالب علم پروفیسر کی طرح اور ایک عورت مردوں کی طرف گفتگو کرتی دکھائی جائے۔ مکالمے میں گفتگو کا انداز ایسا ہونا چاہیے کہ بات سے بات خود بہ خود نکلتی جائے، تاہم باتوں کو دہرانے سے گریز کرنا چاہیے۔ مکالمے کی زبان روزمرے اور محاورے کے مطابق ہو اور مکالمے کے کردار کی شخصیت کے مطابق زبان کا انتخاب کرنا چاہیے۔

مکالمے ڈرامے کی جان ہیں۔ یہ ناول اور افسانے میں بھی لکھے جاتے ہیں۔ مکالمہ نویسی کے لیے اچھے ڈراموں کا خاص طور پر مطالعہ کرنا چاہیے۔

سرگرمیاں

ا۔ بچوں کے مختلف گروپ بنا کران کے درمیان جھوٹ اور بناوٹ کے موضوع پر گروہی بحث کروائیں۔

جواب: عملی کام

۲۔ مختلف طلبہ کو مختلف کردار قرار دے کر یہ ڈراما جماعت کے کمرے میں بلند آواز سے پڑھا جائے۔

جواب: عملی کام

اشارات تدریس

ا۔ طلبہ کو بتایا جائے کہ اسلام کی تعلیمات میں خلوصِ نیت کی بڑی اہمیت ہے۔ اعمال کی بنیاد نیتوں کو قرار دیا گیا ہے۔

جواب: اسلامی تعلیمات میں نیتوں کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"انما الاعمال بالنیات"۔

ترجمہ: "بے شک اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔"

یعنی ہم جو بھی نیک عمل کریں خواہ وہ عبادات ہو یا معاملات۔ ہر عمل ریاکاری، بناوٹ، تصنع، ریاکاری اور ذاتی اغراض جیسے مقاصد سے پاک ہونا چاہیے۔

۲۔ اس بات کی وضاحت کی جائے کہ دکھاوے اور دنیاوی شان و شوکت کے لیے کیے جانے والے اعمال؛ کبھی بھی سکون کا باعث نہیں ہو سکتے۔

جواب: دکھاوے اور دنیاوی شان و شوکت کے لیے کیے جانیوالے اعمال کبھی بھی سکون کا باعث نہیں بنتے۔ اس لیے ہر عمل کے پیچھے خلوص اور نیک نیتی شامل ہونی چاہیے۔ دکھاوے کی نیکی اللہ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور ایسی نیکی کا اللہ کے نزدیک کوئی اجر نہیں جبکہ نیک نیتی' خلوص اور سچے جذبے کے تحت کیے جانے والے اعمال اللہ کی بارگاہ میں شرف قبولیت حاصل کرتے ہیں اور ایسے اعمال ہی دل اور روحانی سکون کا ذریعہ بنتے ہیں۔

۳۔ طلبہ کو میرزا ادیب کی ڈراما نگاری کی چیدہ چیدہ خصوصیات سے آگاہ کریں۔

جواب: میرزا ادیب کی ڈراما نگاری کی چیدہ چیدہ خصوصیات درج ذیل ہیں:

1- میرزا ادیب یک بابی اور ریڈیائی ڈراما نگاری میں اہم مقام رکھتے ہیں۔
2- قیام پاکستان کے بعد یک بابی ڈرامے کو فروغ دینے کے لیے میرزا ادیب نے اہم کردار ادا کیا۔
3- میرزا ادیب کے ڈراموں کے موضوعات عام اور روزمرہ زندگی سے متعلق ہیں۔
4- میرزا ادیب نے اپنے ڈراموں میں انسانی خواہشات اور توقعات کو خاص اہمیت دی ہے۔
5- میرزا ادیب گہرے مشاہدے اور فنکارانہ گرفت کے ساتھ کردار نگاری کرتے تھے۔ ان کے مکالمے نہایت برجستہ' مختصر اور برمحل ہوتے ہیں۔
6- ان کے ڈراموں میں قاری یا ناظر کی دلچسپی شروع سے آخر تک قائم رہتی ہے۔ یہی کامیاب ڈراما نگاری کی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔

۴۔ طلبہ کو ڈرامے کے اہم ترین عنصر "تجسس" (Suspense) کے بارے میں بتایا جائے۔

جواب: یوں تو ڈرامے کے کئی عناصر ہیں جن سے مل کر ڈراما وجود میں آتا ہے لیکن سب سے اہم عنصر "تجسس" ہے۔ ڈرامے کی کامیابی میں تجسس کا کردار بہت اہم ہے۔ اگر ڈرامے میں تجسس ہوگا تو دیکھنے والے کی محویت میں اضافہ ہوگا اور وہ بے چینی سے بدلتی ہوئی صورتحال دیکھنے کا منتظر رہے گا اور ہر لمحے یہ سوچے گا کہ نہ جانے اب کیا ہوگا جبکہ عام اور سادہ صورت حال تو ہر دیکھنے اور پڑھنے والا سمجھ سکتا ہے۔ ڈرامے میں تجسس اتنا بھرپور ہونا چاہیے کہ انسان ایک لمحے کے لیے بھی اپنی توجہ ڈرامے سے نہ ہٹا سکے۔

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- **میرزا ادیب کا اصل نام ہے۔** (MLN. GII)
(A) امتیاز علی (B) دلاور علی (C) محمد علی (D) تجمل حسین

2- **سبق "لہو اور قالین" کے مصنف ہیں؟** (SGD. GII, FBD. GII, DGK. GII)
(A) پریم چند (B) مولوی نذیر احمد (C) سید امتیاز علی تاج (D) میرزا ادیب

3- **سبق "لہو اور قالین" میں تجمل کون ہے؟** (LHR. GII)
(A) نوکر (B) مصور (C) سرمایہ دار (D) ادیب

4- تجمل کے پرائیویٹ سیکرٹری کا نام ہے: (SGD. GI)
(A) اختر (B) بابا (C) نیازی (D) رؤف

5- سردار تجمل کی کوٹھی کا نام ہے: (FBD. GI, RWP. GI)
(A) نشاط (B) النشاط (C) الزہرہ (D) شیش محل

6- اختر کی آنکھیں شب بیداری کی وجہ سے تھیں: (SWL. GI)
(A) زرد (B) سرخ (C) سیاہ (D) نیم باز

7- اختر کی تصویر کو ججوں نے قرار دیا۔ (AJK. GI)
(A) سوم (B) اوّل (C) دوم (D) چہارم

8- اختر کو کون تصویریں بنا کر دیتا تھا؟ (FBD. GI)
(A) تجمل (B) رؤف (C) نوکر (D) نیازی

9- اختر کے نزدیک نیازی کا قاتل کون تھا؟ (RWP. GII)
(A) رؤف (B) تجمل (C) بابا (D) مہمان

10- کس کی نظروں میں تجمل قاتل ہے؟ (LHR. GII)
(A) قانون کی (B) انسانیت کی (C) لوگوں کی (D) اخلاق کی

11- سبق "لہو اور قالین" میں تجمل کسے خطرناک پاگل کہتا ہے؟ (RWP. GII, MLN. GII)
(A) رؤف کو (B) اختر کو (C) نیازی کو (D) ہمسائے کو

12- اختر کو دھکے دے کر باہر نکالنے لگتا ہے۔ (GRW. GI)
(A) بابا (B) تجمل (C) رؤف (D) نیازی

13- کون دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے پیشانی کا پسینا پونچھتا ہے؟ (SGD. GI)
(A) تجمل (B) اختر (C) رؤف (D) بابا

14- ڈراما "لہو اور قالین" میں "رؤف" کون ہے؟ (DGK. GI)
(A) تجمل کا سیکرٹری (B) نوکر (C) مصور (D) سرمایہ دار

جوابات: (1) دلاور علی (2) میرزا ادیب (3) سرمایہ دار (4) رؤف (5) النشاط
(6) سرخ (7) اوّل (8) نیازی (9) تجمل (10) انسانیت کی
(11) اختر کو (12) رؤف (13) تجمل (14) تجمل کا سیکرٹری

مختصر جوابی سوالات

1- ڈراما لہو اور قالین کے کرداروں کے نام تحریر کیجیے۔ (DGK. GI)
جواب: اس ڈرامے کے کرداروں کے نام درج ذیل ہیں:
بابا: نوکر۔ تجمل: ایک سرمایہ دار۔ اختر: ایک مصور۔ رؤف: تجمل کا پرائیویٹ سیکرٹری۔

***

۹- امتحان

مرزا فرحت اللہ بیگ (۱۸۸۳ء ـــ ۱۹۴۷ء)

مقاصد تدریس

۱۔ طلبہ کو طنز و مزاح کے معنی و مفہوم سے آگاہ کرنا۔
۲۔ طلبہ کو تعلیم و تدریس میں امتحان کی اہمیت سے روشناس کرانا۔
۳۔ طلبہ کو یہ بتانا کہ امتحان میں کامیابی کے لیے صرف ذاتی محنت اور قدرت کی مدد ہی کام آتی ہے۔
۴۔ اس بات سے روشناس کرانا کہ ناجائز ذرائع سے امتحان میں کامیابی کے حصول کے خواہش مند طلبہ کو شرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

مصنف کا مختصر تعارف مرزا فرحت اللہ بیگ ۱۸۸۳ء میں دلّی میں پیدا ہوئے۔ سینٹ اسٹیفنز کالج دلی سے بی اے کیا۔ طالب علمی کے دور میں ڈرامے اور کرکٹ کے شوقین تھے۔ ۱۹۰۷ء میں حیدرآباد دکن میں مقیم ہو گئے۔ پہلے محکمہ تعلیم اور پھر محکمہ عدالت میں ملازمت اختیار کی۔ ترقی کرتے کرتے ہوم سیکرٹری کے عہدے تک جا پہنچے۔ اسی عہدے سے ریٹائر ہونے کے بعد اپنی باقی ماندہ زندگی حیدرآباد میں ہی بسر کی اور وہیں وفات پا گئے۔

مرزا فرحت اللہ بیگ عظیم محقق اور تحقیقی مقالہ نگار تھے۔

مرزا فرحت اللہ بیگ نے ابتدا میں اپنے قلمی نام "مرزا الم نشرح" سے ادبی سرگرمیوں کا آغاز کیا۔ بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق اور عظمت اللہ خاں نے ان کی ہمت بڑھائی اور وہ اپنے اصل نام سے لکھنے لگے۔ "نذیر احمد کی کہانی"، "پھول والوں کی سیر" اور "دلّی کا ایک یادگار مشاعرہ" ان کے یادگار مضامین ہیں۔

تصانیف مرزا فرحت اللہ بیگ کے مضامین "مضامینِ فرحت" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ وہ قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ ان کی شاعری کا مجموعہ "میری شاعری" کے عنوان سے چھپ چکا ہے۔

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
جوں جوں	جیسے جیسے	عندالموقع	موقع پر	درخواست	التجا
افسوس	دکھ، رنج	گو	اگرچہ	بندہ خدا	خدا کا بندہ
مجمع	لوگوں کا گروہ	چھٹی	رخصت	نادم	شرمندہ
مختل	پریشان، بگڑا ہوا	ممنونِ احسان	احسان پر شکرگزاری کے جذبات	کمترین	کمتر لوگ
عجیب	الگ سا لگنا	کم حیثیت	کم مرتبہ	جملہ مضامین	تمام مضامین

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
قصہ مختصر	بات کا نچوڑ	ممتحن	امتحان لینے والا	بھلے مانس	شرافت
جھانکنا	دیکھنا	باامید	امید کے ساتھ	تعجب	حیرت
مستغرق	غرق، ڈوبا ہوا	نادانی	نالائقی، کم عقلی	اشک شوئی	آنسو پونچھنا
تکمیل	مکمل ہونا	خلیق	اچھے اخلاق والا	بے ایمانی	ناانصافی، بددیانتی
دشواری	مشکل	نگران کار	کام کی نگرانی کرنے والا	گھبرانا	پریشان ہونا
صداقت نامہ	سچائی کا ثبوت	عنوان	موضوع	آئندہ	آنے والا
تقاضا کیا	مطالبہ کیا	رائے	مشورہ	دریافت کرنا	پوچھنا، جاننا
گڑبڑ	مشکل، پریشانی	مقنن	قانون بنانے والا، قانون دان	عنوان	موضوع
حیلے	حیلہ کی جمع، بہانے	منقطع ہونا	کٹ جانا، الگ ہو جانا	ٹہلنا	آہستہ آہستہ چلنا
حیلہ	بہانہ	قلبی نفرت	دلی نفرت	زہر ہونا	شدید بُرا لگنا
دق نہ کرے	تنگ نہ کرے	ظالم	ظلم کرنے والا	مقامِ امتحان	امتحان دینے والا مقام
محویت	مصروف ہونا	رعب	عزت والا	کم حیثیت	کم مرتبہ
شبانہ روز محنت	دن رات کی محنت	بدرجہ اعلیٰ	اعلیٰ درجہ سے	بھروسا	اعتماد
تشفی	تسلی				

سبق کا خلاصہ

(GRW. GI, MLN. GH, SWL. GI, RWP. GI & GH, DGK. GI, FBD. GH, SGD. GH, LHR. GH, MLN. GI, SWL. GH, BWP. GI & GH)

مصنف اپنے امتحان کا قصہ سناتے ہوئے کہتا ہے کہ میں نے دو سال میں لا کورس پورا کیا مگر اس طرح کہ شام کو یاروں کے ساتھ ٹہلنے چلا جاتا، واپسی پر کلاس میں جھانک آتا۔ منشی صاحب دوست اور لیکچرار صاحب پڑھانے میں غرق، حاضری کی تکمیل میں کوئی پریشانی نہ تھی۔ والد صاحب خوش کہ بیٹے کو قانون کا شوق ہو چلا ہے۔ ہم بے فکر کہ دو سال تو آرام سے گزریں گے۔ امتحان کی تیاری کا وقت آیا تو والدین سے تقاضا کیا کہ پڑھنے کے لیے الگ کمرا مل جائے تو تیاری کروں۔ بڑی بی نے اپنا کمرا خالی کر دیا تو دروازوں کے شیشوں میں کاغذ چپکا دیا۔ لیمپ روشن کر کے شام سات بجے سو جاتا۔ کسی نے آواز دی تو ڈانٹا کہ میری پڑھائی میں خلل ڈالا جا رہا ہے۔ صبح کو سونے پر الزام لگایا گیا تو جواب دیا کہ پڑھائی کے وقت جواب نہ دوں گا۔ والدین کہتے کہ اتنی محنت نہ کرو تو زمانے کی ترقی کا نقشہ کھینچ کران کو مطمئن کر دیا۔ امتحان سے قبل میں نے اُن کو احتیاطاً اپنے بچاؤ کے لیے کہہ دیا کہ اگر میں فیل ہو جاؤں تو اس کا ذمہ دار میں نہیں ہوں گا کیونکہ میں اپنے آپ کو امتحان کے قابل نہیں سمجھتا۔ جواب میں والد صاحب مسکرا کر بولے کہ امتحان سے ڈرنے کی ضرورت نہیں۔ محنت کی ہے تو جا کر شریک ہو جاؤ۔ کامیابی و ناکامی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ میں نے بھی تقدیر اور تدبیر پر ایک چھوٹا سا لیکچر دے کر ثابت کر دیا کہ تدبیر کوئی چیز نہیں ہے۔ تقدیر سے دنیا کے تمام کام چلتے ہیں۔ کامیابی کی امید "امدادِ غیبی" اور پرچوں کے الٹ پھیر کی وجہ سے تھی۔ "امدادِ غیبی" سے مراد نگران کار سے ملنے والی "مدد" ہے اور پرچوں کی اُلٹ پھیر بھی تقدیر کی مدد سے آسان ہو جاتی ہے۔ اس کے لیے ایسے کم حیثیت ملازم کا ملنا ضروری ہے جو انعام کی اُمید میں پرچہ بدل دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ دوسری صورتوں پر بھروسا کرنا نادانی ہے۔

خیر امتحان والے دن ہم پونے دس بجے امتحان کے کمرے میں داخل ہوئے۔ میں نے نگران سے رابطہ بڑھایا اور مطمئن ہو گیا۔

ٹھیک دس بجے پرچہ تقسیم ہوا میں نے پرچے کو سرسری نظر سے دیکھا اور میز پر رکھ دیا۔ مجھے تو پرچے کے متعلق اندازہ نہ ہو سکا البتہ نگران کار صاحب کو یہ کہتے سنا کہ پرچہ مشکل ہے۔ میں نے پرچے کی کاپی کو غور سے دیکھنے کے بعد نگرانِ کار سے مضمون کے متعلق پوچھا تو اس نے عنوان پر انگلی رکھ دی۔ اس وقت مجھے پتا چلا ''اصولِ قانون'' کا پرچہ ہے۔ میں نے بھی لکھنا شروع کر دیا۔ اس مضمون پر ہر ایک کو رائے دینے کا حق ہے۔ ایک مقنن ایک اصول قائم کرتا ہے دوسرا توڑتا ہے۔ آخر کیوں ہم اپنی رائے کو دوسرے کی تجویز کا پابند کریں۔ میں نے پوچھنے کی کوشش کی مگر گارڈ صاحب میرے سر پر کھڑے رہتے تھے۔ اور کہتے ''جناب اپنے پرچے پر نظر رکھیے۔'' مدد نہ ملنے کی توقع منقطع ہونے کی وجہ سے گارڈ سے پوچھنے کی کوشش کی اور سوال پوچھا۔ وہ مسکرا کر بولے کہ مجھے معلوم نہیں۔ میں نے دوسرے سے پوچھنے کے لیے کہا لیکن انہوں نے کوئی تعاون نہ کیا۔ اس پر غضب یہ کہ اپنی جگہ سے ایک ذرہ برابر بھی نہ ہلے۔ واللہ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام عمر میں دلی نفرت ہوئی تو انھی صاحب سے ہوئی ہے۔ ایک بھی حرف نہ یاد ہونے پر چھے گھنٹے گزارنا بہت مشکل تھا، میں تو آدھا گھنٹا کے بعد ہی کمرے سے نکل آتا لیکن والد صاحب روز گیارہ بجے آ جاتے۔ اب اگر جلدی نیچے آ جاتا تو جو رعب جو میں نے دو سال کے عرصے میں ڈالا تھا وہ ہوا ہو جاتا لیکن جب نیچے اترتا تو والد صاحب سے پرچے کی سختی کی شکایت ضرور کرتا جبکہ وہ یہ خیال کرتے تھے کہ چاہے کچھ ہو میرا بیٹا ضرور کامیاب ہو گا۔ امتحان ختم ہوا اور امید نمبر ایک اور دو کا خون ہو گیا۔ اب ممتحنوں کے پاس کوشش کی سوجھی۔ والد صاحب سفارش لے کر ایک صاحب کے پاس گئے۔ والد صاحب نے سلام کے بعد کہا کہ خادم زادہ اس سال امتحان میں شریک ہوا ہے اگر آپ کوشش فرمائیں تو یہ خانہ زاد ممنونِ احسان رہے گا تو وہ طنزیہ لہجے میں بولے کہ ان کا بیٹا تو امتحان دے اور کوشش میں کروں۔ بڑے میاں ایسے نادم ہوئے کہ پھر کہیں نہ گئے۔ کچھ عرصے بعد نتیجہ شائع ہوا تو کمترین جملہ مضامین میں بدرجۂ اعلیٰ فیل ہوا۔ والد صاحب کو بہت رنج ہوا۔ بالآخر یہی رائے قرار پائی کہ کسی بد معاش چپڑاسی نے بدل دیے ورنہ کیا یہ ممکن تھا کہ برابر تین گھنٹے لکھا جاتا اور صفر ملتا۔ میں نے یہ جوابات والد صاحب کو بھی سنائے کہ پرچے بُرے نہیں دیے۔ انھوں نے بہت تعریف کی' ممتحنوں کو بہت بُرا بھلا کہا۔ انہوں نے مجھے حوصلہ دیا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اس سال نہیں' آئندہ سال سہی' خیر جو کچھ ہوا سو ہوا' ایک سال کی فرصت تو مل گئی۔

اہم نثر پاروں کی تشریح

نوٹ: طلبا و طالبات درج ذیل مثالی سیاق و سباق سبق کے تمام پیراگراف کی تشریح سے پہلے لکھیں۔

سیاق و سباق مصنف کا کہنا ہے کہ ہم نے ''لا کلاس'' کا کورس دو سال میں مکمل کر لیا۔ پہلے مصنف نے شگفتہ انداز میں اپنی سخت محنت کے طریقہ کار سے اس طرح متعارف کرایا ہے کہ میں کمرے کا لیمپ روشن کر کے شام سات بجے سو جاتا' صبح نو بجے اٹھتا۔ امتحان سے پہلے ہی مصنف نے اپنے والدین کو ذہنی طور پر اپنے آنے والے نتیجہ کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا اور ان کو مطمئن کرنے کے لیے یہ کہہ کر تقدیر کا سہارا لیا کہ تدبیر کوئی چیز نہیں' تقدیر سے دنیا کے کام چلتے ہیں۔ مصنف نے امتحان کے انتہائی نازک مرحلے کے بارے میں بتایا ہے کہ جب اسے پرچہ ملا تو صفحہ اول کی خانہ پُری کے بعد کھڑا ہو گیا۔ جب گارڈ صاحب آئے تو پوچھا کہ پرچہ کس مضمون کا ہے۔ انھوں نے مسکراتے ہوئے خاموشی سے پرچے کے عنوان پر انگلی رکھ دی۔ مصنف نے بتایا ہے کہ اگر ساری زندگی میں مجھے کسی سے شدید نفرت ہوئی ہے تو وہ اُن صاحب سے ہوئی جن سے میں نے امتحان کے دوران مدد کے لیے کہا مگر انھوں نے مسکرا کر مجھے ٹال دیا۔ امتحان میں فیل ہونے پر والد صاحب نے تسلی دی کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اس سال نہیں تو آئندہ سال سہی۔

پیراگراف نمبر 1 میں نے بھی تقدیر اور تدبیر پر ایک چھوٹا سا لکچر دے کر ثابت کر دیا کہ تدبیر کوئی چیز نہیں، تقدیر سے تمام دنیا کے کام چلتے ہیں۔ قصہ مختصر درخواست شرکت دی گئی اور منظور ہو گئی اور ایک دن وہ آیا کہ ہم ہال ٹکٹ لیے ہوئے مقامِ امتحان پر پہنچ ہی گئے۔ گویا وہ

نہیں کیا تھا، لیکن دو وجہ سے کامیابی کی امید تھی: اوّل تو "امدادِ غیبی" دوسرے "پرچوں کی اُلٹ پھیر۔" (GRW. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا نام .... امتحان (ii) مصنف کا نام .... مرزا فرحت اللہ بیگ

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تقدیر	قسمت	تدبیر	کوشش، حکمت، جدوجہد	قصہ مختصر	چھوٹی بات

تشریح میں نے بھی قسمت اور کوشش کے بارے میں ایک چھوٹی سی تقریر کر دی اور یہ بات ثابت کر دی کہ انسان کے اختیار اور کوشش کرنے میں کچھ نہیں۔ بلکہ وہی ہوتا ہے جو تقدیر کا لکھا ہو، اور دنیا جہان کے سارے ہی کام تقدیر سے ہوتے ہیں۔ تقدیر میں لکھا ہو تو ہوتا ہے اور نہ لکھا ہو تو نہیں ہوتا یعنی "وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے"۔ مختصر بات یہ کہ امتحان میں شمولیت کی درخواست دی گئی جو کہ منظور بھی ہو گئی اور آخر کار وہ دن بھی آ پہنچا جب ہم امتحانی ہال کمرے میں رول نمبر سلپ لیے امتحان دینے پہنچ گئے۔ اگرچہ میری بالکل بھی تیاری نہیں تھی مگر دو وجہ سے پاس ہونے کی بڑی امید تھی۔ ایک تو غیب سے ملنے والی امداد یعنی بد عنوان نگران وغیرہ کے ذریعے امدادی مواد کا ملنا اور دوسری پرچوں کی تبدیلی کی امید تھی۔

پیراگراف نمبر 2 منشی صاحب دوست تھے اور لیکچرار صاحب پڑھانے میں مستغرق، حاضری کی تکمیل میں کچھ دشواری نہ تھی۔ اب آپ ہی بتائیں کہ "لا کلاس" میں شریک ہونے سے میرے کس مشغلے میں فرق آ سکتا تھا؟ والد صاحب قبلہ خوش تھے کہ بیٹے کو قانون کا شوق ہو چلا ہے۔ کسی زمانے میں بڑے بڑے وکیلوں کے کان کترے گا۔ (LHR. GII, MLN. GII)

حوالہ متن (i) سبق کا نام .... امتحان (ii) مصنف کا نام .... مرزا فرحت اللہ بیگ

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مستغرق	غرق ہونا/متوجہ ہونا	دشواری	مشکل	تکمیل	مکمل	کان کترنا	مشق میں آگے نکل جانا

تشریح مصنف نے لا کلاس میں داخلہ لیا تھا۔ لا کالج میں منشی صاحب اس کے دوست بن گئے اور استاد صاحب درس و تدریس میں مصروف رہتے تھے۔ یوں مصنف کو اپنی حاضری کو مکمل کروانے میں کسی قسم کی مشکل نہ ہوئی منشی اس کی حاضری لگا دیتا تھا۔ اس لیے مصنف کے کسی مشغلے میں فرق نہیں آیا۔ کلاسیں لیں یا نہ لیں انہیں کوئی فرق نہ پڑتا تھا حاضری تو لگ ہی رہی تھی۔ والد صاحب دل و جان سے خوش تھے کہ چلو ان کا بیٹا تعلیم کا ذوق رکھتا ہے اور قانون پڑھ رہا ہے آگے چل کر بڑے بڑے وکیلوں کو پچھاڑ دے گا۔

پیراگراف نمبر 3 "لا کلاس" کا صداقت نامہ بھی مل گیا۔ اب کیا تھا والدین امتحان وکالت کی تیاری کے لیے سر ہو گئے مگر میں بھی ایک ذات شریف ہوں، ایک بڑھیا اور ایک بوڑھے کو دھوکا دینا کیا بڑی بات ہے۔ میں نے تقاضا کیا کہ علیحدہ کمرہ مل جائے تو محنت کروں۔ بال بچوں کی گڑبڑ میں، مجھ سے کچھ نہیں ہو سکتا۔ چند روز اسی حیلے سے ٹال دیے، لیکن تا کجے؟ بڑی بی نے اپنے سونے کا کمرا خالی کر دیا۔ (SWL. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا نام .... امتحان (ii) مصنف کا نام .... مرزا فرحت اللہ بیگ

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تقاضا	مطالبہ	گڑبڑ	خرابی	حیلے	بہانے

تشریح مصنف نے "قانون" پڑھنے کے لیے داخلہ لے لیا مگر دو سال ہنسی کھیل میں گزار دیے۔ ماں باپ خوش تھے کہ بیٹا قانون کی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ آخر "قانون" کے امتحانات کی ڈیٹ شیٹ آ گئی اور اس بات کا ثبوت مل گیا کہ مصنف قانون کی کلاسیں لے رہا تھا۔ اب اس کے والدین اصرار کرنے لگے کہ امتحان کی تیاری اچھے طریقے سے کرو مگر مصنف کہتا ہے کہ میں بھی بڑی شے ہوں۔ میرے لیے ایک بوڑھا اور ایک بڑھیا کو دھوکہ دینا کوئی مشکل کام نہ تھا۔ میں نے ان سے مطالبہ کیا کہ مجھے تیاری کے لیے علیحدہ کمرہ چاہیے۔ علیحدہ کمرے میں سکون سے بیٹھ کر پڑھنا چاہتا ہوں جہاں بچوں کا شور نہ ہو۔ بچوں کی شرارتوں سے میں پڑھ نہیں پاتا۔ کچھ دن اسی طرح بہانے کر کے انہیں ٹالتا رہا، لیکن آخر کب تک ایسا کرتا؟ آخر بڑی بی نے مصنف کے لیے اپنا کمرہ خالی کر دیا تاکہ وہ دلجمعی سے پڑھ سکے۔

حل مشقی سوالات

۱۔ **مختصر جواب لکھیں۔**

(الف) مضمون نگار کو امتحان سے گھبرانے والوں پر ہنسی کیوں آتی ہے؟ (FBD. GI & GII, MLN. GI, LHR. GI, SGD. GI)

جواب: مضمون نگار کو امتحان سے گھبرانے والوں پر ہنسی اس لیے آتی ہے کہ لوگ امتحان کے نام سے گھبراتے ہیں۔ آخر امتحان میں ایسا کیا ہوتا ہے کہ انسان گھبرا جائے۔ مضمون نگار کے نزدیک امتحان کے بعد نتیجے کی دو ہی تو صورتیں ہیں فیل یا پاس۔ اس سال کامیاب نہ ہوئے آئندہ سال سہی۔

(ب) جوں جوں امتحان کے دن قریب آتے جاتے، مضمون نگار کے دوستوں اور ہم جماعتوں کا کیا حال ہوتا؟

جواب: جوں جوں امتحان کے دن قریب آتے جاتے، مضمون نگار کے دوستوں اور ہم جماعتوں کے حواس باختہ ہو جاتے۔ ان کا دماغ مختل ہو جاتا۔ امتحان کے فکر سے صورت اتنی سی نکل آتی۔

(ج) مضمون نگار نے کون سا امتحان دیا تھا؟ (GRW. GII, MLN. GI & GII, FBD. GI, SGD. GII)

جواب: مضمون نگار نے "لا کلاس" کا امتحان دیا۔ "لا" یہاں انگریزی زبان کے لفظ "Law" کو کہا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے "قانون"۔ یعنی قانون کا امتحان۔

(د) مضمون نگار نے امتحان دیا تو کیا نتیجہ نکلا؟ (SWL. GII, BWP. GI, LHR. GII, FBD. GII, RWP. GII, DGK. GII, BWP. GII, MLN. GI, DGK. GII)

جواب: مضمون نگار نے امتحان دیا تو نتیجہ یہ نکلا کہ کمترین جملہ مضامین میں بدرجہ اعلیٰ فیل ہوا۔ معلوم نہیں کہ وہ کون سے شریف ممتحن تھے کہ انھوں نے دو نمبر دینے کا بھی احسان کر دیا ورنہ باقی ممتحنوں نے تو صفر ہی نمبر دیے۔

(ہ) مضمون نگار کے والد نے کس طرح اُسے تسلی دی؟ (BWP. GII, SWL. GII, SWL. GI, RWP. GI)

جواب: مضمون نگار کے نتیجے پر والد صاحب کو بہت رنج ہوا اور ممتحنوں کو بہت بُرا بھلا کہا۔ انہوں نے مضمون نگار کی اشک شوئی کی اور فرمایا کہ بیٹا گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ اس سال نہیں آئندہ سال سہی۔

۲۔ **سبق "امتحان" کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔**

جواب: دیکھیے خلاصہ۔

۳۔ **مندرجہ ذیل الفاظ اور تراکیب کے معانی لکھیں۔**

جواب: مختل، مستغرق، محویت، امداد غیبی، خادم زادہ، ممتحن، تشفی، اشک شوئی، کم ترین، بدرجۂ اعلیٰ، خادم

الفاظ و تراکیب	معانی	الفاظ و تراکیب	معانی
مختل	بگڑا ہوا، درہم برہم	تشفی	تسلی، تسکین

مستغرق	غرق/ڈوبا ہوا	اشک شوئی	آنسو پونچھنا
محویت	مصروفیت	کم ترین	سب سے کم
امدادِ غیبی	غیب سے امداد	بدرجہ اعلیٰ	اعلیٰ درجہ کے ساتھ
خادم زادہ	خادم کا بیٹا	خادم	خدمت کرنے والا
ممتحن	امتحان لینے والا		

۴۔ واحد الفاظ کی جمع لکھیں۔ امتحان، خیال، مشغلہ، وکیل، ممتحن، تدبیر، مضمون
جواب:

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
امتحان خیال مشغلہ	امتحانات خیالات مشاغل	وکیل ممتحن	وکلا ممتحنین	تدبیر مضمون	تدابیر مضامین

۵۔ اعراب لگا کر تلفظ واضح کریں۔ حواس، محمل، مشغلہ، مستغرق، خلیق
جواب: حَواس ، مَحْمِل ، مَشْغَلہ ، مُسْتَغْرَق ، خَلِیق

۶۔ متن کو مدِنظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✔) سے کریں۔

(الف) بندے پر امتحان کا اثر نہیں تھا۔ (MLN. GI, DGK. GII, BWP. GII, AJK. GII)
(i) رتی برابر (ii) ذرا برابر (iii) بالکل (iv) معمولی

(ب) طالب علم نے کتنے سال میں لا کلاس کا کورس پورا کیا؟ (GRW. GII, RWP. GI, SGD. GII, MLN. GI, SWL. GII)
(i) چار سال (ii) دو سال (iii) تین سال (iv) پانچ سال

(ج) لا کالج میں کون طالب علم کا دوست تھا؟ (SWL. GII, BWP. GI, BWP. GII, DGK. GII)
(i) لکچرار صاحب (ii) پرنسپل صاحب (iii) منشی صاحب (iv) چوکیدار

(د) طالب علم نے کس سے پوچھا کہ یہ پرچہ کس مضمون کا ہے؟ (MLN. GII, LHR. GI, LHR. GII, GRW. GII, DGK. GI, BWP. GI)
(i) نگران صاحب سے (ii) گارڈ صاحب سے (iii) سپرنٹنڈنٹ سے (iv) کسی طالب علم سے

(ہ) طالب علم کتنی دیر میں کمرے سے باہر نکل آتا؟ (SGD. GI, DGK. GI, LHR. GI)
(i) ایک گھنٹے بعد (ii) آدھا گھنٹا بعد (iii) دو گھنٹے بعد (iv) تین گھنٹے بعد

جوابات: (الف) رتی برابر (ب) دو سال (ج) منشی صاحب (د) گارڈ صاحب سے (ہ) آدھا گھنٹا بعد

۷۔ متن کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) لوگ .... کے نام سے گھبراتے ہیں لیکن مجھے ان کے .... پر ہنسی آتی ہے۔
(ب) والد صاحب قبلہ .... تھے کہ بیٹے کو .... کا شوق ہو چلا ہے۔

(ج) کسی زمانے میں بڑے بڑے .... کے کان کترے گا۔
(د) لیمپ روشن کر کے آرام سے .... سے سوجاتا اور .... اُٹھتا۔
(ہ) قصہ مختصر درخواست شرکت دی گئی اور .... ہوگئی۔
(و) یہاں ایک بہت .... اور .... نگران کار تھے۔
(ز) ایک .... ایک اصول قائم کرتا ہے دوسرا اس کو توڑ دیتا ہے۔
(ح) والد صاحب روز .... سے آجاتے اور .... صحن میں بیٹھے رہتے۔
(ط) والد نے عرض کیا کہ .... اس سال امتحان میں شریک ہوا ہے۔
(ی) سو دن .... کے تو ایک دن .... کا۔

جوابات: (الف) امتحان، گھبرانے (ب) خوش، قانون (ج) وکیلوں (د) سات بجے، نو بجے
(ہ) منظور (و) خلیق، ہنس مکھ (ز) مقنن (ح) گیارہ بجے، نیچے
(ط) خادم زادہ (ی) چور، شاہ

۸۔ **متن کو مدنظر رکھ کر کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔**

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
فرحت اللہ بیگ	لا کلاس	امتحان
فیل	مرنا	پاس
جینا	بڑھیا	مرنا
دو سال	امتحان	لا کلاس
بڈھا	پاس	بڑھیا
تقدیر	نا کامیابی	تدبیر
مشکل	منظور	آسان
کامیابی	تدبیر	نا کامیابی
درخواست	آسان	منظور

جملے کے اجزائے ترکیبی

جملہ الفاظ کے ایسے مجموعے کا نام ہے، جس سے بات پورے طور پر سمجھ آ جائے۔ ہر جملے کے دو حصے ہوتے ہیں، جن کا آپس میں گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اس تعلق کو قواعد میں اسناد کہتے ہیں۔ جس شخص یا چیز کی نسبت یا تعلق ہو، اسے مسند اور جس کے ساتھ تعلق یا نسبت ہو، اسے مسند الیہ کہتے ہیں۔ مسند الیہ ہمیشہ اسم (نام) ہوتا ہے۔ مسند کبھی اسم اور کبھی فعل ہوتا ہے۔ مثالیں دیکھیے:

(الف) انور دوڑا۔ (ب) فرید عقل مند ہے۔

پہلے جملے میں مسند الیہ (انور) اسم ہے جب کہ مسند (دوڑا) فعل۔ دوسرے جملے میں مسند الیہ (فرید) اسم ہے اور مسند (عقل مند) بھی اسم ہے۔

جملہ اسمیہ اور فعلیہ میں امتیاز کرنا

جملہ اسمیہ: ایسا جملہ جس میں مسند اور مسند الیہ دونوں اسم ہوں جملہ اسمیہ کہلاتا ہے جیسے:

(الف) اکبر بہادر ہے۔ (ب) زید بزدل تھا۔ (ج) لڑکے چالاک ہیں۔

ان تین جملوں میں مسند الیہ (اکبر، زید اور لڑکے) اسم ہیں۔ اسی طرح مسند (بہادر، بزدل، چالاک) بھی اسم ہیں۔ اسمیہ جملے کے مندرجہ ذیل تین اجزا ہوتے ہیں:

مسند الیہ: اسے مبتدا بھی کہتے ہیں۔ اوپر کی مثالوں میں اکبر، زید اور لڑکے مسند الیہ ہیں۔

مسند: اسے خبر بھی کہتے ہیں۔ اوپر کی مثالوں میں بہادر، بزدل اور چالاک مسند ہیں۔

فعل ناقص: فعل ناقص سے زمانے کا تعین ہوتا ہے۔ اوپر کی مثالوں میں ہے، تھا اور ہیں فعل ناقص ہیں۔

جملہ فعلیہ: ایسا جملہ جس میں مسند الیہ اسم اور مسند فعل ہو۔ جیسے:

(الف) وہ پڑھتا تھا۔ (ب) عائشہ روتی ہے۔ (ج) میں کھانا کھاتا ہوں۔

ان تین جملوں میں مسند الیہ (وہ، عائشہ اور میں) اسم ہیں جب کہ مسند (پڑھتا، روتی اور کھاتا) افعال ہیں۔ فعلیہ جملے کے اجزا درج ذیل ہیں:

مسند الیہ: اسے فاعل کہتے ہیں۔ اوپر کی مثالوں میں وہ، عائشہ اور میں مسند الیہ ہیں۔

مسند: فعلیہ جملے میں اسے فعل کہتے ہیں۔ اوپر کی مثالوں میں پڑھتا، روتی، کھاتا مسند ہیں۔

مفعول: جس پر کام کیا جائے وہ مفعول کہلاتا ہے جیسے: وہ ہاکی کھیلتا ہے میں ہاکی۔

مبتدا اور خبر کا فرق اور آگاہی:

اسمیہ جملے کے مسند الیہ کو مبتدا کہتے ہیں جب کہ مسند کو خبر۔ مثالیں دیکھیں۔

(الف) عادل ذہین تھا۔ **(ب)** اسلم نالائق ہے۔

(ج) پتھر سخت ہے۔ **(د)** لکڑی مضبوط ہے۔

ان مثالوں میں عادل، اسلم، پتھر اور لکڑی مبتدا ہیں۔ جب کہ ذہین، نالائق، سخت اور مضبوط (مسند) خبر۔

سرگرمیاں

ا۔ بچوں سے کہیں کہ وہ مرزا فرحت اللہ بیگ کی کوئی اور شگفتہ تحریر پڑھیں اور اس کا خلاصہ اپنی کاپی میں لکھیں۔

جواب: خدا بخشے وحید الدین سلیم عجیب چیز تھے۔ ایک نگینہ سمجھیے کہ برسوں ناتراشیدہ رہا۔ جب تراشا گیا۔ پھل نکلے چمک بڑھی اہل نظر میں قدر ہوئی اس وقت چٹ سے ٹوٹ گیا۔ ادھر نام بڑھا اور ادھر موت آ گئی۔ چل چلاؤ کا زور ہے۔ آج یہ گیا کل وہ گیا۔ مولوی نذیر احمد گئے۔ شبلی گئے۔ حالی گئے۔ وحید الدین گئے۔ بڑوں میں مولوی عبدالحق رہ گئے ہیں۔ انھیں بھی شہرت ملی ہے۔ کسی دن یہ بھی خشک ہو جائیں گے۔ آج کل کا مرنا بھی کچھ عجیب مرنا ہے۔ پہلے زندگی کو چراغ سے تشبیہ دیتے تھے جو رفتہ رفتہ ٹھنڈا ہوتا تھا اب زندگی بجلی کا

لیمپ ہو گئی ادھر بٹن دبایا ادھر اندھیرا گھپ۔ عظمت اللہ خاں اور مولوی وحید الدین کے بعد دیکھتے ہیں کس کی باری ہے۔ اردو کی مجلس میں دو چار لیمپ جل رہے ہیں دیکھیے کب گل ہو جائیں۔ اس کے بعد اللہ ہی اللہ ہے۔ مولوی وحید الدین خوش طبع تھے۔ ان میں ظرافت کا مادہ بدرجہ اتم تھا۔ وہ کسی پر پھبتی کستے وقت احتیاط نہیں برتتے تھے۔ لوگ اکثر اُن سے ناراض ہو جاتے۔ بہت سے لوگ مولوی وحید الدین کی علمیت اور ذہانت کی تعریف کرتے البتہ اُن کے مزاج کی درشتی پر ناراض ہو جاتے تھے۔ نااہلوں کو آرام کرتے ہوئے دیکھ کر ایک دم خفا ہو جاتے اور انھیں خوب جلی کٹی سناتے۔ مولوی وحید الدین نہایت وسیع النظر تھے البتہ ان کا دل تنگ تھا۔ بسا اوقات وہ سخت کنجوسی کا مظاہرہ کرتے۔ انھیں دارالترجمہ حیدر آباد سے معقول تنخواہ ملتی تھی لیکن وہ ان پیسوں کو کسی جائز ضرورت پر بھی خرچ نہ کرتے تھے۔ چنانچہ جب انہوں نے وفات پائی تو ان کے وارثوں کو اچھی خاصی رقم مفت مل گئی۔ مولوی صاحب کو اصطلاحات وضع کرنے کا خاص ملکہ حاصل تھا۔ ایسے ایسے الفاظ دماغ سے اتارتے کہ باید و شاید، جہاں ثبوت طلب کیا تو انہوں نے شعر کہہ دیا کسی اور شاعر کا۔ مولوی صاحب کا حافظہ بلا کا تھا۔ سب پڑھے لکھے لوگوں کی رائے یہ تھی کہ اصطلاحات بنانے کے کام میں وحید الدین اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ اگرچہ انھیں عربی اور فارسی میں بھی دسترس حاصل تھی لیکن وہ اردو کے لیے بنے تھے۔ مولوی صاحب کی وفات کے بعد اردو زبان کا ایک ستون گر گیا۔ ان کا جواب ملنا مشکل ہے۔ یوں کہہ لیجئے کہ مولوی وحید الدین صاحب جیسا پروفیسر ملنا تو بڑی بات ہے اُن کا پاسنگ بھی مل جائے تو غنیمت اور بہت غنیمت سمجھا جائے گا۔

۴۔ باری باری ہر بچے سے کہیں کہ انھیں اس تحریر میں جو بات سب سے اچھی لگی ہے اُسے جماعت کے کمرے میں اپنے الفاظ میں بتائیں۔

جواب: عملی سرگرمی

اشارات تدریس

۱۔ طلبہ کو بتائیں کہ مزاحیہ تحریر لکھنے والے ادیب کو مزاح نگار کہتے ہیں۔

جواب: مزاحیہ ادب تخلیق کرنے والے کو مزاح نگار کہتے ہیں۔ ایک اچھے مزاح نگار کی یہ خوبی ہے کہ اس کی تحریروں میں شائستگی کا عنصر کارفرما ہو۔ مزاح میں زندگی کی ناہمواریوں پر ہمدردانہ نظر ڈالی جاتی ہے۔ مزاح نگار مزاح پیدا کرنے کے لیے مختلف حربے استعمال کرتا ہے۔

۲۔ طلبہ کو بتائیں کہ مزاحیہ تحریر میں شگفتگی پائی جاتی ہے جبکہ طنزیہ تحریر میں طنز کی شدت کی وجہ سے چبھن کا احساس ہوتا ہے۔

جواب: مزاح نگاری کے لیے زبان و بیان کی بازی گری، مزاحیہ صورت، واقعہ، کسی مزاحیہ کردار کی تخلیق اور پیروڈی یعنی تحریف جیسے حربوں سے کام لیا جاتا ہے۔ اس سے کسی کی بھی دل آزاری مقصود نہیں ہوتی۔ مزاح اچھی چیز ہے جبکہ طنز سے دل آزاری جنم لیتی ہے۔ طنز معاشرے کی ناہمواریوں اور اپنے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کے خلاف صدائے احتجاج ہے۔ طنز چونکہ تلخ ہوتا ہے اس لیے اس پر شکر کی تہہ چڑھانے کے لیے طنز نگار مزاح کا سہارا لیتا ہے تاکہ فرد یا معاشرہ پر ہونے والی زیادتیوں کی نشان دہی بھی ہو جائے اور قاری کو گراں بھی نہ گزرے۔

۳۔ مرزا فرحت اللہ بیگ کا تعارف خصوصاً ان کی خاکہ نگاری کے حوالے سے کراتے ہوئے ان کے معروف مضامین کا ذکر کیا جائے۔

جواب: مرزا فرحت اللہ بیگ خاکہ نگاری میں نہایت اہم مقام رکھتے ہیں۔ ان کا طرزِ تحریر سادہ، رواں، پُرلطف اور شگفتہ ہے۔ ان کا اسلوب

تصنع اور بناوٹ سے پاک' مزاح کی چاشنی سے بھرپور ہوتا ہے۔ ان کی اہم تصنیفات میں ''نذیر احمد کی کہانی' پھول والوں کی سیر' دلی کا ایک یادگار مشاعرہ شامل ہیں۔

۴۔ امتحان کے موضوع کے حوالے سے اس قسم کے دیگر مضامین کا تعارف کرایا جائے۔ مثلاً منشی پریم چند کا ''بڑے بھائی صاحب'' اور پطرس کا ''ہاسٹل میں پڑنا'' اور ''سویرے جو کل آنکھ میری کھلی'' وغیرہ۔

جواب: ''امتحان'' طلبہ کی زندگی میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ خصوصاً امتحان کی تیاری کے حوالے سے اُردو ادب میں ہمیں بہت شگفتہ اور مزاح پرمبنی مضامین ملتے ہیں۔ جیسا کہ منشی پریم چند کا مضمون ''بڑے بھائی صاحب'' جس میں انہوں نے بتایا کہ بڑے بھائی صاحب اور اُن کا پڑھنے اور امتحان کی تیاری کا انداز کیا تھا۔ اسی طرح پطرس بخاری امتحان کی تیاری سے قبل صبح سویرے جلدی اُٹھنے کی مشق کرتے ہیں اور اس دوران جو واقعات پیش آتے ہیں اُن کو ''مضمون سویرے جو کل آنکھ میری کھلی'' میں مزاحیہ انداز بیان کیا ہے۔

۵۔ کامیابی کے لیے محنت ومشقت کی تلقین کی جائے اور ''محنت کی عظمت'' سے متعلق کوئی واقعہ طلبہ کو سنایا جائے۔

جواب: محنت اس کائنات کا ایک ایسا اصول ہے جس پر عمل کی بنیاد پر انسان کو زندگی کے ہر شعبے میں ثمرات میسر آتے ہیں۔ خود خالق کائنات نے بھی بڑے واضح الفاظ میں فرما دیا ہے کہ انسان کو وہی کچھ ملے گا جس کے لیے وہ محنت کرے گا۔ اسلام کی تعلیمات میں کام کرنے والے کو اللہ کا دوست کہا گیا ہے۔ خود ہمارے نبی کریم ﷺ اپنا ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنے میں فخر محسوس کرتے، اپنے جوتے خود گانٹھتے اور پھٹے کپڑوں کو پیوند بھی خود لگایا کرتے تھے۔ مسجد نبوی کی تعمیر میں حضور ﷺ نے صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر پتھر اٹھائے اور غزوۂ خندق کے موقع پر خود بھی خندقیں کھودنے کا کام سرانجام دیا۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے ہمارے لیے ایک مثال اور نمونہ دیا کہ کوئی بھی کام خود کرنے میں عار محسوس نہیں کرنی چاہیے۔

۶۔ سبق میں جو شعر اور مصرعے آئے ہیں ان کی وضاحت کی جائے۔

جواب: اس مضمون میں مضمون نگار نے درج ذیل شعر اور مصرعے استعمال کیے ہیں:

نہ ہوئی گر مرے پرچوں سے تسلی نہ سہی
امتحان اور بھی باقی ہے تو یہ بھی نہ سہی

اگر ممتحن کو مرے پرچوں سے تسلی نہ ہوئی یعنی میں نے جو کچھ بھی اپنے پرچوں میں لکھا ہے وہ ممتحن کے ماننے میں نہیں آیا تو کوئی بات نہیں ہے۔ اگر وہ میرا مزید امتحان چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ میرے اس امتحان کی بات نہ کرے بلکہ میرا کوئی نیا امتحان لے لے میں اس کے لیے تیار ہوں۔

مرد باید کہ ہراساں نہ شود

یہ فارسی زبان کا مشہور مصرعہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مردوں کو پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ مردوں کو چونکہ طاقتور خیال کیا جاتا ہے اس لیے مردوں سے امید رکھی جاتی ہے کہ وہ ہر کام کر سکتے ہیں۔ یہی خیال مضمون نگار نے اپنے مضمون میں باندھا ہے کہ مردوں کو کسی بھی امتحان کے بارے میں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔

سو دن چور کے تو ایک دن شاہ کا

اس کا مطلب ہے کہ چور ایک نہ ایک دن پکڑا ہی جاتا ہے۔ وہ لاکھ بچنے کی کوشش کرے آخر کبھی نہ کبھی وہ گرفت میں آ ہی جاتا ہے۔

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

-1 دو سال ایسے گزر گئے جیسے: (LHR. GII, AJK. GI)

(A) پانی (B) ہوا (C) موسم (D) بارش

-2 سبق "امتحان" کے مطابق طالب علم لیمپ روشن کر کے آرام سے سوجاتا............: (BWP. GI)

(A) سات بجے سے (B) آٹھ بجے سے (C) نو بجے سے (D) دس بجے سے

-3 طالب علم لیمپ روشن کر کے آرام سے سات بجے سوجاتا اور صبح اُٹھتا۔ (SWL. GII)

(A) سات بجے (B) آٹھ بجے (C) نو بجے (D) دس بجے

-4 مضمون نگار نے امتحان دیا تو کتنے مضامین میں فیل ہو گئے: (FBD. GI)

(A) ایک مضمون (B) دو مضامین (C) تین مضامین (D) جملہ مضامین

-5 لا کالج میں طالب علم کا دوست تھا: (MLN. GII)

(A) لیکچرار صاحب (B) پرنسپل صاحب (C) منشی صاحب (D) چوکیدار

-6 سبق "امتحان" کس نے تحریر کیا ہے؟ (SGD. GII)

(A) مرزا ادیب (B) مرزا فرحت اللہ بیگ (C) سرسید احمد خان (D) کرنل محمد خان

-7 طالب علم کتنی دیر میں کمرے سے باہر نکلا؟ (BWP. GI)

(A) ایک گھنٹے بعد (B) دو گھنٹے بعد (C) تین گھنٹے بعد (D) آدھا گھنٹہ بعد

-8 میں نے بھی تقدیر اور تدبیر پر لکچر دے کر ثابت کر دیا کہ تدبیر کوئی۔۔۔ (LHR. GI)

(A) مسئلہ نہیں (B) چیز نہیں (C) معاملہ نہیں (D) پریشانی نہیں

-9 طالب علم نے.................. سے پوچھا کہ یہ پرچہ کس مضمون کا ہے؟ (GRW. GI)

(A) کسی طالب علم (B) سپرنٹنڈنٹ (C) نگران (D) گارڈ

-10 طالب علم نے لاء کلاس کا کورس............ سال میں پورا کیا۔ (GRW. GII)

(A) چار (B) دو (C) تین (D) پانچ

-11 سبق "امتحان" کے مصنف ہیں: (FBD. GI)

(A) سرسید احمد خان (B) کرنل محمد خان (C) مرزا فرحت اللہ بیگ (D) میرزا ادیب

-12 والد صاحب قبلہ خوش تھے کہ بیٹا کسی زمانے میں بڑے بڑے وکیلوں کے کان.................. (FBD. GI)

(A) کاٹے گا (B) کھینچے گا (C) کترے گا (D) مروڑے گا

جوابات: (1) ہوا (2) سات بجے سے (3) نو بجے (4) جملہ مضامین
(5) منشی صاحب (6) مرزا فرحت اللہ بیگ (7) آدھا گھنٹہ بعد (8) چیز نہیں
(9) گارڈ (10) دو (11) مرزا فرحت اللہ بیگ (12) کترے گا

مختصر جوابی سوالات

-1 مرزا فرحت اللہ بیگ کے معروف مضامین تحریر کریں۔

جواب: 1- نذیر احمد کی کہانی 2- پھول والوں کی سیر 3- دلّی کا ایک یادگار مشاعرہ

-2 مضمون نگار کو امتحان سے گھبراہٹ کیوں نہ تھی؟

جواب: مضمون نگار یہ خیال کرتا تھا کہ آخر امتحان میں ایسا کیا ہے کہ اس کے نام سے گھبرایا جائے۔ دو ہی صورتیں ہوتی ہیں پاس یا فیل۔ اس سال کامیاب نہ ہوئے، آئندہ سال سہی۔

-3 امتحان میں کون سی ایسی باتیں ہیں جن سے دل سیر نہیں ہوتا؟

جواب: امیدواروں کا مجمع، نئی نئی صورتیں، عجیب عجیب خیالات، یہ ایسی چیزیں ہیں جن سے کبھی بھی دل سیر نہیں ہوتا۔

-4 مرزا فرحت اللہ بیگ کا طرزِ اسلوب تحریر کریں۔

جواب: مرزا فرحت اللہ بیگ خاکہ نگاری میں نہایت اہم مقام رکھتے ہیں۔ ان کا طرزِ تحریر سادہ، رواں، پرلطف اور شگفتہ ہے۔ ان کا اسلوب تصنع اور بناوٹ سے پاک مزاح کی چاشنی سے بھرپور ہوتا ہے۔

-5 ''اصولِ قانون'' کے بارے میں مصنف (مرزا فرحت اللہ بیگ) کی رائے بیان کریں۔

جواب: اصولِ قانون کے بارے میں مصنف (مرزا فرحت اللہ بیگ) کی یہ رائے ہے کہ ہر شخص کو اس مضمون پر رائے دینے کا حق ہے۔ ایک مقنن ایک اصول قائم کرتا ہے، دوسرا اس کو توڑ دیتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ہم اپنی رائے کو کسی دوسرے کی تجاویز کا پابند بنائیں۔

-6 مزاح نگار کسے کہتے ہیں؟

جواب: مزاحیہ تحریر لکھنے والے ادیب کو مزاح نگار کہتے ہیں۔

-7 مزاحیہ اور طنزیہ تحریر میں کیا فرق ہے؟

جواب: مزاحیہ تحریر میں شگفتگی پائی جاتی ہے جب کہ طنزیہ تحریر میں طنز کی شدت کی وجہ سے چبھن کا احساس ہوتا ہے۔

-8 طالب علم نے کس سے پوچھا کہ یہ پرچہ کس مضمون کا ہے؟ (DGK. GI)

جواب: طالب علم نے نگران سے پوچھا کہ یہ پرچہ کس مضمون کا ہے۔

-9 مضمون نگار مرزا فرحت اللہ بیگ نے کون سا امتحان دیا تھا؟ (MLN. GI)

جواب: مضمون نگار نے ''لا کلاس'' کا امتحان دیا۔ ''لا'' یہاں انگریزی زبان کے لفظ "Law" کو کہا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے ''قانون''۔ یعنی قانون کا امتحان۔

***

شفیق الرحمان (۱۹۲۰ء ـــ ۲۰۰۰ء)

مقاصد تدریس

۱۔ مزاحیہ ادب کے معنی و مفہوم سے آگاہ کرتے ہوئے طلبہ کو شفیق الرحمان کے مزاحیہ اسلوب سے متعارف کرانا۔
۲۔ طلبہ کو بتانا کہ مزاحیہ نثر پارہ کسی بھی صنف ادب میں لکھا جا سکتا ہے۔ اس کے لیے کوئی ایک صنف مخصوص نہیں۔
۳۔ تمثیل نگاری اور پیروڈی یعنی نقلِ مضحک سے روشناس کرانا۔
۴۔ طلبہ کو بتانا کہ پرندے اور جانور کس طرح اپنی خصوصیات کی وجہ سے علامت کے طور پر استعمال ہوتے ہیں۔

مصنف کا مختصر تعارف

شفیق الرحمان ۱۹۲۰ء میں ضلع جالندھر میں ''کلانور'' کے مقام پر پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۲ء میں کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس کا امتحان اعزاز کے ساتھ پاس کیا۔ ان کی قابلیت اور میڈیکل میں نمایاں پوزیشن کی وجہ سے ایک سال کے اندر ہی انھیں فوج میں انڈین آرمی میڈیکل سروس میں لے لیا گیا۔ قیامِ پاکستان کے بعد پاک آرمی کا حصہ بنے اور ترقی کرتے کرتے میجر جنرل کے عہدے تک پہنچ گئے۔ ۱۹۸۰ء میں اکادمی ادبیات پاکستان کے چیئرمین مقرر ہوئے۔ وہاں چھے سال یعنی ۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۶ء علمی و ادبی خدمات انجام دیں۔
شفیق الرحمان کے مزاح کا انداز ہلکا پھلکا ہے۔ نہایت شائستگی سے انہوں نے مزاح کو تحریر کیا ہے۔

تصانیف ۱۹۴۲ء میں آپ کے افسانوں کا پہلا مجموعہ ''کرنیں'' شائع ہوا۔ آپ کے دیگر مجموعوں میں ''شگوفے، مدوجزر، حماقتیں، مزید حماقتیں اور دجلہ'' وغیرہ زیادہ مشہور ہوئے۔

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
موڈ	مزاج	توہین	بے عزتی	خوش گلو	اچھا گانے والا
سفیدی مائل	سفید رنگ کی طرح	دفعتاً	اُسی وقت	قصور	غلطی
سیاہ	کالا	پچھتانا	افسوس کرنا	کوہ ہمالیہ	ہمالیہ کے پہاڑ
بدنما	بدشکل، بُرا	حفظانِ صحت	صحت کی حفاظت	آہ وزاری	رونا پیٹنا
جُثہ	جسامت، موٹائی	سوچ بچار	غور وفکر	اُکسانا	مجبور کرنا، راضی کرنا
بے چین	بے قرار، بے سکون	عقیدہ	یقین	مضحکہ خیز	ہنسی مذاق والی بات
لحظہ	پل، لمحہ، دم بھر	نالاں	پریشاں	افواہ	غلط خبر
حسین	خوبصورت	اُفق	آسماں	خوامخواہ	بلاوجہ
نالہ وشیون	آہ وزاری، رونا پیٹنا	خوش نصیب	اچھے نصیب والا	سدھانا	جانوروں کو سکھانا، جانوروں کی تربیت کرنا

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
محض	صرف	ناکامیاب	ناکام	قیام وطعام	کھانے پینے اور رہنے کا انتظام
خانگی زندگی	گھریلو زندگی	دائمی طور پر	ہمیشہ ہمیشہ کے لیے	تعلق	واسطہ
دراصل	اصل میں	ازلی	ابتدا سے	رقابت	دشمنی، حسد
محظوظ کرنا	خوش کرنا	ست	نکما، جو چست نہ ہو۔	وفادار	وفا کرنے والا
نقلِ وطن	وطن چھوڑ دینا	کھنڈر	ویرانہ	رفع ہونا	دور ہونا
نکمے	نالائق	وجوہات	وجہ کی جمع، سبب	ڈیزائن	نمونے
خوش طبع	اچھی طبیعت والی	روزنامچہ	روزانہ کا باقاعدہ ریکارڈ	کیوٹ	خوبصورت
باعثِ مسرت	خوشی کی وجہ	دریافت کرنا	جاننا	خفا ہونا	ناراض ہونا
ہم عصر	اس کے زمانے کا	مصلحت	حکمت	چپکے سے	خاموشی سے
چوپایہ	چار پاؤں والا جانور	پوشیدہ	چھپی ہوئی	باز پرس کرنا	دریافت کرنا، پوچھنا
فخر	غرور	قیاس	خیال	سالہا سال	کئی سال سے
فریقین	دو مختلف گروہ	بہتر	اچھا	حافظہ	یاد کرنے کی صلاحیت، یاد رکھنے کی خوبی
شکایت	گلہ	چپ چاپ	خاموش	قیاس آرائی کرنا	خیال کرنا
بھدی	بُری	غالباً	شاید	فکرِ معاش	روزگار کی فکر کرنا
رُخِ روشن	روشن چہرہ	حسِ مزاح	مزاح کی حس	فطرت کا مداح	فطرت کو بہت زیادہ پسند کرنے والا،
چھریری	دبلی پتلی	التجا	درخواست		قدرت کی تعریف کرنے والا
ذی فہم	سمجھ والا، عقل والا	حفظانِ صحت	صحت کی حفاظت کے	جگالی کرنا	چرنا، اس شخص کو بولتے ہیں جو بے کار
روزنامچہ	اخبار	کے اصول	اصول		بیٹھا کھائے۔

(FBD. GI. & GII. SWL. GII. GRW. GII. MLN. GII. DGK. GII. AJK. GII)

سبق کا خلاصہ

کوّا: کوّا گرامر میں مذکر استعمال ہوتا ہے۔ کوّا صبح صبح موڈ خراب کرنے میں مدد دیتا ہے۔ کوّا گا نہیں سکتا۔ وہ کائیں کائیں کرتا ہے، کائیں کا کوئی مطلب نہیں۔ کوّے کالے ہوتے ہیں۔ کوّا سیاہ کیوں ہوتا ہے؟ یہ جاننا بہت مشکل ہے۔ پہاڑی کوّا ڈیڑھ فٹ لمبا اور وزنی ہوتا ہے۔ بندوق کا چلنا کوّے کی ذاتی توہین ہوتی ہے کیونکہ لاکھوں کی تعداد میں کوّے کہیں سے آ جاتے ہیں اور شور مچاتے ہیں۔

بلبل: بلبل ایک روایتی پرندہ ہے۔ یہ اس جگہ موجود ہے جہاں اس کو ہونا چاہیے۔ ہم ہر خوش گلو پرندے کو بلبل سمجھتے ہیں۔ قصور ہمارا نہیں ہمارے ادب کا ہے شاعروں نے نہ بلبل دیکھی ہے نہ اسے سنا ہے کیونکہ اصلی بلبل اس ملک میں نہیں پائی جاتی۔ سنا ہے کہ کوہ ہمالیہ کے دامن میں کہیں کہیں ملتی ہے لیکن کوہ ہمالیہ کے دامن میں شاعر نہیں ہوتے۔ بلبل پروں سمیت محض چند انچ لمبی ہوگی۔ ماہرین کا خیال ہے کہ بلبل کے گانے کی وجہ اس کی غمگین خانگی زندگی ہے، جس کی وجہ یہ ہر وقت گاتا ہے۔ بلبل پکے راگ گاتی ہے یا کچے؟ بہرحال اس سلسلے میں وہ بہت سے موسیقاروں سے بہتر ہے۔

بھینس: بھینس موٹی اور خوش طبع ہوتی ہے۔ بھینس قسموں کے لحاظ سے ایک جیسی ہوتی ہیں۔ اس کا دودھ انسانوں کے لیے بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔ بھینس کا ہم عصر چوپایہ گائے دنیا بھر میں موجود ہے لیکن بھینس کا فخر صرف ہمیں ہی نصیب ہے۔

بھینس سے ہماری محبت پرانی ہے۔ بھینس ہمارے بغیر رہ سکتی ہے مگر ہم بھینس کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ آج کل یہ شکایت بھی عام ہے کہ کوٹھیوں کے گیراج میں بھینس باندھنے کی جگہ نہیں ہے۔ دور سے یہ پتا چلانا مشکل ہوتا ہے کہ بھینس آ رہی ہے یا جا رہی ہے۔ بھینس اگر ورزش کرے اور غذا کا خیال رکھے تو سمارٹ ہو سکتی ہے۔ بھینس کا مشغلہ جگالی کرنا یا تالاب میں لیٹے رہنا ہے۔

بھینسے کو نکما سمجھا جاتا ہے۔ ہل میں جوتا نہیں جا سکتا کیونکہ وہ دائمی طور پر تھکا ہوا اور ازلی سست ہے۔ بھینس کے آگے بین بجائی جائے تو نتیجہ تسلی بخش نہیں نکلتا کیونکہ بھینس کو بین سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

اُلّو: اُلّو بردبار اور دانشمند ہے۔ وہ کھنڈروں میں رہتا ہے۔ پرانے بادشاہوں کے روزنامچے میں اُلّو کے تذکرے کے باوجود اُلّو کی پوزیشن بہتر نہیں ہو سکی۔ اُلّو کی بیس قسمیں ہیں۔ اُلّوؤں کی عادتیں آپس میں اس قدر ملتی جلتی ہیں کہ ایک اُلّو کو دیکھنا تمام اُلّوؤں کو دیکھنے کے مترادف ہے۔ فطرت کا ضرورت سے زیادہ مداح ہی اُلّو کو پسند کر سکتا ہے۔ روزمرہ کے اُلّو کو بوم اور بوم سے بڑے کو چغد کہتے ہیں۔ چغد سے بڑا ابھی تک دریافت نہیں ہو سکا۔

بلّی: بلّیوں کی کئی اقسام ہیں۔ بلّیوں کی اقسام گننے والوں کی بھی کئی اقسام ہوتی ہیں۔ بلّیاں پالنے والے اس وہم میں رہتے ہیں کہ بلّی ان کو چاہتی ہے۔ اس لیے وہ بلّی کے قیام و طعام کا انتظام کرتے ہیں۔

سال بھر میں بلّی سدھائی جا سکتی ہے۔ بلّی دودھ پلانے والے جانوروں سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر دودھ غلطی سے کھلا رہ جائے تو آپ کی سدھائی ہوئی بلّی پی جائے گی۔ کس طرح؟ یہ راز صرف بلّیوں تک محدود ہے۔ لڑائی میں بلّیاں ایک دوسرے کا منھ تک نوچ لیتی ہیں اور مہینوں ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہتی رہتی ہیں۔ بلّی اور کتّے کی رقابت بہت مشہور ہے۔ بلّی انسان کے کسی وفادار دوست کو برداشت نہیں کر سکتی۔

بلّیاں دوپہر کو سوتی ہیں۔ بظاہر سوئی ہوئی بلّی ادھر ادھر دیکھ کر چپکے سے باہر نکل جاتی ہے۔ اس سے پوچھا جائے تو خفا ہو جاتی ہے۔ ایک گھر میں سالہا سال گزارنے کے باوجود انسان اور بلّی اجنبی رہتے ہیں۔

اہم نثر پاروں کی تشریح

نوٹ: طلبا و طالبات درج ذیل مثالی سیاق و سباق سبق کے تمام پیراگراف کی تشریح سے پہلے لکھیں۔

سیاق و سباق: مصنف نے سبق میں چند معروف پرندوں اور جانوروں کے عادات و اطوار کا تعارف کروایا ہے۔ کوّے کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ صبح صبح اپنی کائیں کائیں کی آواز سے موڈ خراب کر دیتا ہے۔ یہ کالے رنگ کا ہوتا ہے اور اس کی نظر بہت تیز ہوتی ہے۔ بلبل ایک روایتی پرندہ ہے یہ گانے گاتی ہے اور پروں سمیت محض چند انچ لمبی ہوتی ہوگی۔ بھینس موٹی اور خوش طبع ہوتی ہے۔ بھینس قسموں کے لحاظ سے ایک جیسی ہوتی ہے۔ اس کا دودھ انسانوں کے لیے بہت مفید ہوتا ہے۔ اُلّو بردبار اور دانشمند ہے۔ وہ کھنڈروں میں رہتا ہے۔ بلّیوں کی کئی اقسام ہیں بلّیاں پالنے والے اس وہم میں رہتے ہیں کہ بلّی ان کو چاہتی ہے اس لیے وہ بلّی کے قیام و طعام کا انتظام کرتے ہیں۔ ایک گھر میں سالہا سال گزارنے کے باوجود انسان اور بلّی اجنبی رہتے ہیں۔

پیراگراف نمبر 1: عام طور پر بلبل کو آہ و زاری کی دعوت دی جاتی ہے اور رونے پیٹنے کے لیے اُکسایا جاتا ہے۔ بلبل کو ایسی باتیں بالکل پسند نہیں۔ ویسے بلبل ہونا کافی مضحکہ خیز ہوتا ہوگا۔ بلبل اور گلاب کے پھول کی افواہ کسی شاعر نے اڑائی تھی جس نے رات گئے گلاب کی ٹہنی پر بلبل کو نالہ و شیون کرتے دیکھا تھا۔ (GRW. GII. MLN. GII. DGK. GI. SGD. GII)

حوالہ متن: (i) سبق کا نام .... ملکی پرندے اور دوسرے جانور (ii) مصنف کا نام .... شفیق الرحمان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
آہ وزاری	غم کے اظہار کے لیے ہائے ہائے کرنا	مضحکہ خیز	مزاحیہ	افواہ	غلط خبر	نالہ وشیون	رونا پیٹنا

تشریح ہمارے ہاں اکثر بلبل کے بارے میں یہ غلط خیال پایا جاتا ہے کہ شاید اس کا تعلق رونے پیٹنے اور غم سے ہے کیونکہ اکثر بلبل کو اظہارِ غم کی دعوت دی جاتی ہے اور رونے پیٹنے پر مائل کیا جاتا ہے جبکہ بلبل کا ایسی باتوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلبل کے بارے میں اتنی غلط باتیں مشہور ہو چکی ہیں کہ بلبل کا ہونا کتنا مزاحیہ اور عجیب لگتا ہوگا۔ اسی طرح بلبل اور گلاب کے درمیان تعلق سے متعلق غلط فہمی کسی شاعر نے پیدا کر دی تھی جس کے بقول اُس نے آدھی رات کو دیکھا کہ بلبل گلاب کی ڈالی پر بیٹھ کر آہ وزاری اور اظہارِ غم کر رہا تھا۔

پیراگراف نمبر 2 سال بھر میں بلّی سدھائی جا سکتی ہے، مگر سال بھر کی مشقت کا نتیجہ صرف ایک سدھائی ہوئی بلّی ہوگا۔ جہاں بقیہ چوپائے، دودھ پلانے والے جانوروں میں سے ہیں۔ وہاں بلّی دودھ پینے والے جانوروں سے تعلق رکھتی ہے۔ (RWP. GII)

حوالہ متن (i) سبق کا نام .... ملکی پرندے اور دوسرے جانور (ii) مصنف کا نام .... شفیق الرحمان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سدھائی	تربیت دی	مشقت	محنت	بقیہ	باقی	تعلق	رشتہ

تشریح مصنف مزاح کے طور پر کہتا ہے کہ اگر ہم کوشش کریں تو ایک سال کی محنت کے بعد ایک بلی کو اپنے ساتھ مانوس کر سکتے ہیں، لیکن یہ بے کار کی محنت کہلائے گی جس کا نتیجہ سال بھر کی محنت کے بعد صرف ایک بلی کی شکل میں نکلے گا۔ دیگر چوپائے (مثلاً گائے، بھینس، اونٹنی، بکری وغیرہ) جو ہمیں دودھ مہیا کرتے ہیں، دودھ پلانے والے جانوروں میں سے ہیں، اُن کے برعکس بلی ایسا جانور ہے جو خود دودھ پینے والے جانوروں سے تعلق رکھتی ہے۔

پیراگراف نمبر 3 بلیاں دوپہر کو سو جاتی ہیں۔ وہ رات تک انتظار نہیں کر سکتیں۔ بعض اوقات بظاہر سوئی ہوئی بلی اِدھر اُدھر دیکھ کر چپکے سے باہر نکل جاتی ہے۔ اس سے بازپرس کی جائے تو خفا ہو جاتی ہے۔ بلی کی جگہ کوئی بھی ہو خفا ہو جائے گا۔ ایک ہی گھر میں سالہا سال گزارنے کے باوجود انسان اور بلی اجنبی رہتے ہیں۔ (DGK. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا نام .... ملکی پرندے اور دوسرے جانور (ii) مصنف کا نام .... شفیق الرحمان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بعض اوقات	کبھی کبھار	بازپرس	پوچھ گچھ	خفا	ناراض	سالہا سال	کئی کئی سال

تشریح بلیاں دوپہر کو ہی سو جاتی ہیں کیونکہ وہ سونے کے لیے رات تک انتظار نہیں کر سکتیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بلی کو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ سو رہی ہے لیکن وہ ہمیں دھوکا دے کر اِدھر اُدھر دیکھ کر خاموشی سے باہر نکل جاتی ہے۔ بلی سے پوچھ گچھ کی جائے یا اسے ڈانٹا جائے تو بھی وہ ناراض ہو جاتی ہے۔ یہ صرف بلی تک ہی محدود نہیں ہے آپ کسی سے بھی بازپرس کریں یا ڈانٹ دیں تو وہ ناراض ہو جائے گا۔ ایک ہی گھر میں کئی سال تک ایک ساتھ رہنے کے باوجود انسان اور بلی ایک دوسرے سے مانوس نہیں ہو پاتے اور ایک دوسرے

کے لیے اجنبی ہی رہتے ہیں۔

پیراگراف نمبر4 ماہرین کا خیال ہے کہ بلبل کے گانے کی وجہ اس کی غمگین خانگی زندگی ہے، جس کی وجہ یہ ہر وقت کا گانا ہے۔ دراصل بلبل ہمیں محظوظ کرنے کے لیے ہرگز نہیں گاتی، اُسے اپنے فکر ہی نہیں چھوڑتے۔ بلبل پکے راگ گاتی ہے یا کچے؟ بہرحال اس سلسلے میں وہ بہت سے موسیقاروں سے بہتر ہے۔ ایک تو وہ گھنٹے بھر کا الاپ نہیں لیتی، بے سُری ہو جائے تو بہانے نہیں کرتی کہ ساز والے نکمے ہیں۔ آج گلا خراب ہے، آپ تنگ آ جائیں تو اُسے خاموش کرا سکتے ہیں۔ (BWP. GI & GII, GRW. GII)

حوالہ متن (i) سبق کا نام .... ملکی پرندے اور دوسرے جانور (ii) مصنف کا نام .... شفیق الرحمان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
غمگین	اُداس	خانگی زندگی	گھریلو زندگی	دراصل	اصل میں	محظوظ	خوش وخرم، مسرور
فکر	غم، سوچ	الاپ	تان، سُر				

تشریح اس پیراگراف میں مصنف نے بلبل کے گانے کی خصوصیات کو موضوع بنا کر ملک کے موسیقاروں کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔
ماہرین کے مطابق بلبل کے گاتا گانے کی اصل وجہ اس کی اداس گھریلو زندگی ہے جس کی بنا پر یہ ہر وقت گاتی رہتی ہے۔ اصل میں بلبل ہمیں خوش کرنے کے لیے نہیں گاتی، اس کو تو اس کے غم ہی نہیں چھوڑتے۔ بلبل کی موسیقی کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے مصنف بیان کرتا ہے کہ بلبل کے راگ پکے ہیں یا کچے، اس سلسلے میں ہم کچھ نہیں جانتے۔ البتہ یہ بات بہت اچھی ہے کہ بلبل ہمارے ملک میں پائے جانے والے اُن موسیقاروں سے بہت بہتر ہے کہ بلاوجہ ایک ایک گھنٹے کے بے سُرے راگ الاپ کر موسیقی کو خراب نہیں کرتی۔ اس کے بعد بلبل کی موسیقی کی دوسری خوبی بیان کرتے ہوئے مصنف کہتا ہے کہ جس وقت بلبل کے سُر خراب ہو جاتے ہیں تو یہ وقت ضائع کرنے کے لیے مزید بے سرے راگ نہیں الاپتی، نہ ہی اپنا بے سُرا ہونے کا ذمہ دار ساز والوں کو قرار دیتی ہے، نہ ہی اپنے گلے کی خرابی کا بہانہ بناتی ہے۔ اگر آپ کو اس کے راگ نہ پسند آئیں تو آپ اسے آسانی سے خاموش کرا سکتے ہیں۔

پیراگراف نمبر5 کوا باورچی خانے کے پاس بہت مسرور رہتا ہے۔ ہر لحظے کے بعد کچھ اُٹھا کر کسی اور کے لیے کہیں پھینک آتا ہے اور درخت پر بیٹھ کر سوچتا ہے کہ زندگی کتنی حسین ہے۔ کہیں بندوق چلے تو کوے اسے ذاتی توہین سمجھتے ہیں اور دفعتاً لاکھوں کی تعداد میں کہیں سے آ جاتے ہیں۔ اس قدر شور مچاتے ہیں کہ بندوق چلانے والا مہینوں پچھتاتا رہتا ہے۔ بارش ہوتی ہے تو کوے نہاتے ہیں اور حفظانِ صحت کے اصولوں کا ذرا خیال نہیں رکھتے۔ (RWP. GII, AJK. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا نام .... ملکی پرندے اور دوسرے جانور (ii) مصنف کا نام .... شفیق الرحمان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مسرور رہتا	خوشی محسوس کرتا	دفعتاً	ایک ہی بار، فوراً	حفظانِ صحت	صحت کی حفاظت

تشریح زیرِ تشریح اقتباس میں مصنف نے کوے کی عادات کے بارے میں معلومات فراہم کی ہیں۔ مصنف نے بتایا ہے کہ کوا باورچی خانے کے پاس بہت خوش ہوتا ہے، ہر لمحے کے بعد کچھ نہ کچھ اُٹھا کر کسی اور کے لیے کہیں پھینک آتا ہے۔ جب وہ درخت پر بیٹھا ہوتا ہے تو ایسا

گمان ہوتا ہے جیسے سوچ رہا ہو کہ زندگی کتنی حسین ہوتی ہے۔ اگر کہیں سے بندوق چلتی ہے تو کوے اس کو اپنی ذاتی بے عزتی سمجھتے ہیں اور ایسا لگتا ہے جیسے احتجاج کرنے کے لیے دیکھتے ہی دیکھتے ایک ہی بار میں لاکھوں کی تعداد میں کوے کہیں سے آ گئے ہیں۔ اس کے بعد پھر کیا ہوتا ہے؟ اس قدر شور کہ بندوق چلانے والا اس بندوق کے چلانے پر مہینوں پچھتاتا رہتا ہے اور افسوس کرتا ہے۔ جب کبھی بارش ہوتی ہے تو کوے اس بارش میں نہاتے ہیں اور صحت کی حفاظت کے آداب کا بالکل بھی خیال نہیں رکھتے۔

پیراگراف نمبر 6 دن بھر اُلّو آرام کرتا ہے اور رات بھر ہُو ہُو کرتا ہے۔ اس میں کیا مصلحت پوشیدہ ہے؟ میرا قیاس اتنا ہی صحیح ہے جتنا کہ آپ لوگوں کا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اُلّو تُو ہی تُو کا وظیفہ پڑھتا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو وہ ان خود پسندوں سے ہزار درجہ بہتر ہے جو ہر وقت میں ہی میں کا ورد کرتے رہتے ہیں۔ (DGK. GII, FBD. GII)

حوالہ متن (i) سبق کا نام ...... ملکی پرندے اور دوسرے جانور (ii) مصنف کا نام ...... شفیق الرحمان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
پوشیدہ	چھپا ہوا	قیاس	خیال	خود پسندوں	خود کو بہتر سمجھنے والے

تشریح مذکورہ اقتباس میں مصنف اُلو کی زندگی پر گفتگو کر رہا ہے وہ کہتا ہے کہ اُلو سارا دن فارغ بیٹھا رہتا ہے۔ وہ سارا دن آرام کرتا ہے۔ اور رات کو بار بار ہُو ہُو کی آواز نکالتا ہے۔ اس آواز میں کیا راز چھپا ہوا ہے۔ وہ بار بار ایسا کیوں کہتا ہے۔ مصنف اس بارے میں خیال کرتا ہے کہ لوگوں کی طرح میرا بھی یہی خیال ہے۔ کہ اُلو تُو ہی تو بار بار کہتا ہے۔ اگر واقعی وہ یہی الفاظ دہراتا ہے تو اُلو ان لوگوں سے ہزار گنا بہتر ہے جو ہر وقت اپنی ہی تعریف میں لگے رہتے ہیں۔ اُن کے منہ سے میں ہی میں نکلتا ہے۔

حل مشقی سوالات

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) کوا گرامر میں ہمیشہ کیا استعمال ہوتا ہے؟ (BWP. GII, SWL. GI)

جواب: کوا گرامر میں ہمیشہ مذکر استعمال ہوتا ہے۔

(ب) پہاڑی کوا کتنا لمبا ہوتا ہے؟ (GRW. GI)

جواب: پہاڑی کوا ڈیڑھ فٹ لمبا اور وزنی ہوتا ہے۔ پہاڑی کوا بدنما ہوتا ہے اور عام کوے سے جسم میں زیادہ بڑا ہوتا ہے۔

(ج) بندوق چلے تو کوے کیا کرتے ہیں؟ (RWP. GI)

جواب: بندوق چلے تو کوے اسے ذاتی توہین سمجھتے ہیں اور اُسی وقت لاکھوں کی تعداد میں کہیں سے آ جاتے ہیں۔ اس قدر شور مچتا ہے کہ بندوق چلانے والا مہینوں پچھتاتا رہتا ہے۔

(د) ہم ہر خوش گلو پرندے کو بلبل سمجھتے ہیں۔ اس میں قصور کس کا ہے؟ (LHR. GII, GRW. GII, DGK. GI)

جواب: ہم ہر خوش گلو پرندے کو بلبل سمجھتے ہیں۔ اس میں قصور ہمارا نہیں، ہمارے ادب کا ہے۔ شاعروں نے نہ بلبل دیکھی ہے، نہ اُسے سنا ہے، کیونکہ اصلی بلبل اس ملک میں نہیں پائی جاتی۔

(ہ) بلبل کے گانے کی کیا وجہ ہے؟ (GRW. GII, SGD. GI, MLN. GII, RWP. GII)

جواب: ماہرین کا خیال ہے کہ بلبل کے گانے کی وجہ اس کی غمگین خانگی زندگی ہے۔

(و) بلبل بہت سے موسیقاروں سے کیوں بہتر ہے؟

جواب: بلبل بہت سے موسیقاروں سے بہتر ہے کیونکہ وہ گھنٹوں کے لیے راگ نہیں الاپتی' بے سُری ہو جائے تو بہانے نہیں کرتی کہ سازوالے نکمے ہیں، آج گلا خراب ہے، آپ تنگ آ جائیں تو اسے آسانی سے خاموش کرا سکتے ہیں۔

(ز) بھینس کا مشغلہ کیا ہے؟ (SWL. GII, LHR. GII, GRW. GI, SGD. GII, AJK. GII)

جواب: بھینس کا مشغلہ جگالی کرنا ہے یا تالاب میں لیٹے رہنا ہے۔ اکثر وہ نیم باز آنکھوں سے اُفق کو بھی تکتی رہتی ہے۔

(ح) بھینس کس لحاظ سے انسان سے زیادہ خوش نصیب ہے؟ (SGD. GII)

جواب: بھینس اس لحاظ سے انسانوں سے زیادہ خوش نصیب ہے کہ اس کا حافظہ کمزور ہے اسے کل کی بات آج یاد نہیں رہتی۔

(ط) اُلو کی کتنی قسمیں بتائی جاتی ہیں؟

جواب: اُلو کی بیس قسمیں بتائی جاتی ہیں۔ مصنف کے خیال میں پانچ چھے قسمیں ہی کافی تھیں۔

(ی) اُلو کو کون پسند کر سکتا ہے؟ (SWL. GII, BWP. GI)

جواب: اُلو کو وہی پسند کر سکتا ہے جو فطرت کا ضرورت سے زیادہ مداح ہو۔

(س) اُلو کو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت سے دلچسپی کیوں نہیں؟

جواب: اُلو کو اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت سے کوئی دلچسپی نہیں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہ سب بے سود ہے۔

(ص) بلی کتنے عرصے میں سدھائی جا سکتی ہے؟ (DGK. GI, GRW. GI)

جواب: بلی ایک سال میں سدھائی جا سکتی ہے۔

۲۔ متن کو مدِنظر رکھ کر درست جملوں پر (✓) کا نشان لگائیں۔

(الف) کوے کی نظر بڑی تیز ہوتی ہے۔	✓
(ب) کوا باورچی خانے کے پاس بہت اُداس رہتا ہے۔	✗
(ج) ہم ہر خوش گلو پرندے کو بلبل سمجھتے ہیں۔	✓
(د) اُلو شہروں میں رہتا ہے۔	✗
(ہ) بلی اور کتے کی رقابت مشہور ہے۔	✓

۳۔ دیے گئے الفاظ میں سے موزوں الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں۔

(الف) کوا گرامر میں ہمیشہ .... استعمال ہوتا ہے۔ (غلط، زیادہ، مذکر، مؤنث)
(GRW. GI, RWP. GI, SWL. GI, DGK. GI, AJK. GII, FBD. GII)

(ب) کوا باورچی خانے کے پاس بہت .... رہتا ہے۔ (ناخوش، اداس، خوف زدہ، مسرور)
(GRW. GII, SWL. GI, BWP. GII)

(ج) کوا .... نہیں سکتا اور کوشش بھی نہیں کرتا۔ (سمجھ، ہنس، دوڑ، گا)
(LHR. GI)

(د) بلبل ایک .... پرندہ ہے۔ (پالتو، گھریلو، روایتی، عاشق مزاج)
(MLN. GI, SWL. GI, RWP. GI, SWL. GII, BWP. GI)

(ہ) .... کی قسمیں نہیں ہوتیں وہ سب ایک جیسی ہوتی ہیں۔ (بلی، بھینس، چڑیا، بلبل)

(و) بھینس کے .... شکل صورت میں ننھیال اور ددھیال دونوں پر جاتے ہیں۔ (پاؤں، سنگ، بال، بچے)

(ز) اُلو کی .... قسمیں بتائی جاتی ہیں۔ (بیس، تیس، چالیس، چند)

(MLN. GII, BWP. GII, FBD. GI, GRW. GII, DGK. GI)

(ح) بلبلوں کی .... قسمیں بتائی گئی ہیں۔ (ان گنت، کئی، بہت کم، نایاب)

جوابات: (الف) مذکر (ب) مسرور (ج) گا (د) روایتی
(ہ) بھینس (و) بچے (ز) بیس (ح) کئی

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

صبح، سیاہ، تیز، اصلی، پکا، خراب، محبت، روشن

جواب:

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
صبح	شام	اصلی	نقلی، مصنوعی	محبت	نفرت
سیاہ	سفید	پکا	کچا	روشن	تاریک
تیز	سُست	خراب	صحیح، درست		

۵۔ اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کیجیے۔

مذکر، مختصر، نجم، مسرور، حفظانِ صحت، خوش گلو، مضحکہ خیز، نالہ و شیون، نقل وطن، روزمرہ

جواب: مُذکّر، مُختصَر، نُجم، مَسْرُور، حِفظانِ صحّت، خُوش گُلو، مُضحکہ خیز، نالہ وشیون، نقلِ وطن، روزمرّہ

۶۔ مذکر اور مؤنث الفاظ الگ الگ کریں۔

نظر، زندگی، باورچی خانہ، بلبل، گلاب، اُلو، راگ، آہ وزاری، مصلحت، قیاس

الفاظ	مذکر	مؤنث
نظر		نظر
زندگی		زندگی
باورچی خانہ	باورچی خانہ	
بلبل		بلبل
گلاب	گلاب	
اُلو	اُلو	
راگ	راگ	
آہ وزاری		آہ وزاری
مصلحت		مصلحت
قیاس	قیاس	

۷۔ مصنف نے اُلّو کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے اسے اختصار کے ساتھ بیان کریں۔

جواب: اُلّو بردبار اور دانشمند ہونے کے باوجود اُلّو ہی رہتا ہے۔ وہ کھنڈرات میں رہتا ہے۔ بادشاہوں کے روزنامچوں میں اس کے تذکرے ہونے کے باوجود اس کی پوزیشن بہتر نہیں ہوئی۔ اُلّو کی تین اقسام ہیں۔ مصنف کے خیال میں پانچ چھے قسمیں ہونا ہی کافی ہے۔ اُلّوؤں کی عادتیں آپس میں اتنی ملتی جلتی ہیں کہ ایک اُلّو دیکھ لینا تمام اُلّوؤں کو دیکھنے کے ہی مترادف ہے۔ فطرت کا ضرورت سے زیادہ مذاح ہی اُلّو کو پسند کر سکتا ہے۔ روزمرہ کے اُلّو کو بوم اور بوم سے بڑے کو چغد کہتے ہیں۔ چغد سے بڑا اُلّو ابھی تک دریافت نہیں ہوا۔ اُلّو دن بھر آرام اور رات بھر ہو ہو کرتا ہے۔ اس کی مصلحت تو معلوم نہیں مگر یہ صحیح ہے کہ اُلّو تُو ہی تُو کا وظیفہ پڑھتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ اُن خود پسندوں سے بہتر ہے جو ہر وقت اپنی ذات کے لیے میں ہی میں کا ورد کرتے رہتے ہیں۔ شوخ اور باتونی باتوں میں اُلّو کا مرتبہ اس لیے بلند ہے کیونکہ وہ خاموش رہتا ہے۔ لوگ اس کو صرف اس لیے عقلمند سمجھتے ہیں کہ یہ کبھی مسکراتا نہیں ہے۔

۸۔ سبق کا عنوان، مصنف کا نام اور اقتباس کے موقع و محل کی وضاحت کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اقتباس کی تشریح کریں۔

بلبل کے راگ گاتی ہے یا کچھ؟.................. آپ تنگ آ جائیں تو اسے خاموش کرا سکتے ہیں۔

جواب: دیکھیے پیچھے پیراگراف "2" کی تشریح۔

مرکب ناقص اور مرکب تام میں فرق:

دو یا دو سے زیادہ لفظوں کے مجموعے کو مرکب کہتے ہیں۔ مرکب کی دو بڑی قسمیں ہیں:

(الف) مرکب ناقص (ب) مرکب تام

مرکب ناقص: دو یا دو سے زیادہ لفظوں کا ایسا مجموعہ جو پورا مفہوم ادا نہ کرے اور سننے والے پر اس کا مطلب واضح نہ ہو۔ مثالیں دیکھیے:

(الف) میرا بھائی (ب) کرسی پر (ج) چار آم
(د) مضبوط دیوار (ہ) قیمتی گھڑی وغیرہ۔

مرکب تام: دو یا دو سے زیادہ لفظوں کا ایسا مجموعہ جو پورا مفہوم ادا کرے اور سننے والے پر اس کا مطلب اچھی طرح واضح ہو۔ مرکب تام کو جملہ بھی کہتے ہیں۔ مثالیں دیکھیے:

(الف) میرا بھائی بیمار ہے۔ (ب) وہ کرسی پر بیٹھا تھا۔ (ج) میں نے چار آم خریدے۔
(د) یہ کرسی بڑی مضبوط ہے۔ (ہ) اسلم نے ایک قیمتی گھڑی چرائی۔

سرگرمیاں

ا۔ مصنف شفیق الرحمان کا کوئی اور مزاحیہ مضمون اپنے استاد سے پوچھ کر پڑھیں۔

جواب: شریر پھول:

اپنے بچپن کی جو جو باتیں مجھے یاد ہیں ان سب میں نمایاں پھول ہیں۔ ابا کا جہاں کہیں تبادلہ ہوتا وہیں باغوں میں گھری ہوئی کوٹھی ملتی، پھولوں سے لپٹے ہوئے باغ جہاں درختوں سے زیادہ پھولدار پودے ہوتے۔ میں نے ہوش سنبھال کر پہلے دو چیزیں دیکھیں ـــــ امی کا پُر شفقت چہرہ اور رنگ برنگے پھول، گلدانوں میں سجے ہوئے پھول، ننھی کے بالوں میں لگے ہوئے پھول، انا کے گلے میں پڑے ہوئے پھولوں کے ہار، حوض میں تیرتے ہوئے خوشبودار پھول، ابا کی میز پر رکھے ہوئے پھولوں کے گچھے ـــــ گھر میں چاروں طرف پھول ہی پھول ہوتے۔ صحن تو پھولوں سے بھرا رہتا اور انا مجھے پھولوں سے متعلق کہانیاں سنایا کرتی۔ اس نے مجھے بتایا کہ

پھول بے جان نہیں ہوتے یہ ہماری تمہاری طرح سانس لیتے ہیں۔ ہنستے ہیں، مسکراتے ہیں، بعض اوقات غمگین بھی ہو جاتے ہیں اور سب سے زیادہ شریر گلاب کے پھول ہیں جن کا کام ہر وقت مسرور رہنا ہے۔ یہ دوسروں پر ہنستے رہتے ہیں۔ کسی کو اداس دیکھا اور قہقہے لگانے لگے۔ گل اشرفی وہاں ہوتا ہے جہاں زمین میں سونا ہی سونا ہے۔ رات کی رانی کے پھولوں کی کبھی سورج سے لڑائی ہو گئی تھی چنانچہ اس کی زد میں وہ کبھی دن میں نہیں کھلتے ہمیشہ رات کو کھلتے ہیں۔ سورج مکھی کا پھول البتہ سورج پر عاشق ہے لیکن سنا ہے کہ سورج اس کی ذرا پروا نہیں کرتا۔ سورج پھولوں کو اچھا نہیں سمجھتا۔ وہ کسی نہ کسی پہ عاشق ضرور ہے جبھی تو ہر وقت جلتا رہتا ہے لیکن سورج مکھی کو خواہ مخواہ کی غلط فہمی ہے۔ چنبیلی کے پھول بے حد غمگین رہتے ہیں، کوئی ان سے ملنے کا وعدہ کر کے چلا گیا ہے۔ ابھی تک نہیں آیا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دن رات منتظر رہتے ہیں۔ جہاں شبو کی کلیاں ہوں وہاں رات کو پریاں اُترتی ہیں اور رات بھر کھیلتی رہتی ہیں، کلیوں کو گدگداتی ہیں۔ اگر اتفاق سے کوئی ہنس دے تو وہ کھل کر پھول بن جاتی ہے۔ آسمان سے پریاں کسی کسی جگہ اترتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شبو کی کلیاں ہر جگہ نہیں ملتیں اور شبو کے پھول تو قسمت ہی سے نظر آتے ہیں۔ صبح کے وقت جو ہوا چلتی ہے وہ موتیے کی کلیوں کا منہ چومتی ہے اور کلیاں چٹک چٹک کر پھول بن جاتی ہیں۔ جو نکھار اور روپ صبح صبح موتیے کے پھولوں پر ہوتا ہے چمن کے کسی پھول پر نہیں ہوتا۔ چھوئی موئی کی کلیاں بے حد شرمیلی ہیں۔ وہ ہر وقت شرماتی رہتی ہیں۔ لالا ایسی بہت سی باتیں سنایا کرتیں اور میں بڑے شوق سے سنتا۔ میں ہمیشہ پھولوں کو جاندار مخلوق سمجھتا رہا ہوں۔ بچپن میں میں اگر کسی کو پھول توڑتے دیکھتا تو میرا جی چاہتا کہ اس کا منہ نوچ لوں۔ ہر روز میں لالا سے لڑتا۔ وہ صبح صبح اتنے پھول توڑتی کہ سارا باغ خالی ہو جاتا۔ جب مجھے سکول سے فرصت ملتی سیدھا باغ میں جا پہنچتا۔ مالی بہتیرا منع کرتا لیکن میں خود پھولوں کو سینچتا۔ ایک دن میں نے دیکھا کہ مالی ایک بڑی سی قینچی لیے پودوں کو تراش رہا ہے۔ رات کو میں چپکے سے اس کی جھونپڑی میں گیا۔ قینچی چُرا لی اور سامنے بہتی ہوئی ندی میں پھینک آیا۔

میں اُن پھولوں کو بے حد معصوم سمجھتا تھا، بالکل بھولے بھالے جنہیں کچھ بھی تو پتا نہیں لیکن میرا خیال غلط نکلا۔ پھول سیدھے سادھے ہرگز نہیں ہوتے۔ وہ انتہا سے زیادہ شریر ہوتے ہیں، سوائے شرارتوں کے اُن کو اور کوئی کام ہی نہیں، جب دیکھو کچھ نہ کچھ کرتے رہتے ہیں۔

۲۔ بچوں کو علامہ اقبالؒ کی وہ سبق آموز نظمیں ضرور پڑھائی اور یاد کرائی جائیں، جن میں پرندوں اور جانوروں کا ذکر ہے۔ مثلاً "ہمدردی"، "ایک مکڑا اور مکھی"، "ایک پہاڑ اور گلہری" اور "ایک گائے اور بکری" وغیرہ۔

جواب:

ہمدردی

ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا — بلبل تھا کوئی اداس بیٹھا
کہتا تھا کہ رات سر پہ آئی — اُڑنے چگنے میں دن گذارا
پہنچوں کس طرح آشیاں تک — ہر چیز پہ چھا گیا اندھیرا
سُن کر بلبل کی آہ و زاری — جگنو کوئی پاس ہی سے بولا
حاضر ہوں مدد کو جان و دل سے — کیڑا ہوں اگرچہ میں ذرا سا
کیا غم ہے جو رات ہے اندھیری — میں راہ میں روشنی کروں گا
اللہ نے دی ہے مجھ کو مشعل — چمکا کے مجھے دیا بنایا
ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

ایک مکڑا اور مکھی

اک دن کسی مکھی سے یہ کہنے لگا مکڑا
اس راہ سے ہوتا ہے گزر روز تمہارا

لیکن مری کٹیا کی نہ جاگی کبھی قسمت
بھولے سے کبھی تم نے یہاں پاؤں نہ رکھا

غیروں سے نہ ملیے تو کوئی بات نہیں ہے
اپنوں سے مگر چاہیے یوں کھنچ کے نہ رہنا

آؤ جو مرے گھر میں تو عزت ہے یہ میری
وہ سامنے سیڑھی ہے جو منظور ہو آنا

مکھی نے سنی بات جو مکڑے کی تو بولی
حضرت! کسی نادان کو دیجیے گا یہ دھوکا!

اس جال میں مکھی کبھی آنے کی نہیں ہے
جو آپ کی سیڑھی پہ چڑھا، پھر نہیں اترا

مکڑے نے کہا: واہ! فریبی مجھے سمجھے
تم سا کوئی نادان زمانے میں نہ ہوگا

منظور تمہاری مجھے خاطر تھی، وگرنہ
کچھ فائدہ اپنا تو مرا اس میں نہیں تھا

اڑتی ہوئی آئی ہو خدا جانے کہاں سے
ٹھہرو جو مرے گھر میں تو ہے اس میں برا کیا؟

اس گھر میں کئی تم کو دکھانے کی ہیں چیزیں
باہر سے نظر آتی ہے چھوٹی سی یہ کٹیا

لٹکے ہوئے دروازوں پہ باریک ہیں پردے
دیواروں کو آئینوں سے ہے میں نے سجایا

مہمانوں کے آرام کو حاضر ہیں بچھونے
ہر شخص کو ساماں یہ میسر نہیں ہوتا

مکھی نے کہا: خیر! یہ سب ٹھیک ہے لیکن
میں آپ کے گھر آؤں، یہ امید نہ رکھنا!

ان نرم بچھونوں سے خدا مجھ کو بچائے
سو جائے کوئی ان پہ تو پھر اٹھ نہیں سکتا!

مکڑے نے کہا دل میں، سنی بات جو اس کی
پھانسوں اسے کس طرح یہ کم بخت ہے دانا

سو کام خوشامد سے نکلتے ہیں جہاں میں
دیکھو جسے دنیا میں خوشامد کا ہے بندا

یہ سوچ کے مکھی سے کہا اس نے بڑی بی!
اللہ نے بخشا ہے بڑا آپ کو رتبا!

ہوتی ہے اسے آپ کی صورت سے محبت
ہو جس نے کبھی ایک نظر آپ کو دیکھا

آنکھیں ہیں کہ ہیرے کی چمکتی ہوئی کنیاں
سر آپ کا اللہ نے کلغی سے سجایا

یہ حسن، یہ پوشاک، یہ خوبی، یہ صفائی!
پھر اس پہ قیامت ہے یہ اڑتے ہوئے گانا

مکھی نے سنی جب یہ خوشامد تو پسیجی،
بولی کہ نہیں آپ سے مجھ کو کوئی کھٹکا

انکار کی عادت کو سمجھتی ہوں برا میں
سچ یہ ہے کہ دل توڑنا اچھا نہیں ہوتا

یہ بات کہی اور اڑی اپنی جگہ سے
پاس آئی تو مکڑے نے اچھل کر اسے پکڑا

بھوکا تھا کئی روز سے اب ہاتھ جو آئی
آرام سے گھر بیٹھ کے مکھی کو اڑایا

ایک پہاڑ اور گلہری

کوئی پہاڑ یہ کہتا تھا اک گلہری سے
تجھے ہو شرم تو پانی میں جا کے ڈوب مرے

ذرا سی چیز ہے، اس پر غرور! کیا کہنا!
یہ عقل اور یہ سمجھ، یہ شعور! کیا کہنا!

خدا کی شان ہے ناچیز چیز بن بیٹھیں!
جو بے شعور ہوں یوں باتمیز بن بیٹھیں!

تری بساط ہے کیا میری شان کے آگے؟
زمیں ہے پست مری آن بان کے آگے

جو بات مجھ میں ہے، تجھ کو وہ ہے نصیب کہاں
بھلا پہاڑ کہاں، جانور غریب کہاں!

کہا یہ سن کے گلہری نے، منہ سنبھال ذرا
یہ کچی باتیں ہیں دل سے انھیں نکال ذرا!

جو میں بڑی نہیں تیری طرح تو کیا پروا!
نہیں ہے تو بھی تو آخر مری طرح چھوٹا

ہر ایک چیز سے پیدا خدا کی قدرت ہے
کوئی بڑا، کوئی چھوٹا، یہ اس کی حکمت ہے

بڑا جہان میں تجھ کو بنا دیا اس نے
مجھے درخت پہ چڑھنا سکھا دیا اس نے

قدم اٹھانے کی طاقت نہیں ذرا تجھ میں
نری بڑائی ہے! خوبی ہے اور کیا تجھ میں

جو تو بڑا ہے تو مجھ سا ہنر دکھا مجھ کو
یہ چھالیا ہی ذرا توڑ کر دکھا مجھ کو

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

ایک گائے اور بکری

اک چراگاہ ہری بھری تھی کہیں
تھی سراپا بہار جس کی زمیں

کیا سماں اس بہار کا ہو بیاں
ہر طرف صاف ندیاں تھیں رواں

تھے اناروں کے بے شمار درخت
اور پیپل کے سایہ دار درخت

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آتی تھیں
طائروں کی صدائیں آتی تھیں

کسی ندی کے پاس ایک بکری
چرتے چرتے کہیں سے آنکلی

جب ٹھہر کر ادھر ادھر دیکھا
پاس اک گائے کو کھڑے پایا

پہلے جھک کر اسے سلام کیا
پھر سلیقے سے یوں کلام کیا

کیوں بڑی بی! مزاج کیسے ہیں؟
گائے بولی کہ خیر اچھے ہیں

کٹ رہی ہے بری بھلی اپنی
ہے مصیبت میں زندگی اپنی

جان پر آ بنی ہے، کیا کہیے! — اپنی قسمت بُری ہے، کیا کہیے!
دیکھتی ہوں خدا کی شان کو میں — رو رہی ہوں بُروں کی جان کو میں
زور چلتا نہیں غریبوں کا — پیش آیا لکھا نصیبوں کا
آدمی سے کوئی بھلا نہ کرے — اس سے پالا پڑے، خدا نہ کرے!
دودھ کم دوں تو بڑبڑاتا ہے — ہوں جو دبلی، تو بیچ کھاتا ہے
ہتھکنڈوں سے غلام کرتا ہے! — کن فریبوں سے رام کرتا ہے!
اس کے بچوں کو پالتی ہوں میں — دودھ سے جان ڈالتی ہوں میں
بدلے نیکی کے یہ برائی ہے — میرے اللہ! تیری دہائی ہے!!
سُن کے بکری یہ ماجرا سارا — بولی، ایسا گلہ نہیں اچھا
بات سچی ہے بے مزا لگتی — میں کہوں گی مگر خدا لگتی
یہ چراگ، یہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا — یہ ہری گھاس اور یہ سایا
ایسی خوشیاں ہمیں نصیب کہاں! — یہ کہاں، بے زباں غریب کہاں!
یہ مزے آدمی کے دَم سے ہیں — لُطف سارے اسی کے دَم سے ہیں
اس کے دم سے ہے اپنی آبادی — قید ہم کو بھلی کہ آزادی!
سو طرح کا بنوں میں ہے کھٹکا — واں کی گُزران سے بچائے خدا!
ہم پہ احسان ہے بڑا اس کا — ہم کو زیبا نہیں گلہ اس کا
قدر آرام کی اگر سمجھو — آدمی کا کبھی گلہ نہ کرو
گائے سُن کر یہ بات شرمائی — آدمی کے گِلے سے پچھتائی
دل میں پرکھا بھلا بُرا اُس نے — اور کچھ سوچ کر کہا اُس نے

یوں تو چھوٹی ہے ذات بکری کی
دل کو لگتی ہے بات بکری کی

اشاراتِ تدریس

۱۔ **اساتذہ طلبہ کو بتائیں کہ مزاحیہ ادب اپنے ظاہری رویوں میں سنجیدہ ادب سے بالکل مختلف ہوتا ہے لیکن ہر دو طرح کے ادب کا مقصد معاشرے کی اصلاح ہوتا ہے۔**

جواب: مزاحیہ ادب ہر لحاظ سے سنجیدہ ادب سے مختلف ہوتا ہے۔ مزاحیہ ادب میں طنز و مزاح کے ذریعے معاشرے کے رویوں کے منفی پہلو کو بے نقاب کیا جاتا ہے۔ نیز معاشرتی اصلاح کی کوشش کی جاتی ہے۔ مزاحیہ ادب میں قاری کے لیے دلچسپی کے زیادہ مواقع ہوتے ہیں لیکن دونوں طرح کے ادب کا مقصد معاشرے کی اصلاح کرنا ہی ہوتا ہے۔

۲۔ **اس بات کی وضاحت کی جائے کہ مزاح کے لیے کوئی صنف مخصوص نہیں ہے۔ اردو ادب میں مضامین، سفرنامے، ڈرامے اور انشائیے وغیرہ کی صورت میں مزاحیہ ادب کے اچھے نمونے ملتے ہیں۔**

جواب: عملی کام

۳۔ جن جانوروں اور پرندوں کا ذکر سبق میں موجود ہے۔ سبق پڑھانے سے قبل اُن کا عام تعارف کرایا جائے۔

جواب: 1- **کوا:** کوا ایک پرندہ ہے جس کا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ کوا میدانی علاقوں میں آبادی کے قریب رہنا پسند کرتا ہے۔ اس کی خوراک میں سبزی، گوشت، پھل، دانہ دنکا وغیرہ شامل ہے۔ بعض اوقات بہت سے کوے مل کر شور مچاتے ہیں۔ اکٹھے اُڑنا پسند کرتے ہیں۔

2- **بلبل:** بلبل جنگلوں میں پایا جانے والا ایک چھوٹا سا پرندہ ہے۔ پرندوں میں سب سے زیادہ پُر تاثیر آواز بلبل کی سمجھی جاتی ہے اسی بنا پر شاعر حضرات نے اسے خوش الحان پرندہ قرار دیا ہے۔

3- **بھینس:** بھینس دو طرح کے رنگوں میں ملتی ہے۔ جن میں بھورا اور کالا رنگ شامل ہیں۔ بھینس کا دودھ حاصل کیا جاتا ہے۔ اسے گھروں میں پالا جاتا ہے۔ اس کا دودھ ایک صحت بخش غذا ہے۔ دودھ سے مکھن، پنیر اور گھی بھی بنایا جاتا ہے۔

4- **اُلّو:** اُلّو جنگلوں میں پایا جانے والا پرندہ ہے۔ اُلّو کے بارے میں مشرق اور مغرب کے ادیبوں کے خیالات قدرے مختلف ہیں۔ مغرب میں اسے عقل مند جب کہ مشرق میں بے وقوف خیال کیا جاتا ہے۔

5- **بلی:** بلی کے کئی رنگ اور قسمیں ہوتی ہیں۔ بلی بھی ایک پالتو جانور ہے۔ بلی شوق سے دودھ پیتی ہے۔ بلی چوہوں کی دشمن ہے۔

۴۔ جانوروں اور پرندوں کی جو خصوصیات مصنف نے بیان کی ہیں اور پھر اُن کا ذکر جس علامتی انداز میں کیا ہے اُس کی وضاحت کی جائے۔

جواب: دیکھیے خلاصہ

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

-1 مصنف شفیق الرحمان مشہور ہیں بطور ممتاز: (RWP. GI, AJK. GI, SGD. GI)
(A) ناول نگار (B) ڈراما نویس (C) شاعر (D) افسانہ نگار

-2 شفیق الرحمان آرمی کے کس عہدے سے ریٹائر ہوئے؟ (SGD. GI)
(A) سپاہی (B) میجر (C) میجر جنرل (D) صوبیدار میجر

-3 پہاڑی کوے کی لمبائی ہوتی ہے۔ (GRW. GII, RWP. GII)
(A) ایک فٹ (B) ڈیڑھ فٹ (C) دو فٹ (D) اڑھائی فٹ

-4 کوے کی بڑی تیز ہوتی ہے۔ (LHR. GII, AJK. GII)
(A) چونچ (B) نظر (C) رفتار (D) رنگت

-5 ہم ہر خوش گلو پرندے کو سمجھتے ہیں: (FBD. GI)
(A) کوا (B) بلبل (C) الو (D) بوم

-6 عام طور پر بلبل کو دعوت دی جاتی ہے: (LHR. GII)
(A) گانے کی (B) شور مچانے کی (C) اڑنے کی (D) آہ وزاری کی

-7 بھینسوں کی قسمیں ہوتی ہیں: (LHR. GII)
(A) دس (B) بیس (C) پندرہ (D) نہیں

-8 بھینس اکثر نیم باز آنکھوں سے کس کو تکتی رہتی ہے؟ (DGK. GII)

(A) افق (B) بھینسے (C) مخالف (D) زمین

-9 اُلو ....میں رہتا ہے: (MLN. GII)

(A) شہروں (B) بستیوں (C) کھنڈروں (D) محلوں

-10 دن بھر اُلو آرام کرتا ہے اور رات بھر کرتا ہے۔ (SWL. GII, SWL. GI)

(A) میں ہی میں (B) تو ہی تو (C) ہُو ہُو (D) اللہ ہُو

-11 سبق "ملکی پرندے اور دوسرے جانور" میں کس جانور کا ذکر نہیں ہے: (DGK. GII)

(A) کوا (B) بلی (C) بھینس (D) ہاتھی

-12 بلبل کے گانے کی وجہ ہے: (GRW. GII)

(A) سریلی آواز (B) مزاج (C) غمگین خانگی زندگی (D) طوطی

-13 بلبل ایک پرندہ ہے: (SWL. GI)

(A) پالتو (B) گھریلو (C) روایتی (D) عاشق مزاج

-14 اُلو کی قسمیں بتائی جاتی ہیں: (RWP. GI)

(A) بیس (B) تیس (C) چالیس (D) پچاس

-15 کوا باورچی خانہ کے پاس بہت رہتا ہے: (SGD. GII)

(A) ناخوش (B) اداس (C) خوف زدہ (D) مسرور

-16 افسانوں کا مجموعہ "کرنیں" لکھا ہے: (DGK. GI)

(A) شفیق الرحمان نے (B) کرنل محمد خان نے (C) پریم چند نے (D) میرزا ادیب نے

جوابات: (1) افسانہ نگار (2) میجر جنرل (3) ڈیڑھ فٹ (4) نظر (5) بلبل
(6) آہ و زاری کی (7) نہیں (8) افق (9) کھنڈروں (10) ہُو ہُو
(11) ہاتھی (12) غمگین خانگی زندگی (13) روایتی (14) بیس
(15) مسرور (16) شفیق الرحمان نے

مختصر جوابی سوالات

-1 سبق "ملکی پرندے اور دوسرے جانور میں" مصنف نے جن جانوروں اور پرندوں کا ذکر کیا ہے اُن میں سے چار کے نام تحریر کریں۔

جواب: 1- کوا 2- بلبل 3- اُلو 4- بلی

-2 بھینسے کو کیوں نکما سمجھا جاتا ہے؟

جواب: بھینسے کو بالکل نکما سمجھا جاتا ہے کیوں کہ اس کو ہل میں جوتنے کی سکیم ناکام ثابت ہوئی ہے۔ وہ دائمی طور پر تھکا ہوا اور ازلی سست ہے۔

-3 بھینس کو کس لحاظ سے انسان سے خوش قسمت کہا جاتا ہے؟ (DGK. GI)

جواب: بھینس اس لحاظ سے انسانوں سے زیادہ خوش نصیب ہے کہ اس کا حافظہ کمزور ہے اسے کل کی بات آج یاد نہیں رہتی۔

***

کرنل محمد خان (۱۹۲۰ء ـــ ۱۹۹۹ء)

مقاصدِ تدریس

۱۔ طلبہ کو کرنل محمد خان کے واقعاتی اسلوبِ مزاح سے آگاہ کرنا۔
۲۔ دیہات اور دیہاتیوں کی سادگی اور اُن کے خلوص سے متعارف کرانا۔
۳۔ طلبہ کو یہ بتانا کہ انسان کی قدر و قیمت اُس کے خلوص، محنت اور اصلیت پر منحصر ہے۔

مصنف کا مختصر تعارف

کرنل محمد خان چکوال میں ۱۹۲۰ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم چکوال میں اپنے گاؤں سے ہی حاصل کی۔ میٹرک کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ ۱۹۴۰ء میں بطور سیکنڈ لیفٹیننٹ کمیشن کے حصول میں کامیاب ہوئے۔ قیامِ پاکستان کے بعد پاکستانی فوج میں شامل ہو گئے اور دفاعِ پاکستان کے لیے خود کو وقف کر دیا۔ ۱۹۶۵ء میں ''رَن کچھ'' کے محاذ پر نمایاں کارنامے انجام دیے۔ پاک فوج میں ملک و قوم کی خدمات کرتے کرتے کرنل کے عہدے تک پہنچ گئے۔ کرنل کے عہدے سے ہی ملازمت سے سبکدوش ہوئے۔ اس کے بعد راولپنڈی میں مستقل طور پر قیام پذیر رہے۔

کرنل محمد خان اردو کے ممتاز مزاح نگار ہیں۔ اُن کا طرزِ تحریر سادہ، دلچسپ، تصنع اور بناوٹ سے پاک ہے۔ ان کی تحریروں کا اصل حسن سادگی اور مخلص اندازِ بیاں ہے۔

اُن کی تصانیف میں ''بجنگ آمد، بسلامت روی اور بزمِ آرائیاں'' شامل ہیں۔

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بیرے	ہوٹلوں میں کھانا پیش کرنے والے	وسیع	کھلا	امیرانہ	امیروں جیسا
		چمن	باغ	اثاثے	اثاثہ کی جمع
لاشریک	جس کا کوئی شریک نہ ہو	حاشیے	کنارے	اثاثہ	جائیداد
کم و بیش	کم یا زیادہ	بار	مجرم کا کٹہرا، شراب خانہ	تیور	انداز
قطعہ	ٹکڑا	نیزوں اونچے	نیزوں کی طرح اونچے	خاکسارانہ	عاجزانہ
قسامِ ازل	خدائے تعالیٰ	سپید	سفید	کارِ خیر	اچھا کام
شاہانہ	بادشاہوں جیسا	ہر زاویے سے	ہر طرف سے	اجر	صلہ، معاوضہ
کرنیل زادے	کرنلوں کے بیٹے	کھلکھلا اُٹھے	کھل کر ہنسے	مقامی	وہیں کا رہنے والا
ہمراہ	ساتھ	پکا پینڈو	اصلی دیہاتی	جمعدار	مزدوروں سے کام لینے والا نگران
بے فکری	کسی فکر کے بغیر	روبرو	سامنے	اطمینان	سکون
سرِ شام	شام ہوتے ہی	میزبانی	مہمان کی خدمت کرنا	خانۂ خدا	خدا کا گھر

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
تواضع	خدمت	مہمان نواز	مہمان کی خدمت کرنے	مگن	مصروف
خلاف معمول	معمول کے خلاف		والے	دستور	رواج
رونی صورت	رونے والی صورت	ابتدا	آغاز	بھرتی ہونا	ملازمت اختیار کرنا
وجۂ گریانی	رونے کی وجہ	بصد تعظیم	بہت زیادہ عزت کے ساتھ	ماتحت	نیچے درجے پر
بدتمیز	تمیز کے بغیر	برخوردار	بیٹے اولاد	مبہوت کھڑا	حیران کھڑا
گنوار	جاہل	ملاقاتی	ملنے آنے والا	معیوب	عیب والا' برا
دیہاتی	گاؤں کا رہنے والا	ترکیب	طریقہ	قصہ	کہانی' واقعہ
طرفین	دونوں طرف	فیصلہ کن	فیصلہ والے	برس پڑنا	دوسروں کو بُرا بھلا کہنا
تنازع	جھگڑا	مہذب	تہذیب والے	دوڑ دھوپ کرنا	سرتوڑ کوششیں کرنا
خفیف	ہلکا	اشتیاق	شوق	حکیم	جڑی بوٹیوں کے ذریعے علاج
دوطرفہ	دونوں طرف کا	دیہاتی پن	دیہاتی انداز		کرنے والا
حدود اربعہ	لمبائی چوڑائی	اناڑی	مہارت نہ ہونا	دہشت کے عالم میں	خوف کی حالت میں
برہم	ناراض	یکتا	اکیلا	شرم سے غرق ہو	بے انتہا شرمندہ ہونا
نا قابل برداشت	جو برداشت نہ ہو سکے	رنج	افسوس	جانا	
قباحت	بُری بات	تلافی	نقصان پورا کرنا	آنکھیں نم ہو جانا	آنکھوں میں آنسو آ جانا
ولایت	انگریزوں کا ملک	دقت	مشکل	بڑبڑانا	منہ میں بولنا جس کی واضح سمجھ
جنٹل مین	شریف آدمی' مہذب آدمی	ولولہ	حوصلہ		نہ آئے۔
خوش مزاج	اچھا مزاج	توقع	اُمید		

سبق کا خلاصہ

(GRW. GII. FBD. GII. MLN. GI. SGD. GI. DGK. GII. LHR. GII. GRW. GI. DGK. GI. FBD. GI. SWL. GI. SGD. GII. RWP. GI)

اس سبق میں مصنف نے طنز و مزاح کے ذریعے ہمارے معاشرے میں پائی جانے والی جھوٹی بناوٹ اور تصنع کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ مصنف بیان کرتا ہے کہ کرنیلوں کو رہائش کے لیے عمدہ سی کلاس بنگلے ملتے ہیں مگر مجھے ولسن روڈ پر ولسن صاحب کا بنوایا ہوا بنگلا مل گیا۔ دو ایکڑ پر محیط بنگلے کے سامنے وسیع و عریض سرسبز و شاداب چمن موجود تھا۔ امیرانہ طرز کے بنگلے کے شایانِ شان ہم نے مناسب قالین' دریاں اور مناسب فرنیچر بھی حاصل کر لیا۔ سلیم میاں میٹرک کے بعد دوسرے کرنیل زادوں کی طرح بیڈمنٹن کھیلتے اور شام ہوتے ہی ٹی وی کے سامنے جم جاتے۔ بوڑھا ملازم علی بخش ان کی تواضع کرتا رہتا۔

ایک روز علی بخش خلافِ معمول رونی صورت بنائے کمرے میں داخل ہوا۔ جب میں نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ سلیم میاں نے بدتمیز گنوار اور دیہاتی کہا ہے۔ جب اس کی وجہ جانی تو پتا چلا کہ اس نے سلیم میاں کے دوست امجد صاحب کی تواضع مناسب طریقے سے نہیں کی۔ اب امجد ہمیں دیہاتی اور جنگلی سمجھے گا۔ علی بخش کی داستان ختم ہوئی تو سلیم میاں نے بھی اپنی شکایت بیان کی۔ تنازع خفیف تھا۔ ہمارے نزدیک دیہاتی ہونا یا سمجھا جانا نا قابلِ برداشت قباحت نہ تھی۔ ہم نے ہنسی ہنسی میں ایک دیہاتی کا قصہ سنانا شروع کر دیا۔

ایک دیہاتی لڑکا اپنے گاؤں سے پرائمری پاس کرنے کے بعد شہر کے ہائی سکول میں داخل ہوا۔ اپنے گاؤں میں چھوٹا موٹا چودھری تھا۔ . .

پہلے دن کلاس میں ننگے سر پر صافہ بدن پر کرتا' تہمد اور پوٹھوہاری جوتا پہنے ہوئے تھا۔ ماسٹر جی نے شلوار پہننے کو کہا تو آہستہ آواز میں بولا کہ شلوار تو لڑکیاں پہنتی ہیں۔ سارے سکول میں ایک سیکنڈ ہیڈ ماسٹر صاحب سوٹ پہنتے تھے۔ لڑکے ان کو جنٹل مین کہتے تھے' خوش مزاج آدمی تھے' ہاکی کے کھلاڑی اور شکار کے شوقین۔ ایک دفعہ دسمبر میں شکار کرتے کرتے یہ ماسٹر جی اسی دیہاتی لڑکے کے گاؤں تک جا پہنچے۔ لڑکے نے ماسٹر جی کو دیکھا تو چکرا گیا مگر آج میز بانی کے بغیر چارہ نہ تھا۔ دیہاتی کے گھر والے مہمان نواز تو تھے مگر یہ یقین نہ تھا کہ مہمان نوازی ماسٹر جی کو پسند بھی آئے گی یا نہیں۔ بہر حال چھوٹے چوہدری کے بڑے بھائی صاحب ماسٹر جی کو چوپال میں لے گئے۔ چوپال کے دو حصے تھے۔ ایک میں گھوڑی بندھی تھی اور دوسرے حصے کے مرکز میں آتش دان تھا۔ سلیم نے دیہاتیوں کی غلطی پکڑنے کے لیے کہا کہ کوئی گول کمرے میں گھوڑی تھوڑی باندھتا ہے۔ تو میں نے کہا کہ بیٹا دیہاتی اتنے مہذب نہیں ہوتے کہ ڈرائنگ روم میں کتے لے آئیں وہ گھوڑوں پر گزارہ کر لیتے ہیں۔

علی بخش مسکرایا۔ گاؤں کے نائی نے ماسٹر جی کے پاؤں دابنا شروع کر دیے۔ ایک نوکر کو تازہ مکئی کے بھٹے بھنوا کر لانے کو کہا مگر ماسٹر جی نے چائے طلب کی کیونکہ موسم بھی سردی کا تھا۔ سلیم میاں نے تائید کی کہ وقت جو چائے کا تھا۔ جب سلیم کو میں نے بتایا کہ چودھری صاحب کے گھر چائے موجود نہ تھی۔ سلیم نے اشتیاق سے پوچھا کہ کیا چائے ختم ہوگئی تھی تو میں نے بتایا کہ نہیں اس وقت تک چائے کا رواج ابھی دیہاتوں میں نہیں پہنچا تھا۔ بہر حال گاؤں کے مقامی حکیم کے گھر سے چائے مل گئی کیونکہ اس زمانے میں چائے صرف بیماروں اور مریضوں کو پلاتے تھے۔ بالآخر مشکل سے چائے بنا تو لی لیکن یہ کامیاب چائے نہ تھی۔ ماسٹر جی نے ایک گھونٹ پیا اور پیالی رکھ دی۔ چودھری کو رنج ہوا کہ ماسٹر صاحب کی فرمائش پوری نہ ہو سکی۔ رات کو ماسٹر جی کو مرغ کا سالن کھلایا گیا۔ سونے کے لیے اکلوتی ریشمی رضائی پیش کی گئی۔ رات کو گھوڑے نے کھانسا تو نوکر نے فوراً اٹھ کر گھوڑے کو چارا اور ماسٹر جی کو دلاسا دیا۔ اس کے بعد کوئی خاص واقعہ نہ ہوا۔ صبح ماسٹر صاحب کو کھیتوں کی سیر کرائی گئی۔ پھر انہوں نے غسل کیا۔ سلیم نے طنزاً کہا کہ غسل بھی بیٹھک میں کیا ہوگا۔ میں نے جواب دیا نہیں مسجد میں۔ اس پر سلیم میاں نے حیرت سے کہا کہ خانہ خدا میں غسل کیا۔ تو میں نے بتایا کہ گاؤں کے اکثر لوگ مسجد کے غسل خانوں میں ہی غسل کرتے ہیں کیونکہ گھروں میں ہر کام کے لیے علیحدہ خانے ہی کم ہوتے ہیں۔ سلیم نے کہا کہ اس کے بعد دیہاتی سکول میں منہ دکھانے کے قابل نہ رہا ہوگا تو میں نے کہا نہیں وہ مگن رہا' پڑھتا بھی رہا' میٹرک پاس کر کے لاہور، کالج چلا گیا۔ زمین بیچ کر پڑھائی کا خرچ پورا کیا۔ اس کے بعد فوج میں بھرتی ہو گیا۔ سلیم نے کہا کہ پھر تو آپ اسے جانتے ہوں گے۔ ہمیں ملوائیے نہ۔ میں نے بازو پھیلا کر کہا کہ آؤ ملو چھوٹے چودھری سے۔ سلیم میاں مجھے کافی دیر تک حیرانی سے دیکھتے رہے پھر یہ کہہ کر لپٹ گئے: ابا جان! آپ؟ اس کی اور علی بخش دونوں کی آنکھیں نم اور ایک دیہاتی کے لیے محبت کی چمک سے بھرپور تھیں۔

اہم نثر پاروں کی تشریح

نوٹ: طلبا و طالبات درج ذیل مثالی سیاق و سباق سبق کے تمام پیراگراف کی تشریح سے پہلے لکھیں۔

سیاق و سباق اس سبق میں مصنف نے طنز و مزاح کے ذریعے ہمارے معاشرے میں پائی جانے والی جھوٹی بناوٹ اور تصنع کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ نیز مصنف نے گاؤں کے افراد کے خلوص' اپنائیت اور سادگی سے بھی متعارف کرایا کہ دیہات میں رہنے والے خلوص دل سے آنے والے مہمان کی اور اس کے تمام گھر والوں کی خیریت دریافت کرتے ہیں۔ مصنف نے گاؤں کے چھوٹے چودھری کا واقعہ سنا کر اپنے بیٹے کو سمجھایا ہے کہ گاؤں والے جاہل نہیں ہوتے۔

پیراگراف نمبر 1 یہ نہیں کہ چھوٹا چودھری یا اس کے گھر والے مہمان نواز نہ تھے۔ انہیں صرف اس بات کا یقین نہیں تھا کہ ان کی مہمان نوازی ماسٹر جی کو موافق بھی آئے گی یا نہیں۔ بہر حال انھوں نے اپنی تواضع کی ابتدا کی۔ چھوٹا چودھری اور اس کے بڑے بھائی ماسٹر جی کو بصد تعظیم اپنی چوپال میں لے گئے۔ چوپال کے دو حصے تھے۔ ایک میں گھوڑی بندھی تھی اور دوسری کے عین مرکز میں آتش دان تھا۔ جس

کی آگ کے شعلے اور دھواں بیک وقت بلند ہو کر چوپال میں روشنی اور تاریکی پھیلا رہے تھے۔ آتش دان کے ارد گرد خشک گھاس کا نرم اور گرم فرش تھا جسے مقامی بولی میں "سَتھر" کہتے ہیں۔ گاؤں کے بیس بائیس آدمی "ستھر" پر بیٹھے حُقہ پی رہے تھے۔ ماسٹر جی داخل ہوئے تو سب کھڑے ہوگئے ماسٹر جی کو "آؤ جی خیر نال" کہا۔ ہر ایک نے ان سے مصافحہ کیا۔ (BWP. GI, SGD. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا نام............قدر ایاز (ii) مصنف کا نام............کرنل محمد خان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مہمان نواز	مہمان کی خدمت کرنے والے	مرکز	وسط، درمیان	مصافحہ	ہاتھ ملانا
بصد تعظیم	بہت زیادہ عزت کے ساتھ	بیک وقت	ایک ساتھ	آؤ جی خیر نال	خوش آمدید کہنا
آتش دان	وہ چولہا یا جگہ جس میں آگ جلائی جائے				

تشریح اس پیراگراف میں چھوٹے چودھری کی مہمان نوازی کو بیان کیا گیا ہے۔ نیز گاؤں میں چوپال اور "ستھر" کے منظر اور دیہاتیوں کے خلوص و سادگی سے متعارف کرایا گیا ہے۔ اقتباس کے آغاز میں بتایا گیا ہے کہ ایسی بات نہیں تھی کہ چھوٹے چودھری کے گھر والے مہمان نواز نہ تھے۔ چونکہ وہ دیہات میں رہتے تھے اس لیے اُن کو یہ فکر لاحق تھی کہ اُن کی مہمان نوازی ماسٹر جی کو پسند بھی آئے گی یا نہیں۔ بہر حال انہوں نے اپنی تواضع کا آغاز اس طرح کیا۔ چھوٹا چودھری اور اس کے بڑے بھائی صاحب ماسٹر جی کو نہایت عزت و احترام کے ساتھ اپنی چوپال میں لے گئے۔

چوپال کی صورتحال یہ تھی کہ اس کے دو حصے تھے۔ ایک حصے میں گھوڑی بندھی ہوئی تھی اور دوسرے حصے کے عین مرکز میں آتش دان تھا۔ آتش دان کی آگ کے شعلے اور دھواں ایک ساتھ بلند ہو کر چوپال میں روشنی اور تاریکی پھیلا رہے تھے۔ اس آتش دان کے گرد گھاس کا نرم اور گرم بستر زمین پر بچھا ہوا تھا۔ گھاس کے بنے ہوئے اس نرم اور گرم بستر کو مقامی بولی میں "ستھر" کہتے ہیں۔ اس ستھر پر گاؤں کے بیس یا بائیس آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ اور حُقہ کے کش لگا کر اپنی تھکان اتارنے کی کوشش کر رہے تھے۔ جس وقت ماسٹر جی چوپال میں داخل ہوئے تو اُن کے احترام میں سب لوگ کھڑے ہوگئے۔ سب نے ماسٹر جی کو "آؤ جی خیر نال" کہا۔ یعنی اُن کو خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد سب نے باری باری اُن کے ساتھ مصافحہ کیا اور خیریت دریافت کی۔

پیراگراف نمبر 2 طرفین کے بیانوں سے واضح تھا کہ تنازع بہت خفیف ہے اور یہ کہ دو طرفہ طوفان کا حدود اربعہ ایک چائے کی پیالی میں سما سکتا ہے۔

حوالہ متن (i) سبق کا نام............قدر ایاز (ii) مصنف کا نام............کرنل محمد خان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
طرفین	دونوں طرف کے	واضح	ظاہر	تنازع	جھگڑا	خفیف	ہلکا

تشریح مصنف بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سکون اور اطمینان سے یہ تمام کہانی سنی۔ دونوں (علی بخش+سلیم) طرف کے جب بیانات سنے گئے تو یہ بات واضح ہوگئی کہ دونوں کے درمیان ہونے والے جھگڑے کی نوعیت کچھ خاص نہیں ہے اور دونوں طرف کے گلوں شکووں کا اختتام محض ایک چائے کی پیالی سے دور ہو سکتا ہے اور دونوں آسانی سے راضی ہو سکتے ہیں۔

پیراگراف نمبر3 سلیم میری بات پوری طرح سمجھے بغیر ہنس دیے۔ بوڑھا علی بخش پوری طرح سمجھ کر مسکرایا۔ ہم نے کہانی جاری رکھی۔ ان دنوں پتلون پوش خال خال ہی نظر آتے تھے مثلاً سارے سکول میں ایک سیکنڈ ماسٹر صاحب تھے جو سوٹ پہنتے تھے۔ لڑکے انہیں جنٹل مین کہا کرتے تھے۔ لاہور میں تعلیم پائی۔ وہیں کے رہنے والے تھے۔ ہر فقرہ میں دو تین لفظ انگریزی کے بولتے تھے۔ اور لڑکے رشک سے مرنے لگتے تھے۔ آدمی خوش مزاج تھے۔
(DGK. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا نام.........قدر ایاز (ii) مصنف کا نام.........کرنل محمد خان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
پتلون پوش	پینٹ پہننے والے	خال خال	کم کم	رشک	قابل تعریف	خوش مزاج	خوش اخلاق

تشریح مصنف نے اپنے بیٹے کو بتایا کہ آج سے چالیس سال پہلے اگر ماسٹر جی پتلون پہن لیتے تھے تو شہر کے کتے انہیں ولایت پہنچا آتے۔ اس پر سلیم کو ہنسی آ گئی حالانکہ اس نے میری بات ٹھیک سے نہیں سمجھی تھی۔ ملازم علی بخش جو ساتھ ہی کھڑا تھا وہ بھی مسکرانے لگا کیونکہ اسے میری بات پوری طرح سمجھ آ گئی تھی میں نے کہانی کو جاری رکھتے ہوئے بتایا کہ ان دنوں پینٹ شرٹ پہننے والے لوگ بہت کم نظر آتے تھے مگر اس وقت بھی سکول میں ایک سیکنڈ استاد صاحب ایسے تھے جو پینٹ کوٹ پہنتے تھے۔ لڑکے انہیں ''تہذیب یافتہ'' آدمی پکارتے تھے۔ انہوں نے لاہور سے تعلیم حاصل کی تھی اور وہیں کے رہنے والے تھے۔ وہ ہر جملے میں دو تین الفاظ انگلش کے ضرور بولتے تھے جس پر لڑکے ان پر جان دیتے تھے۔ وہ بہت خوش مزاج آدمی تھے۔

پیراگراف نمبر4 ایک تھا لڑکا جو اپنے گاؤں سے پرائمری پاس کرنے کے بعد شہر کے ہائی سکول میں جا داخل ہوا۔ اپنے گاؤں میں تو وہ چھوٹا موٹا چودھری یا چودھری کا بیٹا تھا، لیکن تھا ٹھیٹھ دیہاتی۔ پہلے دن کلاس میں گیا تو ننگے سر پر صافہ باندھ رکھا تھا۔ بدن پر کُرتا اور تہمد اور پاؤں میں پوٹھوہاری جوتا۔ ماسٹر جی نے شلوار پہننے کو کہا، تو دھیمی آواز میں بولا: ''او خدا، سٹھن تے کڑیاں پاؤندیاں نیں۔'' (AJK. GII)

حوالہ متن (i) سبق کا نام.........قدر ایاز (ii) مصنف کا نام.........کرنل محمد خان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
چھوٹا موٹا	معمولی، عام سا	ٹھیٹھ دیہاتی	پکا دیہاتی	تہمد	دھوتی	دھیمی آواز	آہستہ سی آواز

تشریح ایک گاؤں سے تعلق رکھنے والا لڑکا اپنے گاؤں کے سکول سے پانچ جماعتیں پڑھنے کے بعد شہر کے ہائی سکول میں داخل ہو گیا۔ اپنے گاؤں میں چھوٹا چودھری اور چودھری کا بیٹا ہونے کے ناطے اُس کی بڑی عزت تھی لیکن وہ پورا دیہاتی تھا۔ پہلے دن ننگے سر پر صافے کی پگڑی باندھ کر، جسم پر کرتا اور دھوتی، پاؤں میں پوٹھوہاری جوتا پہن کر کلاس میں چلا گیا تو اُس کا بہت مذاق بنا۔ ماسٹر صاحب نے اُسے دھوتی کی جگہ شلوار پہننے کو کہا تو وہ آہستہ آواز میں کہنے لگا کہ او خدایا! شلوار تو لڑکیاں پہنتی ہیں۔

پیراگراف نمبر5 سلیم کان پر ہاتھ رکھ کر بولے: ''خدا اس دیہاتی زندگی سے بچائے۔ ابا جان! اچھا ہوا آپ فوج میں آ گئے! ورنہ ہم بھی چھوٹے چودھری کی طرح مویشیوں کے ساتھ سو رہے ہوتے اور مسجد میں جا کر نہاتے۔'''' لیکن چھوٹا چودھری تو اس زندگی سے بھی ناخوش نہ تھا۔'''' مگر ابا جان! بے چارے ماسٹر جی کا کیا بنا؟''
(LHR. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا نام.........قدر ایاز (ii) مصنف کا نام.........کرنل محمد خان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کان پر ہاتھ	توبہ کرنا	مویشیوں	چوپائے ،گائے بکریاں	ناخوش	غمگین	بے چارے	قابلِ ترس

تشریح سلیم چھوٹے چودھری کی کہانی سن کر کانوں پر ہاتھ لگا کر توبہ کرنے لگا اور بولا ''خدا ایسی دیہاتی زندگی سے بچائے'' کیونکہ سلیم کے نزدیک دیہاتی بے وقوف اور ان پڑھ ہوتے ہیں۔انہیں تہذیب نہیں ہوتی ،سلیم نے کرنل صاحب سے کہا! ابا جان! اچھا ہوا آپ فوج میں ملازمت کرنے لگے۔ورنہ ہم بھی چھوٹے چودھری کی طرح گائے ،بھینسوں اور بکریوں کے ساتھ سو رہے ہوتے اور مسجد میں جا کر نہاتے کیونکہ دیہاتوں میں غسل خانے نہیں ہوتے ،اس پر ابا جان نے کہا۔لیکن چھوٹا چودھری تو اپنی زندگی سے بہت مطمئن تھا۔سلیم نے کہا کہ آپ یہ بتائیے کہ پھر قابلِ رحم ماسٹر صاحب کا گاؤں کے ماحول نے کیا حشر کیا۔

پیراگراف نمبر6 ہر ایک نے ان کے بال بچوں کی خیریت پوچھی۔ ماسٹر جی نے چھوٹتے ہی شرما کر کہہ تو دیا کہ ابھی بال بچوں کی نوبت نہیں آئی لیکن ان نامولود برخورداروں کی خیریت بہر حال ہر ملاقاتی نے پوچھی یہی ان کی تواضع کی ترکیب تھی۔ (RWP. GII)

حوالہ متن (i) سبق کا نام.......... قدر ایاز (ii) مصنف کا نام.......... کرنل محمد خان

خط کشیدہ الفاظ کے معانی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
نوبت	وقوع پذیری ،وقت	نامولود	جو ابھی پیدا نہ ہوئے ہوں	شرمانا	جھجکنا	تواضع	خاطر داری

تشریح ماسٹر صاحب شکار کے لیے نکلے تو چھوٹے چودھری کے گاؤں بھی آئے۔گاؤں کے لوگ بہت مہمان نواز ہوتے ہیں گاؤں کے ہر فرد نے ماسٹر صاحب سے ان کے بیوی بچوں کی خیریت دریافت کی۔ماسٹر صاحب نے جھجکتے ہوئے بتایا کہ ابھی ان کی شادی نہیں ہوئی ہے اور بیوی بچے نہیں ہیں۔اس کے باوجود جو بھی ان سے ملنے آتا وہ ان کے ان بچوں کی خیریت ضرور پوچھتا جو ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے۔دراصل یہ ان کی خاطر مدارت کا ایک انداز تھا۔

حل مشقی سوالات

ا۔ **مختصر جواب دیں۔**

(الف) مصنف کو کس قسم کا بنگلا رہنے کو ملا؟ (DGK. GII, MLN. GII)

جواب: مصنف کو رہائش کے لیے ایسا بنگلا ملا جو اپنی کلاس میں منفرد تھا۔ولسن روڈ کا یہ بنگلا ولسن صاحب نے خاص طور پر اپنے لیے بنوایا تھا۔ یہ بنگلا کم و بیش دو ایکڑ زمین میں واقع تھا۔عمارت کے سامنے وسیع چمن تھا۔اس چمن کے گرد مہندی کی سرسبز باڑ اور اونچے سرو اور سفیدے کے پیڑ لہلہاتے تھے۔چمن میں جا بجا سرخ و سفید گلاب کے پودے تھے۔

(ب) سلیم میاں کا مشغلہ کیا تھا؟ (BWP. GI)

جواب: سلیم میاں میٹرک کے امتحان سے فارغ ہوئے تھے۔دوسرے کرنل زادوں کے ساتھ بیڈمنٹن کھیلتے' شام ہوتے ہی دوستوں کے ساتھ ٹی۔وی دیکھنے کے لیے بیٹھ جاتے۔

(ج) سلیم میاں' علی بخش پر کیوں برہم ہوئے؟ (DGK. GI, BWP. GI, AJK. GI)

جواب: سلیم میاں' علی بخش پر اس لیے برہم ہوئے کیونکہ ان کا کہنا تھا کہ ملازم علی بخش نے اُن کے دوست امجد صاحب کو گول کمرے میں

صوفے پر کیوں نہ بٹھایا۔ سادہ اور ٹھنڈے پانی کی بجائے کوکا کولا کیوں نہ پیش کیا۔ برہمی کی اصل وجہ یہ تھی کہ اب امجد یہ سمجھے گا کہ سلیم میاں کے گھر میں تواضع کا سلیقہ نہیں' یہ لوگ دیہاتی اور جنگلی ہیں۔

(د) دیہاتی لڑکا پہلے دن سکول گیا تو اس نے کیسا لباس پہن رکھا تھا؟ (GRW. GI, GRW. GII, MLN. GII, SWL. GII, LHR. GI)

جواب: دیہاتی لڑکا اپنے گاؤں میں چھوٹا موٹا چودھری یا چودھری کا بیٹا تھا۔ جب شہر کے سکول میں پہلے دن کلاس میں گیا تو ننگے سر پر صافہ باندھ رکھا تھا۔ بدن پر کرتا اور تہمد اور پاؤں میں پوٹھوہاری جوتا تھا۔

(ہ) ماسٹر جی چھوٹے چودھری کے گاؤں کیوں گئے تھے؟ (MLN. GI, GRW. GII, BWP. GII)

جواب: ماسٹر جی خوش مزاج آدمی اور شکار کے شوقین تھے۔ ایک دفعہ دسمبر میں شکار کرتے کرتے دیہاتی لڑکے کے گاؤں جا نکلے۔ رات کا وقت قریب آ رہا تھا۔ اس لیے ماسٹر جی نے چھوٹے چودھری کے ہاں ٹھہرنے کا فیصلہ کیا۔

(و) ماسٹر جی کو چائے کیسے پیش کی گئی؟ (GRW. GI, LHR. GII, GRW. GII, SGD. GII)

جواب: چونکہ ان دنوں دیہات میں چائے صرف مریضوں کو پلائی جاتی تھی لہٰذا مقامی حکیم کے گھر سے ہی ملی لیکن مسئلہ یہ تھا کہ اس وقت چائے بنانا کوئی نہیں جانتا تھا لہٰذا چائے زیادہ بہتر نہ بن سکی۔ اسی لیے ماسٹر جی نے ایک گھونٹ پیا' ٹھنڈی لگی اور پیالی رکھ دی۔

(ز) دیہاتی لڑکے کی کہانی سن کر سلیم میاں پر کیا اثر ہوا؟ (SGD. GI, BWP. GII, SGD. GII)

جواب: دیہاتی لڑکے کی کہانی سن کر سلیم میاں کی آنکھیں نم ہو گئیں۔ آنکھوں میں ایک دیہاتی کے لیے محبت کی چمک پیدا ہو گئی۔

۲۔ "قدر ایاز" کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کریں۔

جواب: دیکھئے پچھلے سبق کا خلاصہ۔

۳۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیں۔

جواب: دیہات' شکایت' ارشادات' قصہ' حادثات' روایت' عمارت' امتیاز' مشاہدات

الفاظ	واحد	جمع
دیہات	دیہہ	
شکایت		شکایات
ارشادات	ارشاد	
قصہ		قصے،قصص
حادثات	حادثہ	
روایت		
عمارت		روایات
امتیاز		عمارات
مشاہدات	مشاہدہ	امتیازات

۴۔ سبق "قدر ایاز" کے متن کو پیش نظر رکھتے ہوئے درست جواب کی نشاندہی (✔) سے کریں۔

(الف) کرنیلوں کو رہائش کے لیے کون سے بنگلے ملتے ہیں؟
(GRW. GI, DGK. GI, LHR. GI, SWL. GI, LHR. GII, GRW. GII)

(i) اے کلاس (ii) بی کلاس (iii) سی کلاس (iv) ڈی کلاس

(ب) الغرض ہمارے بنگلے کا مزاج ہر زاویے سے تھا: (BWP. GI, MLN. GI, AJK. GII)

(i) مدبرانہ (ii) امیرانہ (iii) خاکسارانہ (iv) عاجزانہ

(ج) تمام دیہاتیوں نے ماسٹر جی سے کون سے برخورداروں کی خیریت دریافت کی؟ (RWP. GII, MLN. GI, LHR. GI)

(i) نومولود (ii) شیرخوار (iii) نامولود (iv) ہونہار

(د) ماسٹر جی کے بیٹھنے کے لیے کیا چیز منگوائی گئی؟ (MLN. GI & GII, BWP. GII, LHR. GII, BWP. GII)

(i) پیڑھی (ii) کرسی (iii) بنچ (iv) چارپائی

(ہ) ماسٹر جی نے کس چیز کی فرمائش کی؟ (GRW. GII, SGD. GI, DGK. GI, AJK. GII, BWP. GII)

(i) کارن فلیک کی (ii) لسی کی (iii) چائے کی (iv) کافی کی

جوابات: (الف) سی کلاس (ب) امیرانہ (ج) نامولود (د) چارپائی (ہ) چائے کی

۵۔ متن کو مدنظر رکھتے ہوئے درست اور غلط جملوں کی نشاندہی (✔) سے کریں۔

(الف) طرفین کے بیانوں سے واضح تھا کہ تنازع بہت خفیف ہے۔ درست غلط

(ب) سارے سکول میں ایک ہیڈ ماسٹر صاحب تھے جو سوٹ پہنتے تھے۔ درست غلط

(ج) سلیم اور علی بخش دونوں کی آنکھوں میں ایک دیہاتی کے لیے مذاق کی چمک تھی۔ درست غلط

(د) دیہاتی لوگ اتنے مہذب نہیں ہوتے کہ ڈرائنگ روم میں کتے لے آئیں۔ درست غلط

(ہ) سلیم میاں ابھی ابھی ایف اے کے امتحان سے فارغ ہوئے تھے۔ درست غلط

جوابات: (الف) درست (ب) غلط (ج) غلط (د) درست (ہ) غلط

۶۔ اعراب لگا کر تلفظ واضح کیجیے۔ قسام ازل، قطعہ زمین، مخل، تواضع، تنازع

جواب: قَسَّامِ اَزَل، قِطعۂ زَمِین، مُخِل، تَوَاضُع، تَنَازُع

۷۔ اپنے استاد سے محمود و ایاز کی تلمیح کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔

جواب: محمود و ایاز کی تلمیح:

سلطان محمود غزنوی ہندوستان کا بادشاہ تھا اور ایاز، محمود کا انتہائی وفادار غلام تھا۔ محمود اس غلام پر بے انتہا اعتماد کیا کرتا۔ اس بنا پر اکثر وزرا ایاز سے حسد کرتے کہ ایک غلام کو ہم جیسے اعلیٰ لوگوں پہ فوقیت دی جا رہی ہے۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز

اس شعر میں محمود و ایاز کی تلمیح بیان کی گئی ہے کہ اسلام وہ واحد دین ہے جس نے برابری اور مساوات کا درس دیا۔ کسی عربی کو عجمی پر، شاہ کو گدا پر کوئی فوقیت نہیں۔ نماز میں تمام انسان چاہے وہ غلام ہو یا بادشاہ، امیر ہو یا غریب، گورا ہو یا کالا بغیر کسی تفریق کے ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں اور خدائے واحد کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔

۸۔ مذکر اور مؤنث الفاظ الگ کریں۔

طول، شان، چمن، تواضع، اشتیاق

جواب:

الفاظ	مذکر	مؤنث
طول	طول	

شان چمن تواضع	چمن	شان
اشتیاق	اشتیاق	تواضع

۹۔ درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں اور انھیں جملوں میں استعمال کریں۔ قباحت، امتیاز، نوعیت، تلافی، مبہوت، دستور

جواب:

الفاظ	معانی	جملے
قباحت	برائی	دیہاتی ہونے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔
امتیاز	انفرادیت، نمایاں حیثیت	دیہاتی لڑکے نے میٹرک کا امتحان امتیازی نمبروں سے پاس کیا۔
نوعیت	قسم	سلیم میاں اور علی بخش ملازم کے جھگڑے کی نوعیت خفیف تھی۔
تلافی	ازالہ کرنا	اگر خدانخواستہ کسی کا نقصان ہو جائے تو اس کی تلافی ضرور کریں۔
مبہوت	حیران	جب سلیم میاں کو دیہاتی لڑکے کی اصل حقیقت کے بارے میں علم ہوا تو وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔
دستور	طریقہ	اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو آئین کہتے ہیں۔

۱۰۔ سیاق وسباق کے حوالے سے درج ذیل اقتباسات کی تشریح کریں۔

(الف) سلیم میاں جو ابھی.................ہاتھوں میں پلا تھا۔

(الف) سلیم میاں جو ابھی ابھی میٹرک کے امتحان سے فارغ ہوئے تھے، دوسرے کرنیل زادوں کی طرح اور ان کے ہمراہ بے فکری سے بیڈمنٹن کھیلتے اور سرِ شام ہی دوستوں کے ساتھ ٹیلی وژن کے سامنے جم جاتے۔ کیا مجال جو کوئی غیر اس مشاہدے میں مخل یا شریک ہو۔ سوائے اس کے کہ ہمارا بوڑھا ملازم علی بخش ان کی تواضع کے لیے کمرے میں خاموشی سے داخل اور خارج ہوتا رہتا۔ علی بخش کو یوں بھی سلیم سے اُنس تھا کہ اسی کے ہاتھوں میں پلا تھا۔ (DGK. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا نام ....قدرِ ایاز (ii) مصنف کا نام .... کرنل محمد خان

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کرنل زادے	کرنلوں کے بیٹے	بے فکری	کسی فکر کے بغیر	شریک ہونا	شامل ہونا
ہمراہ	ساتھ	جم جانا	بیٹھے رہنا	خارج ہونا	نکلنا
مجال	جرات، ہمت	مخل	دخل اندازی کرنا	اُنس	محبت

اقتباس کی تشریح زیرِ تشریح اقتباس سے قبل مصنف کے بنگلے میں سجاوٹ کے متعلق بتایا گیا ہے کہ مقامی کباڑیے کی خدمات حاصل کر کے شاندار بنگلے کے ہر کمرے کے لیے ایک قالین یا دری اور کچھ مناسب فرنیچر بھی حاصل کر لیا گیا۔

زیرِ تشریح اقتباس کے بعد اس واقعے کا بیان ہے جب ملازم علی بخش سلیم میاں کے کمرے سے رونی صورت بنا کر باہر آیا۔ جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو بتایا کہ سلیم نے اُسے دوست کی تواضع صحیح انداز سے نہ کرنے پر دیہاتی اور گنوار کہا ہے۔

اس پیراگراف میں مصنف کرنل محمد خان نے اپنے بیٹے کے میٹرک کے امتحانات کے بعد کے مشاغل ومصروفیات کے بارے میں بتایا ہے۔ سلیم میاں میٹرک کا امتحان دے کر حال ہی میں فارغ ہوئے تھے۔ دوسرے کرنیلوں کے بیٹوں کی طرح یہ بھی اُن کے ساتھ آزادی و بے فکری سے بیڈمنٹن کھیلتے رہتے۔ جب شام کا وقت آتا تو دوستوں کے ساتھ ٹیلی وژن کے سامنے جم جاتے تھے۔ کسی دوسرے انسان کی کیا جرات تھی کہ اس مشاہدے میں دخل اندازی کرے یا ان کے اس مشغلے میں شامل ہو کر اس کا حصہ بن جائے۔ ماسوائے ہمارے بوڑھے ملازم علی بخش کے۔ بوڑھا ملازم علی بخش ان کی خدمت اور تواضع کے لیے ان کے کمرے میں خاموشی سے داخل اور خارج ہوتا رہتا تھا۔ علی بخش کو سلیم سے ویسے بھی کافی محبت تھی کیونکہ سلیم اُسی کے ہاتھوں میں پل کر جوان ہوا تھا۔

(ب) علی بخش کی داستانِ غم .... دیہاتی سمجھا ہوگا۔

(ب) علی بخش کی داستانِ غم ختم ہوئی تو سلیم میاں بھی آ گئے۔ علی بخش کے چہرے پر شکایت لکھی ہوئی دیکھی تو اپنے دل پر لکھی ہوئی شکایت بیان کرنے لگے ہم نے سکون سے یہ قصہ سنا۔ طرفین کے بیانوں سے واضح تھ کہ تنازع بہت خفیف ہے اور یہ کہ دوطرفہ طوفان کا حدودِ اربعہ ایک چائے کی پیالی میں سما سکتا ہے۔ علی بخش اس لیے ناخوش تھا کہ اسے دیہاتی کہا گیا تھا اور سلیم میاں اس بات پر برہم تھے کہ علی بخش کی غلطی کی وجہ سے امجد نے انھیں دیہاتی سمجھا ہوگا۔ (LHR. GII, FBD. GI, SWL. GII, RWP. GI, MLN. GI)

حوالہ متن (i) سبق کا نام .... قدرِ ایاز (ii) مصنف کا نام .... کرنل محمد خان

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
داستانِ غم	دکھ کی داستان	برہم	ناراض	خفیف	ہلکا
سکون	اطمینان	شکایت	گلہ	قصہ	کہانی، گزرا ہوا واقعہ
تنازع	جھگڑا	طرفین	دونوں طرف کے	واضح	وضاحت ہونا

اقتباس کی تشریح شاملِ نصاب سبق قدرِ ایاز میں مصنف نے دیہاتی زندگی اور دیہاتیوں کے خلوص کو متعارف کراتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ انسان کی قدر اور قیمت اس کے ظاہری ٹھاٹھ باٹھ یا شان وشوکت پر نہیں بلکہ اُس کے خلوصِ نیت اور اصلیت پر ہے۔

زیرِ تشریح اقتباس سے قبل مصنف نے سلیم میاں کے اظہارِ برہمی کو واضح کیا ہے جو اس نے ملازم علی بخش کو ڈانٹتے وقت اختیار کیا۔ زیرِ تشریح اقتباس کے بعد یہ بتایا گیا ہے کہ مصنف کے نزدیک دیہاتی ہونا یا سمجھا جانا ناقابلِ برداشت قباحت نہ تھی۔

علی بخش کی جب دکھ بھری کہانی ختم ہوگئی تو اتنی دیر میں سلیم میاں بھی آ گئے۔ اُن کے چہرے سے بھی صاف ظاہر تھا کہ وہ اپنے ملازم علی بخش کے لیے ناراضی کے تاثرات رکھتے ہیں۔ مصنف بیان کرتے ہیں کہ ہم نے سکون اور اطمینان سے یہ تمام کہانی سنی۔ دونوں طرف کے جب بیانات سنے گئے تو یہ بات واضح ہوگئی کہ دونوں کے درمیان ہونے والے جھگڑے کی نوعیت کچھ خاص نہیں ہے اور دونوں طرف کے گلوں شکوؤں کا حدودِ اربعہ محض ایک چائے کی پیالی میں سما سکتا ہے۔ علی بخش اس لیے خوش نظر نہیں آ رہا تھا کہ اس کو سلیم میاں نے دیہاتی کہا ہے۔ سلیم میاں اس بات پر ناراض تھے کہ اس ملازم علی بخش کی غلطی سے امجد نے اُن کو دیہاتی سمجھا ہوگا۔ چونکہ مصنف کا تعلق بھی ایک دیہاتی پس منظر سے تھا اس لیے اس کہانی میں آگے چل کر انہوں نے وضاحت کی کہ دیہاتی ہونا کوئی غلط بات نہیں۔ دیہاتیوں کا طرزِ زندگی شہر کی نسبت سادہ اور بناوٹ سے پاک ہوتا ہے اس بنا پر سلیم میاں جیسے لوگ دیہاتیوں کو گنوار یا جاہل سمجھنا شروع کر دیتے ہیں۔

۱۱۔ کالم (الف) کے الفاظ کو کالم (ب) میں دیے گئے متضاد الفاظ سے ملائیں۔

کالم الف	کالم ب	کالم ج
طول	مسرت	عرض
داخل	ویرانہ	خارج
ازل	شدید	ابد
رنج	عرض	مسرت
خفیف	ابد	شدید
چمن	خارج	ویرانہ

روزمرہ اور محاورے کے لحاظ سے غلط فقرات کی درستی:

اہلِ زبان کی عام بول چال کو روزمرہ کہا جاتا ہے۔ روزمرہ میں الفاظ اپنے حقیقی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں، جب کہ محاورہ دو یا دو سے زیادہ لفظوں کا ایسا مجموعہ ہے جو اپنے غیر حقیقی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ کسی بھی زبان کو درست بولنے یا لکھنے کے لیے اس کے روزمرے اور محاورے سے آشنائی ضروری ہے۔ اگر خلافِ زبان کوئی لفظ بولا یا لکھا جائے تو وہ غلط شمار ہوگا۔ ذیل میں ایسی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں، جن میں روزمرے یا محاورے کی غلطی موجود ہے۔

غلط فقرات:

☆ آج ہم نے میچ کھیلنا ہے۔ ☆ اسلم شام کے پانچ بجے اکرم کو ملا۔ ☆ تم تو ناک پر مچھر نہیں بیٹھنے دیتے۔
☆ صاحب کا حکم سر ماتھے پر۔ ☆ اگر ممکن ہو سکے تو میرا کام کر دیجیے۔ ☆ براہِ مہربانی فرما کر خط کا جواب جلد دینا۔
☆ وہ تو ہمیشہ بے پر کی سناتی ہے۔ ☆ یہ عورت تو آفت کی پر کالہ ہے۔

درست فقرات:

☆ آج ہمیں میچ کھیلنا ہے۔ ☆ اسلم شام کے پانچ بجے اکرم سے ملا۔ ☆ تم تو ناک پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتے۔
☆ صاحب کا حکم سر آنکھوں پر۔ ☆ اگر ممکن ہو تو میرا کام کر دیجیے۔ ☆ مہربانی فرما کر خط کا جواب جلد دینا۔
☆ وہ تو ہمیشہ بے پر کی اڑاتی ہے۔ ☆ یہ عورت تو آفت کا پرکالہ ہے۔

سرگرمیاں

۱۔ کرنل محمد خان کا کوئی اور مزاحیہ مضمون اپنے استاد سے پوچھ کر پڑھیں۔

جواب: عملی کام

۲۔ طلبہ سے کہیں کہ انھیں یہ سبق پڑھ کر جو بات سب سے زیادہ دلچسپ لگی ہو، اسے اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

جواب: اس سبق میں یہ بات سب سے زیادہ دلچسپ ہے جب یہ بتایا گیا کہ دیہاتی لڑکے کی کہانی سننے کے بعد سلیم اور علی بخش دونوں کی آنکھوں میں ایک دیہاتی کے لیے محبت کی چمک تھی۔ یہ بات دراصل اس سبق کا حاصل ہے کہ دیہاتی ہونا معیوب بات نہیں ہے ہمیں محض کسی کو دیہاتی سمجھ کر اس کی قدر و منزلت کو کم نہیں سمجھنا چاہیے۔

اشارات تدریس

۱۔ طلبہ کو بتائیں کہ مزاحیہ ادب اپنے ظاہری رویوں میں سنجیدہ ادب سے بالکل مختلف ہوتا ہے لیکن ہر دو طرح کے ادب کا مقصد معاشرے کی اصلاح ہے۔

جواب: مزاحیہ ادب کا مقصد طنز و مزاح کے ذریعے معاشرے کے منفی رویوں اور منفی کرداروں کو بیان کرتے ہوئے اُن کی اصلاح کرنا ہے۔ ادبی مزاح لکھنے والے مصنفین معاشرے کی مختلف برائیوں میں کسی ایک برائی یا منفی رویے کو اپنا موضوع بنا کر طنز و مزاح کے ذریعے اس کے منفی پہلو اُجاگر کرتے ہیں۔

۲۔ اساتذہ یہ سبق پڑھانے سے قبل "ایاز" کا تاریخی تعارف طلبہ کے سامنے پیش کریں اور بتائیں کہ سلطان محمود غزنوی کس طرح اس کی صلاحیتوں کی قدر کرتا تھا؟

جواب: سلطان محمود غزنوی ہندوستان کا شہنشاہ تھا اور ایاز، محمود کا ایک انتہائی وفادار غلام تھا۔ محمود اس غلام پر بے انتہا اعتماد کیا کرتا تھا۔ اس بنا پر اکثر وزرا ایاز سے حسد کرتے تھے کہ ایک غلام کو ہم جیسے اعلیٰ لوگوں پر فوقیت دی جا رہی ہے۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ دربار میں محمود کو ایک ککڑی پیش کی گئی جو تمام درباریوں میں بھی تقسیم ہوئی۔ بادشاہ سمیت تمام درباریوں نے ککڑی انتہائی کڑوی ہونے کی وجہ سے تھوک دی لیکن ایاز مزے سے وہ ککڑی کھاتا رہا۔ محمود کے پوچھنے پر ایاز نے کہا کہ میں نے آپ کے ہاتھوں بے شمار میٹھے پھل کھائے ہیں اب اگر ایک کڑوا پھل نکل آیا تو غلامی کا تقاضا ہے کہ اسے صبر کے ساتھ کھا لیا جائے۔

۳۔ فوجی افسروں کے عہدوں کے بارے میں بتایا جائے۔

جواب: فوج میں سیکنڈ لیفٹیننٹ، لیفٹیننٹ، کیپٹن، میجر، لیفٹیننٹ کرنل، کرنل، بریگیڈیئر، میجر جنرل، لیفٹیننٹ جنرل اور جنرل کے عہدے ہوتے ہیں۔

۴۔ دیہات میں چوپال اور چوپال کی اہمیت کی وضاحت کریں۔

جواب: دیہات میں چوپال ایسی جگہ کو کہتے ہیں جہاں مہمانوں اور مسافروں کو ٹھہرایا جاتا ہے۔ گاؤں میں کوئی بھی مسئلہ درپیش ہو تو تمام لوگ چوپال میں مسئلہ حل کرتے ہیں۔ چوپال میں گھاس کا نرم اور گرم فرش ہوتا ہے جسے مقامی بولی میں "سَتھر" کہتے ہیں۔
دیہات میں چوپال کی بہت اہمیت ہے۔ جہاں گاؤں کے لوگ جمع ہو کر اپنے تمام مسائل، دکھ، تکلیف، بیماری، شادی، غمی تمام موضوعات پر بات کرتے ہیں اور مسائل کے حل کے لیے ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔

۵۔ طلبہ کو اپنی علاقائی روایتوں اور قدروں کی حفاظت اور ان سے محبت کا درس دیا جائے انھیں سادگی اور خلوص کی تلقین کریں۔

جواب: ہر انسان کو اپنی علاقائی قدروں اور روایتوں کی حفاظت کرنی چاہیے۔ یہ قدریں اور روایات ہماری تہذیب و ثقافت کا اہم حصہ گردانی جاتی ہیں اور سالہا سال سے چلتی ہوئی ہم تک پہنچتی ہیں۔ علاقائی قدریں اور روائتیں کسی بھی علاقے کی پہچان اور شناخت ہوتی ہیں۔ اس لیے اپنی روایات سے محبت کرنی چاہیے۔ اپنی اقدار کو ناپسند نہیں کرنا چاہیے۔
ہمیں اپنا طرزِ زندگی سادگی سے اپنانا چاہیے اور معاشرتی رویوں میں خلوص اور اپنائیت کو بدگمانی، بناوٹ اور تصنع پر ترجیح دینی چاہیے۔ بناوٹی رویے انسان کو کھوکھلا کر دیتے ہیں جبکہ خلوص، محبت اور اُنس انسان کو سچے جذبوں کے ساتھ ایک دوسرے کے قریب لاتے ہیں۔

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- کرنل محمد خان کے طرزِ تحریر کا اصل حُسن ہے۔ (RWP. GI)
(A) سادگی و خلوص (B) مشکل پسندی (C) سادگی اور مزاح (D) دیہاتی زندگی

2- ولسن روڈ کا یہ لاثریک بنگلا خاص طور پر بنوایا تھا: (DGK. GII, SGD. GI)
(A) چودھری نے (B) ولسن نے (C) کرنل نے (D) سلیم میاں نے

3- بنگلا کتنی جگہ پر واقع تھا؟ (DGK. GII, BWP. GI)
(A) ایک کنال (B) ایک ایکڑ (C) دو ایکڑ (D) ایک مربع

4- میٹرک کے امتحان سے فارغ ہونے کے بعد سلیم میاں کا مشغلہ کیا تھا؟ (SWL. GII, DGK. GII)
(A) فٹ بال کھیلنا (B) ہاکی کھیلنا (C) بیڈمنٹن کھیلنا (D) کرکٹ کھیلنا

5- سلیم میاں کی غیر حاضری میں کون آئے تھے؟ (GRW. GII)
(A) چند دوست (B) کرنل صاحب (C) امجد صاحب (D) ماسٹر صاحب

6- سلیم اور علی بخش، دونوں کی آنکھوں میں ایک دیہاتی کے لئے چمک تھی۔ (GRW. GI)
(A) مذاق کی (B) حقیقت کی (C) محبت کی (D) نفرت کی

7- ماسٹر جی نے فرمائش کی: (MLN. GII)
(A) کارن فلیک کی (B) لسی کی (C) چائے کی (D) کافی کی

8- کرنیلوں کو رہائش کے لیے کون سی کلاس کے بنگلے ملتے ہیں؟ (BWP. GI)
(A) سی کلاس (B) اے کلاس (C) بی کلاس (D) ڈی کلاس

9- لڑکے نے .... کو گھر کے دروازے پر پایا تو چکرا سا گیا۔ (MLN. GI)
(A) ہیڈ ماسٹر (B) پرنسپل (C) ماسٹر جی (D) حکیم جی

10- بحوالہ سبق "قدر ایاز" "الغرض ہمارے بنگلے کا مزاج ہر زاویے سے تھا"۔ (MLN. GII)
(A) مدبرانہ (B) امیرانہ (C) خاکسارانہ (D) عاجزانہ

جوابات: (1) سادگی و خلوص (2) ولسن نے (3) دو ایکڑ (4) بیڈمنٹن کھیلنا (5) امجد صاحب
(6) محبت کی (7) چائے کی (8) سی کلاس (9) ماسٹر جی (10) امیرانہ

مختصر جوابی سوالات

1- بحوالہ درسی کتاب سبق "قدر ایاز" ماسٹر جی چھوٹے چودھری کے گاؤں کیوں گئے تھے؟ (MLN. GII)

جواب: ماسٹر جی خوش مزاج آدمی اور شکار کے شوقین تھے۔ ایک دفعہ دسمبر میں شکار کرتے کرتے دیہاتی لڑکے کے گاؤں جا نکلے۔ رات کا وقت قریب آ رہا تھا۔ اس لیے ماسٹر جی نے چھوٹے چودھری کے ہاں ٹھہرنے کا فیصلہ کیا۔

***
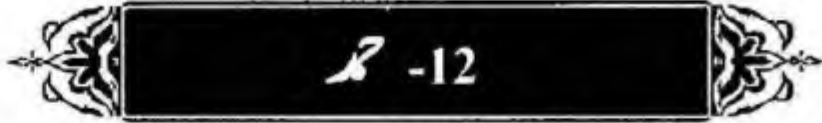
خواجہ الطاف حسین حالی (۱۸۳۷ء ـــــ ۱۹۱۴ء)

مقاصدِ تدریس

۱۔ طلبہ کو حمد و ثنا کے معنی و مفہوم اور اہمیت سے متعارف کرانا۔
۲۔ طلبہ کو اللہ ربّ العزت کی ذات و صفات کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کرنا۔
۳۔ طلبہ کے دلوں میں توحید کی عظمت اور ایمان کی پختگی کا احساس پیدا کرنا۔

شاعر کا تعارف

پیدائش اور حالاتِ زندگی: شاعر و نثر نگار خواجہ الطاف حسین حالی پانی پت میں پیدا ہوئے۔ وہ انصاری خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے آبا و اجداد ہرات سے ہندوستان آئے اور پھر یہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ ان کے والد خواجہ ایزد بخش کی زندگی غربت و مفلسی میں گزری۔ مولانا حالی کی عمر ابھی نو سال ہی تھی کہ والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا۔ بڑے بھائی اور بہن نے حالی کی پرورش کی۔ جب وہ سترہ برس کے ہوئے تو ان کی مرضی کے بغیر ان کی شادی کر دی گئی۔ علم کا شوق اتنا تھا کہ بیوی کو میکے چھوڑ کر دِلّی چلے گئے۔

شمس العلماء کا خطاب: مولانا الطاف حسین حالی نے ۱۸۵۶ء میں حصار کلکٹری میں ملازمت کر لی، لیکن ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کی وجہ سے انھیں واپس آنا پڑا۔ ۱۸۵۷ء کے بعد وہ نواب مصطفیٰ خان شیفتہ کے مُصاحِب اور ان کے بچوں کے اتالیق (استاد) رہے۔ اسی زمانے میں ان کا رجحان شعر و شاعری میں وہ باقاعدہ طور پر مرزا غالب کے شاگرد رہے۔ مولانا حالی گورنمنٹ بک ڈپو لاہور اور اینگلو عربک سکول، دلی میں بھی ملازمت کرتے رہے۔ ۱۹۰۴ء میں انھیں "شمس العلما" کا خطاب ملا۔

تصانیف: خواجہ الطاف حسین حالی نے نظم اور نثر میں متعدد کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ اُن میں "دیوانِ حالی، مسدسِ حالی (مدوجزرِ اسلام)، مقدمہ شعر و شاعری، یادگارِ غالب، حیاتِ سعدی اور حیاتِ جاوید" وہ سدا بہار کتابیں ہیں جنھیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ حالی کی اخلاقی و اصلاحی اور ملی شاعری نے اردو ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے۔

مرکزی خیال

(LHR. GI, GRW. GI, & GII, FBD. GI, SWL. GI, & GII, SGD. GI, RWP. GI, & GII, DGK. GI, & GII, BWP. GI)

شاعر اللہ ربّ العزت سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے میرے اللہ! تیرے عز و جلال، اوج و کمال اور شانِ لازوال کا یہ عالم ہے کہ تیرا نافرمان بندہ بھی تیرا حمد سرا ہے۔ تیرے انعام و اکرام، جود و سخا اور لطف و عطا کا حق بندہ کس طرح ادا کر سکتا ہے۔
تیری عظمت، قدرت، طاقت اور حکمت کے آگے سب بے بس ہیں۔ رنج و مصیبت میں گلہ کرنے والے بھی تیرا ہی دم بھرتے ہیں۔

حمد کا خلاصہ

(LHR. GI, GRW. GI, & GII, FBD. GI, SWL. GI, & GII, SGD. GI, RWP. GI, & GII, DGK. GI, & GII, BWP. GI)

اے پروردگارِ عالم! تیری جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ تو ہر ایک کے دل میں بستا ہے۔ تیرا حکم نہ ماننے والا انسان بھی تیری ہی تعریف کرتا ہے۔ یہ بجا کہ تیرا حق ادا کرنا سب سے پہلے اور بڑھ کر ہے لیکن بندہ عمر بھر رات دن تیری ہی عبادت میں لگا رہے، تب بھی تیرا حق ادا نہیں کر سکتا، کیونکہ تیری نعمتیں بے شمار ہیں۔ وہ کس کس نعمت کا شکر ادا کرے گا۔ یہاں محرم و نامحرم دونوں ایک برابر ہیں کیونکہ جس پر

تیری حقیقت کا راز کھلا ہے وہ بھی تیری حکمتوں سے نا آشنا ہے۔ پھٹے پرانے کپڑوں میں مست رہنے والے تیرے نیک بندوں کی نظروں میں قیمتی اور شاہی لباس کی کوئی وقعت نہیں ۔ اے اللہ! جو تکلیفوں اور مصیبتوں میں تیرا گلا کرتے ہیں تو انھیں بھی ہر چیز میں دکھائی دیتا ہے ۔ وہ مانتے ہیں کہ تیرے حکم کے بغیر پتا بھی نہیں ہل سکتا۔ آخر دنیا میں تیرا چرچا کس طرح نہیں ہوگا' کیونکہ صبح کی ٹھنڈی ہوا جو تیری وحدانیت کا پیغام لیے گھر گھر پھر رہی ہے۔ اے حالی! تیرا انداز بیان سب سے الگ اور مؤثر ہے۔ چونکہ ہر بات اور دعا تیرے دل سے نکلتی ہے' اس لیے اثر رکھتی ہے۔

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1:

قبضہ ہو دلوں پر کیا اور اس سے سوا تیرا
اِک بندۂ نافرماں ہے حمد سرا تیرا

(GRW. GI. & GII. FBD. GI, SWL. GI. RWP. GI)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
قبضہ	قابو۔اختیار	سوا	علاوہ	بندہ	انسان۔آدمی
نافرمان	حکم نہ ماننے والا	حمد سرا	حمد کہنے والا	حمد	اللہ کی تعریف

نثری ترتیب: دلوں پر اللہ تعالی کی حکمرانی کے علاوہ کسی کی حکمرانی ممکن نہیں ہے کہ ایک نافرماں بندہ بھی اس کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

تشریح: مولانا الطاف حسین حالی ایک قادر الکلام شاعر ہیں۔ ان کی شاعری میں حقائق اور عقلیت کے شواہد ملتے ہیں۔ اس شعر میں کہتے ہیں کہ اے میرے اللہ! تو ہی ہم سب کا خالق و مالک ہے۔ تو ہی تعریف اور حمد وثنا کے لائق ہے۔ تُو ہمارے دلوں میں بستا ہے۔ ہمارا سب کچھ تیرے ہی اختیار میں ہے۔ ہمارے دلوں پر اس سے بڑھ کر اور کیا تیرا قبضہ ہوگا کہ ایک باغی و سرکش انسان بھی تیری حمد بیان کرتا ہے۔ بے شک تو ہر چیز پر قدرت اور اختیار رکھتا ہے۔ بقول شاعر:

اُفق کے پار بھی تُو اور اس طرف بھی تُو — نظام گردشِ لیل و نہار تیرے مطیع

اس شعر میں شاعر نے اپنی کم مائیگی کا اعتراف کیا ہے کہ اگر چہ میں ایک گناہ گار انسان ہوں پھر بھی خدا نے مجھے حمد وثنا کرنے کی توفیق عطا کی ہے۔ بقول حسن رضا

افلاک و ارض سب تیرے فرماں پذیر ہیں — حاکم ہے تو جہاں کے نشیب و فراز کا

شعر نمبر 2:

گو سب سے مقدم ہے حق تیرا ادا کرنا
بندے سے مگر ہو گا حق کیسے ادا تیرا

(LHR. GI, GRW. GI, & GII, MLN. GII, SWL. GII, SGD. GI, DGK. GII)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
گو	اگرچہ	مقدم ہونا	پہلے ہونا	کیسے	کس طرح

نثری ترتیب: اگر چہ سب سے مقدم تیرا حق ادا کرنا ہے' مگر بندے سے تیرا حق کیسے ادا ہوگا۔

تشریح: حالی کے اشعار دلکش، سادہ اور مدلل ہیں۔ ان کی اخلاقی و اصلاحی شاعری نے اُردو ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ اس شعر میں کہتے ہیں کہ اے اللہ! اگر چہ تیرا حق ادا کرنا اولین فریضہ ہے لیکن انسان تیرا حق ادا نہیں کرسکتا۔ اے رب

العالمین! بے شک ہمارا اوّلین فرض ہے کہ ہم عبادت اور شکر کر کے تیرا حق ادا کریں لیکن یہ ہمارے لیے ناممکن ہے، کیونکہ تیری نوازشیں، عنایات اور مہربانیاں اتنی زیادہ ہیں کہ ہم تیرا حق ادا نہیں کر سکتے۔ ہم بندے عاجز و مجبور ہیں۔ رات دن بھی عبادت اور شکرگزاری میں لگے رہیں تب بھی تیرا حق ادا نہیں کر سکتے۔ غالب نے اس بات کو کچھ یوں بیان کیا ہے:

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ایک شاعر اللہ تعالیٰ کے حق کی بات اس طرح کرتے ہیں۔

جو ملی حیات خضر تو صرف ثنا کروں — پھر بھی نہ حق ادا ہو تو حق کیسے ادا کروں

شعر نمبر 3: محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے نامحرم
کچھ کہہ نہ سکا جس پر یاں بھید کھلا تیرا

(LHR. GI, & GII, GRW. GI, & GII, FBD. GI, MLN. GII, SWL. GI, SGD. GI)

حلِ لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
محرم	واقف۔ رازدار	نامحرم	ناواقف۔ انجان	بھید	راز

نثری ترتیب: محرم بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ نامحرم ہے۔ یہاں جس پر تیرا بھید کھلا وہ بھی کچھ نہ کہہ سکا۔

تشریح: مولانا حالی کا شمار اُردو ادب کے اہم شاعروں میں ہوتا ہے۔ اُن کے اشعار حقیقت کی عکاسی کرتے ہیں۔ مذکورہ شعر میں وہ اللہ تعالیٰ کی ہمہ گیر ذات کے ادراک کو نہایت خوبصورت انداز میں بیان کر رہے ہیں کہتے ہیں کہ اے اللہ! تیری ذات کے بارے میں جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں کیونکہ تیری ذات کے راز آج تک کوئی نہ بتا سکا۔ اے اللہ! یہاں محرم و نامحرم اور واقف و ناواقف میں کوئی فرق نہیں رہا، کیونکہ جس پر تیری حقیقت کا راز کھلا ہے، وہ بھی تیری حکمتوں سے ناآشنا ہے۔ اس کا اتنا علم نہیں جتنا کہ تو جانتا ہے۔ اس لیے محرم و نامحرم دونوں برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں ہمارا علم بہت محدود اور ناقص ہے۔ بقول امیر مینائی

محرمِ راز تو بہت ہیں امیر — جس کو کہتے ہیں راز داں تو ہے

ایک شاعر اللہ تعالیٰ کی معرفت کو اس طرح سمجھاتے ہیں۔

کس طرح سمائے قطرے میں ایک دریا — محدود عقل سمجھے کیسے مقام تیرا

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات کا عرفان حاصل کر لیتے ہیں وہ بھی کچھ کہنے سے قاصر ہوتے ہیں..... لوگ عقل سے اللہ تعالیٰ کی ذات کو نہیں سمجھ سکتے۔ عقل محدود ہے اور اللہ کی ذات لامحدود لہٰذا محدود میں لامحدود کیسے سما سکتا ہے۔ اس لیے عرفانِ الٰہی سے واقف لوگ بھی خاموش رہنا پسند کرتے ہیں۔

شعر نمبر 4: جچتا نہیں نظروں میں یاں خلعتِ سلطانی
کملی میں مگن اپنی رہتا ہے گدا تیرا

(FBD. GI, & GII, MLN. GI, SWL. GII, DGK. GII, BWP. GI)

حلِ لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
جچنا	سجنا	خلعتِ سلطانی	شاہانہ پوشاک	مگن	مست
گدا	فقیر	کملی میں مگن ہونا	چادر۔ کسی کی پروانہ ہونا	نظر	نگاہ۔ دید

نثری ترتیب یہاں خلعتِ سلطانی نظروں میں نہیں جچتا۔ تیرا گدا اپنی کملی میں مگن رہتا ہے۔

تشریح مولانا حالیؔ کی اخلاقی، اصلاحی اور ملی شاعری نے اُردو ادب پر بہت گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ مذکورہ شعر میں کہتے ہیں۔ کہ اے اللہ! تیری خوشنودی کے طلب گار بندے کی نظروں میں شاہانہ پوشاک کی کوئی وقعت نہیں کیونکہ جو انسان تجھ سے لو لگا لیتا ہے اُسے دنیا کی کسی چیز سے رغبت نہیں رہتی۔ وہ گدا تو کملی میں مست رہ کر ہی خوشی محسوس کرتا ہے۔ وہ بھوکا تو رہ سکتا ہے لیکن کسی کے آگے دستِ سوال دراز نہیں کر سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پھٹے پرانے کپڑوں میں رہنا پسند کرتا ہے لیکن امیروں سے بھیک مانگ کر اعلیٰ قسم کے کپڑے نہیں پہنتا۔ وہ اپنے آپ ہی میں مگن رہتا ہے اور نمود و نمائش کی پروا نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کا فقیر ہونے میں فخر محسوس کرتا ہے کیونکہ وہ دنیاوی لذتوں پر آخرت کی زندگی کو ترجیح دیتا ہے۔ بقول شاعر:

لگتا نہیں ہے دِل میرا اُجڑے دیار میں　　کس کی بنی ہے عالمِ ناپائیدار میں

اور ایک شاعر اللہ کی یاد کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں۔

نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے　　تسلی دِل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

شعر نمبر5:　تُو ہی نظر آتا ہے ہر شے پہ محیط اُن کو
جو رنج و مصیبت میں کرتے ہیں گِلا تیرا

(FBD. GII, SWL. GI, SGD. GI. & GII, RWP. GI, DGK. GI, BWP. GI)

حلِ لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
نظر آنا	دکھائی دینا	شے	چیز	پہ	پر
رنج و مصیبت	دکھ اور تکلیف	گِلا (گلہ)	شکایت	محیط	احاطہ کرنے والا

نثری ترتیب تو ہی اُن کو ہر شے پہ محیط نظر آتا ہے جو رنج و مصیبت میں تیرا گلا کرتے ہیں۔

تشریح مولانا حالیؔ ایک قادر الکلام شاعر ہیں۔ ان کی اخلاقی، اصلاحی اور ملی شاعری نے اُردو ادب پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ مذکورہ شعر حمد کا ہے کہتے ہیں۔ تمام کائنات کا نظام اللہ تعالیٰ کا مرہونِ منت ہے۔ اس کی قدرت کے آثار ہر طرف دیکھنے کو ملتے ہیں۔ شاعر کہتا ہے کہ اے خالق و مالکِ جہاں تُو ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ لوگ جو تکلیفوں اور مصیبتوں میں تیرا گلہ کرتے ہیں اور ہر وقت زبان پر شکوہ و شکایت لائے رکھتے ہیں تُو اُنھیں بھی ہر چیز میں دکھائی دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بھی تیری تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ قرآن پاک میں ہے: بقول شاعر:

تُو بے حساب بخش کے ہیں بے حساب جرم　　دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہِ حجاز کا

ایک شاعر اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کو یوں بیان کرتے ہیں۔

ہم ہیں خطا کے پیکر بخشش ہے کام تیرا　　لغزش کے ہم ہیں خوگر تو ہے عطا کا مصدر

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر۔

(یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔)

اللہ تعالیٰ کی واحد ذات ہی ہر دُکھ کا مداوا کر سکتی ہے۔ اس لیے ہر مصیبت میں صرف اُسی سے رجوع کرنا چاہیے۔

شعرنمبر6: آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لیے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

(LHR. GI, FBD. GII, MLN. GI, SGD. GII, RWP. GII, DGK. GI, & GII, BWP. GI, & GII)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
آفاق	افق کی جمع۔آسمان کے کنارے، دنیا	صبا	صبح کی ہوا	پیغام	پیام
		پھرتی ہے	گھومتی ہے	نہ	نہیں
مہک	خوشبو	گھرگھر	ہرجگہ		

نثری ترتیب: تیری مہک کب تک نہ آفاق میں پھیلے گی، (کیونکہ) صبا تو تیرا پیغام گھر گھر لیے پھرتی ہے۔

تشریح: تشریح طلب شعر میں حالی فرماتے ہیں کہ اے میرے پروردگار! یہ کیسے ممکن ہے کہ تیری وحدانیت اور موجودگی کا دنیا میں اظہار نہ ہو، کیونکہ یہ فریضہ تو صبح کی ہوا گھر گھر جا کر سرانجام دے رہی ہے۔ یعنی دنیا بھر میں تیرے چاہنے والے ہوا کی طرح تیرا پیغام لوگوں تک پہنچا رہے ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ تیرا ذکر گھر گھر، گلی گلی اور گاؤں گاؤں ہر جگہ اور ہر وقت ہو رہا ہے۔ ایک وقت آئے گا جب ہر انسان اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لے آئے گا۔ بقول امیر مینائی:

رنگ تیرا چمن میں، بُو تیری　　خوب دیکھا تو باغباں تُو ہے

اللہ تعالیٰ اگرچہ ہماری نظروں سے پوشیدہ ہے مگر دنیا کے مظاہر میں اُس کی ذات نمایاں ہوتی ہے۔ بقول شاعر:

بہاروں میں تُو ریگزاروں میں تُو　　صبح کے ہے رنگیں نظاروں میں تُو

شعرنمبر7: ہر بول ترا دل سے ٹکرا کے گزرتا ہے
کچھ رنگِ بیاں حالؔی ہے سب سے جُدا تیرا

(LHR. GII, MLN. GII, SWL. GII, RWP. GII, DGK. GI, BWP. GII)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بول	بات۔قول	ترا	تیرا	جدا	الگ۔انوکھا
دل سے ٹکراتا	دل پہ اثر کرنا	رنگِ بیاں	اظہار کا انداز	کچھ	تھوڑا۔کسی قدر

نثری ترتیب: تیرا ہر بول دل سے ٹکرا کے گزرتا ہے۔ حالؔی! تیرا رنگِ بیاں سب سے جدا ہے۔

تشریح: حالؔی کے شعروں کی تاثیر لوگوں کے دلوں کو متاثر کرتی ہے۔ اس شعر میں اندازِ تعلّی سے کام لے کر اپنی ادبی خوبیاں بیان کر رہے ہیں۔ شاعر مولانا الطاف حسین حالؔی اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے حالؔی! تیرا اظہار کا انداز بڑا شاندار اور دل نشین ہے۔ چونکہ ہر بات اور دعا تیرے دل سے نکلتی ہے، اس لیے اثر رکھتی ہے۔ تیرا اندازِ بیاں سب سے الگ اور انوکھا ہے۔ اسی خوبی کی وجہ سے تیری ہر بات دلوں پر اثر کرتی ہے۔ تیرے اس انداز نے تجھے دوسروں سے انفرادیت بخش دی ہے۔ تیرے الفاظ اپنے اندر بہت تاثیر رکھتے ہیں۔ بقول شاعر

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے　　"پَر" نہیں طاقتِ پرواز میں رکھتی ہے

حل مشقی سوالات

۱۔ حمد کے حوالے سے درج ذیل سوالات کے جواب لکھیں۔

(الف) کون سا بندہ حمد سرا ہے؟ (FBD. GII, MLN. GII)

جواب: نافرمان بندہ حمد سرا ہے۔

(ب) کس کا حق سب سے مقدم ہے؟ (FBD. GI & GII, SWL. GI, RWP. GI & GII, DGK. GII, BWP. GI)

جواب: اللہ تعالیٰ کا حق سب سے مقدم ہے۔

(ج) محرم اور نامحرم میں کیا فرق ہے؟ (DGK. GI, RWP. GII, BWP. GII)

جواب: محرم کا مطلب رازدار اور نامحرم کا معنی ناواقف ہے۔ شاعر کے نزدیک محرم اور نامحرم میں کوئی فرق نہیں ہے۔

(د) اللہ کا گدا کس میں مگن رہتا ہے؟ (LHR. GII, MLN. GII, SWL. GII, SGD. GII)

جواب: اللہ کا گدا اپنی کملی میں مگن رہتا ہے۔

(ہ) بادِ صبا گھر گھر کیا لیے پھرتی ہے؟ (LHR. GI, GRW. GI, MLN. GII, BWP. GI)

جواب: بادِ صبا گھر گھر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت و موجودگی اور خالق و رازق ہونے کا پیغام لیے پھرتی ہے۔

۲۔ اس حمد میں شاعر نے اللہ تعالیٰ کی کون کون سی صفات بیان کی ہیں؟

جواب: اس حمد میں شاعر نے اللہ تعالیٰ کی جو صفات بیان کی ہیں وہ درج ذیل ہیں۔

(i) سب کے دلوں پر حکمران (ii) محیط (iii) ظاہر (iv) ہمہ گیر

۳۔ مندرجہ ذیل الفاظ و مرکبات کے معنی لکھیں۔ مقدم، محرم، خلعتِ سلطانی، محیط، آفاق، بندۂ نافرماں

جواب:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مقدم	پہلا	خلعتِ سلطانی	شاہانہ لباس	آفاق	دنیا
محرم	واقف	محیط	احاطہ کرنے والا	بندۂ نافرماں	حکم نہ ماننے والا آدمی

۴۔ تیسرے شعر میں شاعر نے ''محرم'' اور ''نامحرم'' کو کس لیے ایک جیسا قرار دیا ہے؟

جواب: شاعر نے محرم اور نامحرم کو ایک جیسا اس لیے قرار دیا ہے کیونکہ دونوں اللہ تعالیٰ کی حکمتوں سے ناآشنا ہیں۔

۵۔ درج ذیل اشارات کی مدد سے حمد کا خلاصہ مکمل کریں۔

دلوں پر اللہ کا قبضہ.......... نافرمان بندہ اور حمد سرائی .... اللہ کی بندگی کا حق کس سے ادا ہو .... محرم و نامحرم برابر ہیں .... خلعتِ سلطانی .... ہر شے پہ محیط ہے .... ہر طرف اُس کی خوشبو ہے .... حالی کا بیان سب سے جدا ہے۔

جواب: مومن و نافرمان دونوں کے دلوں پر اللہ کا قبضہ ہے۔ یعنی دونوں اس کی تعریف کرتے ہیں۔ بندہ جتنی بھی کوشش کرے اللہ کی نعمتوں کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ محرم و نامحرم یعنی عالم و جاہل دونوں اللہ کی حکمتوں سے ناآشنا ہیں۔ مومن شاہانہ لباس کے بجائے اپنے پھٹے پرانے کپڑوں میں رہنا پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ہر طرف اسی کا چرچا ہے۔ حالی کا بات کرنے کا انداز منفرد اور پُر اثر ہے۔

URDU NOTES FOR 9th CLASS (PUNJAB)

۶۔ اعراب لگا کر تلفظ واضح کریں۔ بندہ نا فرماں، حمد سرا، مقدم، محرم، خلعت سلطانی، رنج و مصیبت، رنگ بیاں

جواب: بَندۂ نافَرماں ، حَمدسَرا، مُقَدَّم ، مَحرَم ، خِلعَتِ سُلطانی، رَنج و مُصِیبَت ، رَنگِ بَیاں

۷۔ مناسب الفاظ کی مدد سے مصرعے مکمل کریں۔

(الف) گو سب سے .... ہے حق تیرا ادا کرنا
(ب) محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے ....
(ج) .... نہیں نظروں میں یاں خلعتِ سلطانی
(د) .... میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
(ہ) ہر بول ترا .... سے ٹکرا کے گزرتا ہے

جوابات: (الف) مقدم (ب) نامحرم (ج) جچتا (د) آفاق (ہ) دل

۸۔ 'نافرمان' اور 'نامحرم' میں 'نا' سابقہ ہے۔ آپ ایسی پانچ مثالیں تلاش کریں جن میں 'نا' سابقے کے طور پر استعمال ہوا ہو۔

جواب: ناپاک۔ ناممکن۔ ناواقف۔ نامناسب۔ نالائق۔ ناسمجھ۔ ناخلف۔ ناروا۔ ناتواں

۹۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
بندۂ نافرماں	مہک	حمد سرا
مقدم	رنگ بیاں	حق
محرم	صبا	نامحرم
کلی	خلعت سلطانی	خلعت سلطانی
آفاق	نامحرم	مہک
پیغام	حق	صبا
بول	حمد سرا	رنگ بیاں

قافیہ: شعر کے آخر میں آنے والے ہم آواز الفاظ کو قافیہ کہا جاتا ہے۔ ہر شعر میں قافیہ تبدیل ہوتا ہے تاہم ان کی صوت (آواز) ایک جیسی رہتی ہے۔ قافیہ کی جمع قوافی ہے۔ قافیے کی چند مثالیں دیکھیں:

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے — آخر اس درد کی دوا کیا ہے
ہم ہیں مشتاق اور وہ بے زار — یا الٰہی! یہ ماجرا کیا ہے
جان تم پر نثار کرتا ہوں — میں نہیں جانتا دعا کیا ہے

ان اشعار میں ہوا، دوا، ماجرا اور دعا قافیے ہیں۔ یہ تمام الفاظ ہم آواز ہیں۔

ردیف: ردیف کے لغوی معنی سوار کے پیچھے بیٹھنے والے کے ہیں۔ شعر کے آخر میں آنے والے لفظ یا الفاظ کے مجموعے کو ردیف کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ لفظ یا الفاظ قافیے کے بعد آتے ہیں اس لیے انھیں ردیف کا نام دیا گیا ہے۔ ہر شعر میں ردیف کا لفظ یا الفاظ ہو بہو دُہرائے جاتے ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ ردیف کی چند مثالیں دیکھیں:

کوئی اُمید بر نہیں آتی — کوئی صورت نظر نہیں آتی
موت کا ایک دن معیّن ہے — نیند کیوں رات بھر نہیں آتی
پہلے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی — اب کسی بات پر نہیں آتی

ان اشعار میں الفاظ "نہیں آتی" ردیف کی مثالیں ہیں۔ یہ الفاظ بغیر کسی تبدیلی کے ہر شعر میں دُہرائے گئے ہیں۔

سرگرمیاں

۱۔ کسی اور شاعر کے کلام سے حمد تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھیں۔

جواب:

دوسرا کون ہے جہاں تُو ہے
کون جانے تجھے کہاں تو ہے

لاکھ پردوں میں تُو ہے بے پردہ
سو نشانوں میں بے نشاں تُو ہے

تُو ہے خلوت میں تُو ہے جلوت میں
کہیں پنہاں کہیں عیاں تو ہے

نہیں تیرے سوا یہاں کوئی
میزباں تُو ہے مہماں تُو ہے

نہ مکاں میں نہ لامکاں میں کچھ
جلوہ فرما یہاں وہاں تُو ہے

رنگ تیرا چمن میں بُو تیری
خوب دیکھا تو باغباں تُو ہے

محرمِ راز تو بہت ہیں امیرؔ
جس کو کہتے ہیں رازداں تُو ہے

۲۔ طلبہ سے اس حمد کی درست آہنگ کے ساتھ بلند خوانی کرائی جائے۔

جواب: عملی کام۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ اساتذۂ طلبہ کو بتائیں کہ ایسی نظم جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف بیان کی گئی ہو "حمد" کہلاتی ہے۔

جواب: لفظ "حمد" عربی زبان سے لیا گیا ہے۔ اُس کے لغوی معنی ہیں "تعریف کرنا" "ثنا بیان کرنا۔" اصطلاح میں "حمد" سے مراد اللہ رب العزت کی تعریف و توصیف، صفات و کمالات، قدرت و حکمت اور وحدانیت والوہیت کو بیان کرنا ہے۔

۲۔ اساتذۂ طلبہ کو "مسدسِ حالی" کے بارے میں بھی تفصیل سے بتائیں کہ برصغیر کے مسلمانوں پر اس کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔

جواب: مولانا الطاف حسین حالیؔ اُردو اَدب کے ایک بلند پایہ ادیب اور شاعر ہیں۔ اُردو نظم و نثر میں ان کی تحریروں کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔ خاص طور پر ان کی نظم "مسدسِ حالیؔ" اُردو ادب کا اہم سرمایہ ہے۔ یہ نظم اپنے طرز میں بالکل جدید و جداگانہ ہے اور ایسی نظم ہے جو اُردو اَدب میں ہمیشہ زندہ رہے گی۔

اس نظم میں حالیؔ نے مسلمانوں کے کھوئے ہوئے عظمت و جلال کو ایسے سوز و گداز سے بیان کیا ہے کہ اس سے قبل اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس مسدس میں انھوں نے تاریخی زمانہ گزشتہ کو ہی زندہ نہیں کیا بلکہ ہندی مسلمانوں کی زندگی کا مرقع بھی تفصیل سے کھینچا ہے۔

جس دور میں یہ نظم تحریر کی گئی وہ مسلمانوں کے زوال کا بدترین دور تھا۔ برصغیر کے مسلمان انگریزوں کی غلامی میں سماجی، معاشرتی، سیاسی، علمی اور اقتصادی ابتری، بدترین اور زوال کا شکار تھے۔ اس نظم میں حالی نے مسلمانوں کے عروج و زوال کی داستان کو اثر انگیز انداز سے بیان کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو ان کا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کرنے کے لیے راہ نما اصول بھی بیان کیے ہیں۔ مسلمانوں کو اُن کا تابناک ماضی یاد کروا کے ان کے اندر مستقبل کے لیے آزادی، حمیت اور خودداری پیدا کرنے کی بھر پور کوشش کی۔

نظم مسدس حالی کو اُردو ادب میں وہ قبولیت حاصل ہوئی جو شاید ہی کسی اور نظم کو حاصل ہوئی ہوگی۔ سب سے بڑی داد سر سید احمد خان نے دی:

''جب خدا پوچھے گا تو کیا لایا، تو میں کہوں گا کہ حالی سے مسدس لکھوا لایا ہوں۔''

۳۔ حمدیہ شاعری اور اُس کی روایت کے بارے میں بنیادی باتیں بتائی جائیں۔

جواب: جب شاعر اشعار کے خوبصورت انداز میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتے ہیں تو اس شاعری کو حمدیہ شاعری کہتے ہیں۔ یعنی وہ شاعری جو اللہ رب العزت کی حمد و ثنا پر مبنی ہو اُسے ''حمدیہ شاعری'' کہتے ہیں۔

شاعری کے ہر دور میں ہمیں ''حمدیہ شاعری'' پر مبنی خوبصورت کلام دیکھنے اور پڑھنے کو ملتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین کامل، اُس کی صفات و کمالات کے اظہار اور احاطۂ قدرت کا بیان ملتا ہے۔ حمدیہ شاعری میں مودب اور منکسر انداز بیاں اپنایا جاتا ہے۔ حمدیہ شاعری کے حوالے سے مولانا ظفر علی خاں، مولانا حسرت موہانی، حافظ لدھیانوی، مسعود رضا اور الہ صحرائی کے نام قابل ذکر ہیں۔ موجودہ دور کے حمد گو شعرا میں مظفر وارثی، سرور بدایونی اور لطیف اثر کے نام قابل ذکر ہیں۔

۴۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں اشعار کی تشریح کی جائے۔ مثلاً پانچواں شعر پڑھاتے ہوئے اس کا حوالہ دیا جائے۔

اِنَّ اللّٰہَ عَلیٰ کُلِّ شَیءٍ قَدِیْر۔ (یقیناً اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔)

جواب: دیکھیے اشعار کی تشریح

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیرالانتخابی سوالات

1- **خواجہ الطاف حسین حالی پیدا ہوئے۔** (RWP. GI)
(A) پانی پت میں (B) دہلی میں (C) آگرہ میں (D) لکھنؤ میں

2- **''مدوجزر اسلام'' ___ کی تصنیف ہے۔** (MLN. GI)
(A) غالب (B) حالی (C) سودا (D) علامہ محمد اقبال

3- **کتاب میں دی گئی ''حمد'' کے شاعر کا نام ہے:** (DGK. GI, MLN. GI)
(A) حالی (B) امیر (C) ذوق (D) آتش

4- **کون سا بندہ حمد سرا ہے؟** (RWP. GI, BWP. GII, FBD. GII, DGK. GI)
(A) فرمانبردار (B) وفادار (C) نافرمان (D) غیر وفادار

5- **بحوالہ حمد سب سے مقدم کیا ہے؟** (FBD. GII, SWL. GI, SGD. GI)
(A) حمد و ثنا کرنا (B) شکر کرنا (C) ذکر کرنا (D) اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا

-6 محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے............ (SGD. GI)

(A) ناواقف (B) نادم (C) نافرمان (D) نامحرم

-7 اللہ کا گدا مگن رہتا ہے: (BWP. GII, FBD. GI)

(A) سکون میں (B) سیر میں (C) کملی میں (D) دُنیا میں

-8 جور نج و مصیبت میں کرتے ہیں ___ تیرا (SWL. GII)

(A) شکوہ (B) شکایت (C) سوا (D) گلا

-9 آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ۔

(A) خوشبو تیری (B) ہوا تیری (C) عظمت تیری (D) مہک تیری

-10 بادِ صبا گھر گھر کیا لیے پھرتی ہے؟ (DGK. GII, SGD. GII, BWP. GI)

(A) اللہ کا پیغام (B) محمد ﷺ کا پیغام (C) نبیوں کا پیغام (D) بزرگوں کا پیغام

-11 کس کا رنگِ بیاں سب سے جدا ہے؟ (SWL. GII, GRW. GI, DGK. GII)

(A) امیر مینائی کا (B) میر درد کا (C) غالب کا (D) حالی کا

-12 شعر کے آخر میں آنے والے ہم آواز الفاظ کو.....کہا جاتا ہے۔ (SGD. GI, BWP. GI)

(A) ردیف (B) قافیہ (C) مطلع (D) مقطع

-13 نظم "حمد" میں ردیف ہے۔ (MLN. GI, GRW. GII, SWL. GII)

(A) گدا (B) ادا (C) سرا (D) تیرا

-14 ایسی نظم جس میں اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی جائیں، کہلاتی ہے: (LHR. GI, RWP. GI, SGD. GII, BWP. GI & GII)

(A) حمد (B) نعت (C) منقبت (D) قصیدہ

-15 "حمد" کے شاعر ہیں: (LHR. GII, FBD. GI)

(A) مولانا الطاف حسین حالی (B) امیر مینائی (C) مرزا غالب (D) علامہ محمد اقبالؒ

-16 "حیاتِ جاوید" کے مصنف کا نام ہے: (MLN. GII)

(A) علامہ محمد اقبالؒ (B) مرزا غالب (C) کرنل محمد خاں (D) حالی

-17 ایسی نظم جس میں اللہ تعالیٰ کی صفات بیان کی جاتی ہیں: (SGD. GI)

(A) نعت (B) قصیدہ (C) منقبت (D) حمد

-18 خواجہ الطاف حسین حالی کا سن پیدائش ہے۔ (RWP. GI)

(A) 1836ء (B) 1837ء (C) 1838ء (D) 1839ء

-19 کس کا حق ادا کرنا سب سے مقدم ہے؟ (RWP. GII)

(A) بندے کا (B) والدین کا (C) اللہ کا (D) دنیا کا

-20 کملی میں کون مگن رہتا ہے؟ (LHR. GI)

(A) گدا (B) شاہ (C) درویش (D) فقیر

-21 الطاف حسین حالی کے مطابق ربّ کائنات کا قبضہ ہے: (LHR. GII)
(A) حکومتوں پر (B) دلوں پر (C) زندگیوں پر (D) انسانوں پر

-22 شاملِ نصاب حمد کے شاعر کون ہیں؟ (GRW. GI)
(A) امیر مینائی (B) علامہ اقبالؒ (C) حالیؔ (D) ماہر القادری

-23 بادِ صبا گھر گھر کس کا پیغام لیے پھرتی ہے؟ (FBD. GI)
(A) اللہ تعالیٰ کا (B) حضرت محمد ﷺ کا (C) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا (D) اولیاء کرام کا

-24 نصابی کتب کے حوالے سے "حمد" کے شاعر کا نام ہے: (MLN. GI)
(A) علامہ محمد اقبالؒ (B) مولانا الطاف حسین حالیؔ (C) مولانا ظفر علی خان (D) امیر مینائی

-25 مولانا الطاف حسین حالی کو خطاب ملا: (DGK. GII)
(A) حالی (B) شمس العلماء (C) انصاری (D) مولانا

-26 ایسا کلام جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو کہلاتا ہے: (BWP. GI)
(A) حمد (B) نعت (C) غزل (D) مرثیہ

-27 سب سے مقدم حق کس کا ہے؟ (BWP. GII)
(A) مسافر کا (B) راہ گیر کا (C) اللہ تعالیٰ کا (D) ہمسایہ کا

جوابات: (1) پانی پت میں (2) حالیؔ (3) حالیؔ (4) نافرمان
(5) اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا (6) تاحرم (7) کمی میں (8) گدا
(9) مہک تیری (10) اللہ کا پیغام (11) حالیؔ کا (12) قافیہ
(13) تیرا (14) حمد (15) مولانا الطاف حسین حالیؔ (16) حالی
(17) حمد (18) 1837ء (19) اللہ کا (20) گدا (21) دلوں پر
(22) حالیؔ (23) اللہ تعالیٰ کا (24) مولانا الطاف حسین حالیؔ (25) شمس العلماء
(26) حمد (27) اللہ تعالیٰ کا

مختصر جوابی سوالات

-1 "بندۂ نافرماں" کی وضاحت کریں۔

جواب: انسان اپنی روزمرہ زندگی میں کھو کر چھوٹے بڑے گناہ کرتا رہتا ہے۔ اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر جاتا ہے۔ انسان خطا کا پتلا ہے۔ اُس سے غلطیاں سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ اس لیے انسان بندۂ نافرماں بن جاتا ہے۔

-2 اللہ تعالیٰ کے حق سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے حق سے مراد ہے کہ زندگی کو احکامِ الٰہی کے مطابق ڈھالا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے حق سے مراد ہے کہ بندے کے ذمے جو فرائض اللہ کی طرف سے عائد ہیں ان کو پورا کیا جائے۔

-3 بادِ صبا گھر گھر کیا پیغام لیے پھرتی ہے؟ (BWP. GI)

جواب: بادِ صبا گھر گھر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت وموجودگی اور خالق ورازق ہونے کا پیغام لیے پھرتی ہے۔

امیر مینائی (۱۸۳۲ء ____ ۱۹۰۰ء)

مقاصدِ تدریس

۱۔	طلبہ کو نعت کے معنی و مفہوم اور اہمیت سے متعارف کرانا۔
۲۔	طلبہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات وصفات کے مختلف پہلوؤں سے آگاہ کرنا۔
۳۔	طلبہ کے دلوں میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عقیدت ومحبت کے جذبات اُجاگر کرنا۔

شاعر کا تعارف

منشی امیر مینائی، شاہِ اودھ نصیر الدین حیدر کے دورِ حکومت میں لکھنؤ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام مولوی کرم محمد تھا۔ وہ حضرت مخدوم شاہ مینا لکھنویؒ کی اولاد میں سے تھے۔ اسی مناسبت سے اپنے نام کے ساتھ ''مینائی'' لکھا۔ ابتدائی تعلیم مفتی سعد اللہ رام پوری سے حاصل کی۔

امیر مینائی نے شاعری میں منشی مظفر علی اسیر کی شاگردی اختیار کی اور ان سے اصلاح لیتے رہے۔ ابھی کم عمر ہی تھے کہ شاعری میں نام پیدا کر لیا۔ بیس سال کی عمر میں نواب واجد علی خاں نے انھیں اپنے دربار میں طلب کیا اور کلام سنا۔ بیالیس برس تک رام پور کے نواب یوسف علی خاں اور نواب کلب علی خاں کے استاد رہے۔ زندگی کے آخری زمانے میں نواب مرزا داغ نے انھیں حیدر آباد بلوایا۔ وہ وہاں تشریف لے گئے۔ انھی دنوں اتنے بیمار ہوئے کہ چل بسے۔

امیر مینائی نے ویسے تو تمام اصناف میں شاعری کی لیکن غزل اور نعت کی طرف زیادہ راغب رہے۔ ان کا شمار ممتاز شعرا میں ہوتا ہے۔
تصانیف: دو عشقیہ دیوان ''مرآۃ الغیب''، ''صنم خانۂ عشق'' اور ایک نعتیہ دیوان ''محامدِ خاتم النبیینؐ'' امیر مینائی کی مشہور تصانیف ہیں۔ انھوں نے شاعروں کا ایک تذکرہ ''انتخابِ یادگار'' کے نام سے بھی مرتب کیا۔ نامکمل لغت ''امیر اللغات'' بھی علمی میدان میں ان کا ایک اہم کارنامہ ہے۔

مرکزی خیال

(LHR. GI & GII, GRW. GI & GII, FBD. GI, & GII, MLN. GI, SWL. GI, SGD. GI, & GII, RWP. GI, & GII, DGK. GII, BWP. GII)

اس نعت میں شاعر شہرِ مدینہ سے محبت وعقیدت کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ صبا میں مدینے کے پھولوں کی خوشبو ہے، پرندوں کے تذکرے میں ان کی گفتگو ہے، اسی پاک در پر جینا مرنا میری آرزو ہے، انھی کے جلوے دنیا میں چار سو ہیں، عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں مٹ جانا میری آبرو ہے۔ بے داغ و بے خار گل کے حسن و نزاکت سے لے کر مکان و لامکاں تک سرکارِ دو عالم ﷺ کے نورِ مجسم کے انوار منور ہیں۔

نعت کا خلاصہ

(LHR. GI. & GII, GRW. GI & GII, FBD. GI & GII, MLN. GI. SWL. GI, SGD. GI & GII, RWP. GI & GII, DGK. GII, BWP. GII.)

شاعر اپنے اس نعتیہ کلام میں کہتا ہے کہ صبح کی ہوا میرے لیے محض ہوا نہیں بلکہ مدینے کے پھولوں کی خوشبو ہے اور یہ خوشبو میرے لیے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ کی ہے۔ پرندوں کی آوازوں میں بھی آپ ﷺ کا ذکر اور گفتگو ہے۔ میری خواہش ہے کہ آپ ﷺ کے در پر حاضری دوں اور پھر وہیں عمر بھر رہ کر جان دے دوں۔ جس طرف دیکھتا ہوں اُدھر میرے نبی ﷺ کا جلوہ ہے۔ دل میں سوچتا ہوں تو چاروں طرف آپ ﷺ ہی دکھائی دیتے ہیں۔ میں یہاں ہوں اور آپ ﷺ کو چشمِ تصور سے دیکھ رہا ہوں اور آپ ﷺ کا نورِ مدینہ منورہ

میں ہے۔ میرے نبی پاک ﷺ کی ذات بالکل بے داغ ہے۔ آپ ﷺ ہر ایک کے لیے رحمت بن کر دنیا میں تشریف لائے۔

اشعار کی تشریح

شعر نمبر1: صبا بے شک آتی مدینے سے تُو ہے
کہ تجھ میں مدینے کے پھولوں کی بُو ہے

(LHR. GII, GRW. GII, FBD. GII, SWL. GI & GII, RWP. GII, BWP. GII, 2016)

حلِ لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
صبا	صبح کی ہوا	بے شک	جس میں کوئی شک وشبہ نہ ہو۔	مدینہ	شہر۔ وہ شہر جہاں نبی پاک ﷺ کا روضہ مبارک ہے۔
بُو	خوشبو		یقیناً		

نثری ترتیب صبا! بے شک تو مدینے سے آتی ہے کیونکہ تجھ میں مدینے کے پھولوں کی بُو ہے۔

تشریح امیر مینائی کی شاعری زبان و بیان کی خوبیوں اور فکر و خیال کی رعنائیوں سے آراستہ ہے۔ ان کے نعتیہ اشعار میں آورد کے مقابلے میں آمد کا رنگ چھایا ہوا ہے۔ مذکورہ شعر میں فرماتے ہیں۔ اے صبا! تو جب مدینے سے آتی ہے تو میرا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ تو میرے نبی پاک ﷺ کے شہر سے ہو کے آتی ہے۔ مجھے تو بہت پیاری لگتی ہے۔ تو محض صبح کی ہوا نہیں بلکہ تجھ میں مدینے کے پھولوں کی خوشبو ہوتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ جب بھی کوئی آدمی مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کے روضہ مبارک کی زیارت کر کے آتا ہے اور شاعر اس سے آپ ﷺ کے بارے میں سنتا ہے تو اسے ان باتوں کا لطف آتا ہے اور وہ خوشی محسوس کرتا ہے۔ شاعر کے نزدیک بادِ صبا بڑی خوش نصیب ہے جو مدینہ منورہ کی گلیوں سے ہو کر آئی ہے۔ بقول شاعر:

لو مدینے کی تجلّی سے لگائے ہوئے ہیں
دل کو ہم مطلعِ انوار بنائے ہوئے ہیں

عاشقِ مصطفیٰ ﷺ صبح کی ٹھنڈی میٹھی ہوا میں مدینے کے پھولوں کی مہک محسوس کر لیتے ہیں۔ مدینے کے پھولوں کی خوشبو بھی انوکھی اور مسحور کن ہوتی ہے۔ مدینہ منورہ کو حضرت محمد ﷺ کی نسبت کی وجہ سے بہت اہمیت حاصل ہے۔ بقول شاعر:

آپ ﷺ کے مقدس شہر کی
ربِ کعبہ خود اُٹھاتا ہے قسم

شعر نمبر2: سنی ہم نے طوطی و بلبل کی باتیں
ترا تذکرہ ہے تری گفتگو ہے

(GRW. GII, MLN. GI & GII, SWL. GI, SGD. GII, RWP. GI & GII, DGK. GI & GII, BWP. GI)

حلِ لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
طوطی	ایک خوش آواز چھوٹا پرندہ	بلبل	ایک خوش آواز پرندہ	گفتگو	بات چیت
		تذکرہ	ذکر۔ چرچا	ترا	تیرا

نثری ترتیب ہم نے طوطی و بلبل کی باتیں سنیں۔ (ان میں) تیرا تذکرہ ہے (اور) تیری گفتگو ہے۔

تشریح امیر مینائی کے اشعار میں الفاظ و تراکیب اور صنائع کو بہت مہارت سے استعمال کیا گیا ہے مذکورہ شعر میں فرماتے ہیں۔ نبی

پاک ﷺ دنیا میں رحمت بن کر تشریف لائے۔ آپ ﷺ کو پرندوں سے بھی پیار تھا۔ شاعر کہتا ہے کہ میں نے طوطی اور بلبل کی باتیں سنیں تو مجھے ان کی باتوں میں بھی آپ ﷺ کا ذکر ملا۔ گویا وہ خوش الحان پرندے آپ ﷺ کی تعریف اور ذکر کر رہے تھے یعنی دنیا میں ہر ذی روح تذکرہ محمدی ﷺ میں مشغول ہے۔ بقول شاعر:

سب سے پیارا ہے جو　　سب سے میٹھا ہے جو
ہے محمد ﷺ کا نام　　اُن پہ لاکھوں سلام

ایک شاعر ذکر مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں اس طرح شعر کہتے ہیں۔

خدا کا ذکر کریں ذکرِ مصطفیٰ نہ کرے　　میرے منہ میں ہو ایسی زباں خدا نہ کرے

شعر نمبر 3:　　**جیوں تیرے در پہ مروں تیرے در پہ**
یہی مجھ کو حسرت یہی آرزو ہے

(GRW. GI & GII, FBD. GI & GII, SGD. GI & GII, RWP. GII, DGK. GII)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
جیوں	زندہ رہوں	دَر	دروازہ	حسرت	شوق
مَروں	مرجاؤں	یہی	خاص یہ	آرزو	خواہش

نثری ترتیب تیرے دَر پر جیوں اور مروں (بس) یہی حسرت اور یہی آرزو ہے۔

تشریح امیر مینائی کا شمار ممتاز "نعت" لکھنے والوں میں ہوتا ہے۔ ان کے کلام میں کہیں بھی تصنع کا گمان نہیں ہوتا۔ ان کے اشعار میں سادگی اور روانی پائی جاتی ہے۔ مذکورہ شعر میں کہتے ہیں۔ اے میرے پیارے نبی ﷺ! میری خواہش ہے کہ میں آپ ﷺ کی چوکھٹ پر عمر بھر رہوں، یہاں تک کہ میری روح پرواز کر جائے۔ یہی میرا شوق اور یہی میری تمنا ہے۔ میری زندگی آپ ﷺ کی چوکھٹ پر ہی گزر جائے اور مجھے موت بھی اُدھر ہی آ جائے۔ کاش! ایسا ہو سکتا۔ بقول علامہ اقبالؒ:

کی محمد ﷺ سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں　　یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

حضرت محمد ﷺ کی ذات سے پیار کرنے والے مدینہ منورہ سے بہت عقیدت رکھتے ہیں۔ وہ وہیں سے وابستہ رہنا چاہتے ہیں۔ بقول شاعر:

وہی جنت میں جائیں گے جو سوچیں گے جو سمجھیں گے
نبی ﷺ کی رضا میں ہے خدا کی بھی رضا بے شک

شعر نمبر 4:　　**جمے جس طرف آنکھ جلوہ ہے اُس کا**
جو یک سو ہو دل تو وہی چار سُو ہے

(LHR. GI & GII, GRW. GI, FBD. GII, BWP. GII)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
جمنا	ٹھہرنا۔ پڑنا	جلوہ	نور	یک سو	ایک طرف

نثری ترتیب: جس طرف آنکھ جے (تو) اس کا جلوہ ہے۔ جو دل یک سو ہو تو وہی چار سو ہے۔

تشریح: اے میرے پیارے نبی ﷺ! میں جس طرف بھی دیکھتا ہوں اُدھر تیرا ہی جلوہ ہے اور نور کی فضا ہے۔ جب میرا دل آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو چاروں طرف آپ ﷺ ہی آپ ﷺ دکھائی دیتے ہیں۔ اُٹھتے بیٹھتے، جاگتے سوتے تیرا ہی جلوہ میری آنکھوں کے سامنے ہے یعنی اگر آپ ﷺ کی طرف دل لگایا جائے تو ہر طرف وہی نظر آتے ہیں۔ بقول امجد شریف:

بڑا جلوہ نما دیکھا وہاں پر نور کا جلوہ — بڑی پُر کیف لگتی ہے مدینے کی فضا بے شک

شاعر اس شعر میں کہہ رہے ہیں کہ جو لوگ اپنا ذہن یکسو کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اُن کی باطنی آنکھ سے اس بات کا مشاہدہ ہو جاتا ہے کہ مدینے میں روضہ رسول ﷺ پر انوار کی بارش ہو رہی ہوتی ہے۔ بقول شاعر:

کرم اُن کا ہے جاری جو ہیں مشکل کُشا بے شک
میرا ایمان ہے پختہ یقیں میرا یہ کامل ہے

شعر نمبر 5:
تری راہ میں خاک ہو جاؤں مر کر
یہی میری حرمت یہی آبرو ہے

(LHR. GI, MLN. GI & GII, FBD. GI, SWL. GII, RWP. GI, DGK. GII, BWP. GI)

حل لغت:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
راہ	راستہ	خاک	مٹی	حرمت	عزت، عظمت
آبرو	قدر و منزلت۔ عزت	خاک ہو جاؤں	مٹی میں مل جاؤں		

نثری ترتیب: مر کر تیری راہ میں خاک ہو جاؤں۔ یہی میری حرمت و آبرو ہے۔

تشریح: امیر مینائی ایک قادر الکلام شاعر ہیں۔ ان کے نعتیہ کلام میں سوز و گداز کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ مذکورہ شعر میں کہتے ہیں۔ اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ! میری دلی آرزو، خواہش و تمنا اور عزت و عظمت اس میں ہے کہ میں مر کر آپ ﷺ کے قدموں کی خاک ہو جاؤں۔ آپ ﷺ جس راستے سے گزریں میں اُسی راستے کی دھول بن جاؤں تاکہ آپ ﷺ کے قدموں کو چوم سکوں۔ یہ بات میرے لیے باعثِ فخر ہے۔ میرا جینا اور مرنا صرف آپ ﷺ ہی کے لیے ہو اس سے بڑھ کر میرے لیے عزت کا مقام اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ بقول شاعر:

آرزو ہے کہ جان نثار کروں — مر کے حال کروں دوام آقا ﷺ
سایہ التفات ہو سر پر — اور ہو زندگی کی شام آقا

شعر نمبر 6:
یہاں ہے ظہور اور وہاں نور تیرا
مکاں میں بھی تُو، لامکاں میں بھی تُو ہے

(MLN. GII, SWL. GI, DGK. GI)

حل لغت:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ظہور	ظاہر ہونا	مکان	گھر۔ رہنے کی جگہ	لامکاں	عالمِ قدس۔ غیر مادی جہاں جو لامحدود ہے۔
نور	روشنی۔ اُجالا				

نثری ترتیب یہاں تیرا ظہور اور وہاں تیرا نور ہے۔ مکاں میں بھی تو اور لامکاں میں بھی تو ہے۔

تشریح امیر مینائی کے کلام میں سادگی، روانی اور برجستگی ہے۔ یہ نعت اُنھوں نے عشق مصطفیٰ ﷺ میں ڈوب کر لکھی ہے مذکورہ شعر اُن کے حضرت محمد ﷺ سے دلی لگاؤ کی غمازی کرتا ہے۔ زیرِنظر شعر میں کہتے ہیں۔ میرے پیارے نبی ﷺ! آپ ﷺ کی عظمتوں کا چرچا ہر جگہ ہے۔ زمین پر آپ ﷺ کا وجود اور عرش پر آپ ﷺ کا نور ہے۔ گویا آپ ﷺ مکاں میں بھی ہیں اور لامکاں میں بھی ہیں۔ یعنی ہر جگہ آپ ﷺ کا چرچا ہے کیونکہ جب آپ ﷺ کو معراج شریف کا شرف حاصل ہوا تو آپ ﷺ اس وقت مکاں سے لامکاں میں تشریف لے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

کہ اے محمد! اگر آپ نہ ہوتے تو یہ دنیا بھی نہ ہوتی
اللہ تعالیٰ نے کائنات بنانے سے پہلے آپ ﷺ کا نور بنایا

بقول رسول محشر نگری:
نور اُس کا سب سے پہلے پیدا کیا خدا نے
بزمِ جہاں میں لیکن آخر میں سب سے آیا

شعر نمبر 7:
جو بے داغ لالہ، جو بے خار گُل ہے
وہ تُو ہے، وہ تُو ہے، وہ تُو ہے، وہ تُو ہے

(SGD. GI & GII. BWP. GI & GII. 2014)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
داغ	دھبا	خار	کانٹا	لالہ	ایک قسم کا سرخ پھول جس کے اندر سیاہ داغ ہوتا ہے
بےداغ	بغیر دھبے کے	بے خارگُل	بغیر کانٹے کے پھول		

نثری ترتیب جو بے داغ لالہ جو بے خار گل ہے وہ تُو ہے وہ تُو ہے وہ تُو ہے وہ تُو ہے۔

تشریح امیر مینائی کے نعتیہ اشعار درد و اثر اور سوز و گداز سے بھرپور ہیں۔ زیرِنظر شعر میں فرماتے ہیں۔ اے اللہ کے پیارے رسول ﷺ! آپ ﷺ دنیا میں رحمت بن کر آئے۔ آپ ﷺ کی ذات پاک ہمیشہ بے داغ رہی۔ مسلمان تو کیا کافر بھی آپ ﷺ کے صادق و امین ہونے کی گواہی دیتے تھے۔ گویا آپ ﷺ وہ پھول ہیں جو بغیر کسی دھبے اور کانٹے کے ہے۔ یعنی آپ ﷺ سے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ لہٰذا جو خوبصورت، بے مثل و بے نظیر ذات ہے وہ آپ ﷺ ہیں وہ آپ ﷺ ہیں وہ آپ ﷺ ہی ہیں یعنی انسان کامل اور معصوم عن الخطاء ہونے کا شرف صرف سرکارِ دو عالم ﷺ ہی کو حاصل ہوا ہے۔ بقول شاعر:

مصطفیٰ ﷺ کی ذات میں یکجا ہوئیں　　صورت زیبا حسیں سیرت بہم

ایک شاعر حضرت محمد ﷺ کی ذات کو اس طرح بیان کرتے ہیں۔

میرا ایمان ہے پختہ یقیں میرا یہ کامل ہے
زمیں کے بادشاہ سارے انہی کے ہیں گدا بے شک

حل مشقی سوالات

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) صبا کہاں سے آتی ہے؟ (RWP. GII, SWL. GII)

جواب: صبا مدینے سے آتی ہے۔

(ب) پھولوں میں کس کی خوشبو ہے؟ (DGK. GI & GII. 2014)

جواب: پھولوں میں مدینے کی خوشبو ہے۔

(ج) شاعر کے دل میں کیا حسرت اور آرزو ہے؟ (LHR. GII, FBD. GI & GII, SGD. GI, DGK. GII)

جواب: شاعر کے دل میں یہ حسرت اور آرزو ہے کہ وہ عمر بھر آپ ﷺ کی چوکھٹ پر رہے اور وہیں اسے موت آئے۔

(د) شاعر اپنی حرمت و آبرو کس بات میں خیال کرتا ہے؟ (SWL. GII, SGD. GII, 2014)

جواب: شاعر اپنی حرمت و آبرو اس بات میں خیال کرتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے احکامات اور طریقوں پر عمل کرتے ہوئے دُنیا سے رخصت ہو جائے۔

(ہ) طوطی و بلبل کس کا ذکر کرتے ہیں؟ (GRW. GII, FBD. GII, MLN. GI, SGD. GI)

جواب: طوطی و بلبل نبی پاک ﷺ کا ذکر کرتے ہیں۔

۲۔ اس نعت میں ردیف کیا ہے؟ جواب: اس نعت میں "ہے" ردیف ہے۔

۳۔ اس نعت کے قافیے اپنی کاپی میں لکھیں۔ جواب: تُو، بُو، گفتگو، آرزو، چارسُو، آبرو اس نعت کے قافیے ہیں۔

۴۔ نعت کا مرکزی خیال تحریر کریں۔ جواب: نعت کا مرکزی خیال شروع میں دیکھیں۔

۵۔ لالے کے بے داغ اور گل کے بے خار ہونے سے کیا مراد ہے؟

جواب: لالے کے بے داغ اور گل کے بے خار ہونے سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی زندگی گناہ سے پاک، بے ضرر اور سراپا رحمت تھی۔

۶۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

جواب:

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
صبا	لامکاں	بُو
طوطی	نور	بلبل
تذکرہ	آرزو	گفتگو
جیوں	چارسُو	مروں
حسرت	آبرو	آرزو
یک سو	مروں	چارسُو
حرمت	گفتگو	آبرو
ظہور	بلبل	نور
مکاں	بُو	لامکاں

۷۔ نیچے دیے گئے اشارات کی مدد سے نعت کا خلاصہ لکھیں۔

صبا کا مدینے سے آنا.......... طوطی و بلبل اور رسول پاک ﷺ کا تذکرہ.......... درِ رسول ﷺ پر مرنے جینے کی آرزو.......... ہر طرف اُسی کا جلوہ.......... خاکِ مدینہ باعثِ حُرمت.......... مکاں و لامکاں میں اُسی کا نور و ظہور.......... بے داغ لالہ اور بے خار گل۔

جواب: دیکھیے خلاصہ۔

۸۔ اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کریں۔

طوطی و بلبل، تذکرہ، گفتگو، حرمت، آبرو، ظہور، داغ لالہ، خار گل

جواب: طُوطی وبُلبُل ۔ تَذ کِرَہ ۔ گُفتگُو ۔ حُرمَت ۔ آبرُو ۔ ظُہور ۔ داغِ لالہ ۔ خارِ گُل

سرگرمیاں

۱۔ بچوں کے درمیان نعت خوانی کا مقابلہ کرایا جائے۔

جواب: عملی کام۔

۲۔ آپ اپنی پسندیدہ نعت اپنی کاپی پر لکھیں اور استاد صاحب کو دکھائیں۔

جواب:

نعت

دل جس سے زندہ ہے وہ تمنا تمھیؐ تو ہو
ہم جس میں بس رہے ہیں وہ دنیا تمھیؐ تو ہو

پھوٹا جو سینۂ شبِ تارالست سے
اس نورِ اوّلین کا اُجالا تمھیؐ تو ہو

سب کچھ تمھارے واسطے پیدا کیا گیا
سب غایتوں کی غایتِ اولیٰ تمھیؐ تو ہو

جلتے ہیں جبرائیل کے پر جس مقام پر
اُس کی حقیقتوں کے شناسا تمھیؐ تو ہو

گرتے ہوؤں کو تھام لیا جس کے ہاتھ نے
اے تاجدارِ یثرب و بطحا تمھیؐ تو ہو

دنیا میں رحمتِ دو جہاں اور کون ہے
جس کی نہیں نظیر وہ تنہا تمھیؐ تو ہو

۳۔ طلبہ سے امیر مینائی کی اس نعت کو درست آہنگ کے ساتھ جماعت کے کمرے میں پڑھوائیں۔

جواب: عملی کام۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ **طلبہ کو بتائیں کہ نعت ایسی نظم کو کہتے ہیں، جس میں نبی کریم ﷺ کی تعریف و توصیف بیان کی گئی ہو۔**

جواب: نعت کے لغوی معنی ہیں ''تعریف و ستائش''۔

اصطلاح میں نعت سے مراد ''حضرت محمد ﷺ کی تعریف و ثنا کو اشعار کی صورت میں بیان کرنا ہے۔'' شاعری میں نعت کے لیے کوئی خاص صنف مقرر نہیں ہے بلکہ شاعری کی ہر صنف میں نعت بیان کی گئی ہے۔ شاعر حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ میں اپنے جذبات واحساسات کا اظہار شاعری کی کسی بھی صنف میں بیان کر سکتا ہے۔

۲۔ **اردو شاعری میں نعت کی روایت اور اہمیت کو مختصر طور پر بیان کریں۔**

جواب: حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی تعریف و مدح کو اشعار کی صورت میں بیان کرنے کو نعت کہتے ہیں۔ نعت کی روایت کا آغاز سرکارِ دو عالم حضرت محمد ﷺ کی حیاتِ مبارکہ سے ہو گیا تھا۔ حضرت حسان بن ثابتؓ آنحضور ﷺ کے دربارِ اقدس میں نعت پڑھا کرتے۔

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِيْ
وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءَ

حضرت حسان بن ثابتؓ کے علاوہ حضرت کعب بن زہیرؓ بھی عہدِ رسالت مآب کے نعت گو شاعر ہیں۔ عربی زبان میں ہی نعتیہ کلام ''قصیدہ بردہ شریف'' آج بھی مقبول ہے، جن میں سے چند اشعار درج ذیل ہیں:

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُهٗ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحَمِ

فارسی شاعری میں نعتیہ شاعری کے بلند پایہ کلام ملتے ہیں فارسی کے مشہور شعرا میں شیخ سعدی شیرازی، شیخ فریدالدین عطار، رومی اور جامی کے نام مشہور ہیں۔ فارسی کے بعد اردو شاعری میں نعتیہ کلام کے لازوال نمونے منظرِ عام پر آئے۔ خواجہ میر درد، مولانا ظفر علی خاں اور بہزاد لکھنوی کی نعتیہ شاعری کا ایک خاص انداز ہے۔

اُردو کے جن شعرا کے نعتیہ شاعری کے کلام آج بھی معروف ہیں اُن کے نام درج ذیل ہیں:

امیر مینائی، احمد رضا خاں بریلوی، حسن رضا خاں بریلوی، ضیا القادری، بہزاد لکھنوی، ماہر القادری، محشر رسول نگری، حافظ مظہر الدین، اقبال عظیم، حافظ لدھیانوی، حفیظ جالندھری، حفیظ تائب، اعظم چشتی۔

۳۔ **ہر بچے سے درست تلفظ کے ساتھ نعت کی قرأت کرائی جائے۔**

جواب: عملی کام۔

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

-1 ''امیر مینائی'' کی پیدائش ہوئی۔ (DG.K. GI)

(A) 1832ء (B) 1833ء (C) 1834ء (D) 1835ء

-2 منشی امیر مینائی کہاں پیدا ہوئے؟ (GRW. GI)

(A) دہلی میں (B) حیدرآباد میں (C) لکھنؤ میں (D) آگرہ میں

-3 امیر مینائی نے شاعروں کا تذکرہ .... کے نام سے مرتب کیا۔ (RWP. GI. SGD. GII)

(A) تذکرہ شعرا (B) یادگار غالب (C) انتخاب یادگار (D) دیوان شعرا

-4 شامل نصاب نظم ''نعت'' کے شاعر کا نام ہے۔ (SGD. GII. BWP. GI. FBD. GII. SWL. GII)

(A) علامہ اقبال (B) الطاف حسین حالی (C) امیر مینائی (D) نظیر اکبرآبادی

-5 صبا کہاں سے آتی ہے؟ (SWL. GI & GII. RWP. GI. GRW. GI. LHR. GI. MLN. GII)

(A) مکہ سے (B) مدینے سے (C) طائف سے (D) جدہ سے

-6 صبا میں کس کی بُو ہے؟ (SGD. GI)

(A) چنبیلی کی (B) مدینے کے پھولوں کی (C) گلاب کی (D) صحرائی پھولوں کی

-7 سنی ہم نے طوطی و بلبل کی: (MLN. GI)

(A) صدائیں (B) آوازیں (C) باتیں (D) نغمہ سرائی

-8 بحوالہ نعت کس کی زبان پر آپ ﷺ کا تذکرہ ہے؟ (FBD. GII. LHR. GII. SWL. GI. DGK. GII)

(A) بلبل (B) کوئل (C) طوطی (D) طوطی و بلبل

-9 نعت میں شاعر کی کیا خواہش ہے، جیوں تیرے .... پر۔ (RWP. GII)

(A) در (B) گھر (C) روضہ (D) بھروسے

-10 جسے جس طرف آنکھ .... (GRW. GII. FBD. GI)

(A) وہی چار سو ہے (B) ہر شے پر محیط ہے (C) جلوہ ہے اس کا (D) یہی آرزو ہے

-11 شاعر (امیر مینائی) کے لیے باعث حرمت ہے: (LHR. GII. SGD. GI)

(A) خاک مدینہ (B) خاک مکہ (C) سرمہ طور (D) خاک وطن

-12 حضور ﷺ لالہ و گل ہیں۔ (AJK. GII)

(A) بےداغ و بے خار (B) بے رنگ (C) بے داغ (D) بے خار

13- جس نظم میں حضورﷺ کی تعریف کی جائے اُسے کہتے ہیں۔ (LHR. GI, RWP. GII, AJK. GI)

(A) حمد (B) نعت (C) منقبت (D) قصیدہ

14- طوطی و بلبل کس کا ذکر کرتے ہیں؟ (LHR. GI)

(A) چمن کا (B) پھول کا (C) اللہ تعالیٰ کا (D) حضرت محمدﷺ کا

15- پھولوں میں کس کی خوشبو ہے؟ (LHR. GII)

(A) باغ کی (B) مدینے کی (C) طائف کی (D) مکّے کی

16- صبا آتی ہے: (بحوالہ نعت امیر مینائی) (MLN. GI)

(A) مکے سے (B) مدینے سے (C) خیبر سے (D) طائف سے

17- منشی امیر مینائی کی جائے پیدائش ہے: (SWL. GII)

(A) دہلی (B) لکھنؤ (C) آگرہ (D) مدراس

18- منشی امیر مینائی کے والد کا کیا نام تھا؟ (SGD. GII)

(A) مولوی کرم محمد (B) مولوی اکرام محمد (C) مولوی اکرم محمد (D) مولوی کریم حسین

19- "مرآۃ الغیب" کس کی کتاب ہے؟ (DGK. GI)

(A) امیر مینائی (B) نظیر اکبرآبادی (C) مرزا غالب (D) علامہ اقبال

20- "امیر مینائی" شاعر ہے: (BWP. GI)

(A) غزل کا (B) مرثیہ نگار (C) نثر کا (D) نعت کا

21- امیر مینائی نے بے داغ لالہ اور بے خار گل کسے کہا ہے؟ (LHR. GI)

(A) پھولوں کو (B) آنحضرتﷺ کو (C) صحابہ کرامؓ کو (D) بزرگانِ دین کو

22- اپنے عہد کے قادر الکلام شاعر تھے: (GRW. GII)

(A) مولوی نذیر احمد (B) امیر مینائی (C) شبلی نعمانیؒ (D) مولانا حالی

23- نعت میں طوطی کے ساتھ کون سا لفظ آیا ہے: (SGD. GI)

(A) طوطا (B) بلبل (C) شاہین (D) کوا

24- صبا کا مطلب ہے: (BWP. GII)

(A) شام (B) دوپہر (C) صبح کی ہوا (D) آدمی

جوابات: (1) 1832ء (2) لکھنؤ میں (3) انتخاب یادگار (4) امیر مینائی (5) مدینے سے
(6) مدینے کے پھولوں کی (7) باتیں (8) طوطی و بلبل (9) در
(10) جلوہ ہے اس کا (11) خاکِ مدینہ (12) بے داغ و بے خار (13) نعت
(14) حضرت محمدﷺ کا (15) مدینے کی (16) مدینے سے (17) لکھنؤ

(18) مولوی کرم محمد (19) امیر مینائی (20) نعت کا (21) آنحضرت ﷺ کو (22) امیر مینائی
(23) بلبل (24) صبح کی ہوا

مختصر جوابی سوالات

1- امیر مینائی کی چار مشہور تصانیف کے نام تحریر کریں۔

جواب: 1- مرآۃ الغیب 2- صنم خانۂ عشق 3- محامد خاتم النبیینؐ 4- انتخابِ یادگار

2- نعت کسے کہتے ہیں؟

جواب: نعت ایسی نظم کو کہتے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ کی تعریف وتوصیف بیان کی گئی ہو۔

3- شاعر نے نظم "نعت" میں اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کس طرح کیا ہے؟

جواب: شاعر کہتا ہے کہ روحوں کو تازگی بخشنے والی صبا شہر مدینہ سے آتی ہے اور اس میں مدینہ شہر کے پھولوں کی خوشبو رچی بسی ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں اپنے نبیؐ کے در پر زندہ رہوں اور وہیں مر جاؤں۔ میری آنکھ کو ہر طرف اپنے نبی کریم ﷺ کے جلوے نظر آتے ہیں۔ میری عزت یہی ہے کہ میں اپنے نبیؐ کی راہ میں فنا ہو جاؤں۔ مکان ولا مکاں میں حضور نبی کریم ﷺ کے ظہور کا نور موجود ہے۔

4- شاعر کو مکاں ولا مکاں میں کون نظر آتا ہے؟

جواب: شاعر کو مکاں ولا مکاں میں حضور نبی کریم ﷺ کے جلووں کا ظہور نظر آتا ہے۔ یعنی آپ ﷺ کی ذات وصفات کا نور ہر جگہ موجود ہے۔

5- آخری شعر میں شاعر نے نبی کریم ﷺ کی صفات کو کس طرح بیان کیا ہے؟

جواب: شاعر اپنے جذبات حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اگر کوئی بے داغ اور بے خار پھول ہے تو صرف اور صرف آپ ﷺ کی ذات پاک ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی ذات ہر طرح کے عیب ونقص سے پاک اور مبرا ہے۔

6- شاعر "امیر مینائی" اپنی حرمت اور آبرو کس بات میں خیال کرتا ہے؟ (MLN. GII)

جواب: شاعر اپنی حرمت وآبرو اس بات میں خیال کرتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے احکامات اور طریقوں پر عمل کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو جائے۔

7- نظم نعت میں شاعر اپنی حرمت وآبرو کس بات میں خیال کرتا ہے تحریر کیجیے۔ (DGK. GI)

جواب: شاعر اپنی حرمت وآبرو اس بات میں خیال کرتا ہے کہ وہ آپ ﷺ کے احکامات اور طریقوں پر عمل کرتے ہوئے دنیا سے رخصت ہو جائے۔

8- طوطی وبلبل کس کا ذکر کرتے ہیں؟ (BWP. GII)

جواب: طوطی وبلبل نبی پاک ﷺ کا ذکر کرتے ہیں۔

نظیر اکبرآبادی (۱۷۳۵ء ____ ۱۸۳۰ء)

مقاصدِ تدریس

۱۔ طلبہ کو نظمیہ شاعری میں منظر نگاری کے انداز اور اُسلوب سے آگاہ کرنا۔
۲۔ نظیر اکبرآبادی کے اُسلوبِ بیان سے روشناس کرانا۔
۳۔ اُردو نظم کے ارتقا میں نظیر اکبرآبادی کے کردار سے متعارف کرانا۔
۴۔ طلبہ کو مخمس کی ہیئت کا تعارف کرانا۔

شاعر کا تعارف

پیدائش اور حالاتِ زندگی: نظیر اکبرآبادی دلّی (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ان کا اصل نام ولی محمد ہے۔ ان کی عمر کا زیادہ حصہ اکبرآباد میں گزرا۔ اس لیے اپنے نام کے ساتھ اکبرآبادی لکھا کرتے تھے۔ بارہ بھائیوں میں صرف نظیر ہی زندہ بچے۔ جب احمد شاہ ابدالی نے حملہ کیا تو نظیر اپنی والدہ اور نانی کے ہمراہ آگرہ پہنچے اور تاج محل کے نزدیک رہائش رکھ لی۔

نظیر اکبرآبادی عربی، فارسی، ہندی اور ہندوستان کی کئی دوسری زبانیں جانتے تھے۔ قلندرانہ مزاج کے باعث درباروں سے دور رہے۔ کچھ عرصہ متھرا میں بطور معلم فرائض انجام دیتے رہے، پھر جلد ہی نوکری چھوڑ کر آگرہ چلے آئے اور سترہ روپے ماہوار پر لالہ بلاس رام کے بچوں کے اتالیق ہو گئے۔ عمر کے آخری حصے میں انھیں فالج ہوا اور اسی بیماری میں چل بسے۔

نظیر اکبرآبادی کی شاعری عوامی ہے۔ انھوں نے آس پاس کے ماحول، رسم و رواج اور تہذیب و تمدن کو بڑے خوب صورت انداز میں اپنی شاعری میں ڈھالا ہے۔ انھوں نے عوام الناس اور غریب و مفلس طبقے کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا۔

تصانیف: ان کی مشہور نظموں میں "آدمی نامہ، برسات کی بہاریں، بنجارہ نامہ، موت، مفلسی، گریوں ہوا تو کیا ہوا، قصہ مختصر یہ کہ میں کیا عرض کروں" شامل ہیں۔

مرکزی خیال

(LHR. GII, GRW. GII, FBD. GII, MLN. GI & GII, SWL. GII, SGD. GI, DGK. GI, BWP. GII)

اس نظم میں نظیر اکبرآبادی نے برسات کی بہاریں احسن انداز سے بیان کی ہیں۔ برسات میں سبزوں کی لہلہاہٹ، بوندوں کی جھجھاہٹ، بادلوں کی مستیاں، بارشوں کی جھڑیاں، پانی کی جل تھل، باغوں میں ہل چل، بھیگتے آنگن، سرسبز چمن، کالی گھٹائیں، ٹھنڈی ہوائیں، چہچہاتے پرندے قدرتِ خداوندی کا منھ بولتا ثبوت ہیں۔

نظم کا خلاصہ

(LHR. GII, GRW. GII, FBD. GII, MLN. GI, & GII, SWL. GII, SGD. GI, DGK. GI. BWP. GII)

شاعر نظیر اکبرآبادی اپنی نظم "برسات کی بہاریں" میں کہتے ہیں کہ برسات کی وجہ سے ہر طرف سبزہ ہی سبزہ لہلہا رہا ہے۔ باغات میں بہار آ گئی ہے۔ بارش کے چھوٹے چھوٹے قطرے درختوں کے پتوں پر جم جانے سے موتی لگنے لگے ہیں۔ بادل مست ہو کر ہوا کے اوپر گھوم رہے ہیں۔ لگاتار بارش کی وجہ سے گرج چمک سے خوب شور برپا ہے۔ ہر جگہ جل تھل ہے۔ باغات بھیگ رہے ہیں اور سبزے نہار ہے

ہیں۔ بارش کی وجہ سے ہر جگہ سبزہ یوں لگتا ہے جیسے سبز سی چادر بچھی ہو۔ گویا یہ قدرت کے بچھونے ہیں۔ جنگلوں میں یہی بچھونے نظر آتے ہیں۔ ہر طرف گھٹائیں چھا رہی ہیں اور سرخ و سفید کا ہی بھی ہے۔ بارش سے چاند اور مچھلی تک سبھی بھیگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کے سامان پیدا کر رکھے ہیں۔ برسات سے سب مست ہو رہے ہیں اور تیتر بھی سبحان تیری قدرت کے گیت الاپ رہے ہیں۔

اشعار کی تشریح

بند نمبر 1:

ہیں اس ہوا میں کیا کیا برسات کی بہاریں
سبزوں کی لہلہاہٹ ، باغات کی بہاریں
بُوندوں کی جھمجھاہٹ ، قطرات کی بہاریں
ہر بات کے تماشے ہر گھات کی بہاریں
کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

(LHR. GII, FBD. GII, SGD. GI, RWP. GI)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
برسات	بارش کا موسم	بہار	رونق، خوشی	بُوند	قطرہ
لہلہاہٹ	کھیت کا ہوا سے ہلنا۔ سرسبزی و شادابی	جھمجھاہٹ	روشنی۔ چمک	گھات	تاک۔ داؤ۔ موقع
		یارو	دوستو		

تشریح: نذیر اکبر آبادی نے نظم گوئی کو بہت وسعت دی ہے۔ ان کی نظمیں ان کے غیر معمولی مشاہدے اور زندگی کے گہرے تجربوں کی عکاس ہیں۔ مذکورہ بند میں شاعر برسات کی بہاروں کی منظر کشی بڑے دلکش انداز میں کر رہے ہیں۔ کہتے ہیں۔ فضا میں برسات کی عجب بہاریں ہیں۔ ہر طرف برسات کی بہاروں کی دھوم مچی ہوئی ہے۔ بارش کے اس موسم میں چلنے والی ہوا کی وجہ سے ہر طرف سبزہ لہلہا رہا ہے۔ درختوں کی شاخیں اور پتے جھوم رہے ہیں۔ اک رونق سی ہے جو باغوں اور کھیتوں میں آ گئی ہے۔ پتوں اور گھاس پر پڑے بارش کے قطرے موتی لگ رہے ہیں اور خوب چمک رہے ہیں۔ گویا ہر طرح کے نظارے اور طرح طرح کی رونقیں ہیں۔ دوستو! دیکھو تو سہی چاروں طرف برسات کی بہاریں دل لبھا رہی ہیں۔ بچے، بڑے سب برسات سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ نظیر نے اس بند میں برسات کی منظر کشی نہایت عمدگی سے کر دی ہے۔ ایک شاعر برسات کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں۔ بقول تاجور نجیب آبادی:

مینھ سے بیاباں، رنگ گلستاں
پھولوں کی برکھا، دونوں میں یکساں
کوئل کی کوکو ، باغوں میں رقصاں
جگنو کی جگ مگ ، بن میں چراغاں
برسات آئی، برسات آئی

بند نمبر 2:

بادل ہوا کے اوپر ہو مست چھا رہے ہیں
جھڑیوں کی مستیوں سے دُھومیں مچا رہے ہیں
پڑتے ہیں پانی ہر جا جل تھل بنا رہے ہیں

گلزار بھیگتے ہیں سبزے نہا رہے ہیں
کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

(LHR. GI & GII, GRW. GII, FBD. GI, MLN. GI & GII, SWL. GII, SGD. GI, RWP. GI & GII, DGK. GI & GII, BWP. GI)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مست گلزار	نشے میں چور چمن۔باغ۔گلشن	جھڑی دھوم	لگاتار بارش شوروغل۔شہرت	سبزہ ہرجا	ہریالی ہرطرف

تشریح: نظیر کہتے ہیں کہ فضا میں گہرے بادل یوں اُڑتے چلے جارہے ہیں جیسے وہ مدہوش ہوں یعنی بادل مست ہو کر آسمان پر چھا رہے ہیں اور ہوا پر بیٹھ کر اِدھراُدھراڑتے چلے جارہے ہیں۔ گویا لگاتار بارش کی مستیوں کی وجہ سے شوروغل پیدا کر رہے ہیں۔ اسی وجہ سے ہر طرف رونقیں ہی رونقیں ہیں۔ بارش کے پانی کی وجہ سے جگہ جگہ جل تھل ہے۔ باغات بارش سے بھیگ رہے ہیں اور سبزے نہا کر نکھر رہے ہیں۔ دوستو! دیکھو تو سہی ہر طرف برسات کی رونقیں ہیں۔ یہ منظر کتنا سُہانا اور دلکش ہے۔ یہ بند رومانوی جذبے کی ترجمانی کر رہا ہے جبکہ بندشِ الفاظ بھی نہایت عمدہ ہے۔ بقول تاجور نجیب اکبرآبادی:

شب رنگ بادل، مینھ کے ہراول — تپتی زمینیں، پانی سے جل تھل

بند نمبر3:

ہر جا بچھا رہا ہے سبزہ ہرے بچھونے
قدرت کے بچھ رہے ہیں ہر جا ہرے بچھونے
جنگلوں میں ہو رہے ہیں پیدا ہرے بچھونے
بچھوا دیے ہیں حق نے کیا کیا ہرے بچھونے
کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

(GRW. GII, FBD. GI & GII, MLN. GI & GII, SWL. GII, RWP. GII)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ہرجا	ہرجگہ	بچھونا	بستر۔چٹائی	حق	سچ۔مراد اللہ تعالیٰ

تشریح: نذیر اکبرآبادی ایک قادرالکلام شاعر ہیں انہوں نے برسات کی بہار کی منظر کشی نہایت خوبصورت انداز میں کی ہے۔ مذکورہ شعر بھی ان کے مشاہدے کی دلیل ہے کہتے ہیں۔ ہر جگہ سبزہ ہرے بچھونے بچھا رہا ہے گویا قدرت سبزے کے بستر لگا رہی ہے۔ برسات کے موسم میں ہر طرف سبزہ ہی سبزہ ہے۔ یہی سبزہ یوں لگتا ہے جیسے بچھونے ہوں۔ گویا اللہ تعالیٰ نے سبزہ پیدا کر کے ہر طرف ہرے بچھونے بچھا دیے ہیں۔ یہی حال جنگلوں کا ہے۔ وہاں بھی لہلہاتے سبزے سے رونق سی آ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیسے کیسے بچھونے بچھا کر رونق بخش دی ہے۔ دوستو! ذرا غور تو کرو اور برسات کی بہاریں تو دیکھو۔ برسات نے خوب دھوم مچائی ہوئی ہیں جس طرف نظر دوڑاؤ، سبزہ اپنی بہار دکھاتا ہوا نظر آتا ہے۔ بقول تاجور نجیب آبادی

فرشِ زمرد، سبزے کی مخمل — برسات سے ہے جنگل میں منگل

بند نمبر4:

سبزوں کی لہلہاہٹ ، کچھ ابر کی سیاہی
اور چھا رہی گھٹائیں سرخ اور سفید کاہی

سب بھیگتے ہیں گھر گھر لے ماہ تا بہ ماہی
یہ رنگ کون رنگے تیرے سوا الٰہی!

کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

(LHR. GI & GII. GRW. GII. SGD. GII, DGK. GII, BWP. GI)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ابر	بادل	سیاہی	کالک۔تاریکی	کاہی	ہلکا سبز رنگ۔مائل بہ سیاہی
ماہ	چاند	سوا	بغیر	الٰہی	اے میرے اللہ
ماہی	مچھلی	رنگ رنگنا	کوئی رنگ چڑھانا	لہلہاہٹ	ہوا سے کھیت ہلنے کی حالت

تشریح: نذیر اکبرآبادی کی شاعری عوامی ہے۔انہوں نے مذکورہ بند میں برسات کی بہار کو بڑے خوبصورت انداز میں اپنے شعروں میں ڈھالا ہے۔زیرِنظر بند میں فرماتے ہیں۔بادلوں کی سیاہی اور گھٹاؤں کی سرخ وسفید رنگت سے ہرسمت رنگینیاں دکھائی دے رہی ہیں۔موسم برسات میں لہلہاتا سبزہ اور کالے بادل خوبصورت لگتے ہیں۔گھٹائیں چھا رہی ہیں اور سرخ وسفید کاہی بھی پھیلی ہوئی ہے۔بارش سے چرند پرند انسان جانور الغرض چاند سے لے کر مچھلی تک سبھی بھیگتے ہیں۔اے اللہ! تیرے بغیر کون ایسی رونق لاسکتا ہے۔تو ہی ہے جس نے بارش برسائی اور سبزہ پیدا کیا۔دوستو! برسات کی وجہ سے طرح طرح کی رونقیں لوٹ آئی ہیں۔گویا "چمن ہے رنگین، بہار رنگین، مناظر سبزہ زار رنگین۔" بقول شاعر:

دل کش سماں ہے، دل شاداں ہے برسات کی رُت، جانِ جہان ہے

بند نمبر5:

کیا کیا رکھے ہے یا رب ، سامان تیری قدرت
بدلے ہے رنگ کیا کیا ہر آن تیری قدرت
سب مست ہو رہے ہیں پہچان تیری قدرت
تیتر پکارتے ہیں سبحان تیری قدرت
کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں

(GRW. GI, MLN. GII, SWL. GI & GII, SGD. GII, RWP. GI, DGK. GI, BWP. GII)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سامان	اسباب	قدرت	طاقت۔شانِ الٰہی	سبحان	مراد۔خداوند پاک
ہر آن	ہر لمحہ	مست	مسرور۔مگن۔مخمور	تیتر	ایک پالتو پرندے کا نام

تشریح: اللہ تعالیٰ کی کیسی عمدہ کرشمہ سازیاں ہر طرف اور ہر آن نظر آتی ہیں۔نظیر کہتے ہیں کہ اے اللہ! یہ تیری قدرت کے کرشمے ہیں کہ تو نے طرح طرح کے اسباب پیدا کر کے دنیا کو رونق بخش دی ہے۔تیری قدرت برسات کے دوران پل بھر میں دنیا کا رنگ بدل دیتی ہے۔انسان حیوان چرند پرند بھی تیرے ہی گن گاتے اور تعریف کرتے ہیں۔حتیٰ کہ تیتر بھی سبحان تیری قدرت کہتے ہیں۔دوستو! ذرا غور کرو کہ بارش سے کس قدر رونقیں لوٹ آئی ہیں یعنی انسانوں کی مستیاں تو ایک طرف، برسات کی بہاروں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے تیتر بھی اپنی زبانوں سے "سبحان تیری قدرت" کی آوازیں بلند کر رہے ہیں۔نظم کا یہ بند ایک طرف تو سلاست اور روانی کی عمدہ مثال ہے۔دوسری طرف اس میں عوامی جذبات کا بھی بھرپور اظہار کیا گیا ہے۔

حل مشقی سوالات

۱۔ **مختصر جواب دیں۔**

(الف) پہلے بند میں کون سے قافیے استعمال ہوئے ہیں؟

جواب: پہلے بند میں یہ قافیے استعمال ہوئے ہیں: برسات۔ باغات۔ قطرات۔ گھات

(ب) تیسرے بند میں موجود ردیف کی نشاندہی کریں۔

جواب: تیسرے بند میں موجود ردیف ''ہرے بچھونے'' ہے۔

(ج) چوتھے بند میں کون سا لفظ بطور ردیف استعمال ہوا ہے؟

جواب: چوتھے بند میں کوئی ردیف استعمال نہیں ہوئی۔

(د) تیتر اللہ تعالیٰ کی عظمت کیسے بیان کرتے ہیں؟ (LHR. GI & GII, FBD. GI & GII, MLN. GI, SGD. GI)

جواب: تیتر سبحان تیری قدرت کہہ کر اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کرتے ہیں۔

(ہ) گلزار کے بھیگنے اور سبزے کے نہانے سے کیا مراد ہے؟ (SWL. GI & GII, BWP. GII)

جواب: گلزار کے بھیگنے اور سبزے کے نہانے سے یہ مراد ہے کہ ان پر پڑی گرد دھل جاتی ہے اور یہ صاف وشفاف ہو جاتے ہیں۔

۲۔ **شاعر نے نظم ''برسات کی بہاریں'' میں برسات کے جو مناظر بیان کیے ہیں' اُن کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں۔**

جواب: شروع میں دیا گیا خلاصہ دیکھیں۔

۳۔ **''قدرت کے بچھ رہے ہیں ہر جا ہرے بچھونے'' سے شاعر کی کیا مراد ہے؟**

جواب: ''قدرت کے بچھ رہے ہیں ہر جا ہرے بچھونے'' سے مراد ہے کہ ہر طرف سبزہ ہی سبزہ ہے۔

۴۔ **اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کریں۔ برسات' لہلہاہٹ' گلزار' سبحان' جھجماہٹ**

جواب: بَرسَات۔ لَہلَہاہَٹ۔ گُلزَار۔ سُبحَان۔ جُھنجُھماہَٹ

۵۔ **مذکر اور مؤنث الفاظ کی نشاندہی کریں۔ ہوا' بادل' بہار' برسات' سبزہ' قدرت' گلزار' رنگ' تیتر' گھٹا**

جواب: **مذکر:** بادل۔ سبزہ۔ گلزار۔ رنگ۔ تیتر **مؤنث:** ہوا۔ بہار۔ برسات۔ قدرت۔ گھٹا

۶۔ **کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔**

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
سبزہ	سیاہی	لہلہاہٹ
بوندیں	بچھونے	جھجماہٹ
بادل	سبحان	مست
پانی	ماہی	جل تھل
ہرے	جل تھل	بچھونے
تیتر	مست	سبحان
ماہ	جھجماہٹ	ماہی
اَبر	لہلہاہٹ	سیاہی

۷۔ جس نظم کے ہر بند میں ایک ہی مصرع بار بار دُہرایا جائے اُسے "ٹیپ کا مصرع" کہتے ہیں۔ اس نظم میں ٹیپ کے مصرعے کی نشاندہی کریں۔

جواب: اس نظم میں ٹیپ کا مصرع "کیا کیا مچی ہیں یارو! برسات کی بہاریں" ہے۔

۸۔ نظم "برسات کی بہاریں" کا خلاصہ تحریر کریں۔

جواب: شروع میں دیا گیا خلاصہ دیکھیں۔

۹۔ مندرجہ ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کریں۔ لہلہاہٹ، جل تھل، گلزار، گھٹائیں، ماہ تا بہ ماہی

جواب:

	الفاظ	جملے
1	لہلہاہٹ	سبزے کی لہلہاہٹ سے یوں لگ رہا تھا جیسے سانپ بل کھا رہا ہو۔
2	جل تھل	بارش سے ہر طرف جل تھل ایک ہو گیا۔
3	گلزار	یہ پرندہ تو گل و گلزار کا دلدادہ لگتا ہے۔
4	گھٹائیں	آسمان پر کالی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔
5	ماہ تا بہ ماہی	کل اتنی بارش ہوئی کہ ماہ تا بہ ماہی سب بھیگ گئے۔

تشبیہ: کسی چیز کو کسی خاص وصف کی وجہ سے کسی دوسری چیز کی مانند یا اُس جیسا قرار دینا 'تشبیہ' کہلاتا ہے' جیسے خوبصورت چہرے کو پھول کی مانند قرار دینا۔ ارکانِ تشبیہ پانچ ہیں۔ پہلی چیز کو مشبہ' دوسری چیز کو مشبہ بہ اور دونوں کے درمیان مشترک خوبی یا صفت کو وجہِ شبہ کہتے ہیں۔ حرفِ تشبیہ اور غرضِ تشبیہ بھی تشبیہ کے ارکان ہیں۔ تشبیہ کا مقصد عام چیز کی خوبی کو واضح کرنا اور اس کی وضاحت کرنا ہے۔ تشبیہ سے بات میں خوب صورتی پیدا ہوتی ہے اور بیان دل چسپ ہو جاتا ہے۔

تشبیہ کی مثالیں دیکھیں:

(الف) اس کے دانت موتیوں کی طرح سفید ہیں۔ (ب) اس کے لب پھول کی طرح نازک ہیں۔
(ج) اس کا دل پتھر کی طرح سخت ہے۔ (د) اس کا قد سرو کی طرح لمبا ہے۔
(ہ) وہ لومڑی کی طرح چالاک ہے۔

ان مثالوں میں دانت' لب' دل' قد اور وہ (کوئی شخص) مشبہ ہیں جب کہ موتی' پھول' پتھر' سرو اور لومڑی مشبہ بہ۔ ان مثالوں میں بالترتیب سفیدی' نازکی' سختی' لمبائی اور چالاکی تشبیہ کی وجوہات یا وجہ شبہ کی مثالیں ہیں۔ حرفِ تشبیہ ایسے لفظ یا الفاظ کو کہتے ہیں جو مشبہ اور مشبہ بہ کے درمیان ربط پیدا کرتے ہیں جیسے: کی مانند' کی طرح' کی صورت' جیسا' سا وغیرہ۔ غرضِ تشبیہ سے مراد وہ مقصد یا سبب ہے' جس کے لیے تشبیہ کا سہارا لیا گیا ہے۔

سرگرمیاں

ا۔ اس نظم کے علاوہ کوئی اور ایسی نظم تلاش کریں جو مخمس کی شکل میں ہو۔ اُسے اپنی کاپی میں لکھیں۔

جواب: برسات

برسات کا جہان میں لشکر پھسل پڑا — بادل بھی ہر طرف سے ہوا پر پھسل پڑا
جھڑیوں کا مینہ بھی آ کے سراسر پھسل پڑا — چھتا کسی کا شور مچا کر پھسل پڑا
کوٹھا جھکا' اٹاری گری' در پھسل پڑا

جن کے نئے نئے تھے مکاں اور محل سرا　　ان کی چھتیں ٹپکتی ہیں، چھلنی ہو جا بجا
دیواریں بیٹھتی ہیں چھلوں کا ہے غل مچا　　لاٹھی کو ٹیک کر جو ستوں ہے کھڑا تو کیا
چھجا گرا منڈیری کا پتھر پھسل پڑا

جھڑیوں نے اس طرح کا دیا آکے جھڑ لگا　　سنیے جدھر اُدھر کو دھڑا کے کی ہے صدا
کوئی پکارے ہے مرا دروازہ گر چلا　　کوئی کہے ہے ہائے کہوں تم سے اب میں کیا
تم در کو جھینکتے ہو مرا گھر پھسل پڑا

یاں تک ہر اک مکاں کی پھسلنے لگی زمیں　　نکلے جو گھر سے اس کو پھسلنے کا ہے یقیں
مفلس غریب پر ہی یہ موقوف کچھ نہیں　　کیا فیل کو سوار ہے کیا پالکی نشیں
آیا جو اس زمین کے اوپر پھسل پڑا

دیکھو جدھر تدھر کو یہی غل پکار ہے　　کوئی پھنسا ہے اور کوئی کیچڑ میں خوار ہے
پیادا اٹھا جو گر کے تو کیچڑا سوار ہے　　گرنے کی دھوم دھام یہ کچھ بے شمار ہے
جو ہاتھی رپٹا اونٹ گرا خر پھسل پڑا

کوچے میں کوئی اور کوئی بازار میں گرا　　کوئی گلی میں گر کے ہے کیچڑ میں لوٹتا
رستے کے بیچ پاؤں کسی کا رپٹ گیا　　اس سب جگہ کے گرنے سے آیا جو بچ بچا
وہ اپنے گھر کے صحن میں آکر پھسل پڑا

(نظیر اکبر آبادی)

۲۔ آپ کون کون سے خوش آواز پرندوں کے بارے میں جانتے ہیں؟ ان کے نام لکھیں۔

جواب: طوطا، مینا، بلبل، کوئل اور تیتر وغیرہ خوش آواز پرندے ہیں۔

۳۔ "برسات" کے موضوع پر طلبہ کے درمیان مضمون نویسی کا مقابلہ کرایا جائے۔

جواب: عملی کام

اشارات تدریس

۱۔ طلبہ کو نظیر اکبر آبادی اور ان کی عوامی شاعری کا مختصر تعارف کرائیں۔

جواب: **نظیر اکبر آبادی کا تعارف:۔** نظیر کا اصل نام "ولی محمد" ہے۔ آپ دِلّی میں پیدا ہوئے لیکن عمر کا زیادہ حصہ اکبر آباد میں گزارا اسی بنا پر "اکبر آبادی" کہلائے۔ نظیر عربی، فارسی، ہندی اور ہندوستان کی کئی دوسری زبانیں جانتے تھے۔

نظیر اکبر آبادی کی عوامی شاعری:۔ "نظیر اکبر آبادی" نے اپنے قُرب وجوار کے ماحول، اپنے عہد کے رسم ورواج اور تہذیب وتمدن کو بڑی عمدگی کے ساتھ اپنی شاعری میں ڈھالا ہے۔ اسی بنا پر انھیں عوامی شاعر کہا جاتا ہے۔ اُن کی شاعری عوامی ہے۔ انھوں نے شعر وسخن کے لیے ایسے موضوعات کو منتخب کیا جن کا تعلق براہِ راست عوام الناس، خصوصاً غریب اور مفلس طبقے سے تھا۔ ان کی نظموں میں فطری مناظر، مذہبی تہوار، سماجی رسوم، میلوں ٹھیلوں یہاں تک کہ پھلوں اور سبزیوں کا ذکر بھی جا بجا دکھائی دیتا ہے۔ انھوں نے طویل اخلاقی اور اصلاحی نظمیں لکھیں۔ ان کے علاوہ مناظرِ فطرت، موسموں اور تہواروں پر انھوں نے بڑی دلکش نظمیں تحریر کی ہیں جو ان کی زندگی کے گہرے تجربوں کی عکاس ہیں۔ شاعری میں نظیر اکبر آبادی نے عام فہم اور سادہ زبان کو استعمال کیا یہی وجہ ہے کہ انھیں عوامی شاعر کہا گیا۔

۲۔ طلبہ کو بتایا جائے کہ مخمس ایسی نظم کو کہتے ہیں جس کے ہر بند کے پانچ مصرعے ہوں۔

جواب: ہر بند کے پانچ مصرعوں پر مبنی نظم کو مخمس کہتے ہیں۔ عام طور پر ایسی نظم کے پہلے بند کے پانچوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔ اس کے بعد ہر بند کے چار مصرعے ہم قافیہ جبکہ پانچویں مصرعے کا قافیہ کوئی اور ہوتا ہے۔ اگر پانچواں مصرع ہر بند میں اُسی طرح بار بار آئے تو اسے ٹیپ کا مصرع کہتے ہیں۔ مخمس میں ٹیپ کا مصرع بھی ہو سکتا ہے اور ہر بند میں الگ قافیہ پر مبنی بھی پانچواں مصرعہ ہو سکتا ہے۔

۳۔ طلبہ کو مخمس کے علاوہ نظم کی چند دیگر نمایاں ہیئتوں کے بارے میں بتائیں۔

جواب: مخمس کے علاوہ نظم کی چند دیگر ہیئتوں میں مثنوی، مثلث، رباعی اور مُسدس شامل ہیں۔ مثنوی دو، مثلث تین، رباعی چار اور مسدس چھے مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

۴۔ یہ نظم منظر نگاری کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ طلبہ کو منظر نگاری کے متعلق تفصیل سے بتائیں۔

جواب: منظر نگاری: کسی چیز کو دیکھ کر اس کی ہو بہو تصویر اپنے الفاظ میں بیان کرنا منظر نگاری کہلاتا ہے۔ منظر نگاری کسی بھی شاعر کی سب سے بڑی خوبی شمار کی جاتی ہے۔ منظر نگاری سے شاعر اپنے کلام میں جان ڈال دیتا ہے۔ نظیر اکبر آبادی کے علاوہ میر انیس منظر نگاری پر مکمل عبور رکھتے تھے۔ منظر نگاری کے سلسلے میں مثال کے طور پر میر ببر علی انیس کا ایک بند دیکھیے:

وہ قُمریوں کے چار طرف سرو کے ہجوم
کُو کُو کا شور نالۂ حق سرۂ کی دھوم
سبحان ربنا کی صدا تھی علی العموم
جاری تھے وہ جو اُن کی عبادت کے تھے رسوم
کچھ گُل فقط نہ کرتے تھے ربِ عُلا کی حمد
ہر خار کو بھی نوکِ زبان تھی خدا کی حمد

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- ''نظیر اکبر آبادی'' نے کب وفات پائی؟ (GRW. GI)

(A) 1830ء (B) 1831ء (C) 1832ء (D) 1833ء

2- نظیر اکبر آبادی کا اصل نام تھا۔ (RWP. GI. BWP. GI)

(A) نظیر (B) ولی محمد (C) اکبر (D) نور محمد

3- نظیر اکبر آبادی کی شاعری ہے: (LHR. GII)

(A) انقلابی (B) عوامی (C) ہیجانی (D) مذہبی

-4 نظم برسات کی بہاریں کے شاعر ہیں: (FBD. GII, LHR. GI, SGD. GII)

(A) احسان دانش (B) میرانیس (C) اختر شیرانی (D) نظیر اکبر آبادی

-5 نظم برسات کی بہاریں کس ہیئت میں تحریر کی گئی ہے؟ (FBD. GII, MLN. GII)

(A) مخمس (B) آزاد (C) معرّیٰ (D) مسدس

-6 نظم "برسات کی بہاریں" میں تذکرہ کیا گیا ہے؟ (SGD. GI)

(A) سردی کا (B) خزاں کا (C) برسات کا (D) بہار کا

-7 بادل مست ہوکر چھا رہے ہیں: (FBD. GI)

(A) دریا پر (B) سمندر پر (C) پہاڑ کے اوپر (D) ہوا کے اوپر

-8 بادل جھڑیوں کی مستیوں سے کیا مچا رہے تھے؟ (SWL. GII)

(A) دھومیں (B) جل تھل (C) شور (D) اُودھم

-9 گلزار بھیگتے ہیں سبزے .... (GRW. GII)

(A) گا رہے ہیں (B) ناچ رہے ہیں (C) نہا رہے ہیں (D) سو رہے ہیں

-10 نظم "برسات کی بہاریں" کے مطابق جنگلوں میں پیدا ہو رہے ہیں: (BWP. GII)

(A) جانور (B) پرندے (C) درندے (D) ہرے بچھونے

-11 "سبحان تیری قدرت" کون پکارتا ہے؟ (MLN. GI, RWP. GII)

(A) بٹیر (B) تیتر (C) شیر (D) مور

-12 کسی چیز کو کسی خاص وصف کی وجہ سے دوسری چیز کی مانند یا اس جیسا قرار دینا کہلاتا ہے۔ (SGD. GI, BWP. GII)

(A) استعارہ (B) کنایہ (C) اشارہ (D) تشبیہ

-13 مخمس ایسی نظم کو کہتے ہیں جس کے ہر بند کے مصرے ہوتے ہیں؟ (SGD. GII)

(A) دو (B) تین (C) چار (D) پانچ

-14 کیا کیا رکھے ہے یارب،۔۔۔ تیری قدرت: (LHR. GII)

(A) مسلمان (B) سامان (C) انسان (D) حیوان

جوابات: (1) 1830ء (2) ولی محمد (3) عوامی (4) نظیر اکبر آبادی (5) مخمس
(6) برسات کا (7) ہوا کے اوپر (8) دھومیں (9) نہا رہے ہیں (10) ہرے بچھونے
(11) تیتر (12) تشبیہ (13) پانچ (14) سامان

علامہ محمد اقبالؒ (۱۸۷۷ء ____ ۱۹۳۸ء)

مقاصدِ تدریس

ا۔ اتحاد اور یک جہتی کی اہمیت اُجاگر کرنا۔
۲۔ طلبہ کو فرد اور قوم کے باہمی تعلق اور فکری ارتباط سے متعارف کرانا۔
۳۔ قومی یک جہتی کی ترویج کے ضمن میں علامہ اقبالؒ کی خدمات سے روشناس کرانا۔

شاعر کا تعارف

پیدائش اور تعلیمی سفر: ہمارے قومی شاعر علامہ محمد اقبالؒ سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والدِ محترم کا نام شیخ نور محمد تھا۔ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ اس کے بعد مشن سکول میں داخل ہو گئے اور یہیں سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ سیالکوٹ سے ایف اے کا امتحان پاس کرنے کے بعد گورنمنٹ کالج لاہور سے فلسفے میں ایم اے کیا۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے یورپ گئے اور وہاں سے بارایٹ لا اور ڈاکٹریٹ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ وطن واپس آ کر وکالت کا پیشہ اختیار کیا۔

علامہ اقبال کی شاعری: آپ کے دل میں اپنی قوم کا گہرا درد موجود تھا۔ اس لیے ۱۹۳۰ء میں خطبہ الٰہ آباد میں مسلمانوں کے لیے ایک الگ ملک کا نظریہ پیش کیا۔ اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کی۔ آپ نے شاعری کا آغاز تو غزل گوئی سے کیا لیکن بعد میں پوری توجہ نظم نگاری کی طرف مبذول کر دی۔ آپ نے شاعری کے ذریعے ہی آزادی کی شمع روشن کی اور یہ پیغام شاعری کے ذریعے ہی مسلمانوں تک پہنچایا۔

تصانیف: ''بانگِ درا''، ''بالِ جبریل'' اور ''ضربِ کلیم'' آپ کی اردو شاعری کی کتابیں ہیں۔ ''ارمغانِ حجاز'' میں بھی کچھ اردو نظمیں شامل ہیں جبکہ اس کا غالب حصہ فارسی میں ہے۔ فارسی کے دیگر شعری مجموعوں میں ''پیامِ مشرق''، ''جاوید نامہ''، ''زبورِ عجم''، ''رموزِ بے خودی'' اور ''اسرارِ خودی'' شامل ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے ۱۹۳۸ء میں وفات پائی اور لاہور میں شاہی مسجد کے قریب دفن ہوئے۔

مرکزی خیال

(FBD. GII, MLN. GII, SWL. GI, SGD. GII, RWP. GI & GII, BWP. GI)

علامہ اقبال اس نظم میں یہ درس دے رہے ہیں کہ اتحاد و اتفاق میں برکت اور فائدہ ہے۔ اپنی جماعت یا قوم سے وفاداری اور تعلق رکھنے والے لوگ کامیاب رہتے ہیں۔ اسے چھوڑنے والے اس طرح نقصان میں رہتے ہیں جس طرح درخت سے ٹوٹ کر گرنے والی شاخ کی زندگی ختم ہو جاتی ہے اور اس پر کبھی بہار و شادابی نہیں آتی۔

(FBD. GII, MLN. GII, SWL. GI, SGD. GII, RWP. GI & GII, BWP. GI)

خزاں کے موسم میں درخت سے ٹوٹ کر علیحدہ ہونے والی ٹہنی موسم بہار میں بھی سرسبز نہیں ہوتی۔ زوال اس کا ہمیشہ کے لیے مقدر بن جاتا ہے۔ چاہے جتنی بارش ہی کیوں نہ ہو، اس پر پھل اور پتے نہیں اُگتے۔ ٹہنی سے علیحدہ ہونے والا پھول بھی چمک دمک اور خوب صورتی سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس کا کیسہ زرِ گل سے خالی ہوتا ہے۔ وہ پرندے جو کبھی درخت کی ٹہنی کے پتوں کے پیچھے بیٹھ کر چہچہاتے تھے اس کے

ٹوٹ کر گرنے سے اب چلے گئے ہیں۔ گویا وہاں کوئی رونق ہی نہیں رہی۔ زمانے کے رسم و رواج اور دستور سے ناواقف انسان کو ٹوٹی ہوئی ٹہنی سے سبق سیکھنا چاہیے۔ جب وہ شاخ درخت سے جڑی ہوئی تھی تو سرسبز و شاداب تھی۔ پرندے بھی آ کر اس پر چہچہاتے تھے۔ اب جب ٹوٹ کر نیچے آ پڑی ہے تو وہ پرندے نہیں آتے جو درخت پر بیٹھ کر میٹھی میٹھی بولیاں بولتے تھے۔ مختصر یہ کہ انسان کو اپنی قوم یا جماعت سے علیحدہ نہیں ہونا چاہیے' بلکہ اس سے بھرپور تعلق جوڑ کر خوشحالی کی اُمید رکھنی چاہیے۔ اس میں اس کی بہتری اور بھلائی ہے۔ ورنہ ٹوٹی ہوئی ٹہنی کی طرح نقصان اٹھائے گا۔ علامہ اقبالؒ نے اس نظم میں قرآن مجید کے اس ارشاد کا مفہوم واضح کیا ہے جس کا ترجمہ ہے:

''اور تم سب مل کر اللہ تعالیٰ کی رسی (دین) کو مضبوطی سے تھامے رہو اور تفرقے میں نہ پڑو''

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1:

ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹوٹ
ممکن نہیں ہری ہو سحابِ بہار سے

(LHR. GII, GRW. GII, SGD. GII, DGK. GII, RWP. GII)

حلِ لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ڈالی	شاخ۔ ٹہنی	فصل	موسم	خزاں	پت جھڑ
شجر	درخت	ہری	سبز	سحاب	بادل۔ گھٹا
سحابِ بہار	موسم بہار کا بادل				

نثری ترتیب: فصلِ خزاں میں جو ڈالی شجر سے ٹوٹ گئی' ممکن نہیں وہ سحابِ بہار سے ہری ہو۔

تشریح: علامہ اقبال کے دل میں اپنی قوم کا گہرا درد موجود تھا۔ آپ نے اپنی شاعری کے ذریعے آزادی کی شمع روشن کی۔ مذکورہ شعر میں مسلمانوں کو متحد رہنے اور اپنے مذہب و قوم سے جڑے رہنے کا درس دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو شاخ موسم خزاں میں درخت سے ٹوٹ کر علیحدہ ہو جاتی ہے' ممکن نہیں کہ وہ موسم بہار اور برسات میں بھی سرسبز و شاداب ہو جائے۔ مراد یہ کہ انسان کی قدر و منزلت قوم سے وابستہ رہنے میں ہی ہے۔ اس لیے اتحاد و اتفاق میں ہی برکت ہے۔ اپنوں کو چھوڑ کر غیروں کے ساتھ چلنے والے آدمی کی عزت گھٹ جاتی ہے۔ اس شعر میں علامہ اقبالؒ نے اجتماعیت کے فلسفے پر روشنی ڈالی ہے۔ اقبالؒ کی شاعری میں یہ پکار بار بار سنائی دیتی ہے۔ یہ نظم درحقیقت برصغیر کے حالات کے تحت لکھی گئی ہے۔ جب انگریز حکومت مسلمانوں کے حقوق غصب کر رہی تھی۔ مسلمان زوال کا شکار تھے۔ مسلمان اپنی جماعت کو چھوڑ کر انگریزوں اور ہندوؤں کی غلامی پر مجبور تھے۔ ایسے میں علامہ اقبال نے مسلمانوں کو متحد رہنے کا درس دیا۔

علامہ اقبال ایک جگہ فرماتے ہیں۔

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں بیرونِ دریا کچھ نہیں

یعنی ایک فرد کی پہچان قوم سے ہے۔ اگر وہ اپنی قوم کا ساتھ چھوڑ دے گا تو اُس کی حیثیت کچھ نہیں رہ جاتی۔

شعر نمبر 2:

ہے لازوال عہدِ خزاں اُس کے واسطے
کچھ واسطہ نہیں ہے اُسے برگ و بار سے

(LHR. GI, GRW. GI, FBD. GII, MLN. GII, SWL. GI, SGD. GII, RWP. GI, DGK. GI & GII, BWP. GI & GII)

حلِ لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
لازوال	کبھی نہ ختم ہونے والا	برگ	پتا	برگ و بار	پھل اور پتے
عہدِ خزاں	پت جھڑ کا موسم	واسطہ	تعلق	اُس کے واسطے	اُس کے لیے

نثری ترتیب: عہدِ خزاں اس کے واسطے لازوال ہے' اُسے برگ و بار سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔

تشریح: علامہ اقبال کی شاعری مسلمانوں کے لیے مشعلِ راہ ہے۔ مذکورہ شعر میں وہ مسلمانوں کو بُرے حالات میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ جڑے رہنے کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ درخت سے ٹوٹ کر علیحدہ ہونے والی ٹہنی کے لیے ہمیشہ موسمِ خزاں ہی رہتا ہے۔ اُس پر پھل پھول نہیں لگتے۔ گویا اس پر کبھی نہ ختم ہونے والا زوال طاری ہو جاتا ہے اور اس کے مقدر میں خزاں لکھ دی جاتی ہے۔ اس میں بڑھنے کی صلاحیت بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ اس شعر کا لبِ لباب یعنی مرکزی خیال یہ ہے کہ اپنی ملت یا قوم سے علیحدہ ہونے والا آدمی ترقی نہیں کر سکتا۔ زوال اس کا مقدر بن جاتا ہے۔ لہٰذا ترقی و کامیابی کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنی قوم و برادری سے تعلق رکھے۔ انفرادی زندگی بسر کرنے والے شخص کا تشخص ختم ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اسلام نے اجتماعیت پر زور دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔

''تمام مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں، اگر ایک عضو میں درد ہو تو پورا جسم درد محسوس کرتا ہے۔''

علامہ اقبال ایک اور شعر میں مسلمانوں کو اتحاد کا درس اس طرح دے رہے ہیں۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود   یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کر شرمائیں یہود

شعر نمبر 3:

ہے تیرے گلستاں میں بھی فصلِ خزاں کا دور
خالی ہے جیبِ گل' زرِ کامل عیار سے

(LHR. GI, GRW. GI & GII, FBD. GI, MLN. GII, SWL. GI & GII, SGD. GI, BWP. GI & GII)

حلِ لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
گلستاں	باغ۔ گلزار	دَور	زمانہ	جیب	کیسا۔ دامن
زر	سونا	زرِ کامل عیار	خالص سونا	جیبِ گل	پھولوں کا کیسہ جس میں زرِ گل ہوتا ہے

نثری ترتیب: تیرے گلستاں میں بھی فصلِ خزاں کا دور ہے۔ جیبِ گل زرِ کامل عیار سے خالی ہے۔

تشریح: علامہ اقبال ہمارے قومی و ملی شاعر ہیں۔ انہوں نے برصغیر کے مسلمانوں کو جگانے اور متحد رکھنے کے لیے مذکورہ شعر لکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ اپنوں سے کنارہ کشی کرنے والے زوال کا شکار ہوتے ہیں۔ اے مسلمانو! تم پر اس وقت خزاں کا موسم طاری ہے۔ تم میں ایسے بہادر اور وفادار لوگوں کی کمی ہے جو زندہ قوموں کے افراد میں ہوتی ہے یعنی ٹہنی سے علیحدہ ہونے والے پھول کا کیسا بھی زرِ گل سے خالی ہوتا ہے۔ اس میں وہ چمک دمک اور خوب صورتی نہیں ہوتی جو ٹہنی پر لگا ہونے کے وقت ہوتی ہے۔ وہ بھی آہستہ آہستہ مرجھانا شروع کر دیتا ہے۔ گویا اب زوال اس کا مقدر ہے یعنی مُسلم امت بھی اس وقت انحطاط اور زبوں حالی کا شکار ہے۔ اب ایسے لوگ باقی نہیں رہے جو ایمان اور عمل کی دولت سے مالا مال تھے۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

اے مسلمانو! تم بے عملی کا شکار ہو اس وجہ سے تم زبوں حالی اور زوال کا شکار ہو۔ متحد ہو کر عملی طور پر اپنی آزادی کی جنگ لڑو ایک جگہ فرماتے ہیں۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نوری ہے نا ناری ہے

شعر نمبر 4:
جو نغمہ زن تھے خلوتِ اوراق میں طیور
رخصت ہوئے ترے شجرِ سایہ دار سے

(FBD. GII, SWL. GI & GII, DGK. GI, BWP. GII)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
نغمہ	گیت۔ترانہ	خلوت	تنہائی۔علیحدگی۔گوشہ نشینی	اوراق	ورق کی جمع۔کاغذ کے ٹکڑے
نغمہ زن	اچھا گانے والا	طیور	طیر کی جمع۔پرندے	شجر	درخت
رخصت ہوئے	چلے گئے	خلوتِ اوراق	پتوں کے پیچھے	شجرِ سایہ دار	وہ درخت جس کے نیچے چھاؤں ہو۔

نثری ترتیب: خلوتِ اوراق میں جو طیور نغمہ زن تھے (وہ) تیرے شجرِ سایہ دار سے رخصت ہوئے۔

تشریح: جب موسمِ خزاں میں ٹہنی درخت سے ٹوٹ کر گر گئی تو وہ پرندے جو کبھی گھنی چھاؤں والے درخت کی اس ٹہنی کے پتوں کے پیچھے بیٹھے چہچہا رہے تھے وہ بھی اُڑ گئے۔ اب وہاں ان کے چہچہانے کی آواز نہیں آتی۔ مراد یہ کہ اتفاق میں برکت اور نا اتفاقی میں نقصان ہے۔ اسی طرح آدمیوں کے کسی جماعت یا قوم سے الگ ہو کر ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانے سے نقصان ہوتا ہے۔ ایک ایک شاخ ٹوٹ کر گر جائے تو درخت نہیں رہتا۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں کامیابی کا راز یک جہتی اور اتفاق و اتحاد ہی ہے۔ بقول علامہ اقبال:

گنوا دی ہم نے اسلاف سے جو میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

یعنی مسلمان اس وقت اپنے اسلاف کا سبق بھول چکے ہیں۔ علم و حکمت ہماری گم شدہ میراث ہے۔ علم حاصل کرو اور آپس میں اتفاق سے رہو۔

شعر نمبر 5:
شاخِ بُریدہ سے سبق اندوز ہو کہ تُو
ناآشنا ہے قاعدۂ روزگار سے

(LHR. GI & GII, GRW. GI, MLN. GI & GII, SWL. GI & GII, SGD. GI, RWP. GII, DGK. GI)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
شاخ	ٹہنی	سبق اندوز ہو	نصیحت پکڑ۔عبرت	قاعدہ	طریقہ۔دستور۔رسم
شاخِ بریدہ	کٹی ہوئی ٹہنی		حاصل کر۔سبق سیکھ	روزگار	زمانہ،نوکری
قاعدۂ روزگار	زمانے کے طور طریقے	ناآشنا	ناواقف		

نثری ترتیب: تو قاعدۂ روزگار سے ناآشنا ہے (اس لیے) شاخِ بریدہ سے سبق اندوز ہو۔

تشریح: علامہ اقبال کہتے تھے کہ مسلمان اسلام کی وجہ سے ایک ملت ہیں ان کی قوت کا دارومدار بھی اسلام ہے۔ انہوں نے اتحاد کے حوالے سے ایک نصیحت مذکورہ شعر میں کی ہے۔ کہتے ہیں کہ اے انسان! تو دنیا کے قاعدے قانون دستور اور رسم ورواج سے ناواقف ہے۔ تو ترقی کرنے اور آگے بڑھنے کے لیے درخت کی اس ٹہنی سے سبق سیکھ جو ٹوٹ کر نیچے گر گئی اور پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس کا وجود ختم ہو گیا۔ اب اس پر بیٹھ کر چہچہانے والے پرندے بھی نہیں ہیں۔ تو بھی اپنی جماعت برادری یا قوم سے علیحدہ ہونے کی کوشش نہ کر ورنہ کٹی ہوئی شاخ کی طرح تو بھی نقصان اٹھائے گا۔ اے غافل مسلمان! تجھے اپنے اختلافات ختم کر کے اپنی ملّت سے تعلقات استوار کرنے چاہییں۔ علامہ اقبال ایک جگہ فرماتے ہیں۔

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر　　　خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمیؐ

شعر نمبر 6:

ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ

(LHR. GII, GRW. GI & GII, FBD. GI & GII, MLN. GII, SWL. GI, RWP. GI & GII, DGK. GI, BWP. GI)

حل لغت:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ملت	قوم۔گروہ	رابطہ	تعلق۔واسطہ	استوار	مضبوط۔مستحکم
پیوستہ	ملا ہوا۔ایک جان	رَہ	رہو (رہنا کا فعل امر)	بہار	پھول کھلنے کا موسم۔رونق۔خوشی

نثری ترتیب: ملت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ (اور) شجر سے پیوستہ رہ (کر) اُمید بہار رکھ۔

تشریح: شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ اس شعر میں امتِ مسلمہ کے ہر فرد کو "اُمید بہار" کا حوصلہ افزا پیغام دے رہے ہیں کہ اے امّت مسلمہ کے جوانو! ملت اسلامیہ کے ساتھ اپنا مضبوط تعلق قائم کرتے ہوئے اتحاد واتفاق سے رہو اور آپس کے انتشار سے بچو۔ باہمی تعلقات مستحکم اور خوش گوار رکھو اور آپس کی نفرتوں کو ختم کر دو۔

اے مسلمانو! ملتِ اسلامیہ کے شجر سے جڑے رہو اور بہار کے آنے کی اُمید رکھو۔ ناامیدی اور مایوسی کو دل میں جگہ نہ دو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ملت اسلامیہ کا یہ درخت مزید تناور ہوگا۔ اس کے پھلنے پھولنے سے مزید پودے اُگیں گے اور یہ چمن کی صورت اختیار کر جائیں گے۔ امت مسلمہ مستحکم اور خوش حال ہوگی اور ہر طرف دینِ اسلام کا ہی بول بالا ہوگا۔
بقولِ شاعر

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں بیرونِ دریا کچھ نہیں

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے آپس میں اتحاد واتفاق سے رہیں اور ایک دوسرے کی قوت بنیں۔ ایسا کرنے سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی مدد ونصرت حاصل ہوگی اور ملت اسلامیہ کی ترقی اور خوش حالی کا خواب ضرور پورا ہوگا۔

حل مشقی سوالات

۱۔ درج ذیل سوالوں کے جواب دیں۔

(الف) اقبالؒ نے ڈالی اور شجر سے کیا مراد لیا ہے؟ (LHR. GII, FBD. GI, MLN. GI, SWL. GI, DGK. GI, BWP. GI & GII)

جواب: علامہ اقبالؒ نے ڈالی سے فرد اور شجر سے ملت یا قوم مراد لیا ہے۔

(ب) عہدِ خزاں کس کے واسطے لازوال ہے؟ (SWL. GII, RWP. GII)

جواب: عہدِ خزاں درخت سے ٹوٹ کر گرنے والی ٹہنی اور اپنی قوم سے علیحدہ ہونے والے شخص کے لیے لازوال ہے۔

(ج) کس کے گلستان میں فصلِ خزاں کا دور ہے؟ (DGK. GI)

جواب: شعر کے مطابق مسلمان قوم کے گلستان میں فصلِ خزاں کا دور ہے کیونکہ آپس کے انتشار اور نا اتفاقی کے باعث مسلمانوں نے اپنا وقار کھو دیا ہے اور کفار کے زیرِ اثر زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

(د) جیبِ گل کس چیز سے خالی ہے؟ (LHR. GI, GRW. GII, DGK. GII, BWP. GI)

جواب: جیبِ گل زرِ کامل عیار سے خالی ہے یعنی پھولوں کی جیب خالص سونے سے خالی ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مسلمان اسلامی تعلیمات کو بھول چکے ہیں۔

(ہ) خلوتِ اوراق میں کون نغمہ زن تھے؟ (LHR. GI, GRW. GII)

جواب: خلوتِ اوراق میں طیور نغمہ زن تھے۔

(و) ہمیں کس چیز سے سبق اندوز ہونا چاہیے؟ (BWP. GI)

جواب: ہمیں شاخِ بریدہ یعنی کٹی ہوئی شاخ سے سبق اندوز ہونا چاہیے جو درخت سے علیحدہ ہو کر دوبارہ کبھی سرسبز و شاداب نہیں ہو سکتی۔

(ز) اُمیدِ بہار کے لیے کس بات کی ضرورت ہے؟ (GRW. GI, SGD. GII)

جواب: اُمیدِ بہار کے لیے شجر سے پیوستہ رہنے کی ضرورت ہے یعنی ملتِ اسلامیہ کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان آپس میں اتحاد و اتفاق سے رہیں۔

۲۔ **اس نظم کے قوافی کی نشان دہی کریں۔**

جواب: اس نظم کے قوافی یہ ہیں: بہار۔ بار۔ عیار۔ سایہ دار۔ روزگار۔

۳۔ **مندرجہ ذیل شعر کی نثر بنائیں۔**

جو نغمہ زن تھے خلوتِ اوراق میں طیور
رخصت ہوئے ترے شجرِ سایہ دار سے

جواب: خلوتِ اوراق میں جو طیور نغمہ زن تھے (وہ) تیرے شجرِ سایہ دار سے رخصت ہوئے۔

۴۔ **کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔**

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
ڈالی	تعلق	شجر
فصلِ خزاں	طیور	سحابِ بہار

واسطہ	سحابِ بہار	تعلق
نغمہ زن	شجر	طیور
جیبِ گل	آشنا	زرِ کامل عیار
شاخِ بُریدہ	زرِ کامل عیار	سبق اندوز
نا آشنا	سبق اندوز	آشنا

۵۔ مندرجہ ذیل تراکیب اور مرکبات کے معنی بتائیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

فصلِ خزاں، سحابِ بہار، عہدِ خزاں، برگ و بار، نغمہ زن، خلوتِ اوراق، شجر سایہ دار، شاخِ بریدہ، سبق اندوز، قاعدۂ روزگار، اُمیدِ بہار

جواب:

الفاظ و مرکبات	معانی	جملے
فصلِ خزاں	پت جھڑ کا موسم	فصلِ خزاں میں درختوں کی خوب صورتی ختم ہو جاتی ہے۔
سحابِ بہار	موسمِ بہار کا بادل	سحابِ بہار کے برسنے سے سبزہ دُھل کر چمکنے لگا۔
عہدِ خزاں	بے رونقی کا زمانہ	درخت سے ٹوٹ کر گرنے والی ٹہنی کے لیے ہمیشہ عہدِ خزاں ہوتا ہے۔
برگ و بار	پھل اور پتے	یہ درخت تو ایک سال سے بے برگ و بار ہے۔
نغمہ زن	گیت گانے والا	درخت کو آگ لگتے ہی تمام نغمہ زن پرندے اُڑ گئے۔
خلوتِ اوراق	پتوں کے پیچھے	خلوتِ اوراق میں بیٹھے پرندے چہچہا رہے تھے۔
شجر سایہ دار	وہ درخت جس کے نیچے چھاؤں ہو۔	آم پھل دینے کے علاوہ شجر سایہ دار بھی ہے۔
شاخِ بریدہ	کٹی ہوئی ٹہنی	شاخِ بریدہ جلد سوکھ جاتی ہے۔
سبق اندوز	سبق سیکھنے والا۔ نصیحت پکڑنے والا	وہ دوسروں کی تباہی سے سبق اندوز ہوا اور جلدی ترقی کر گیا۔
قاعدۂ روزگار	زمانے کے طور طریقے	یہ آدمی تو قاعدۂ روزگار سے بالکل ناواقف ہے۔
اُمیدِ بہار	خوشی یا سبزے کی اُمید	شجر سے پیوستہ رہ کر اُمیدِ بہار رکھنی چاہیے۔

۶۔ واحد کی جمع اور جمع کے واحد لکھیں۔ شجر، اوراق، طیور، نغمہ، سبق، ملت، رابطہ، فرد، اقوام

جواب:

واحد	جمع
شجر	اشجار
نغمہ	نغمات۔ نغمے
سبق	اسباق
ملت	ملل
رابطہ	روابط
فرد	افراد

جمع	واحد
اوراق	ورق
طیور	طیر
اقوام	قوم

۷۔ درج ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔ خزاں، گل، لازوال، اتفاق، اُمید

جواب:

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
خزاں	بہار	اُمید	یاس	اتفاق	نفاق
گل	خار (کانٹا)	لازوال	فانی		

۸۔ مندرجہ ذیل الفاظ پر اعراب لگا کر ان کا تلفظ واضح کریں۔

فصل، سحاب، بریدہ، گلستان، سبق، روزگار، خلوت، اُمید

جواب: فَصْل۔ سَحَاب۔ بُرِیْدَہ۔ گُلِسْتَان۔ سَبَق۔ رُوْزْگَار۔ خَلْوَت۔ اُمِّیْد

۹۔ مناسب لفظ کی مدد سے مصرعے مکمل کریں۔

(الف) ملت کے ساتھ رابطہ .... رکھ

(ب) ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں .... سے ٹوٹ

(ج) ہے .... عہدِ خزاں اس کے واسطے

(د) جو .... تھے خلوتِ اوراق میں طیور

(ہ) ممکن نہیں ہری ہو .... بہار سے

جوابات: (الف) استوار (ب) شجر (ج) لازوال (د) نغمہ زن (ہ) سحاب

۱۰۔ علامہ اقبالؒ نے کس طرح اس نظم میں فرد اور قوم کے تعلق کو واضح کیا ہے؟

جواب: علامہ اقبالؒ نے شاخ اور درخت کی مثال دے کر فرد اور قوم کے تعلق کو واضح کیا ہے۔ جس طرح ٹہنی درخت سے ٹوٹ کر ختم ہو جاتی ہے اسی طرح آدمی بھی اپنی قوم سے جدا ہو کر نقصان میں رہتا ہے۔

۱۱۔ فرد اور قوم کے تعلق اور اتحادِ ملت کے حوالے سے علامہ اقبالؒ کے مزید چند اشعار اپنی کاپی میں لکھیں۔

جواب:

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

☆☆☆

قوم گویا جسم ہے، افراد ہیں اعضائے قوم
منزلِ صنعت کے رہ پیما ہیں دست و پائے قوم

☆☆☆

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

۱۲۔ "فصلِ خزاں" اور "رابطۂ استوار" کو قواعد کی رُو سے مرکب اضافی کہا جاتا ہے۔ اس نظم سے مرکب اضافی کی مزید پانچ مثالیں تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھیں۔

جواب: مرکب اضافی کی مثالیں: سحابِ بہار، عہدِ خزاں، جیبِ گل، زرِ کامل عیار، قاعدۂ روزگار، خلوتِ اوراق، اُمیدِ بہار وغیرہ۔

سرگرمیاں

۱۔ ہر طالب علم سے علامہ اقبالؒ کی اس نظم کو چارٹ پر خوش خط لکھوائیں۔ پھر سب سے اچھے چارٹ کا انتخاب کریں اور اُسے جماعت کے کمرے میں آویزاں کریں۔

جواب: عملی کام

۲۔ ہر طالب علم باری باری اس نظم کو درست آہنگ اور بلند آواز سے پڑھے۔

جواب: عملی کام

۳۔ اتحاد و اتفاق کے موضوع پر کوئی اور نظم تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھیں۔

جواب: اتفاق اور اتحاد کے موضوع پر نظم:

ترانۂ ملّی

چین و عرب ہمارا، ہندوستاں ہمارا
مُسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا
توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں وہ پاسباں ہمارا
تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے، قومی نشاں ہمارا!!!
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سوبار کرچکا ہے تُو امتحاں ہمارا
اے ارضِ پاک! تیری حرمت پہ کٹ مرے ہم
ہے خوں تری رگوں میں اب تک رواں ہمارا
سالارِ کارواں ہے میرِ حجاز ﷺ اپنا
اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا
اقبالؔ کا ترانہ بانگِ درا ہے گویا
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

اشاراتِ تدریس

۱۔ اساتذہ طلبہ کو بتائیں کہ علامہ اقبالؒ ہمارے قومی شاعر ہیں۔ تصورِ پاکستان کے خالق ہونے کے ساتھ ساتھ انھوں نے قوم کو اتحاد و یگانگت کا درس دیا ہے۔

جواب: علامہ محمد اقبالؒ ۹ نومبر ۱۸۷۷ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ ان کے آباؤ اجداد کا تعلق کشمیر سے تھا۔ والد شیخ نور محمد ایک نیک انسان تھے۔ والدہ بھی نہایت پرہیز گار خاتون تھیں۔ والدین کی تربیت کا ان کی شخصیت پر گہرا اثر پڑا۔

علامہ محمد اقبالؒ مصورِ پاکستان، مفکرِ ملت، حکیم الامت اور ہمارے قومی شاعر ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں اپنے خطبہ الٰہ آباد میں علامہ محمد اقبالؒ نے پہلی مرتبہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے ایک آزاد مملکت کا نظریہ پیش کیا۔ یہی نظریہ بعد میں آزادی کے مطالبے کی بنیاد بنا اسی نظریہ کی بنیاد پر آپ کو تصورِ پاکستان کا خالق کہا جاتا ہے۔

علامہ محمد اقبالؒ نے قوم کو اتحاد و یگانگت کا درس دیا۔ اپنے خطبات اور شاعری کے ذریعے غفلت میں سوئی ہوئی مسلمان قوم کو بیدار کیا۔ برصغیر کے مفلوک الحال مسلمانوں کے ذہنوں کو اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کے لیے جھنجھوڑا اور مسلمانوں کو حصول آزادی اور قیامِ پاکستان کے لیے تیار کیا۔ ان کی شاعری نے مسلمانوں میں زندگی کا ایک نیا ولولہ پیدا کیا۔ اسی ولولے اور بے پناہ جوش نے مسلمانوں کے اندر اس سوچ کو اُبھارا کہ وہ اپنا کھویا ہوا مقام پھر سے حاصل کرنے کے لیے جدوجہد کریں۔ غلامی کی زنجیریں توڑ ڈالیں۔ اتحاد و یگانگت کے ساتھ اپنے مقصد کے حصول کے لیے جدوجہد کریں اور اپنی منزل کو حاصل کریں۔

۲۔ طلبہ کو بتائیں کہ یہ نظم علامہ اقبالؒ کی ملی شاعری کی ایک بہترین مثال ہے۔

جواب: علامہ اقبالؒ نے اپنی شاعری کے لیے مسلم اُمّت کی اصلاح اور راہ نمائی کی۔ اپنی شاعری کے ذریعے انھوں نے مسلمانوں کو متحد ہونے کا درس دیا۔ شاملِ نصاب نظم "پیوستہ رہ شجر سے، اُمیدِ بہار رکھ" اُن کی "ملی شاعری" کی ایک عمدہ مثال ہے۔

اس نظم میں انھوں نے اُمّتِ مسلمہ کو ایک "شجر" سے تشبیہ دی ہے گویا کہ شجر کو مسلمانوں کے اتحاد، اتفاق، یک جہتی اور اجتماعیت کی علامت کے طور پر استعمال کیا ہے۔

اس نظم میں علامہ محمد اقبالؒ نے تمام مسلمانوں کو پیغام دیا ہے کہ اپنی قوم، ملت اور تہذیب کے ساتھ اپنا تعلق استوار رکھیں۔ اس نظم کے ذریعے ہمیں "اتحاد بین المسلمین" کا درس ملتا ہے۔ مسلمانوں کے لیے اتحاد اور اتفاق کی اہمیت اُجاگر کی گئی ہے۔

۳۔ طلبہ سے اس نظم کی بلند خوانی کراتے ہوئے انھیں اس نظم کے مفہوم اور مقصد سے آگاہ کریں۔

جواب: نظم کا مفہوم اور مقصد:۔

اس نظم کا مفہوم اور مقصد عالمِ اسلام کے مسلمانوں کے درمیان اتحاد اور یکجہتی کی اہمیت کو اُجاگر کرنا ہے۔ علامہ محمد اقبالؒ نے اُمت مسلمہ کے ہر فرد کے قوم کے ساتھ باہمی تعلق کی اہمیت کو اُجاگر کیا ہے۔ قومی یک جہتی کی ترویج کے لیے ایک شجر کی مثال دے کر اُمت مسلمہ کو متفق اور متحد ہو کر اصل مقصد و کامیابی کی جانب گامزن رہنے کی تلقین کی ہے۔

ملّت کے ساتھ رابطہ استوار رکھ
پیوستہ رہ شجر سے، اُمیدِ بہار رکھ

۴۔ فرد اور ملت کے باہمی تعلق کے بارے میں علامہ اقبالؒ کے مزید اشعار بتائے جائیں مثلاً

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

جواب: عملی کام

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیرالانتخابی سوالات

1- ہمارے قومی و ملی شاعر ہیں۔ (SGD. GII)
(A) حالیؔ (B) غالبؔ (C) اقبالؔ (D) بہادر شاہ ظفر

2- اقبال نے اپنی شاعری کا آغاز کیا۔ (DGK. GII)
(A) نظم نگاری سے (B) غزل گوئی سے (C) مرثیہ گوئی سے (D) قصیدہ گوئی سے

3- پیوستہ رہ شجر سے، امید بہار رکھ کے شاعر ہیں: (FBD. GII)
(A) نظیر اکبر آبادی (B) علامہ اقبال (C) میر انیس (D) اختر شیرانی

4- نظم "پیوستہ رہ شجر سے، امید بہار رکھ" میں پیغام ہے۔ (GRW. GII)
(A) باغ و بہار کا (B) مرد مومن کا (C) شجر کاری کا (D) اتحاد و یکجہتی کا

5- علامہ اقبالؒ نے ڈالی سے کیا مراد لیا ہے؟ (GRW. GI)
(A) درخت (B) شاخ (C) امت مسلمہ (D) امت مسلمہ کا فرد

6- ممکن نہیں ہری ہو ___ بہار سے (MLN. GII)
(A) ثمر (B) سحاب (C) شاخ (D) گلاب

7- خلوت اوراق میں کون نغمہ زن تھے؟ (SWL. GII, SWL. GI, DGK. GI)
(A) انسان (B) طیور (C) جنات (D) حیوان

8- نصاب میں شامل علامہ اقبالؒ کی نظم شجر سایہ دار سے رخصت ہوئے .... (MLN. GII)
(A) انسان (B) چرندے (C) طیور (D) درندے

9- "شاخ بریدہ" سے کیا مراد ہے؟ (LHR. GII, FBD. GII)
(A) ٹیڑھی شاخ (B) اُلٹی شاخ (C) لمبی شاخ (D) کٹی شاخ

10- ہمیں کس چیز سے سبق اندوز ہونا چاہیے؟ (BWP. GI & GII, LHR. GII)
(A) اپنے استاد سے (B) امید بہار سے (C) قاعدۂ روزگار سے (D) شاخِ بریدہ سے

11- نظم "پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ" میں رابطہ رکھنے کے لیے کہا گیا ہے۔ (GRW. GII)
(A) قوم کے ساتھ (B) ملک کے ساتھ (C) ملت کے ساتھ (D) بہار کے ساتھ

12- علامہ اقبالؒ نے شجر سے کیا مراد لیا ہے؟ (SWL. GI)
(A) درخت (B) شاخ (C) ملتِ اسلامیہ (D) ملتِ اسلامیہ کا فرد

13- شاخِ بُریدہ کا مفہوم ہے: (SWL. GI)
(A) خزاں کا موسم (B) کٹی ہوئی شاخ (C) درخت کی ٹہنی (D) بادل

14- اقبال کی اردو کتاب کا نام ہے: (SGD. GII)
(A) جاوید نامہ (B) پیامِ مشرق (C) زبورِ عجم (D) بانگِ درا

15- خلوتِ اوراق میں کون نغمہ زن تھے؟ (RWP. GII)
(A) شجر (B) پتے (C) جانور (D) طیور

16- اقبال نے "ڈالی اور شجر" سے مراد لیا ہے: (BWP. GI)
(A) فرد اور قوم (B) قرآن اور سنت (C) توحید و رسالت (D) سچ اور جھوٹ

17- علامہ محمد اقبال کب پیدا ہوئے؟ (BWP. GII)
(A) 1875ء (B) 1876ء (C) 1877ء (D) 1878ء

18- نظم "پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ" کے خالق کون ہیں؟ (FBD. GI)
(A) امیر مینائی (B) میر تقی میر (C) مرزا غالب (D) علامہ اقبال

19- نظم "پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ" کس شاعر نے لکھی ہے؟ (SWL. GII)
(A) مولانا حالی (B) نظیر اکبر آبادی (C) حیدر علی آتش (D) علامہ محمد اقبال

20- "ضربِ کلیم" کس زبان میں ہے: (SGD. GI)
(A) اردو (B) فارسی (C) عربی (D) جرمن

21- علامہ اقبال کی فارسی شاعری کا مجموعہ ہے: (SGD. GII)
(A) بانگِ درا (B) بالِ جبریل (C) زبورِ عجم (D) ضربِ کلیم

22- کتاب "بانگِ درا" کا شاعر ہے: (RWP. GI)
(A) غالب (B) اقبال (C) حالی (D) آتش

23- فصلِ خزاں میں ٹوٹ گئی: (BWP. GI)
(A) ڈالی (B) بالی (C) کلی (D) شاخ

جوابات: (1) اقبال (2) غزل گوئی سے (3) علامہ اقبال (4) اتحاد و یکجہتی کا (5) امت مسلمہ کا فرد
(6) سحاب (7) طیور (8) طیور (9) کٹی شاخ (10) شاخِ بریدہ سے
(11) ملت کے ساتھ (12) ملتِ اسلامیہ (13) کٹی ہوئی شاخ (14) بانگ درا (15) طیور
(16) فرد اور قوم (17) 1877ء (18) علامہ اقبال (19) علامہ محمد اقبال (20) اردو
(21) زبورِ عجم (22) اقبال (23) ڈالی

مختصر جوابی سوالات

-1 علامہ اقبالؒ نے اپنی شاعری میں کن موضوعات کا فلسفہ پیش کیا؟

جواب: علامہ اقبالؒ نے اپنی شاعری میں زندگی، کائنات، خدا، عقل و خرد، ابلیس، تصوف، قومیت، مردِ مومن، خودی و بے خودی اور سیاست و مملکت کا فلسفہ پیش کیا۔

-2 علامہ اقبالؒ کی چار شعری کتابوں کے نام تحریر کریں۔

جواب: 1- بانگِ درا 2- بالِ جبریل 3- ضربِ کلیم 4- ارمغانِ حجاز

-3 علامہ اقبالؒ کی نظم "پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ" ملی شاعری کی ایک بہترین مثال ہے۔ چند جملوں میں وضاحت کریں۔

جواب: اس نظم میں علامہ محمد اقبالؒ نے تمام مسلمانوں کو پیغام دیا ہے کہ اپنی قوم، ملّت اور تہذیب کے ساتھ اپنا تعلق استوار رکھیں۔ اس نظم کے ذریعے ہمیں "اتحاد بین المسلمین" کا درس ملتا ہے۔ مسلمانوں کے لیے اتحاد و اتفاق کی اہمیت اُجاگر کی گئی ہے۔

-4 "پیوستہ رہ شجر سے، اُمیدِ بہار رکھ" کا کیا مطلب ہے؟ (MLN. GI)

جواب: پیوستہ رہ شجر سے اُمیدِ بہار رکھ کا مطلب ہے کہ اپنے مذہب اور ملت سے جڑے رہو اور اچھے دنوں کا انتظار کرو۔

-5 اقبال نے ڈالی اور شجر سے کیا مراد لیا ہے؟ (SGD. GII)

جواب: علامہ اقبالؒ نے ڈالی سے فرد اور شجر سے ملت یا قوم مراد لیا ہے۔

-6 "ملت کے ساتھ رابطہ اُستوار رکھ" کا کیا مطلب ہے؟ (DGK. GI)

جواب: قوم اور مذہب سے تعلق رکھو اُن سے جڑے رہو۔

-7 علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ڈالی اور شجر سے کیا مراد لیا ہے؟ (FBD. GI)

جواب: علامہ اقبالؒ نے ڈالی سے فرد اور شجر سے ملت یا قوم مراد لیا ہے۔

-8 علامہ اقبالؒ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟ (DGK. GII)

جواب: علامہ اقبالؒ ۹ نومبر ۱۸۷۷ء کو سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔

-9 علامہ محمد اقبال کی نظم میں "شجر" سے کیا مراد ہے؟ (BWP. GII)

جواب: علامہ اقبالؒ نے شجر سے ملت یا قوم مراد لیا ہے۔

میر تقی میرؔ (۱۷۲۳ء ــــــ ۱۸۱۰ء)

مقاصدِ تدریس

ا۔	میرؔ اور ان کے عہدِ زریں میں، اُردو غزل کے ارتقا سے طلبہ کو آگاہ کرنا۔
۲۔	طلبہ کو میر تقی میرؔ اور ان کے اندازِ بیان سے متعارف کرانا۔
۳۔	سہل ممتنع کے معنی و مفہوم سے روشناس کرانا اور اُردو غزل سے اس کی مختلف مثالیں دینا۔

شاعر کا تعارف

حالاتِ زندگی: میر محمد تقی اصل نام جبکہ میرؔ تخلص تھا۔ والد کا نام میر علی متقی تھا۔ آپ آگرے (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد کے مرید اور منہ بولے بھائی سید امان اللہ سے حاصل کی۔ ابھی میر تقی میرؔ چھوٹے ہی تھے کہ والد اور امان اللہ کا انتقال ہو گیا۔ روزگار کی تلاش میں آپ آگرہ چھوڑ کر دلی چلے آئے اور یہاں ایک نواب کے ہاں ملازمت کر لی۔

خدائے سخن: میر تقی میرؔ نے مختلف اصناف شعر میں طبع آزمائی کی لیکن غزل گوئی ہی ان کی پہچان بنی۔ آپ کو خدائے سخن کہا جاتا ہے۔ خلوص، دردوغم، ترنم اور سادگی کی بدولت ان کی غزلیں دل پر بہت اثر کرتی ہیں۔ آپ یقیناً غزل کے بادشاہ ہیں۔ آپ کی شاعرانہ عظمت کا اعتراف بڑے بڑے شعرا نے بھی کیا ہے۔ بابائے اردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے میرؔ کو "سرتاج شعرائے اردو" قرار دیا ہے۔ میرؔ کی آخری عمر تنگ دستی اور بیماری میں بسر ہوئی۔

تصانیف: میرؔ کی تصانیف میں ایک خودنوشت "ذکرِ میرؔ"، ایک تذکرہ "نکات الشعرا"، ایک فارسی اور چھے اردو دواوین شامل ہیں۔

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1:

ہستی اپنی حباب کی سی ہے
یہ نمائش سراب کی سی ہے

(LHR. GII, GRW. GI, FBD. GII)

حلِ لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ہستی	وجود۔ زندگی	سراب	ریتلی زمین کی چمک۔ جس پر پانی کا دھوکا ہوتا ہے۔ دھوکا ہی دھوکا	کی سی	کی طرح، کی مانند
حَباب	پانی کا بلبلہ			نمائش	دکھاوا

مفہوم: اپنی زندگی تو بلبلے کی طرح ہے۔ یہ نمائش اور دکھاوا تو سراب کی مانند ہے۔ زندگی کو پانی کے بلبلے اور نمائش کو سراب سے تشبیہ دی گئی ہے۔

تشریح: میرؔ کو خدائے سخن کہا جاتا ہے۔ آپ کی شاعری دردوغم اور زندگی کی حقیقتوں پر مبنی ہے۔ آپ کے اشعار بہت پُر اثر ہیں۔

مذکورہ شعر میں زندگی کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ زندگی کیا ہے؟ یہ ایک بلبلہ ہے۔ جس طرح بلبلے کو دوام اور ہیشگی نہیں اسی طرح زندگی بھی عارضی ہے۔ بلبلے کو ذرا سی ٹھیس پہنچے یا معمولی سی ہوا ٹکرائے تو وہ اپنا وجود ختم کر بیٹھتا ہے۔ زندگی اس ریتلی زمین کی چمک ہے جس پر پانی کا دھوکا ہوتا ہے۔ پیاسے راہگیر سمجھتے ہیں کہ سامنے پانی ہے۔ وہ چلتے چلتے تھک جاتے ہیں لیکن دور دور تک پانی کا نام ونشان ہی نہیں ملتا۔ گویا انسانی وجود ایک دکھاوا ہے، حقیقت میں یہ کچھ بھی نہیں۔ دنیا کی تمام رونقیں عارضی ہیں اور دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔ ہر مخلوق نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''اور دنیا کی زندگی تو محض کھیل اور تماشا ہے۔''

یہ دنیا آزمائش کے لیے بنائی گئی ہے۔ دنیا کی ہر چیز محض دھوکہ ہے۔ اس دنیا میں ہر نعمت بھی آزمائش ہے۔ اس لیے دنیا میں دل نہیں لگانا چاہیے۔ بقول شاعر:

زندگی تجھ پہ بہت غور کیا ہے میں نے ۔۔۔ تو صرف رنگ ہے رنگوں کے سوا کچھ بھی نہیں

جبکہ بہادر شاہ ظفر فرماتے ہیں:

لگتا نہیں ہے دل میرا اُجڑے دیار میں ۔۔۔ کس کی بنی ہے عالم نا پائیدار میں

شعر نمبر 2:

نازکی اُس کے لب کی کیا کہیے
پنکھڑی اک گلاب کی سی ہے

(LHR. GII, GRW. GII, FBD. GI, SWL. GI & GII, DGK. GI & GII)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
نازکی	نزاکت۔ ملائمت	لب	ہونٹ	پنکھڑی	پھول کی پتی
گلاب	ایک پھول	اک	ایک	کی سی	کی مانند۔ کی طرح

مفہوم محبوب کے لب کی ملائمت کے کیا کہنے، بس گلاب کے پھول کی ایک پتی ہے۔

تشریح میر کی شاعری میں ترنم اور سادگی ہے۔ آپ غزل کے بادشاہ ہیں۔ آپ کی شاعرانہ عظمت کا اعتراف بڑے بڑے شعرا نے بھی کیا ہے۔ مذکورہ شعر میں کہتے ہیں۔ اپنے محبوب کے حسن و جمال اور خوب صورتی کی تعریف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرا محبوب حسین و جمیل ہے۔ اس کے ہونٹ گلاب کے پھول کی پتی کی طرح نرم و نازک، ملائم، پتلے اور خوب صورت ہیں۔ ہونٹوں کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ نرم و نازک اور سُرخی لیے ہوئے ہیں۔

شاعر نے اپنے محبوب کے ہونٹ کو گلاب کے پھول کی ریشم کی طرح نرم و ملائم پنکھڑی سے تشبیہ دے کر، اپنے محبوب کی بے مثال خوبصورتی و نزاکت کی ایک ادنیٰ سی مثال پیش کی ہے۔ عشق میں مبتلا ہو کر عاشق کو اپنے محبوب کی ہر شے اچھی لگتی ہے۔ عموماً شاعر اپنے اشعار میں محبوب کی آنکھوں، ہونٹوں، تھوڑی کے گڑھے، رخسار، تل اور قد کی تعریف کرتے نظر آتے ہیں۔ بقول شاعر:

یاد ہے وہ آنکھیں، رخسار وہ ہونٹ ۔۔۔ زندگی جس کے تصور میں لٹا دی ہم نے

آتش اپنے محبوب کے تھوڑی کے گڑھے کی تعریف یوں کر رہے ہیں۔

زنخداں سے آتش محبت رہی ۔۔۔ کنویں میں اپنے دل ڈبویا کیا

شعرنمبر3: چشمِ دل کھول اُس بھی عالم پر
یاں کی اوقات خواب کی سی ہے

(LHR. GI, GRW. GI, MLN. GII, SWL. GI, SGD. GI, BWP. GI)

حلِ لغت

معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ
یہاں	یاں	دنیا	عالم	آنکھ	چشم
جیسی	سی	وقت کی جمع۔زمانے۔حیثیت	اوقات	سپنا۔نیند۔خیال	خواب

مفہوم: فکرِ آخرت بھی کرو۔ یہاں کی زندگی تو عارضی ہے۔ زندگی کوخواب سے تشبیہ دی گئی ہے۔

تشریح: میر کی شاعری میں دردوغم اور زندگی کے دُکھ سموئے ہوئے ہیں۔ مذکورہ شعر میں کہتے ہیں۔ اے انسان! تو اس دنیا کی رنگینیوں میں کھو گیا ہے۔ فضول کاموں اور کھیل تماشوں میں گم ہو کر خدا کو بھول بیٹھا ہے۔ عقلمندی و دانائی سے کام لے۔ غور کر کہ یہاں کی زندگی عارضی ہے۔ اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں۔ اس لیے فکرِ آخرت کر اور اللہ کی عبادت کر کے اس کا محبوب بندہ بن جا۔

دراصل اس شعر میں شاعر نے دنیاوی زندگی کو ایک خواب جیسی کیفیت کا نام دیا ہے اور انسان کو خوابِ غفلت سے بیدار ہو کر فکرِ آخرت کرنے کا درس دیا ہے کہ اُخروی زندگی ہی اصل میں دائمی زندگی ہوگی، یہ دنیا کی زندگی تو خواب کی مانند ہے اس لیے انسان کو چاہیے کہ دنیا کی زندگی میں نہ کھو یا رہے بلکہ آخرت میں کامیابی وکامرانی کے لیے ہر ممکن کوشش کرے۔ میر کا یہ شعر فکرِ آخرت کے بارے میں عالمگیر سچائی کا حامل ہے۔ بقول شاعر:

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

حدیث شریف۔ ''مر جاؤ مرنے سے پہلے'' اس کا مطلب یہ ہے کہ مرنے سے پہلے اُس عالم کا مشاہدہ کر لیا جائے جہاں ہم نے مرنے کے بعد جانا ہے۔ اس عالم کا مشاہدہ باطنی آنکھ کھولے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اسی لیے علامہ اقبال فرماتے ہیں:

دِل بینا بھی کر خدا سے طلب آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

شعرنمبر4: بار بار اُس کے در پہ جاتا ہوں
حالت اب اضطراب کی سی ہے

(LHR. GII, MLN. GI, SGD. GII, RWP. GI & GII, BWP. GII)

حلِ لغت

معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ
بے قراری۔بے چینی	اضطراب	کیفیت	حالت	دروازہ۔چوکھٹ	دَر

مفہوم: بے قراری کا عالم یہ ہے کہ میرے بار بار محبوب کے ہاں جاتے ہوئے بھی ختم ہونے کا نام ہی نہیں لیتی۔

تشریح: میر ایک قادر الکلام شاعر ہیں۔ اُن کی غزلوں میں دکھ اور اضطراب کی کیفیت پائی جاتی ہے۔ مذکورہ شعر میں کہتے ہیں کہ میں محبوب سے ملاقات کے لیے اس کے دروازے پر بار بار جا رہا ہوں لیکن دلی خواہش پوری نہیں ہو رہی۔ اس کی بے رخی نے پریشان سا کر دیا ہے۔ ناکامی میرا مقدر بن گئی ہے اور محبوب سے مل نہیں پا رہا۔ میں نے بھی اسے ملنے کے لیے بار بار جانا نہیں چھوڑا۔ اس امید پر کہ شاید مل

جائے اس کی چوکھٹ پر مسلسل حاضری دے رہا ہوں۔ اب طبیعت میں ایک بے چینی سی ہے۔ میں بے اختیار میرے قدم محبوب کے کوچے کی جانب بڑھتے ہیں۔ محبوب کی بے رُخی سے دل مضطرب ہے اور کسی پل چین وقرار نصیب نہیں۔

عشق انسان کو مضطرب اور غم زدہ بنا دیتا ہے۔ بقول شاعر:

کہا میں نے اُن سے کہ دل مضطرب ہے — جواب اُن کا آیا محبت نہ کرتے

عشق میں انسان بار بار محبوب کے دیدار کے لیے اس کے گلی کوچوں اور دروازے کی چوکھٹ کا طواف کرتا ہے۔ انسان کو خود معلوم نہیں ہوتا کہ اُس کی حالت اتنی بے چین کیوں ہے۔ بقول داغ دہلوی

تیرے کوچے اس بہانے مجھے دن سے رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اُس سے بات کرنا

شعر نمبر5:

میں جو بولا ، کہا کہ یہ آواز
اُسی خانہ خراب کی سی ہے

حل لغت (GRW. GII, FBD. GII, MLN. GII, SWL. GI, RWP. GI)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
خانہ خراب	اُجڑا ہوا۔ تباہ و برباد۔ آوارہ	خانہ	گھر۔ مکان

مفہوم محبوب بڑا ظالم اور بے وفا ہے عاشق کی آواز سنتے ہی مشتعل ہو جاتا ہے۔ عاشق کو ویران کھنڈر سے تشبیہ دی گئی ہے۔

تشریح اس شعر میں ہماری اُردو شاعری کے روایتی موضوع کی ترجمانی کی گئی ہے۔ شاعر میر تقی میر اپنے محبوب سے کہتے ہیں کہ میں نے تجھ سے بات کرنے کے لیے زبان کھولی تو تُو نے پہلے کی طرح بے رُخی دکھائی بات تک نہ کی۔ تیرا باتیں نہ کرنا میرے لیے پریشان کن تو تھا ہی لیکن جب تو نے یہ کہا کہ یہ آواز اسی آوارہ و پریشان حال (عاشق) کی ہے تو میرے دل پر چھریاں چل گئیں۔ گویا میری آواز سن کر کوئی جواب نہ دینا اور بے رُخی کا برملا اظہار کرنا تو ایک طرف تیرا، مجھے آوارہ مزاج کے نام سے پکارنا میرے لیے مزید دکھ اور تکلیف کا باعث بنا ہے۔ بقول شاعر:

اپنا سمجھ کے جس کے لیے میں اُجڑ گیا — کل رات جا رہا تھا کسی اجنبی کے ساتھ

شاعر کی خستہ حالت محبوب سے عشق کی بنا پر ہوئی ہے۔ مگر شاعر کے بولنے پر محبوب کا یوں مذاق اُڑانا اور اُسے خانہ خراب کہنا شاعر کو دُکھی کر گیا ہے۔

تیری محفل سے اُٹھاتا مجھے اغیار کی جرأت نہ تھی
دیکھا تجھے تو تُو نے بھی اشارہ کر دیا

شعر نمبر6:

آتشِ غم میں دل بُھنا شاید
دیر سے بُو کباب کی سی ہے

حل لغت (MLN. GII, SGD. GI & GII, RWP. GII, DGK. GI, BWP. GI)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
آتش	آگ۔ جلن	آتشِ غم	دکھوں کی آگ	کباب	گھی میں تلی ہوئی قیمے کی ٹکیاں، مراد جلا ہوا

مفہوم: غم کی آگ میں جلتے جلتے عاشق کا دل کباب ہو جاتا ہے کیونکہ اس میں سے کباب کی مہک آتی ہے۔

تشریح: میر تقی میر کی تمام زندگی تنہا اور غموں میں گزری۔ فکرِ معاش نے کہیں کا نہ چھوڑا۔ نازک طبعی نے اُنہیں کہیں بھی سکھ کا سانس نہ لینے دیا مذکورہ شعر میں کہتے ہیں۔ محبوب کی جدائی زمانے کی تکلیفوں اور دشمنوں کے ظلم و ستم سے پریشان حال و غمزدہ عاشق دکھوں کی آگ میں رات دن جلتا رہتا ہے۔ اک آگ سی ہے جو سینے میں لگی ہوئی ہے۔ دل ہے کہ غم کے شعلوں میں بھنا جا رہا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ کافی دیر سے دل کے جلنے کی بُو اس طرح آ رہی ہے جیسے کباب کی آتی ہے۔ گویا غموں اور دکھوں کی اس آگ کی تیز آنچ نے دل کو اپنی لپیٹ میں لے کر جلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور دل جل کر کباب ہو چکا ہے۔ اس شعر میں میر تقی میر نے اپنے محبوب کے مظالم بیان کرنے کے لیے ایک منفرد انداز اختیار کیا ہے۔ بقول شاعر:

اے شمع! دل جلوں سے تیرے نصیب اچھے ......
تُو تو اک بار ہی جلی ہے اور میں برسوں سے جل رہا ہوں

ایک شاعر نے دل جلنے کا تذکرہ اس طرح کیا ہے۔

اے شمع! ذرا ہٹ کے جل میرے مزار سے
میں تو خود ہی جل رہا ہوں دلِ بے مُراد سے

شعر نمبر 7:

میر اُن نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

(GRW. GII, SGD. GII, RWP. GI, DGK. GII, BWP. GI & GII)

حلِ لغت:

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
نیم باز	آدھی کھلی	مستی	نشہ۔ خمار۔ مدہوشی

مفہوم: اے میر! محبوب کی اَدھ کھلی آنکھوں میں شراب کا سا خُمار ہے اور مست آنکھوں میں شراب جیسا اثر ہے۔

تشریح: شاعر میر تقی میر اپنی اس غزل کے مقطع میں کہتے ہیں کہ ان کا محبوب شوخ و چنچل ہے۔ اس کی آدھی کھلی آنکھوں میں شراب جیسی مدہوشی جھلکتی ہے۔ محبوب کی دل لبھانے والی یہ ادا بھلی لگتی ہے۔ وہ سنگدل سہی مگر اس کی مخمور نگاہیں شاعر کا دل لوٹ لیتی ہیں۔ دراصل محبت کرنے والے کو اپنے محبوب کی ہر ادا سے پیار ہوتا ہے اور وہ اپنے محبوب کی خوبصورتی اور ناز و ادا کا دیوانہ ہوتا ہے۔ اسی لیے میر تقی میر کو اپنے محبوب کا آدھی کھلی آنکھوں سے دیکھنا بھی بہت بھاتا ہے اور اسے محبوب کی آنکھوں میں شراب کا سا خمار محسوس ہوتا ہے وہ کہتے ہیں جیسے شراب پینے والا مدہوش ہو جاتا ہے اسی طرح میرے محبوب کو ایک نظر دیکھنا بھی شراب کے نشے سے کم نہیں۔ احمد فراز ایسی آنکھوں کے بارے میں کہتے ہیں۔ بقول احمد فراز:

اُن کی آنکھوں کو کبھی غور سے دیکھا ہے فرازؔ — سونے والوں کی طرح جاگنے والوں جیسی

اور ایک شاعر اپنے محبوب کی آنکھوں کی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔

جھیل اچھی ہے کنول اچھا ہے کہ جام اچھا ہے
تیری آنکھوں کے لیے کونسا نام اچھا ہے

حل مشقی سوالات

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) اس غزل میں ردیف کون سے الفاظ ہیں؟

جواب: اس غزل میں ردیف الفاظ "کی سی ہے" ہیں۔

(ب) اس غزل میں استعمال ہونے والے کوئی سے چار قافیوں کی نشاندہی کریں۔

جواب: اس غزل میں استعمال ہونے والے چار قافیے یہ ہیں:

حباب۔سراب۔کباب۔گلاب

(ج) دوسرے شعر میں ہونٹوں کو کس سے تشبیہ دی گئی ہے؟ (GRW. GII, SWL. GI)

جواب: ہونٹوں کو گلاب کی پنکھڑی سے تشبیہ دی گئی ہے۔

(د) میر نے "نیم باز آنکھوں کی مستی" کو کیا قرار دیا ہے؟

(LHR. GII, GRW. GI, FBD. GI & GII, SWL. GI & GII, SGD. GII, DGK. GI)

جواب: میر نے "نیم باز آنکھوں کی مستی" کو شراب کی مستی قرار دیا ہے۔

(ہ) شاعر "اضطراب" کی حالت میں کیا کرتا ہے؟ (LHR. GI & GII, MLN. GI & GII, SWL. GII, SGD. GI, BWP. GII)

جواب: شاعر اضطراب کی حالت میں محبوب کے در پر بار بار جاتا ہے۔

۲۔ درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

ہستی' حباب' سراب' اوقات' اضطراب' خانہ خراب' نیم باز' مستی

جواب:

الفاظ	معانی	جملے
ہستی	وجود۔زندگی	ہستی دوروزہ کا کیا بھروسا' نیک کام کرو۔
حباب	بلبلہ	تالاب میں پتھر گرنے سے بننے والے حباب پل بھر میں مٹ گئے۔
سراب	دھوکا ہی دھوکا	زندگی ایک سراب ہے' کسی کو دوام نہیں۔
اوقات	حیثیت	کسی بھی شخص کو اوقات سے بڑھ کر کام نہیں کرنا چاہیے۔
اضطراب	بے چینی	بچے کے گم ہونے پر گھر والوں کا اضطراب بڑھتا ہی چلا گیا۔
خانہ خراب	تباہ و برباد	تو نے تو اس منصوبے کا خانہ خراب ہی کر دیا ہے۔
نیم باز	آدھی کھلی ہوئی	محبوب کی نیم باز آنکھوں میں شراب کا سا خمار دکھائی دیتا ہے۔
مستی	نشہ۔خمار	پولیس کو دیکھتے ہی ڈاکو کی ساری مستی جاتی رہی۔

۳۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
ہستی	خانہ خراب	حباب
نمائش	شراب	سراب
پنکھڑی	گلاب	گلاب
آنکھیں	نیم باز	نیم باز
حالت	کباب	اضطراب
دل	حباب	کباب
مستی	سراب	شراب
آواز	اضطراب	خانہ خراب

۴۔ درج ذیل مرکبات، مرکب کی کون سی قسم ہیں؟
چشمِ دل، اُس کے لب، آتشِ غم، اُس کا در
جواب: چشمِ دل، اُس کے لب، آتشِ غم، اُس کا در مرکب اضافی ہیں۔

۵۔ اس غزل کے مطلع اور مقطع کی نشاندہی کریں۔
جواب: مطلع: ہستی اپنی حباب کی سی ہے
نمائش سراب کی سی ہے
مقطع: میرؔ اُن نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

۶۔ مذکر اور مؤنث الگ الگ کریں۔
ہستی، حباب، نمائش، سراب، لب، بُو، کباب، مستی، شراب
جواب: مذکر: حباب، سراب، لب، کباب
مؤنث: ہستی، نمائش، بُو، مستی، شراب

۷۔ اعراب لگا کر تلفظ واضح کریں:
حباب، سراب، نمائش، چشمِ دل، عالم، اضطراب، آتشِ غم، نیم باز
جواب: حُبَاب۔ سَراب۔ نُمائش۔ چَشمِ دِل۔ عَالَم۔ اِضطِراب۔ آتَشِ غَم۔ نِیم بَاز

۸۔ متن کے مطابق درست لفظ کی مدد سے مصرعے مکمل کریں۔
(الف) نازکی اس کے .... کی کیا کہیے

(ب) پنکھڑی اک .... کی سی ہے
(ج) ہستی اپنی .... کی سی ہے
(د) بار بار اس کے .... پہ جاتا ہوں

جوابات: (الف) لب (ب) گلاب (ج) حباب (د) در

غزل: لغت میں غزل کے معنی "عورتوں سے باتیں کرنا" (سخن با زنان گفتن) یا عورتوں کی باتیں کرنا (سخن از زنان گفتن) کے ہیں۔ اصطلاح میں غزل شاعری کی وہ قسم ہے جس میں حسن و عشق کے موضوعات اور تجربات پیش کیے جاتے ہیں۔ غزل کے لہجے میں موسیقی اور ترنم کے عناصر ہوتے ہیں۔ غزل میں مخصوص علامتیں ہوتی ہیں جو غزل کو دوسری اصناف سے ممتاز کرتی ہیں۔ غزل میں حسن و عشق کے ساتھ ساتھ تصوف، اخلاق اور حیات و کائنات کے مضامین بھی ملتے ہیں۔

غزل کے پہلے شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔ باقی اشعار کے ہر دوسرے مصرعے میں قافیہ موجود ہوتا ہے۔ غزل کا آخری شعر مقطع کہلاتا ہے، بشرطیکہ شاعر نے اس میں اپنا تخلص برتا ہو۔

غزل کی ایک انفرادی خصوصیت یہ ہے کہ اُس کا ہر شعر موضوع کے اعتبار سے مکمل ہوتا ہے۔ اس حوالے سے وہ دوسرے اشعار کا محتاج نہیں ہوتا۔

مطلع: مطلع کے معنی نکلنے کی جگہ یا نکلنا کے ہیں۔ اصطلاح میں غزل یا قصیدے کے پہلے شعر کو مطلع کہا جاتا ہے، چونکہ غزل یا قصیدہ اس شعر سے شروع ہوتا ہے۔ مطلع کے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔ جن شعروں میں یہ التزام نہ ہو وہ اشعار مطلع نہیں کہلاتے۔ مطلع کی چند مثالیں دیکھیں:

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں! خوش رہو ہم دعا کر چلے

جہاں تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں
خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں

لگتا نہیں ہے جی مرا اُجڑے دیار میں
کس کی بنی ہے عالمِ ناپائیدار میں

مقطع: مقطع کے لغوی معنی ختم کرنے یا کاٹنے کے ہیں۔ اصطلاح میں مقطع غزل کے آخری شعر کو کہا جاتا ہے۔ جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔ جس شعر میں شاعر اپنا تخلص استعمال نہ کرے اسے غزل کا آخری شعر کہا جائے گا، مقطع نہیں۔ مقطع کی چند مثالیں دیکھیں:

کیوں سنے عرضِ مضطرب مومنؔ
صنم آخر خدا نہیں ہوتا

اب تو جاتے ہیں بت کدے سے میرؔ
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ
اِک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

سرگرمیاں

۱۔ میر کی اس غزل کو زبانی یاد کریں اور اپنی کاپی میں لکھیں۔

جواب: عملی کام۔

۲۔ میر تقی میر کی کوئی اور معروف اور آسان غزل اپنی کاپی میں لکھیں۔

جواب:

غزل

میر دریا ہے سنے شعر زبانی اس کی
اللہ اللہ رے طبیعت کی روانی اس کی
مینہ تو بوچھار کا دیکھا ہے برستے تم نے
اسی انداز سے تھی اَشک فِشانی اُس کی
بات کی طرز کو دیکھو تو کوئی جادو تھا
پر ملی خاک میں کیا سحر بیانی اس کی
سرگزشت اپنی کس اندوہ سے شب کہتا تھا
سو گئے تم نہ سنی آہ! کہانی اس کی
آبلے کی سی طرح ٹھیس لگی، پھوٹ بہی
درد مندی میں گئی ساری جوانی اس کی
اب گئے اس کے جز افسوس نہیں کچھ حاصل
حیف صد حیف! کہ کچھ قدر نہ جانی اس کی

۳۔ جماعت کے کمرے میں اس غزل کی درست آہنگ کے ساتھ بلند خوانی کی جائے۔

جواب: عملی کام۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ غزل کی ہیئت کے بارے میں بتایا جائے۔

جواب: **غزل:** لغت میں غزل کے معنی "عورتوں سے باتیں کرنا" یا "عورتوں کی باتیں کرنا" کے ہیں۔ اصطلاح میں غزل سے مراد وہ شاعری ہے، جس میں حسن و عشق کے موضوعات اور تجربات پیش کیے جاتے ہیں۔

غزل کے عناصر: غزل کے لہجے میں موسیقی اور ترنم کے عناصر ہوتے ہیں۔ غزل کی مخصوص علامتیں غزل کو دوسری اصناف سے ممتاز کرتی ہیں۔

غزل کے مضامین: غزل میں حسن وعشق کے ساتھ ساتھ تصوف، اخلاق اور حیات وکائنات کے مضامین بھی ملتے ہیں۔

غزل کی انفرادیت: غزل کی انفرادیت یہ ہے کہ اس کا ہر شعر موضوع کے اعتبار سے مکمل ہوتا ہے۔ دوسرے اشعار کی مدد سے اپنے موضوع کی تکمیل نہیں کرتا۔

غزل کے پہلے شعر کے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔ باقی اشعار کے دوسرے مصرعے میں قافیہ ہوتا ہے۔

مطلع: مطلع کے معنی نکلنے کی جگہ یا نکلنا کے ہیں۔ اصطلاح میں غزل یا قصیدے کے پہلے شعر کو مطلع کہا جاتا ہے۔ مطلع کے دونوں مصرعے ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوتے ہیں۔

مقطع: مقطع کے لغوی معنی ختم کرنے یا کاٹنے کے ہیں۔ اصطلاح میں مقطع غزل کے آخری شعر کو کہا جاتا ہے جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے۔

۲۔ **اُردو غزل کے ابتدائی اور ارتقائی دور کا مختصر ذکر کیا جائے۔**

جواب: اُردو غزل کا ابتدائی اور ارتقائی دور: امیر خسرو اُردو زبان کے پہلے شاعر سمجھے جاتے ہیں۔ اُردو شاعری کے ابتدائی دور میں دکن کے صوفیا اور عوام نے زیادہ اہم کردار ادا کیا۔ دکن کا سلطان قلی قطب شاہ اُردو کا پہلا صاحب دیوان شاعر ہے۔ ان کے علاوہ اُس دور کے شعرا میں محمود، فیروز اور ملا وجہی شامل ہیں۔

ولی دکنی: ولی دکنی کو اُردو شاعری کا باوا آدم کہا جاتا ہے۔ ولی کی شاعری میں حسن اور حسن سے والہانہ لگاؤ نظر آتا ہے۔ ولی کے فن میں خارجیت اور بیانیہ انداز کی فراوانی ہے۔ یہ خارجیت دکن کے اَدبی ماحول کے زیر اثر پروان چڑھی۔

جلوہ گر جب سے وہ جمال ہوا
نور خورشید پائمال ہوا
نشۂ سبزۂ خطِ خوباں
والی عالم خیال ہوا

خواجہ میر دردؔ: خواجہ میر دردؔ اُردو شاعری میں ایک یکتا اور بے مثل صوفی شاعر ہیں۔ انھوں نے تصوف کو شعریت سے ہم آہنگ کیا۔ وہ اُردو کے اولین صوفی شاعر ہیں۔ اُردو شاعری میں ان کی بدولت تصوف کی روایت شامل ہوئی۔

تجھی کو جو یاں جلوہ فرما نہ دیکھا
برابر ہے دُنیا کو دیکھا نہ دیکھا
حجابِ رُخِ یار تھے آپ ہی ہم
کھلی آنکھ تو کوئی پردا نہ دیکھا

میر تقی میرؔ: میرؔ کی شاعری سے ہمیں اُس عہد کے تاریخی، سیاسی، معاشرتی اور سماجی وتہذیبی حالات کا ذکر ملتا ہے۔ میرؔ نے دلی کو اُجڑتے دیکھا۔ انسانی خون کو گلی کوچوں میں بہتے دیکھا، عظمتِ آدم کی حرمتوں کو پامال ہوتے دیکھا۔ اسی لیے ان کے کلام میں اس پُرآشوب دور کی عکاسی ملتی ہے۔

دل کی ویرانی کا کیا مذکور ہے
یہ نگر سو مرتبہ لوٹا گیا

اجتماعی زندگی کا شعور میرؔ کے ہاں شاعرانہ صداقتوں کے روپ میں ملتا ہے۔ انھوں نے اپنی ذات ہی نہیں بلکہ عوام کے دکھوں کی بھی ترجمانی کی۔

کوئی نہیں جہاں میں جو اندوہ گیں نہیں
اس غم کدے میں آہ دل خوش کہیں نہیں

مرزا رفیع سودا: مرزا رفیع سودا اُردو زبان کے پہلے شاعر ہیں جنھوں نے شاعری میں "قصیدہ گوئی" کی ابتدا کی۔ اسی بنا پر انھیں "قصیدہ گوئی" کا امام سمجھا جاتا ہے۔ میر تقی میر کی طرح مرزا رفیع سودا کی شاعری میں بھی ہمیں اُس دور کے پُر آشوب حالات کا تذکرہ ملتا ہے۔

سودا کے جو بالیں پہ ہوا شورِ قیامت
خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

خواجہ حیدر علی آتش: نام حیدر علی اور تخلص آتش تھا۔ دلی کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آتش غزل گو شاعر تھے۔ ان کی غزلوں میں تغزل، رجائیت، سادگی، سلاست، نادر تشبیہات واستعارات اور آتش بیانی جیسی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ آتش کے کلام میں فقر وغنا، توکل، تصوف، دنیا کی بے ثباتی، قناعت پسندی اور اخلاقی مضامین کثرت سے دکھائی دیتے ہیں۔ آتش کا کلیات اُس سارے کلام پر مبنی ہے جو مختلف اصناف سخن کی صورت میں موجود ہے۔

وہ گرم رو بادیہ عشق و جنوں ہوں
جلتا ہے چراغ آج میرے نقشِ قدم سے
جنوں میں خاک اُڑاتا ہے ساتھ ساتھ اپنے
شریک حال ہمارا غبار راہ میں ہے

نظیر اکبر آبادی: نظیر کا اصل نام ولی محمد ہے۔ چونکہ عمر کا زیادہ حصہ اکبر آباد میں گزارا اس لیے اکبر آبادی لکھتے ہیں۔ نظیر اکبر آبادی نے، میر، سودا، ناسخ، آتش اور انشا کا زمانہ دیکھا، لیکن اپنی آزاد طبیعت کے باعث سب سے الگ رہے انھوں نے عوامی شاعری کی اپنے ماحول، رسم ورواج اور تہذیب وتمدن کو شاعری میں بیان کیا۔ اس کے علاوہ اُن کی شاعری میں ہمیں منظر نگاری بھی انتہائی خوبصورتی کے ساتھ نظر آتی ہے۔ اُن کی زبان عام فہم اور سادہ ہے۔ ان کی شاعری کا کلیات اُردو ادب میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔

مرزا اسداللہ خاں غالب: مرزا غالب اُردو شاعری میں بلند مقام کے حامل ہیں۔ اُن کی فنی عظمت کو ہر ایک نے تسلیم کیا ہے۔ ان کی شاعری میں انفرادیت، تنوع اور رنگارنگی پائی جاتی ہے۔ ان کی اُردو غزل میں طنز وظرافت، جدت ادا، نئے الفاظ وتراکیب، مضامین کی رنگینی، تشبیہات واستعارات، وسعت نظر، معنیٰ آفرینی اور تخیل کی بلندی جیسی اعلیٰ خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہو گئیں

بہادر شاہ ظفر: بہادر شاہ ظفر مغلیہ سلطنت کے آخری بادشاہ تھے۔ ان کی بادشاہت کے وقت مغلیہ اقتدار تیزی سے ختم ہو رہا تھا۔ بہادر شاہ ظفر نے شاعری میں غالب اور ذوق سے اصلاح لی۔
بہادر شاہ ظفر نے تقریباً سبھی اصناف شاعری میں طبع آزمائی کی لیکن اُن کی پہچان غزل ہے۔ ان کی غزلوں میں سوز وگداز اور غم کے مضامین پڑھنے والوں کو متاثر کرتے ہیں۔

لگتا نہیں ہے دل میرا اُجڑے دیار میں
کس کی بنی ہے عالمِ ناپائیدار میں

علامہ محمد اقبالؒ: مفکر ملت اور نظریۂ پاکستان کے خالق علامہ محمد اقبالؒ ہمارے قومی اور ملی شاعر ہیں۔ علامہ محمد اقبالؒ نے اُردو اور

فارسی دونوں زبانوں میں پُر اثر شاعری کی۔ انھوں نے اپنی شاعری کا آغاز غزل گوئی سے کیا۔ اقبالؒ کا دائرہ فکر اور مشاہدۂ کائنات بہت وسیع تھا۔ اس کا اظہار ان کی شاعری کے متنوع موضوعات میں ہمیں نظر آتا ہے۔

بانگِ درا، بالِ جبریل اور ضربِ کلیم ان کی اُردو شاعری کی مشہور کتابیں ہیں۔

۳۔ اس غزل کے اشعار میں موجود تشبیہوں کی وضاحت کی جائے۔

جواب: دیکھیے اشعار کی تشریح اور مختصر سوالات۔

۴۔ طلبہ کو بتایا جائے کہ تمام شاعروں نے میرؔ کی غزل گوئی کی عظمت کو تسلیم کیا ہے۔ اس سلسلے میں کم از کم غالبؔ کا یہ شعر لکھوایا جائے:

ریختے کے تمھی استاد نہیں ہو غالبؔ
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا

جواب: میرؔ کو خدائے سخن کہا گیا ہے۔ انھوں نے مختلف اصنافِ شعر میں طبع آزمائی کی ہے مگر ان کی پہچان غزل گوئی ہے۔ وہ بلاشبہ غزل کے بادشاہ ہیں۔ خلوص، درد و غم، ترنم اور سادگی کی بدولت ان کی غزلیں پُر اثر اور پُر سوز ہیں۔

ان کی شاعرانہ عظمت کا اعتراف نہ صرف ان کے ہم عصر شعرا نے کیا ہے بلکہ متاخرین نے بھی انھیں سراہا ہے۔ غالبؔ نے میرؔ کی غزل گوئی کی عظمت کو تسلیم کرتے ہوئے کہا:

ریختے کے تمھی استاد نہیں ہو غالبؔ
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میرؔ بھی تھا

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- "میر تقی میرؔ" کب پیدا ہوئے؟ (GRW. GI, SWL. GII)

(A) 1723ء (B) 1725ء (C) 1727ء (D) 1728ء

2- خدائے سخن کہا گیا۔ (RWP. GI, RWP. GII)

(A) میر دردؔ کو (B) غالبؔ کو (C) میر تقی میرؔ کو (D) علامہ اقبالؒ کو

3- میر تقی میرؔ کی وجہ شہرت ہے: (LHR. GI, RWP. GI)

(A) غزل (B) نظم (C) مرثیہ (D) قصیدہ

4- ہستی اپنی............کی سی ہے: (SGD. GI)

(A) شراب (B) سراب (C) خراب (D) حباب

-5 یہ نمائش..................کی سی ہے: (RWP. GII)

(A) احباب (B) جراب (C) سراب (D) شراب

-6 میر تقی میر بار بار کس کے در پر جاتا ہے؟ (FBD. GI)

(A) خدا کے (B) بادشاہ کے (C) محبوب کے (D) ہمسائے کے

-7 بار بار محبوب کے در پر جانے سے میر تقی میر پر......حالت طاری ہوئی۔ (MLN. GII)

(A) شراب کی (B) غمی کی (C) اضطراب کی (D) خوشی کی

-8 آتش غم میں............ بھنا شاید (FBD. GI)

(A) جل (B) دل (C) تو (D) وہ

-9 بقول میر تقی میر: آتش غم میں بھنے دل سے بو آرہی ہے: (FBD. GI, SGD. GII, RWP. GI)

(A) گوشت کی (B) کلیجی کی (C) کباب کی (D) شراب کی

-10 میر کی غزل کے مطابق محبوب کی نیم باز آنکھوں میں مستی ہے: (BWP. GII, DGK. GI, GRW. GI)

(A) شراب کی سی (B) شرارت کی (C) جوانی کی (D) حیوانی کی

-11 شامل نصاب میر تقی میر کی غزل ان کے دیوان سے لی گئی۔ (DGK. GII)

(A) اول (B) دوم (C) سوم (D) چہارم

-12 لغت میں "غزل" کا معنی ہے۔ (SWL. GI)

(A) عورتوں سے باتیں کرنا (B) مردوں سے باتیں کرنا (C) ہوا سے باتیں کرنا (D) دل سے باتیں کرنا

-13 غزل کے پہلے شعر کو کہتے ہیں: (LHR. GII, BWP. GI)

(A) قطعہ (B) رقعہ (C) مقطع (D) مطلع

-14 "مقطع" کا معنی ہے۔ (SWL. GI)

(A) کاٹنا (B) روکنا (C) ڈالنا (D) بدلنا

-15 غزل کا آخری شعر جس میں شاعر تخلص استعمال کرے کہلاتا ہے۔ (GRW. GII, DGK. GII)

(A) ردیف (B) قافیہ (C) مطلع (D) مقطع

-16 غزل "ہستی اپنی حباب کی سی ہے" کے شاعر ہیں: (LHR. GI)

(A) میر تقی میر (B) غالب (C) علامہ اقبالؒ (D) خواجہ میر درد

-17 میر تقی میر پیدا ہوئے: (MLN. GII)

(A) آگرہ میں (B) کلکتہ میں (C) دِلّی میں (D) لکھنؤ میں

18- میر تقی میر بار بار کس کے در پر جاتا ہے؟ (SWL. GI)

(A) خدا کے (B) بادشاہ کے (C) محبوب کے (D) ہمسائے کے

19- شاعر اضطراب کی حالت میں بار بار کہاں جاتا ہے؟ (FBD. GI)

(A) کوئے یار (B) محبوب کی چوکھٹ (C) میخانہ (D) اپنے گھر

20- مقطع کے لغوی معنی ہیں: (FBD. GII)

(A) جوڑنا (B) توڑنا (C) کاٹنا (D) اکھاڑنا

21- .... کے لغوی معنی سوار کے پیچھے بیٹھنے والے کے ہیں۔ (MLN. GII)

(A) مطلع (B) مقطع (C) ردیف (D) قافیہ

22- اصطلاح میں غزل یا قصیدے کے پہلے شعر کو کہا جاتا ہے: (MLN. GII)

(A) مطلع (B) مقطع (C) ردیف (D) قافیہ

23- شاعر پر کس طرح کی حالت طاری ہے؟ (SWL. GII)

(A) خوشی کی (B) اضطراب کی (C) غمی کی (D) شراب کی

24- شعر کے آخر میں آنے والے ہم آواز الفاظ کو کہا جاتا ہے: (RWP. GII)

(A) مرثیہ (B) مجازِ مرسل (C) قافیہ (D) ردیف

جوابات:

(1) 1725ء (2) میر تقی میر کو (3) غزل (4) حباب (5) سراب
(6) محبوب کے (7) اضطراب کی (8) دل (9) کباب کی (10) شراب کی سی
(11) اول (12) عورتوں سے باتیں کرنا (13) مطلع (14) کاٹنا
(15) مقطع (16) میر تقی میر (17) آگرہ میں (18) محبوب کے (19) محبوب کی چوکھٹ
(20) کاٹنا (21) ردیف (22) مطلع (23) اضطراب کی (24) قافیہ

مختصر جوابی سوالات

1- شاعر میر تقی میر "اضطراب" کی حالت میں کیا کرتا تھا؟ (MLN. GI)

جواب: شاعر میر تقی میر اضطراب کی حالت میں محبوب کے در پر بار بار جاتا ہے۔

❀……❀……❀

17- غزل

خواجہ حیدر علی آتش (۱۷۶۴ء ـــ ۱۸۴۶ء)

مقاصد تدریس

۱۔ آتش کے عہد تک، اُردو غزل کے ارتقا سے طلبہ کو آگاہ کرنا۔
۲۔ طلبہ کو آتش اور ان کے انداز بیان سے متعارف کرانا۔
۳۔ طلبہ کو اُردو غزل کے مضامین اور موضوعات سے روشناس کرانا۔

شاعر کا تعارف

پیدائش اور حالاتِ زندگی: حیدر علی نام اور آتش تخلص تھا۔ فیض آباد لکھنؤ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد خواجہ علی بخش دلی کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آتش ابھی کم عمر ہی تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا۔ اسی وجہ سے آپ کی تعلیم و تربیت بہتر انداز میں نہ ہو سکی۔ آپ نواب مرزا تقی خاں کے ملازم ہو گئے اور ان کے ساتھ ہی لکھنؤ آ گئے۔ شاعری میں مصحفی آپ کے استاد تھے۔ آپ کے اپنے ہم عصر شاعر امام بخش ناسخ سے متعدد ادبی معرکے ہوئے۔ آتش نے قلندرانہ مزاج کی وجہ سے کسی بھی دربار سے وابستگی اختیار نہ کی۔
آتش غزل گوئی میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔

تصانیف: تصانیف میں آتش کا کلیات ہی اہم ہے جس میں ان کا سارا کلام شامل ہے اور وہ مختلف اصناف سخن کی شکل میں موجود ہے۔

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1: رُخ و زلف پر جان کھویا کیا
اندھیرے اُجالے میں رویا کیا

(FBD. GII, SWL. GI, SGD. GI & GII, RWP. GI & GII)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
رُخ	رُخسار۔ منھ۔ گال	زُلف	گیسو۔ بالوں کی لَٹ	جان	زندگی
کھویا کیا	ضائع کردی	اندھیرا	تاریکی	اجالا	روشنی

مفہوم: شاعر محبوب کے حسن و جمال پر مرتا اور اس کی جدائی میں رات دن روتا رہا۔ اس طرح تمام عمر محبوب کی خاطر روتے ہوئے گزری۔

تشریح: آتش کو شاعری میں کمال حاصل تھا۔ آپ کے کلام میں عامیانہ وسوقیانہ پن دکھائی نہیں دیتا۔ آتش کے مذکورہ شعر سے اُن کے مزاج کی شوخی اور رنگینی کا اظہار ہوتا ہے۔ زیرِ نظر شعر میں شاعر نے اپنے محبوب کے چہرے کو دن کے اُجالے اور زلفوں کو رات سے تشبیہ دی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اے محبوب! تیرے حسن و جمال، خوب صورتی اور ناز و ادا کی کیا تعریف کروں۔ جب سے تجھے دیکھا ہے، دن کا سکون اور رات کا چین جاتا رہا ہے۔ تیرے گیسوئے دراز اور حسین چہرے کو جب سے دیکھا ہے، دل ہے کہ اس وقت سے بے قرار ہے۔

بقول شاعر:

اُن کی زلفیں اگر بکھر جائیں
احتراماً صبح نہیں ہوتی

شاعر نے محبوب کو پانے کے لیے اپنی جان عذاب میں ڈال رکھی ہے۔ وہ دن رات اُس کی جدائی میں روتا رہتا ہے۔ بقول شاعر:

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

شاعر عموماً محبوب کے حسن پر مرمٹتے ہیں۔ اُن کا سکون و قرار لُٹ جاتا ہے۔ بقول شاعر:

چہرہ ہے یا چاند کھلا ہے، زلف گھنیری شام ہے کیا
ساغر جیسی آنکھوں والی یہ تو بتا تیرا نام ہے کیا

شعر نمبر2:

ہمیشہ لکھے وصفِ دندانِ یار
قلم اپنا موتی پرویا کیا

(MLN. GI, SWL. GII, SGD. GI, DGK. GII)

حلِ لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ہمیشہ	ہر وقت	وصف	خوبی	دندان	دانت
یار	دوست۔ محبوب	قلم	خامہ	موتی پرونا	موتیوں کی لڑی بنانا۔ دل آویز باتیں کرنا

مفہوم: محبوب کے دانتوں کی تعریف کیا کی گویا قلم سے موتی پرو دیے۔ محبوب کے دانتوں کو موتیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

تشریح: آتش کی شاعری صنائع، مرصع کاری اور الفاظ کی نگینہ کاری کی عمدہ مثال ہے۔ مذکورہ شعر میں الفاظ نگینے کی طرح جڑے محسوس ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میرے محبوب کا حسن و جمال تو واقعی کمال کا ہے۔ خاص طور پر اس کے دانت بہت خوبصورت ہیں۔ ان کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ محبوب کے دانت سفید، چمکدار اور ترتیب دار ہیں جیسے کسی مالا میں موتی پروئے ہوئے ہیں اور شاعر جب اپنے محبوب کے دانتوں کی تعریف لکھتا ہے تو یوں لگتا ہے کہ اس کا قلم موتی پرو رہا ہے۔ یعنی قلم سے اتنے خوبصورت الفاظ تحریر ہوتے ہیں کہ جیسے الفاظ نہ ہوں موتی ہوں۔

ایک شاعر محبوب کے دانتوں کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

جب وہ دانتوں میں دباتے ہیں گلابی آنچل
کتنے بے کیف نظاروں کو مزا ملتی ہے

اور ایک شاعر محبوب کے خوبصورت دانتوں کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں۔

تیرے وصف، دندان و لب نے کر دیا بے قدر عالم کو
گہر کو، لعل کو، یاقوت کو، ہیرے کو، مرجان کو

شعر نمبر3:

کہوں کیا ہوئی عمر کیونکر بسر
میں جاگا کیا، بخت سویا کیا

(LHR. GII, GRW. GI, FBD. GI, SWL. GII, DGK. GI & GII, BWP. GII)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کیونکر	کس طرح	عمر	زندگی	سویا	سویا ہوا
جاگا کیا	جاگتا رہا	بخت	نصیب۔قسمت	سویا کیا	سویا رہا

مفہوم: کیا بتاؤں کہ میری زندگی کس طرح گزری بس یوں سمجھیے کہ میں جاگتا رہا اور قسمت سوئی رہی۔

تشریح: آتش کے اشعار میں سادگی وسلاست، نادر تشبیہات واستعارات، تغزل، رجائیت، آتش بیانی، رندانہ موضوعات اور صنائع بدائع کی خصوصیات ملتی ہیں۔ مذکورہ شعر میں شاعر اپنی بدنصیبی کا رونا روتے ہوئے کہتا ہے کہ اس کی زندگی مصائب ومشکلات میں گزری۔ اسے دنیا کے بکھیڑوں نے آگھیرا اور سکون وقرار جاتا رہا۔ اسے کوئی خوشی نصیب نہ ہوئی۔ بس یوں سمجھیے کہ وہ خود تو جاگتا اور تڑپتا رہا لیکن اس کی خوش نصیبی سوئی رہی۔ اسے محبوب ملا نہ پیسا اور نہ خوشیاں ملیں۔ ہر چیز سے محروم رہا۔ اس شعر میں شاعر درحقیقت اپنی بدنصیبی پر روشنی ڈال رہا ہے کہ بدنصیبی نے میرے گھر کا رستا کچھ اس طرح دیکھ لیا کہ عمر بھر بدنصیبی کی نحوست طاری رہی اور خوش نصیبی گویا میرے گھر کا رستا بھول گئی۔ بقول شاعر:

تقدیر بنانے والے تو نے کمی نہ کی   اب کس کو کیا ملا ہے، مقدر کی بات ہے

اور ایک شاعر اپنی بدنصیبی کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

نا شاد رہے برباد رہے تقدیر ہی اپنی پھوٹ گئی
جس شاخ پہ ہم نے ہاتھ رکھا وہ شاخ وہیں سے ٹوٹ گئی

شعر نمبر 4:

رہی سبز بے فکر کشتِ سخن
نہ جوتا کیا میں ، نہ بویا کیا

(LHR. GII, MLN. GII, DGK. GI)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سبز	ہری۔تروتازہ	بے فکر	بے پرواہ۔آزاد	کشت	کھیتی
جوتا کیا	یعنی بیل وغیرہ جوتے	بویا کیا	بیج بونا، زمین تیار کرنا	سخن	بات۔کلام۔شعر

مفہوم: میری شاعری کی آزاد کھیتی ہمیشہ تروتازہ رہی حالانکہ اس میں نہ کچھ جوتا گیا اور نہ کچھ کاشت کیا گیا۔

تشریح: شاعر خواجہ حیدر علی آتش کہتے ہیں کہ ان کی شاعری کی فصل بے فکر وآزاد اور ہمیشہ تروتازہ رہی۔ محبوب کے حسن وجمال اور خوب صورتی کی تعریف میں میں نے زمین آسمان کے قلابے ملا دیے۔ گویا ایسے ہی ہوا ہے جیسے کبھی کسان نہ تو ہل چلاتا ہے اور نہ بیج بوتا ہے پھر بھی جھاڑیاں اور جڑی بوٹیاں خود بخود ہی اُگ آتی ہیں۔ اسی طرح ان کی شاعری بھی بلند پایہ اور عظیم ہے۔ شعروں کی روانی ہے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لیتی گویا اس سلسلے میں کسی قسم کی گھبراہٹ یا پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ گویا شاعر کے اشعار میں فطری تاثیر پائی جاتی ہے۔ اُسے اشعار لکھنے کے لیے کوئی خاص تردد نہیں کرنا پڑا۔ اشعار خود بخود اس کے ذہن میں اُترتے رہے اور غزلیں تخلیق پاتی گئیں۔ یوں اس کی شاعری کی فصل ہمیشہ تروتازہ رہی۔ بقول شاعر:

اشکوں سے جو بچ نکلی ہے شعروں میں ڈھلی ہے   جو بات میری خلوتِ دل میں نہ سمائی ہے

شعر نمبر5: برہمن کو باتوں کی حسرت رہی
خدا نے بتوں کو نہ گویا کیا

(GRW. GI & GII, FBD. GII, SWL. GII, SGD. GI, RWP. GI, DGK. GI)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
برہمن	پنڈت۔ہندو عالم۔مراد عاشق	گویا	بولنے والا	بت	مورتی۔مجسمہ مراد محبوب
حسرت	خواہش				

مفہوم: پنڈت کی خواہش کے باوجود اللہ تعالیٰ نے بتوں کو بولنے کی طاقت نہ دی۔(محبوب نے عاشق سے بات نہ کی)

تشریح: آتش زیر نظر شعر میں کہتے ہیں۔ برہمن یعنی ہندو عالم کی ہمیشہ خواہش رہی کہ وہ بت جن کے سامنے وہ جھکتے اور عبادت کرتے ہیں وہ بھی باتیں کریں لیکن پتھر کے یہ بت' بت ہی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں قوت گویائی نہیں دی۔ اس لیے پنڈت کی خواہش پوری نہیں ہو سکی۔ اسی طرح شاعر کی بھی خواہش رہی کہ اس کا محبوب اس سے ہمکلام ہو' لیکن اس کی یہ خواہش بھی پوری نہیں ہوئی۔ محبوب نے اس سے کلام نہیں کیا اور اس کی دلی آرزو نے بھی حسرت ناتمام کا ہی رُوپ دھار لیا۔ اس شعر میں بتوں کو بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔ یہاں پر بت سے مراد محبوب ہے۔ بقول شاعر:

مجھ سے تو فرطِ محبت میں ہوئے تھے سجدے تجھ سے یہ کس نے کہا تھا کہ خدا ہو جانا

اور ایک شاعر محبوب کی سرد مہری کا گلہ یوں کرتے ہیں۔

سنگِ مرمر سے تراشا ہوا دلکش پیکر
کس نے کہا ہے کہ بھگوان ہے میرا
صرف اس واسطے اس بت سے عقیدت ہے مجھے
ترشے جانے میں بہت درد سہا ہے اس نے

شعر نمبر6: مزا غم کے کھانے کا جس کو پڑا
وہ اشکوں سے ہاتھ اپنا دھویا کیا

(LHR. GII, GRW. GII, FBD. GI, MLN. GII, SGD. GII, RWP. GII)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ہاتھ دھونا	پانی سے ہاتھ صاف کرنا	غم کھانا	رنج سہنا۔صدمہ اُٹھانا	اشک	آنسو

مفہوم: جسے غم سہنے کی عادت سی پڑ گئی ہو' وہ ہمیشہ آنسو ہی پونچھتا رہتا ہے۔ یعنی جسے دُکھ برداشت کرنے میں لطف آتا ہو وہ ہمیشہ آنسو ہی بہاتا رہتا ہے۔

تشریح: آتش ایک قادرالکلام شاعر ہیں۔ اُن کے مذکورہ شعر میں محبوب سے جدائی اور قسمت کی کمی کا اظہار ہوتا ہے۔ اُس کی زندگی فراق یار میں دکھ سہتے سہتے گزر جاتی ہے۔ اس کی قسمت میں یہ بات نہیں کہ اسے محبوب ملے۔ محبوب کی بے رخی سے پریشان شاعر کہتا ہے کہ جسے رنج والم سہنے یا صدمہ اٹھانے کی عادت پڑ جاتی ہے' آنسو اس کا مقدر بن جاتے ہیں۔ گویا وہ محبوب کی جدائی میں اتنا روتا رہتا ہے کہ اس

کی آنکھوں سے آنسوؤں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ آنسو ایک نہیں بلکہ اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ ان سے ہاتھ دھوئے جا سکتے ہیں۔ یہی حال شاعر کا بھی رہا ہے۔ وہ بھی دکھوں میں زندگی گزارتے ہوئے آنسو بہا کر ان سے ہاتھ دھوتا رہا ہے یعنی بہت زیادہ روتا رہا ہے۔ بقول شاعر:

آنکھوں میں اشک ہے یا پانی ہے　　　جو کچھ بھی ہے آپ کی مہربانی ہے

عشق میں محبوب سے جدائی آنکھوں میں انتظار اور آنسو لیکر آتی ہے۔ بقول شاعر:

آنسو ہیں مقدر میں تو کر لیں گے گوارہ　　　کشکول لیے بھیک نہ مانگیں گے خوشی کی

شعر نمبر 7: زنخداں سے آتش محبت رہی
کنویں میں مجھے دل ڈبویا کیا

حل لغت

معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ
ڈبو دیا۔ غوطہ دیا	ڈبویا کیا	پیار	محبت	ٹھوڑی	زنخداں

مفہوم آتش کا دل محبوب کی ٹھوڑی میں بننے والے کنویں میں اٹکا رہا' گویا دل نے انھیں غم میں مبتلا کر دیا۔

تشریح شاعر خواجہ حیدر علی آتش اپنی غزل کے مقطع میں خود سے ہمکلامی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے آتش! تو نے محبوب کو بہت چاہا۔ اس کا حسن و جمال واقعی قابل تعریف ہے لیکن تجھے محبوب کے ہنسنے سے اس کی ٹھوڑی میں بننے والے گڑھے سے ہمیشہ پیار رہا۔ گویا تجھے تیرے دل نے اس کنویں میں ڈبو دیا اور تو اسی کنویں میں غوطے کھاتا رہا یعنی تیرا دل ٹھوڑی کے گڑھے میں اٹکا رہا اور تو محبوب کو بہت چاہتا رہا۔ اس شعر میں محبوب کی ٹھوڑی کے گڑھے کو کنویں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس طرح کنویں میں ڈوب کر باہر نکلنا مشکل ہے اسی طرح شاعر کا دل محبوب کی ٹھوڑی کے گڑھے میں ڈوب گیا ہے اور اب اس محبت سے نکلنا ناممکن ہے۔ بقول شاعر:

ہو کہ میرا اسی کی کہتا ہے　　　دل کو پالا تھا کیا اسی کے لیے

اور ایک شاعر دل کے جانے کا گلہ اس طرح کرتے ہیں۔

شکل و صورت تو واجبی سی تھی　　　دل کے جانے کا اک بہانہ ہوا

حل مشقی سوالات

۱۔ درج ذیل سوالات کے جواب لکھیں۔

(الف) شاعر نے ہمیشہ کس کے وصف لکھے ہیں؟ (SGD. GI)

جواب: شاعر نے ہمیشہ اپنے محبوب کے دانتوں کے وصف لکھے ہیں۔

(ب) شاعر کی عمر کیسے بسر ہوئی ہے؟

جواب: شاعر کی عمر اس طرح بسر ہوئی کہ وہ پریشانیوں کی وجہ سے جاگتا رہا اور اس کی قسمت سوئی رہی۔

(ج) شاعر نے اپنی کشتِ سخن کے بارے میں کیا کہا ہے؟ (LHR. G1, FBD. G11, DGK. G1)

جواب: شاعر نے کشتِ سخن کے بارے میں کہا ہے کہ وہ ہمیشہ سرسبز و شاداب اور تر و تازہ رہی۔

(د) برہمن کو کس بات کی حسرت رہی؟ (GRW. G11, FBD. G1, BWP. G1)

جواب: برہمن کو یہ حسرت رہی کہ اس کے بت بولیں اور باتیں کریں تاکہ وہ ان سے باتیں کر سکے مگر اللہ تعالیٰ نے بتوں کو بولنے کی قوت نہیں دی۔

(ہ) شاعر کا قلم کیا کام کرتا ہے؟ (MLN. G11, DGK. G11, RWP. G11)

جواب: شاعر کا قلم موتی پروتا ہے یعنی محبوب کی خوبیاں بیان کرتا ہے۔

۲۔ مندرجہ ذیل تراکیب کے معنی لکھیں۔

وصفِ دندانِ یار، فکرِ کشتِ سخن

جواب:

تراکیب	معنی	تراکیب	معنی
وصفِ دندانِ یار	محبوب کے دانتوں کی خوبیاں	فکرِ کشتِ سخن	شاعری کی کھیتی یعنی شاعری کی دنیا کی فکر یا سوچ بچار

۳۔ متن کو مدِنظر رکھ کر کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
اندھیرا	غم	اُجالا
وصف	کنواں	دندان
قلم	سخن	موتی
عمر	اُجالا	بسر
جاگا	دندان	سویا
فکر	موتی	سخن
زنخداں	بسر	کنواں
مزا	سویا	غم

۴۔ درج ذیل شعر میں موجود تشبیہ کے بارے میں اپنے اُستاد سے آگاہی حاصل کریں۔

ہمیشہ لکھے وصف دندانِ یار
قلم اپنا موتی پرویا کیا

جواب: اس شعر میں محبوب کے دانتوں کو موتیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

۵۔ اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کریں۔

وصف، قلم، عمر، بخت، کشتِ سخن، برہمن، زنخداں

جواب: وَصف، قَلَم، عُمْر، بَخْت، کِشتِ سُخَن، بَرَہْمَن، زَنَخْداں

۶۔ الفاظ کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

وصف ، بخت ، برہمن ، زنخداں ، آتش

جواب:

الفاظ	معانی	جملے
وصف	خوبی	اس لڑکے میں تو کوئی بھی وصف نہیں۔
بخت	نصیب۔قسمت	یہاں کارخانہ لگنے سے غریبوں کے بخت کھل گئے۔
برہمن	ہندو عالم۔پنڈت	مجلس میں بیٹھے ہندو برہمن کی باتیں غور سے سنتے رہے۔
زنخداں	ٹھوڑی	کنکری لگنے سے اس کی زنخداں پر زخم ہو گیا۔
آتش	آگ	فسادات میں آتش زنی کے بھی کئی واقعات رونما ہوئے۔

۷۔ درج ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

اندھیرا ، جاگنا ، غم ، آگ

جواب:

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
اندھیرا	اُجالا	جاگنا	سونا
غم	خوشی	آگ	پانی

۸۔ درج ذیل مرکبات کے نام لکھیں۔

رُخ وزلف ، دندانِ یار ، کشتِ سخن

جواب: رُخ وزلف .... مرکبِ عطفی

دندانِ یار .... مرکب اضافی

کشتِ سخن .... مرکب اضافی

۹۔ غزل کو غور سے پڑھیں اور درج ذیل کے جواب دیں۔

(الف) اس غزل کا مطلع کون سا ہے؟

جواب: غزل کا مطلع:

رُخ و زلف پر جان کھویا کیا
اندھیرے اُجالے میں رویا کیا

(ب) اس غزل کا مقطع کون سا ہے؟

جواب: غزل کا مقطع:

زنخداں سے آتش محبت رہی
کنویں میں مجھے دل ڈبویا کیا

(ج) اس غزل کی ردیف کیا ہے؟

جواب: اس غزل کی ردیف "کیا" ہے۔

(د) اس غزل میں موجود کوئی سے پانچ قوافی کی نشاندہی کریں۔

جواب: غزل میں موجود پانچ قوافی (قافیے) درج ذیل ہیں:

کھویا۔رویا۔سویا۔بویا۔دھویا

۱۰۔ پانچویں شعر میں شاعر نے کیا استعارہ استعمال کیا ہے؟

جواب: پانچواں شعر: برہمن کو باتوں کی حسرت رہی
خدا نے بتوں کو نہ گویا کیا

استعارہ: اس شعر میں "برہمن" عاشق کے لیے جبکہ "بت" محبوب کے لیے بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔

استعارہ: استعارہ کے لغوی معنی اُدھار لینا کے ہیں۔ علمِ بیان کی اصطلاح میں کسی چیز کے معنی عاریتاً یا مستعار لے کر دوسری چیز کے لیے استعمال کرنا، استعارہ کہلاتا ہے۔ ان دونوں میں تشبیہ کا تعلق ضروری ہے۔ استعارے میں پہلی چیز کو مستعار لہٗ (جس کے لیے کوئی معنی ادھار لیا جائے)، دوسری چیز کو مستعار منہٗ (جس سے معنی ادھار لیا جائے) اور دونوں کے درمیان مشترک صفت کو وجہِ جامع کہا جاتا ہے۔ استعارے میں مستعار لہٗ کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ اس کی جگہ پر مستعار منہٗ آتا ہے۔ مستعار منہٗ اپنے حقیقی معنی نہیں دیتا، بلکہ مستعار لہٗ کے معنی دیتا ہے۔ استعارے کی مندرجہ ذیل مثالیں دیکھیں:

(الف) ماں نے کہا: میرا چاند سو رہا ہے۔ **(ب)** اس کی پلکوں پر ستارے چمک رہے ہیں۔

(ج) پاکستانی شیروں نے بھارتی گیدڑوں کو بھگا دیا۔ **(د)** عرب کا چاند طلوع ہوا تو کفر کے اندھیرے چھٹ گئے۔

(ہ) پنڈی ایکسپریس نے سارے کھلاڑیوں کے چھکے چھڑا دیے۔

پہلی مثال میں چاند مستعار منہٗ ہے جو بیٹے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ دوسری مثال میں ستارے کا لفظ آنسوؤں کے لیے آیا ہے۔ تیسری مثال میں پاکستانی شیر سے پاکستانی فوجی اور بھارتی گیدڑ سے بھارت کے فوجی مراد ہیں۔ چوتھی مثال میں عرب کا چاند (مستعار منہٗ) حضور ﷺ کے لیے مستعار لیا گیا ہے۔ آخری مثال میں پنڈی ایکسپریس پاکستان کے تیز رفتار باؤلر شعیب اختر کے لیے مستعار ہے۔ استعارے کے استعمال سے بیان میں خوب صورتی اور دل کشی پیدا ہو جاتی ہے۔

سرگرمیاں

۱۔ آتش کی اس غزل کو خوش خط اپنی کاپی میں لکھیں۔

جواب: عملی کام

۲۔ آتش کی کوئی اور معروف غزل اپنی کاپی میں نقل کریں۔

جواب:

غزل

یہ آرزو تھی تجھے گُل کے روبرو کرتے
ہم اور بلبلِ بے تاب گفتگو کرتے

پیام بر نہ میسّر ہوا تو خوب ہوا
زبانِ غیر سے کیا شرح آرزو کرتے

میری طرح سے مہ و مہر بھی ہیں آوارہ
کسی حبیب کی یہ بھی ہیں جستجو کرتے

ہمیشہ میں نے گریباں کو چاک چاک کیا
تمام عمر رفو گر رہے، رفو کرتے

نہ پوچھ، عالم برگشتہ طالعی، آتش
برستی آگ جو باراں کی آرزو کرتے

۳۔ جماعت کے کمرے میں اس غزل کی درست آہنگ کے ساتھ بلند خوانی کی جائے۔
جواب: عملی کام

اشاراتِ تدریس

۱۔ غزل کے مختلف اور متنوع مضامین کا تعارف پیش کیا جائے۔
جواب: غزل میں عموماً محبوب کی تعریف بیان کی جاتی ہے جس میں حسن و عشق کے موضوعات اور تجربات پیش کیے جاتے ہیں۔غزل میں حسن و عشق کے ساتھ ساتھ تصوف، اخلاق اور حیات و کائنات کے مضامین بھی ملتے ہیں۔

۲۔ دوسرا شعر پڑھاتے ہوئے تشبیہ کی وضاحت کی جائے۔
جواب: تشبیہ: کسی چیز کو کسی خاص وصف کی وجہ سے کسی دوسری چیز کی مانند یا اُس جیسا قرار دینا تشبیہ کہلاتا ہے جیسے خوبصورت چہرے کو پھول جیسا قرار دینا۔
تشبیہ کا مقصد عام چیز کی خوبی کو واضح کرنا اور اس کی وضاحت کرنا ہے۔تشبیہ سے بات میں خوب صورتی پیدا ہوتی اور بیان دلچسپ ہو جاتا ہے۔ اس غزل کے دوسرے شعر میں شاعر نے اپنے محبوب کے دانتوں کو موتیوں سے تشبیہ دی ہے یعنی اُس کے محبوب کے دانت اس طرح خوبصورت ہیں جیسا کہ چمکدار سفید موتی۔

۳۔ چھٹا شعر سمجھاتے ہوئے بتایا جائے کہ "غم کھانا" محاورہ ہے۔محاورے کی وضاحت کرتے ہوئے اس کے مجازی پہلو سمجھائے جائیں۔
جواب: محاورہ اپنے لغوی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔جیسے "غم کھانا" کا مجازی مطلب ہے غمگین یا رنجیدہ ہونا۔اسی طرح دُم دبا کر بھاگنا کا مفہوم ہے ڈر کر بھاگنا۔تمام محاورے اپنے لُغوی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیرالانتخابی سوالات

1- حیدر علی آتش نے شاعری میں شاگردی اختیار کی: (LHR. GII)
(A) میر تقی میر (B) ولی (C) مصحفی (D) غالب

2- خواجہ حیدر علی آتش شاعر تھے۔ (RWP, GI, AJK, GI)
(A) نظم گو (B) قصیدہ گو (C) مرثیہ گو (D) غزل گو

-3 آتش نے ہمیشہ کس کے وصف لکھے؟ (BWP. GII)
(A) زُلف یار کی (B) بتوں کی (C) دندان یار کے (D) اپنے

-4 شاعر کا بخت (AJK. GI)
(A) مسکراتا رہا (B) جاگتا رہا (C) سویا رہا (D) روتا رہا

-5 برہمن کو کیا حسرت رہی؟ (SWL. GI)
(A) دولت کی (B) اقتدار کی (C) بتوں سے باتوں کی (D) بتوں کی پوجا کی

-6 رُخ وزلف پر جان کھویا کیا، رُخ وزلف گرامر کی رُو سے کیا ہیں؟ (LHR. GI)
(A) مرکب عطفی (B) مرکب اشاری (C) مرکب جاری (D) مرکب عددی

-7 ''استعارہ'' کے لغوی معنی ہیں: (RWP. GI)
(A) ادھار لینا (B) ادھار بیچنا (C) ادھار دینا (D) ادھار اتارنا

-8 .... کو باتوں کی حسرت رہی۔ (GRW. GII)
(A) برہمن (B) بتوں (C) زلف (D) گونگے

-9 شاعر (خواجہ حیدر علی آتش) کی عمر بسر ہوئی: (MLN. GI)
(A) سو کر (B) رو کر (C) ہنس کر (D) جاگ کر

-10 آتش شاعر تھے: (SGD. GI)
(A) نظم گو (B) رباعی گو (C) قصیدہ گو (D) غزل گو

-11 شاعر نے ہمیشہ وصف لکھے: (RWP. GII)
(A) دندانِ یار کے (B) زلف یار کے (C) آنکھوں کے (D) چہرے کے

-12 تشبیہ کے ارکان کی تعداد ہے: (MLN. GII)
(A) تین (B) پانچ (C) سات (D) آٹھ

-13 استعارہ کے لغوی معنی ہیں: (DGK. GII)
(A) اشارہ (B) کنایہ (C) ادھار لینا (D) خوبی

جوابات: (1) منحنی (2) غزل گو (3) دندان یار کے (4) سویا رہا
(5) بتوں سے باتوں کی (6) مرکب عطفی (7) ادھار لینا (8) برہمن
(9) جاگ کر (10) غزل گو (11) دندانِ یار کے (12) پانچ (13) ادھار لینا

مختصر جوابی سوالات

-1 خواجہ حیدر علی آتش کی عمر کیسے بسر ہوئی؟ (MLN. GII)
جواب: شاعر کی عمر اس طرح بسر ہوئی کہ وہ پریشانیوں کی وجہ سے جاگتا رہا اور اس کی قسمت سوئی رہی۔

❀......❀......❀

مرزا اسداللہ خاں غالبؔ (۱۷۹۷ء ـــــ ۱۸۶۹ء)

مقاصدِ تدریس

۱۔ طلبہ کو مرزا غالبؔ کی شاعرانہ عظمت سے آگاہ کرنا۔
۲۔ طلبہ کو مرزا غالبؔ کے اندازِ بیان سے متعارف کرانا۔
۳۔ غالبؔ کے عہد میں اُردو غزل کے ارتقا سے روشناس کرانا۔
۴۔ غالبؔ کے شاعرانہ موضوعات کی بوقلمونی کو اُجاگر کرنا۔

شاعر کا تعارف

پیدائش اور تعلیم: مرزا اسداللہ خاں غالبؔ آگرے میں پیدا ہوئے۔ اصل نام اسداللہ خاں اور تخلص غالبؔ تھا۔ ان کے والد کا نام مرزا عبداللہ بیگ تھا۔ غالبؔ ابھی پانچ سال کے تھے کہ والد ایک لڑائی میں مارے گئے۔ ان کی پرورش ان کے چچا نصر اللہ بیگ نے کی۔ غالبؔ اپنی والدہ کے ساتھ دلّی آ گئے اور ابتدائی تعلیم شیخ معظم سے حاصل کی۔ بعد ازاں انھوں نے عبدالصمد سے فارسی زبان میں مہارت حاصل کی۔ غالبؔ جب تیرہ برس کے ہوئے تو دلّی میں ان کی شادی نواب الٰہی بخش معروف کی بیٹی سے ہوئی۔

حالاتِ زندگی: غالبؔ کو بہت تھوڑی پنشن ملتی تھی۔ مفلسی کی وجہ سے ۱۸۵۰ء میں بادشاہ کی ملازمت اختیار کی۔ ۱۸۵۷ء میں جنگِ آزادی کی وجہ سے پنشن بند ہوگئی اور ملازمت بھی ختم ہوگئی۔ والیِ رام پور یوسف علی خاں نے سو روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر کیا جو انھیں زندگی بھر ملتا رہا۔

مرزا غالبؔ بہت زیادہ وسعتِ نظر رکھتے تھے۔ اردو شاعری میں ان کا مقام بہت بلند ہے۔ انھوں نے اردو کے علاوہ فارسی میں بھی شاعری کی۔

تصانیف: مرزا غالبؔ کی اہم تصانیف میں: ''دیوانِ غالبؔ (اردو)، دیوان فارسی، گلِ رعنا، مہرِ نیمروز، دستنبو، قاطعِ برہان، لطائفِ غیبی، قادر نامہ، عودِ ہندی اور اردوئے معلیٰ'' شامل ہیں۔

وفات: غالبؔ کی عمر کا آخری حصہ بیماریوں میں گزرا۔ ان کا دلّی میں ہی انتقال ہوا اور وہیں دفن ہوئے۔

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1:

دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے؟
آخر اس درد کی دوا کیا ہے؟

(LHR. GI, SWL. GI, RWP. GI)

حلِ لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ناداں	ناسمجھ۔ بے وقوف	درد	تکلیف	دوا	علاج

مفہوم: ناسمجھ دل کو کیا ہو گیا ہے کہ پریشان سا رہتا ہے۔ تکلیف کا علاج بھی یہی بتا سکتا ہے جو سوچ سے بالکل عاری ہو چکا ہے۔

تشریح: غالب کی فنی عظمت کا یہ عالم ہے کہ ان کی شاعری ہر دور میں پسند کی جاتی رہی ہے۔ ان کی شاعری میں انفرادیت اور رنگا رنگی پائی جاتی ہے۔ مذکورہ شعر میں کہتے ہیں۔ اے ناسمجھ دل! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو ہر وقت غمزدہ اور پریشان رہتا ہے۔ تیری اس افسردگی و دیوانگی نے مجھے اداس کر رکھا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔ تو ہی بتا کہ آخر اس تکلیف کا علاج کیا ہے تا کہ میں اس پر عمل کر کے سکون حاصل کر سکوں۔ غالب اپنی غزل کے اس مطلع میں اپنے ہی دل سے مخاطب ہیں کہ اگر تُو تکلیف میں مبتلا ہے تو اس درد کا مداوا بھی تُو ہی کر سکتا ہے۔ سوال کا مدعا استفسار ہرگز نہیں بلکہ ایک طرح کی ملامت ہے جو دل کو کی جا رہی ہے۔ شاعر کا دل درحقیقت کسی کی محبت میں مبتلا ہو گیا ہے۔

ایک محبت میں گرفتار دل ہر وقت بے چین اور بے قرار رہتا ہے۔ دل کی خوشی صرف محبوب کے دیدار اور قرب تک محدود ہو جاتی ہے۔ زندگی کی تمام خوشیاں محبوب کی ذات سے وابستہ ہو جاتی ہیں۔ دل بے ایمان ہو جاتا ہے اور اپنا نہیں رہتا۔ انسان کا اختیار دل پر سے اُٹھ جاتا ہے۔ بقول شاعر:

اے دل کسی کے قرب کی مانگے ہے کیوں دعا — زخموں سے کیا ابھی تیرا دامن بھرا نہیں

اور ایک شاعر دل کی تکلیف کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

تم مانگ رہے ہو دل سے میری خواہش — بچہ تو کبھی اپنے کھلونا نہیں دیتا......

انسان کا دل ایک ناسمجھ بچے کی طرح ہوتا ہے جب وہ کسی پر آ جائے تو انسان کو اس پر اختیار نہیں رہتا۔ اسی لیے غالب بھی دل کی تکلیف کو اس کی ناسمجھی سے عبارت کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔ آخر اس کا تدارک کیسے کیا جائے۔

شعر نمبر 2:
ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار
یا الٰہی! یہ ماجرا کیا ہے؟

حل لغت: (LHR. GI, FBD. GI, SGD. GI & GII, DGK. GII, BWP. GII)

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مشتاق	چاہنے والا	بیزار	متنفر۔ ناخوش۔ ناراض	یاالٰہی!	اے اللہ!
ماجرا	قصہ۔ کہانی				

مفہوم: ہم محبوب کو چاہتے ہیں جبکہ وہ ہماری طرف توجہ نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ ایسا کیوں ہے۔

تشریح: غالب کی شاعری میں موضوعات کی رنگا رنگی، تشبیہات و استعارات، وسعتِ نظر، پہلو داری، معنی آفرینی اور تخیل کی بلند پروازی پائی جاتی ہے۔ مذکورہ شعر میں فرماتے ہیں کہ ہم محبوب کو ٹوٹ کر چاہتے ہیں اور اس کے خاطر ہر دکھ سہنے کو تیار ہیں۔ محبوب ہے کہ اسے ہم پر ترس ہی نہیں آتا۔ وہ پیار کا جواب پیار سے نہیں دیتا۔ ہم اسے چاہنے والے ہیں اور وہ ہمیں دھتکارنے والا ہے۔ اے پروردگار! تو ہی بتا کہ آخر کیا ماجرا ہے کہ ہمارا محبوب ہم سے ناراض ہے۔ غالب کہتے ہیں کہ اے اللہ! کیا سبب ہے، کیا وجہ ہے کہ میں اپنے محبوب کے پیار میں پور پور ڈوب چکا ہوں مگر وہ مجھ سے ہر لحہ بیزاری کا اظہار کرنے سے نہیں چوکتا۔ بقول شاعر:

سب کے ہیں آپ سب سے محبت ہے آپ کو
میرے نہیں ہیں آپ شکایت ہے آپ سے

الفت کا مزا جب ہے کہ ہوں وہ بھی بے قرار
دونوں طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

شاعرمحبوب کی بے زاری کا گلا اس طرح کر رہے ہیں۔

غیروں کی بات چھوڑیئے آخر وہ غیر ہیں اپنا بنا کے آپ تو رسوا نہ کیجیے

قدرت کا قانون ہے کہ آپ جس شخص کو بہت زیادہ چاہتے لگتے ہیں وہ بے زار ہونے لگتا ہے۔ دوریوں میں بہت کشش ہوتی ہے۔ شاعر کی بے انتہا محبت اور چاہت محبوب کو بے زار کر رہی ہے۔ بقول شاعر:

اس قدر نہ ٹوٹ کے چاہو اُسے وہ بے وفا ہو جائے گا

اور ایک شاعر فرماتے ہیں:

کسی کے ظرف سے بڑھ کر نہ کر مہر و وفا ورنہ.....
کہ اس بے جا شرافت سے بہت نقصان ہوتا ہے

شعرنمبر3:
میں بھی منھ میں زبان رکھتا ہوں
کاش پوچھو کہ مدّعا کیا ہے؟

(LHR. GII, SWL. GI, RWP. GII, DGK. GII)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
منھ کاش	منہ خدا کرے	زبان رکھنا	بول سکنا	مدعا	مقصد۔خواہش

مفہوم میں بھی اپنی خواہش بیان کرسکتا ہوں' اللہ کرے محبوب پوچھ ہی لے کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔

تشریح میں بھی اپنے خیالات کا اظہار کرسکتا ہوں۔ میرے منھ میں بھی زبان ہے۔ اے محبوب! مَیں اپنا حرف مدعا اس لیے بیان نہیں کر رہا کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر زبان کھولی تو تُو ناراض ہو جائے گا۔ اس لیے چپ چاپ بیٹھا ہوں۔ میری بھی خواہش ہے کہ تم بھی مجھ سے میری دلی آرزو پوچھ لو۔ میرا حرف مُدّعا پوچھو اور مجھ سے جان سکو کہ میرا حسب آرزو کیا ہے۔ غالب اس شعر میں اپنے محبوب سے اپنا مُدّعا اور منشا دریافت کرنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔

؎ غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سُنا تم نے
کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سُنا ہوتا

غالب چاہتا ہے کہ وہ محبوب کو اپنے دل کا درد بتائے۔ اپنے دل کی باتیں کرے لیکن محبوب اُس سے پوچھتا ہی نہیں۔

یہ دستور زباں بندی کیسا ہے تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

محبوب کی سرد مہری کے باوجود شاعر کو اس سے وفا کی اُمید ہے جیسے:

شاید کہ چاند بھول پڑے راستہ کبھی رکھتے ہیں اس اُمید پہ کچھ لوگ گھر کھلے

شعرنمبر4:
ہم کو اُن سے ، وفا کی ہے اُمید
جو نہیں جانتے ، وفا کیا ہے؟

(GRW. GI & GII, FBD. GII, MLN. GII, RWP. GII, BWP. GII)

حلِ لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
وفا	خیرخواہی۔ساتھ دینا	اُمید	توقع	نہیں جانتے	واقف نہیں

مفہوم: ہم ان سے وفا کی اُمید رکھتے ہیں جو کسی سے بھلا کرنا ہی نہیں جانتے۔ جو وفا کے مفہوم سے ہی ناواقف ہیں۔

تشریح: غالب کی شاعری میں معنی آفرینی اور تخیل کی بلند پروازی پائی جاتی ہے۔ مذکورہ شاعر میں انہوں نے محبوب پر گہرا طنز کیا ہے کہتے ہیں۔ ہمیں محبوب کی بے رخی وبے مروتی نے مار ڈالا ہے۔ ہم ہیں کہ اسے حاصل کرنے کے لیے رات دن کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ اور ہمیں توقع ہے کہ ہمارا محبوب ہماری طرف پیار بھری نظروں سے ضرور دیکھے گا۔ ہم اس محبوب سے وفا کی اُمید لگائے بیٹھے ہیں جو لفظ ''وفا'' سے بھی ناواقف ہے۔ شاعر دراصل بیان کرتا ہے کہ اُس کا محبوب جفاپیشہ ہے اور وفا کے مفہوم سے بھی نابلد ہے مگر وہ اُس سے وفا کی تمنا رکھتا ہے۔ اسی لیے وہ کہتا ہے کہ ہمیں اُن سے وفا کی خواہش ہے جو وفا کے خوگر نہیں ہیں۔ یہ شعر سادگی کی عمدہ مثال ہے۔ بقول شاعر:

وفا کے نام پہ تم کیوں سنبھل کے بیٹھ گئے تمہاری بات نہیں بات ہے زمانے کی

اور ایک شاعر بے وفائی کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں۔

کہنا یہ چاہتا تھا کہ بے وفا ہے دنیا
شرمندہ ہوں کے لب پہ تیرا نام آ گیا ہے

شعر نمبر 5:

ہاں بھلا کر ترا بھلا ہو گا
اور درویش کی صدا کیا ہے؟

(FBD. GII, SWL. GII, SGD. GII, DGK. GI & GII, BWP. GII)

حلِ لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بھلا کرنا	نیکی کرنا	صدا	آواز	درویش	فقیر۔خدا رسیدہ

مفہوم: بھلا کرنے والوں سے بھی اچھا برتاؤ کیا جاتا ہے اور درویش کی صدا بھی یہی ہے'' ہاں بھلا کر تیرا بھلا ہو گا۔''

تشریح: غالب کو اُردو شاعری میں بلند مقام حاصل ہے۔ ان کی فنی عظمت کو ہر ایک سے سراہا ہے۔ اس شعر میں وہ اخلاقیات کا درس دے رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اے انسان! تجھے دنیا میں اس لیے بھیجا گیا ہے کہ تو دوسروں کے کام آئے۔ دوسروں کے دکھ درد میں کام آئے۔ ان کی مشکلیں آسان کرے۔ جب کوئی انسان کسی سے بھلا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی پریشانی دور کر دیتا ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ بھلا کرو تمھارے ساتھ بھی بھلا کیا جائے گا۔ خدا رسیدہ بندے کی دلی تمنا بھی یہی ہے کہ دوسروں سے بھلائی کی جائے۔ بس درویش کی دوسروں سے ہمدردی سے پیش آنے ہی کی صدا ہے۔ شاعر اس شعر میں درحقیقت یہ کہنا چاہتا ہے کہ اگر محبوب اس کے ساتھ نرمی کا رویہ اختیار کرے تو اس کا یہ فعل نیکی شمار کیا جائے گا۔ قرآن مجید میں ہے'' تم دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کرو تا کہ اللہ تمہارے لیے آسانیاں پیدا کرے۔ مثل مشہور ہے: ''کر بھلا سو ہو بھلا''۔

بقول شاعر:

رکھتے ہیں جو اوروں کے لیے پیار کا جذبہ
وہ لوگ کبھی ٹوٹ کے بکھرا نہیں کرتے

اور ایک شاعر بھلائی کرنے کا درس اس طرح دے رہے ہیں۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

شعرنمبر6: جان تم پر نثار کرتا ہوں
میں نہیں جانتا دعا کیا ہے؟

(GRW. GII. MLN. GI & GII. SWL. GII. BWP. GI)

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
جان	زندگی	نثار کرنا	قربان کرنا	دعا	خدا سے مانگنا۔التماس۔استدعا۔التجا

مفہوم: میں جان تم پر قربان کرتا ہوں۔ میں صرف دُعا کرنا نہیں جانتا۔

تشریح: مذکورہ شعر شاعر کے سچے جذبات کا ترجمان ہے۔ وہ محبوب کے خاطر جان قربان کرنے کے لیے تیار ہے۔ وہ محض جھوٹے عاشقوں کی طرح زبانی جمع خرچ پر یقین نہیں رکھتا وہ جان دے کر محبت کے وقار کو بلند کرنا چاہتا ہے۔ شاعر کہتے ہیں۔ اے محبوب! میں چاہتا ہوں کہ تمھاری خوشی کے لیے اپنی جان بھی قربان کردوں۔ تمھیں حاصل کرنے کے لیے رات دن دعائیں مانگتا رہتا ہوں۔ میں دعا کی اہمیت سے ناواقف ہوں لیکن مجھے پوری اُمید ہے کہ میری دعا ضائع نہیں جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول کرے گا اور میرا محبوب مجھے ایک نہ ایک دن ضرور ملے گا۔ جس طرح ہر محبت کرنے والا اپنے محبوب کے لیے تن، من، دھن کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرتا بالکل اسی طرح اس شعر میں بھی شاعر اپنے محبوب پہ اپنی جان قربان کرنے کا اعلان کرتا ہے اور اپنی دعا میں بھی فقط اپنے محبوب کی خوشیاں ہی مانگتا ہے، تاکہ اپنے محبوب کو خوش و خرم دیکھ کر اُسے بھی خوشی و مسرّت کی دولت حاصل ہو۔ شاعر محبوب کے لیے جان تک قربان کرنے پر آمادہ ہے صرف دُعا دینے پر ہی اکتفا نہیں کرتا۔ بقول شاعر:

یہ سچ ہے کہ تم میری زندگی ہو زندگی کا مگر بھروسہ کیا

اور ایک شاعر محبوب کی ذات کی اہمیت اس طرح بیان کرتے ہیں۔

زندگی جس کے دم سے ہے ناصر یاد اُس کی عذاب جاں بھی ہے

ایک شاعر محبوب کو زندگی سے بھی پیارا قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

سب کو پیاری ہے زندگی لیکن تم ہمیں زندگی سے پیارے ہو

شعرنمبر7: مَیں نے مانا کہ کچھ نہیں غالبؔ
مفت ہاتھ آئے، تو بُرا کیا ہے؟

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مانا	تسلیم کیا	کچھ نہیں	بالکل نہیں	بُرا کیا ہے	کیا نقصان ہے

مفہوم: میں مانتا ہوں کہ غالبؔ کی کوئی حیثیت نہیں، لیکن کوئی چیز مفت ہاتھ آئے تو اس میں کوئی نقصان نہیں۔

تشریح: زیرِ نظر شعر میں غالبؔ نے نہایت عاجزانہ انداز اختیار کیا ہے۔ وہ محبوب سے کہہ رہے ہیں کہ میں جانتا ہوں میری کوئی قدر و قیمت اور حیثیت و وقعت نہیں۔ میں تجھے چاہنے والا ہوں۔ میری دلی خواہش و تمنا اور آرزو یہی ہے کہ تجھے حاصل کرلوں۔ مگر تمہارے

نزدیک میری کوئی نہیں ہے۔ میں پھر بھی تجھ سے اُمید رکھتا ہوں کہ تو مجھ پر ضرور مہربان ہوگا۔ ویسے بھی اگر کوئی چیز مفت ملے تو اسے حاصل کر لینے میں کیا نقصان ہے؟ اس لیے مجھے بھی قبول کر لو۔ دراصل شاعر کہہ رہا ہے کہ اے محبوب! اگر چہ میں بے مُول ہوں مگر بے قیمت چیز بھی اگر مفت ہاتھ آ جائے تو بُرا سودا نہیں ہوتا۔ اسی لیے میری ذات کو قبول کر لو۔ شاعر اپنی ذات کو اپنے محبوب کے لیے وقف کر دینا چاہتا ہے۔ غالبؔ اپنے آپ کو مُفت محبوب کے حوالے کرنے کا احسان جتانا چاہتے ہیں جو عاشق کے لیے بلند ترین مقام ہوتا ہے۔ بقول شاعر:

دل تجھ کو دیتا ہوں حفاظت کرنا　　　مفت میں ہاتھ لگی ہے یہ نایاب چیز

حل مشقی سوالات

۱۔ غالبؔ کی غزل کی روشنی میں درج ذیل سوالات کے جواب لکھیں:

(الف) شاعر کو کن سے وفا کی اُمید ہے؟ (RWP. GI)

جواب: شاعر کو ان سے وفا کی اُمید ہے جو یہ نہیں جانتے کہ وفا کیا چیز ہوتی ہے۔

(ب) شاعر نے کسے ناداں کہا ہے؟ (RWP. GI & GII)

جواب: شاعر نے اپنے دل کو نادان کہا ہے۔

(ج) کون مشتاق ہے اور کون بیزار؟ (LHR. GII, MLN. GI, BWP. GII)

جواب: شاعر اپنے محبوب سے ملنے کا مشتاق اور اس کا محبوب بیزار ہے۔

(د) درویش کے لب پر کیا صدا ہے؟ (GRW. GI, DGK. GI)

جواب: درویش کے لب پر یہ صدا ہے کہ بھلا کر تیرا بھی بھلا ہوگا۔

(ہ) غالبؔ نے مقطعے میں محبوب کو اپنی کیا قیمت بتائی ہے؟ (MLN. GI, BWP. GI)

جواب: غالبؔ نے مقطعے میں محبوب کو اپنی قیمت یہ بتائی ہے کہ وہ کچھ نہیں۔ ان کی کوئی حیثیت اور مول نہیں یعنی بالکل مُفت ہے۔

۲۔ **درج ذیل کے معنی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔ دلِ ناداں ، مشتاق ، بیزار ، ماجرا ، مدّعا ، صدا**

جواب:

الفاظ	معانی	جملے
دلِ ناداں	ناسمجھ۔ بیوقوف دل	جب انسان کوئی خوبصورت چیز دیکھتا ہے تو دلِ ناداں اس کے حصول کے لیے تڑپنا شروع کر دیتا ہے۔
مشتاق	چاہنے والا	غالبؔ کو شکایت ہے کہ وہ مشتاق ہیں جبکہ محبوب ان کی طرف دیکھتا بھی نہیں۔
بیزار	ناراض۔ ناخوش	شاعروں کے محبوب ان سے بیزار ہی رہتے ہیں۔
ماجرا	قصہ۔ کہانی	اے دوست! یہ ماجرا پھر سہی۔
مدّعا	مقصد۔ خواہش	دربار میں آنے والے ہر شخص نے اپنا مدعا بیان کیا۔
صدا	آواز	فقیر نے دروازے پر صدا دی تو بچوں نے اسے روٹی کھلائی۔

۳۔ **اس غزل کے دوسرے شعر میں "مشتاق" اور "بیزار" کے الفاظ آئے ہیں۔ یہ معنوی اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایسے الفاظ متضاد الفاظ کہلاتے ہیں۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے۔**

نادان ، دن ، نیکی ، موت ، آزاد

جواب:

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
نادان نیکی	عقلمند، دانا برائی	آزاد دن	قیدی، غلام رات	موت	زندگی

۴۔ مندرجہ ذیل الفاظ پر اعراب لگا کر تلفظ واضح کیجیے۔ مشتاق ، مدعا ، وفا ، صدا ، نثار

جواب: مُشْتَاق ، مُدَّعَا ، وَفَا ، صَدَا ، نِثَار

۵۔ اس غزل میں جو قافیے آئے ہیں اُنھیں ترتیب وار اپنی کاپی پر لکھیں۔

جواب: اس غزل میں آنے والے قافیے یہ ہیں:

ہُوا ، دوا ، ماجرا ، مدّعا ، وفا ، صدا ، دعا ، بُرا

۶۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
درد	نثار	دوا
مشتاق	صدا	بیزار
مُنھ	دوا	زبان
درویش	بیزار	صدا
جان	زبان	نثار

۷۔ متن کے مطابق درست لفظ کی مدد سے مصرعے مکمل کریں۔

(الف) ....ناداں تجھے ہوا کیا ہے (ب) مفت ہاتھ آئے تو .... کیا ہے

(ج) یا الٰہی! یہ .... کیا ہے (د) ہم کو اُن سے .... کی ہے اُمید

(ہ) کاش پوچھو کہ .... کیا ہے (و) جان تم پر .... کرتا ہوں

(ز) اور درویش کی .... کیا ہے

جوابات: (الف) دل (ب) بُرا (ج) ماجرا (د) وفا (ہ) مدعا (و) نثار (ز) صدا

۸۔ درج ذیل میں سے مذکر اور مؤنث الفاظ الگ الگ کریں۔ دل ، صدا ، جان ، مدعا ، دعا ، ماجرا

جواب: مذکر: دل۔ مدعا۔ ماجرا مؤنث: صدا۔ جان۔ دعا

کنایہ: کنایہ کے لغوی معنی چھپی ہوئی بات کرنے کے ہیں۔ اصطلاح میں کنایہ ایسے لفظ یا لفظوں کے مجموعے کو کہا جاتا ہے جو مجازی یا غیر حقیقی معنوں کے لیے استعمال کیے جائیں۔ کنایہ کے مجازی معنی لغوی معنی سے کچھ نہ کچھ تعلق رکھتے ہیں مگر یہ تعلق تشبیہ کا نہیں ہوتا۔ کنایہ کی چند مثالیں دیکھیں:

(الف) اس کو کالے نے کاٹا۔ کالا یہاں سانپ کا کنایہ ہے۔

(ب) بیٹے کو عرصے بعد دیکھ کر ماں کا کلیجہ ٹھنڈا ہوا۔ کلیجہ ٹھنڈا ہونا یہاں کنایہ ہے خوشی اور راحت کے لیے۔

(ج) اپنے سفید بالوں کا کچھ خیال کرو۔ سفید بال یہاں بڑھاپے کے لیے کنایہ ہیں۔

(د) جب سے چولھا ٹھنڈا ہوا، کسی رشتے دار نے خبر نہ لی۔ چولھا ٹھنڈا ہونا غربت کے لیے کنایہ ہے۔

(ہ) وہ بڑا تنگ دل ہے۔ تنگ دل، گھٹیا اور کنجوس آدمی کے لیے کنایہ ہے۔

سرگرمیاں

۱۔ غالبؔ کی اس غزل کو زبانی یاد کریں اور خوش خط اپنی کاپی میں لکھیں۔

جواب: عملی کام۔

۲۔ غالبؔ کی کوئی اور معروف اور آسان غزل تلاش کر کے اپنی کاپی پر نقل کریں۔

جواب: غزل:

کوئی اُمید بر نہیں آتی
کوئی صورت نظر نہیں آتی

موت کا ایک دن معیّن ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہیں آتی

ہے کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں
ورنہ کیا بات کر نہیں آتی

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی
موت آتی ہے پر نہیں آتی

کعبے کس مُنھ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

۳۔ جماعت کے کمرے میں، ہر طالب علم سے اس غزل کی درست آہنگ کے ساتھ بلند خوانی کرائی جائے۔

جواب: عملی کام۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ غالبؔ کی شاعرانہ عظمت کے بارے میں آسان گفتگو کی جائے نیز اس غزل کے حوالے سے سہلِ ممتنع اور استفہامیہ انداز کی وضاحت کریں۔

جواب: غالب نے اُردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شاعری کی ہے۔ غالبؔ کی شاعرانہ عظمت کو سب نے تسلیم کیا ہے۔ اُردو شاعری میں انھیں ایک خاص اور منفرد مقام حاصل ہے۔ وہ بہت زیادہ وسعتِ نظر کے حامل ہیں۔ غالبؔ ہر دور میں اہم شاعر رہے ہیں۔ ان کی شاعری

میں بہت زیادہ تنوع پایا جاتا ہے۔یعنی اُن کی شاعری میں لامتناہی موضوعات کا سلسلہ نظر آتا ہے۔

غالبؔ کی شاعری کے بہت سے پہلو ہیں۔ان کی شاعری میں رنگا رنگی اور گہرائی ہے۔ان کی شاعری خیال انگیز ہے اور فکر انگیز بھی۔وہ انسان اور کائنات سے تعلق رکھتی ہے۔ان کی شاعری میں رعنائی، دلکشی اور دل آویزی ہے۔اسی لیے اس میں عظمت کا احساس ہوتا ہے۔

غالبؔ کی اہم تصانیف میں دیوانِ غالب (اُردو)، دیوانِ فارسی، گل رعنا، مہر نیم روز، قاطع برہان، قادر نامہ، عود ہندی اور اُردوئے معلی شامل ہیں۔

۲۔ غالبؔ کی مشکل پسندی کے بارے میں بتایا جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ ان کی آسان غزلیں بھی موجود ہیں۔

جواب: غالبؔ نے اپنی شاعری میں مشکل پسندی کو بھی اختیار کیا ہے اور آسان غزلیں بھی تحریر کی ہیں۔بعض اشعار میں عام اور معمولی نوعیت کے موضوعات کو بھی پیچیدہ انداز میں بیان کیا ہے اور بعض اوقات مشکل گتھیوں کو آسان لفظوں میں سلجھا دیتے ہیں۔ان کے اشعار میں الفاظ و خیالات کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ان کے کلام میں آفاقیت بھی ہے اور جدت بھی، فلسفہ بھی ہے اور حسنِ بیان بھی۔منظر کشی کے ساتھ ساتھ شوخی اور ظرافت بھی ملتی ہے۔

مثال کے طور پر وہ تصورِ حسن و عشق کو پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں:

اسد بہار تماشائے گلستاں حیات
وصال لالہ عذاران سرو قامت ہے

دوسری جانب اپنے اردگرد کے مسائل کے بارے میں عمدہ فلسفیانہ سوچ کو ان سادہ الفاظ میں پیش کرتے ہیں:

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے
دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

۳۔ بچوں کو بتایا جائے کہ محبت انسان کو بے لوث جذبے عطا کرتی ہے۔

جواب: محبت انسان کو بے لوث جذبے عطا کرتی ہے۔انسانوں کے مابین رشتہ محبت و اخوت سے ہی معاشرے کا وجود قائم رہتا ہے۔کوئی بھی انسان الگ تھلگ زندگی بسر نہیں کر سکتا اس لیے مل جل کر رہنا اس کی فطرت کا حصہ ہے۔آپس میں محبت، یگانگت، اخوت اور بھائی چارہ سے معاشرے میں امن، سلامتی، ترقی اور خوشحالی کو فروغ ملتا ہے۔جذبہ حُب الوطنی کی بدولت ہی وطن کے دفاع اور سلامتی کی خاطر جان تک قربان کر دی جاتی ہے۔والدین اسی جذبۂ محبت کے تحت اپنی اولاد کے لیے بے لوث کاوشیں کر کے پروان چڑھاتے ہیں۔اولاد اسی محبت کے جذبے کے تحت والدین کی خدمت کرتی ہے۔اسی طرح باہمی محبت، پیار اور اخوت سے معاشرے کا وجود قائم و دائم رہتا ہے۔

۴۔ ''ہاں بھلا کر ترا بھلا ہو گا'' یہ شعر پڑھاتے ہوئے عام نیکی بھلائی اور احسان کا درس دیا جائے۔

جواب: بحیثیت مسلمان اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے ساتھ نیکی، بھلائی اور احسان کا درس دیا ہے۔دوسروں کے ساتھ ہمیں ہمیشہ بھلائی اور احسان کرنا چاہیے۔

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیرالانتخابی سوالات

1- ''مرزا غالب'' نے وفات پائی۔ (DGK. GI)

(A) 1868ء (B) 1869ء (C) 1870ء (D) 1871ء

2- مرزا غالب کا اصل نام تھا۔ (RWP. GII)

(A) اسداللہ خاں (B) سعداللہ خان (C) عبداللہ خان (D) نصراللہ خاں

3- مرزا غالب نے پنشن کے اضافے کے لیے کون سے شہر کا سفر کیا؟ (DGK. GII)

(A) لکھنو (B) دہلی (C) کلکتے (D) فیض آباد

4- ''دیوان فارسی'' تصنیف ہے: (MLN. GI)

(A) آتش کی (B) غالب کی (C) حالی کی (D) ذوق کی

5- مرزا غالب نے کسے ناداں کہا ہے؟ (FBD. GI)

(A) محبوب (B) عقل (C) دشمن (D) دل

6- مصرع مکمل کیجیے۔ ''ہم ہیں مشتاق اور وہ ______'' (GRW. GII, FBD. GI, RWP. GI)

(A) آزاد (B) بیزار (C) طلبگار (D) شاہکار

7- مرزا اسداللہ خاں غالب کی غزل کے مطابق، میں بھی منہ میں .... رکھتا ہوں: (MLN. GII, AJK. GII)

(A) پان (B) زبان (C) شان (D) جان

8- مرزا غالب کو ان سے وفا کی امید ہے جو نہیں جانتے: (SWL. GI)

(A) وفا کیا ہے (B) دعا کیا ہے (C) دغا کیا ہے (D) بھلا کیا ہے

9- درویش کے لب پر صدا ہے: (RWP. GI)

(A) بہن بھائیوں سے بھلائی کریں۔ (B) رشتہ داروں سے بھلائی کریں۔

(C) اپنے ساتھ بھلائی کریں۔ (D) دوسروں کے ساتھ بھلائی کریں۔

10- مصرع مکمل کیجیے: ''ہم کو ان سے .... کی ہے امید'' (GRW. GII)

(A) دعا (B) وفا (C) جفا (D) ہمدردی

11- کاش پوچھو کہ ____ کیا ہے؟ (MLN. GII, FBD. GII)

(A) مطلب (B) غرض (C) مدعا (D) مقصد

12- مصرع مکمل کریں: ''جان تم پر.......... کرتا ہوں'' (SWL. GI)

(A) قربان (B) نثار (C) فدا (D) بہار

13- ''دلِ ناداں تجھے ہوا کیا ہے'' کس شاعر کی غزل کا مصرع ہے: (SGD. GII)

(A) الطاف حسین حالیؔ (B) مرزا غالبؔ (C) میر تقی میرؔ (D) آتشؔ

14- مرزا غالبؔ پیدا ہوئے: (MLN. GI)

(A) دلّی میں (B) لکھنؤ میں (C) آگرہ میں (D) بنارس میں

جوابات: (1) 1869ء (2) اسداللہ خاں (3) کلکتے (4) غالبؔ کی (5) دل (6) بیزار (7) زبان (8) وفا کیا ہے (9) دوسروں کے ساتھ بھلائی کریں۔ (10) وفا (11) مدعا (12) نثار (13) مرزا غالبؔ (14) آگرہ میں

مختصر جوابی سوالات

1- **مرزا اسداللہ خاں غالب کی چار تصانیف کے نام لکھیں۔**

جواب: 1- دیوانِ غالب 2- دیوانِ فارسی 3- گلِ رعنا 4- قاطعِ برہان

2- **کن خوبیوں کی بدولت مرزا اسداللہ خاں غالب کو غزل گوئی میں بلند مقام حاصل ہے؟**

جواب: مرزا اسد اللہ خاں غالب کی غزل طنز و ظرافت، جدتِ ادا، نئے نئے الفاظ و تراکیب، مضامین کی رنگا رنگی، نادر تشبیہات و استعارات، وسعتِ نظر، پہلوداری، معنی آفرینی اور تخیل کی بلندی کی بدولت بہت اعلیٰ پائے کی ہے۔ انھی خوبیوں کی وجہ سے انھیں اردو شاعروں میں بلند مقام حاصل ہے۔

3- **مرزا اسداللہ خاں غالب اپنی غزل میں دل کے بارے میں کس پریشانی کا اظہار کرتا ہے؟**

جواب: شاعر کہتا ہے کہ اے میرے نا سمجھ دل! تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو ہر وقت غمزدہ اور پریشان رہتا ہے۔ آخر تیری اس تکلیف کا کیا علاج ہے۔

4- **مرزا اسداللہ خاں غالب اللہ تعالیٰ سے کس ماجرے کی بات کرتا ہے؟**

جواب: شاعر کہتا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ! یہ کیا ماجرا ہے کہ ہم اپنے محبوب کو چاہتے ہیں لیکن وہ ہم سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔

5- **مرزا غالب کی کوئی دو تصانیف کے نام لکھیے۔** (DGK. GI)

جواب: قاطعِ برہان اور دیوانِ غالب۔

19- غزل

بہادر شاہ ظفؔر (۱۷۷۵ء ____ ۱۸۶۹ء)

مقاصدِ تدریس

۱۔ ظفؔر کے دور کی غزل کے ارتقا سے آگاہ کرنا۔ ۲۔ بہادر شاہ ظفؔر کی شاعرانہ حیثیت سے روشناس کرانا۔ ۳۔ طلبہ کو بہادر شاہ ظفؔر کے اندازِ بیان سے متعارف کرانا۔

شاعر کا تعارف

بہادر شاہ ظفؔر مغلیہ خاندان کے آخری بادشاہ تھے۔ جب انھوں نے حکومت سنبھالی تو مغلیہ اقتدار آخری ہچکیاں لے رہا تھا۔ بہادر شاہ ظفؔر شاعرانہ مزاج رکھتے تھے۔ شاعری میں شاہ نصیؔر، ذوقؔ اور غالبؔ سے اصلاح لی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں نے ان سے اقتدار چھین لیا۔ ان کے بیٹوں کو قتل کر دیا اور انھیں جلاوطن کر کے رنگون (موجودہ ینگون) برما میں نظر بند کر دیا۔ انھوں نے زندگی کا آخری حصہ یہیں انتہائی کسمپرسی کے عالم میں گزارا۔ رنگون ہی میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ شاید انھوں نے بے بسی دیکھتے ہوئے اسی لیے کہا تھا:

کتنا ہے بدنصیب ظفؔر دفن کے لیے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

ان کے کلیات میں تیس ہزار سے زیادہ اشعار ہیں۔ زبان کی صفائی اور روزمرہ کے استعمال نے ان کی غزل کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ اسی وجہ سے انھیں ممتاز غزل گو شاعروں میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ کلیاتِ ظفؔر میں اُردو زبان کے علاوہ پنجابی اور پوربی زبان کے اثرات کے حامل اشعار بھی ملتے ہیں۔

بہادر شاہ ظفؔر کا کلیات خاصا ضخیم ہے اور یہ چار دواوین پر مشتمل ہے۔

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1:

لگتا نہیں ہے دل مرا اُجڑے دیار میں
کس کی بنی ہے عالمِ ناپائیدار میں

(SGD, GII)

حلِ لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
اُجڑنا	ویران ہونا، تباہ ہونا	دیار	ملک، شہر، علاقہ	عالمِ ناپائیدار	فانی دنیا، مٹ جانے والی دنیا

مفہوم: شاعر کا دل ویران دسنسان اور اجڑے ہوئے ملک میں نہیں لگتا۔ افسوس! یہ فانی دنیا کسی کی نہ بن سکی۔

تشریح: آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو انگریزوں نے معزول کر کے برما کے شہر رنگون میں قید کر کے بے پناہ تکلیفیں دیں۔ ان کی شاعری انہی محرومیوں کی عکاسی کرتی ہے اور انگریزوں کی شاطرانہ چالوں اور اپنوں کی بے اعتنائی کا ایسا منظر پیش کرتی ہے کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

بہادر شاہ ظفر اپنے اس شعر میں دکھوں اور مصیبتوں کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میری دنیا اجڑ چکی ہے۔ اس تباہ حال اور ویران جگہ پر میرا دل نہیں لگتا۔ ویسے میری ہی نہیں بلکہ یہ عارضی اور فانی دنیا کسی کی بھی نہیں بن سکی۔ مراد یہ کہ دنیا مصائب کا گھر ہے۔ یہاں مصیبتوں اور تکلیفوں کے سوا کچھ نہیں۔ ہر شخص پریشان اور اداس دکھائی دیتا ہے۔ اس دنیا میں کوئی بھی خوش نہیں۔ بقول شاعر:

زندگی جبر مسلسل کی طرح کاٹی ہے جانے کس جرم کی پائی ہے سزا یاد نہیں

بہادر شاہ ظفر اس دنیا کو عارضی ٹھکانہ کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اس ناپائیدار دنیا سے دل لگانے کا کیا فائدہ ہے ہر عقل مند ذی روح آخرت کی فکر کرتا ہے جہاں ابدی زندگی گزارنی ہے۔ اس لیے اس عارضی دنیا کی ہر شے عارضی اور فانی ہے۔ بقول شاعر:

زندگی جس پہ ناز ہے اتنا چند سانسوں کی اک کہانی ہے

شعر نمبر 2:

عمرِ دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

(LHR. GI, GRW. GI & GII, FBD. GII, SGD. GI, SWL. GII, RWP. GI, DGK. GI, BWP. GII)

حلِ لغت:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
عمر دراز	لمبی عمر	آرزو	تمنا۔ خواہش	چار دن	چند روز۔ ذرا سی مدت

مفہوم: زندگی بہت مختصر ہے۔ آدھی زندگی آرزوئیں کرتے اور باقی آرزو پوری ہونے کے انتظار میں گزر جاتی ہے۔

تشریح: بہادر شاہ ظفر کی شاعری کا سوز و گداز اور غم کے مضامین دل پر اثر کرتے ہیں۔ مذکورہ شعر میں انہوں نے بہت عمدہ انداز میں طنزیہ بات کی ہے۔ ایک طرف تو اس نے لمبی عمر کی بات کی ہے اور دوسری طرف عمرِ دراز کو چار دن سے تشبیہ دی ہے۔ مختصر زندگی کو عمرِ دراز سے تشبیہ دے کر اس بات کو نمایاں کیا گیا ہے کہ اس معمولی سے عرصے میں انسان کیا کر سکتا ہے۔ آرزوؤں کے برعکس مصیبتوں اور دکھوں کو دیکھا جائے تو انسان مختصر سی زندگی سوچ بچار میں ہی گزار دیتا ہے۔ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے شاعر کہتا ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے چار دن کی عمر مانگی تھی جو نہایت ہی مختصر زندگی تھی۔ آرزوئیں اور امنگیں بہت زیادہ تھیں۔ ساری زندگی گزر گئی لیکن آرزوئیں پوری نہ ہوئیں۔ کوئی اُمید بھی بر نہ آئی۔ ہم اس دنیا میں جس طرح خالی ہاتھ آئے تھے اسی طرح خالی ہاتھ چلے گئے۔ مختصر یہ کہ دنیا میں کسی کی بھی سب تمنائیں یا آرزوئیں پوری نہیں ہوتیں۔ اسی مضمون کو اپنے انداز میں مرزا غالبؔ نے یوں کہا تھا:

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے
بہت نکلے مرے ارماں لیکن پھر بھی کم نکلے

شاعر کہتے ہیں کہ انسان کی زندگی کے چار دنوں میں سے دو خواہشیں کرتے گزر جاتے ہیں اور دو خواہشوں کے پورا ہونے کے انتظار میں۔ یوں یہ زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ بقول شاعر:

مرنے کے بعد بھی میری آنکھیں کھلی رہیں
عادت جو پڑ گئی تھی تیرے انتظار کی

اور ایک شاعر چار دن کی زندگی کا گلہ اس طرح کرتے نظر آتے ہیں۔

میرے محبوب نے وعدہ کیا تھا پانچویں دن کا
کسی سے سن لیا ہوگا کہ دنیا چار دن کی ہے

شعر نمبر 3:
بلبل کو باغباں سے نہ صیاد سے گلہ
قسمت میں قید لکھی تھی فصلِ بہار میں

(GRW. GI, MLN. GI & GII, SWL. GII, RWP. GI & GII, DGK. GII, BWP. GI)

حلِ لغت

الفاظ	معنی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
باغباں	مالی	صیاد	شکاری	قسمت	مقدر
گلہ	شکایت	فصلِ بہار	موسمِ بہار	قید	اسیری۔ پابندی

مفہوم: مجھے اپنے دوستوں اور دشمنوں سے کوئی گلہ نہیں، کیونکہ شاہانہ زندگی میں زوال تو میرے مقدر میں لکھا تھا۔

تشریح: بہادر شاہ ظفر کی پہچان ان کی غزل ہے۔ زبان کی سلاست اور روانی نے ان کی شاعری کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ اس شعر میں بظاہر یہ کہا گیا ہے کہ بلبل کو مالی یا اسے پکڑنے والے شکاری سے کوئی شکایت نہیں ہے، کیونکہ موسم بہار یا خوشی کے دنوں میں تو اس کے مقدر میں پنجرے میں بند ہونا ہی لکھا تھا۔ شاعر کہتا ہے کہ جب ہر کام اللہ تعالیٰ ہی کی مرضی سے ہوتا ہے تو پھر انسان کو یہ آرام اور مشکل کی گھڑی میں اپنی قسمت اور مقدر پر ہی صبر کرنا چاہیے۔ اگر میں اب قید و بند میں مبتلا ہوں تو یہ میری قسمت میں ہی ہے۔ اس لیے میں کسی کو بُرا بھلا نہیں کہہ سکتا۔ اصل میں شاعر بہادر شاہ ظفر کو اپنی بادشاہت کا زمانہ یاد آ رہا ہے۔ جب رعایا پر اُن کا حکم چلتا تھا۔ پھر وہ برما کے شہر رنگون میں قید کر دیے گئے جہاں انھیں انگریزوں نے طرح طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں پہنچائیں۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ مجھے نہ تو انگریزوں سے کوئی گلہ ہے اور نہ ہی اپنی رعایا سے۔ قید تو میرے مقدر میں لکھی تھی۔ زمانہ عروج پر زوال کا آ جانا ہی میرا نصیب تھا۔ بقول شاعر:

تقدیر بنانے والے تونے کمی نہ کی — اب کس کو کیا ملا ہے مقدر کی بات ہے

ایک شاعر قسمت کی کمی کا گلہ اس طرح کرتے ہیں:

اب فیصلہ نصیب پہ چھوڑیں جو ہو بہو ہو — اب تو ہمارے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں رہا

شعر نمبر 4:
ان حسرتوں سے کہہ دو کہیں اور جا بسیں
اتنی جگہ کہاں ہے دلِ داغ دار میں

(LHR. GI, MLN. GII, SWL. GI, SGD. GI & GII, DGK. GI, BWP. GII)

حلِ لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
حسرت	آرزو۔ خواہش	بسنا	رہنا۔ گھر بنانا۔ آباد ہونا	کہہ دو	کہو
کہیں اور	کسی دوسری جگہ	دلِ داغ دار	زخمی دل		

مفہوم: شاعر اپنی حسرتوں آرزوؤں اور خواہشوں کو چھوڑنا چاہتا ہے اس لیے کہہ رہا ہے کہ اس کے زخمی دل میں ان کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے۔

تشریح: بہادر شاہ ظفر مغلیہ خاندان کے آخری بادشاہ تھے۔ 1857ء کے انقلاب میں انگریزوں نے دہلی پر قبضہ کر لیا۔ دہلی کی رونقیں برباد ہو گئیں۔ بہادر شاہ ظفر کو اقتدار سے محروم کر دیا۔ ان کے بیٹوں کو قتل کر دیا اور انہیں رنگون کے قید خانے میں ڈال دیا ان کی زندگی

کے آخری ایام نہایت کسمپرسی کے عالم میں گزارے۔اس لیے زندگی کی تلخیوں اور آلام ومصائب سے تنگ شاعر ان سب آرزوؤں، تمناؤں، خواہشوں اور امنگوں کو ترک کرنا چاہتا ہے، جو دنیا میں صرف خواب بن کر رہ گئی ہیں اور ان میں سے کوئی بھی اُمید برآتی دکھائی نہیں دے رہی۔ اسی لیے وہ ان تمام حسرتوں اور امیدوں سے مخاطب ہو کر کہہ رہا ہے کہ اب میرا پیچھا چھوڑ کر کہیں اور جابسو۔ اب میری ہمت جواب دے چکی ہے۔ میرے زخمی دل میں اب تمھارے لیے کوئی رہنے کی جگہ نہیں، کیونکہ اس سے تو خوشیوں اور قہقہوں کے بجائے آہیں، سسکیاں اور فریادیں نکل رہی ہیں۔ میری ناتمام خواہشات کو چاہیے کہ وہ کہیں اور اپنا ٹھکانا بنالیں۔ دل کے زخموں سے اب خون رِسنے لگا ہے۔ اس دِل میں اب مزید زخم سہنے کی ہمت نہیں ہے۔ بقول شاعر:

غم دل کی تاب کہاں مجھے میں تو مر چکا میرے دوستو
جسے جسم کہتے ہو تم میرا میری حسرتوں کا مزار ہے

شعر نمبر 5: دن زندگی کے ختم ہوئے شام ہو گئی
پھیلا کے پاؤں سوئیں گے کُنج مزار میں

(LHR. GII, GRW. GI, FBD. GI & GII, DGK. GII, BWP. GI)

حل لغت

معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ
زیارت کرنے کی جگہ۔قبر۔درگاہ	مزار	زندگی ختم ہوگئی	شام ہوگئی	قبر کا کونا	کُنج مزار
بے فکر ہو کر	پاؤں پھیلا کے	آرام کریں گے	سوئیں گے	گوشہ۔کونا	کُنج

مفہوم: زندگی کے دن ختم ہونے والے ہیں۔اب تو موت ہی میرے لیے باعثِ راحت ہوگی اور ہم سکون سے سو جائیں گے۔

تشریح: بہادر شاہ ظفر نے زندگی کے آخری ایام رنگون کے قید خانے میں گزارے۔ یہ قید خانہ تنگ و تاریک تھا۔ شاعر اس زندگی سے مرنے کو ترجیح دے رہا ہے۔ وہ ان پریشانیوں سے نجات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اور ان سے نجات کے لیے ایک ہی صورت ہے کہ انسان اس دنیا سے چل بسے۔ پھر ہی سکون مل سکتا ہے۔ برما کے شہر رنگون میں قید آخری مغل بادشاہ اور شاعر بہادر شاہ ظفر مصائب جھیلتے جھیلتے خود کو دلاسا دے رہے ہیں کہ زندگی کے آخری لمحات ہیں۔ اب موت آنے ہی والی ہے۔ پھر قبر کے ایک کونے میں پڑے بے فکر ہو کر سوئیں گے اور تاحشر ہم تجربیاتِ زمانہ سے محفوظ رہیں گے۔ بقول شاعر:

زندگی تجھ سے تو اپنی کوئی قیمت نہ لگی — موت آئے گی تو کر جائے گی مہنگا ہم کو

اور ایک شاعر زندگی کی مصیبتوں کو تذکرہ اس طرح کرتے ہیں۔

زندگی تو بے وفا ہے ساتھ چھوڑ جائے گی — موت کتنی با وفا ہے ساتھ لیکر جائے گی

افلاطون سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے موت سے سخت کس چیز کو پایا ہے۔ افلاطون نے جواب دیا زندگی کو۔ کیونکہ موت تو ان تمام تکالیف کا خاتمہ کر دیتی ہے جو ہم زندگی میں جھیلتے ہیں۔

شعر نمبر 6: کتنا ہے بدنصیب ظفر، دفن کے لیے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

(SWL. GI)

حلِ لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کتنا ہے بدنصیب	یعنی بہت زیادہ ہے بدقسمت	دوگز زمین	تھوڑی سی جگہ	کوئے یار	محبوب کی گلی یا کوچہ۔ مراد اپنا ملک

مفہوم شاعر بہادر شاہ ظفرؔ اپنی بدقسمتی کا رونا روتے ہوئے کہتے ہیں کہ کبھی وہ ہندوستان کے بادشاہ تھے۔ آج انھیں یہاں دفن ہونے کے لیے دوگز زمین بھی نہیں مل سکی۔

تشریح بہادر شاہ ظفرؔ اپنی غزل کے اس شعر میں بدنصیبی و بدقسمتی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مجھ جیسا بھی دنیا میں کوئی شخص ہوگا جو مصیبت کا مارا اور بدقسمت ہو جسے بادشاہ ہونے کے باوجود دفن ہونے کے لیے اپنے وطن میں قبر کے لیے جگہ بھی نہ ملی ہو، اس سے بڑھ کر بدقسمتی کیا ہوگی۔ ایک زمانہ تھا جب بہادر شاہ ظفرؔ ہندوستان کے بادشاہ تھے اور ان کا حکم چلتا تھا۔ وقت نے پلٹا کھایا تو انگریزوں نے انھیں برما کے شہر رنگون کی جیل میں بند کر کے ظلم کی انتہا کر دی۔ بدقسمتی یہ کہ ان کے دو جوان بیٹوں کو انھی کی آنکھوں کے سامنے گولی مار دی گئی۔ بادشاہی ماضی کا قصہ بن گئی۔ کل کا بادشاہ آج فقیروں سے ابتر تھا۔ بہادر شاہ ظفرؔ نے قید میں ہی وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ گو کہ یہ شعر انھوں نے اپنی زندگی میں کہا لیکن ان کی یہ بات اللہ نے پوری کی۔ انھیں ہندوستان کی مٹی نصیب نہ ہو سکی اور رنگون میں ہی دفن کیے گئے۔ اُن کا شکستہ حال مزار آج بھی بادشاہوں کے ساتھ بادشاہوں کے سلوک کی غمازی کرتا نظر آتا ہے۔

حلِ مشقی سوالات

ا۔ بہادر شاہ ظفرؔ کی غزل کو سامنے رکھتے ہوئے مختصر جواب دیں۔

(الف) انسان کی عمرِ دراز کے چار دن کیسے کٹتے ہیں؟ (SGD. GII, DGK. GII)

جواب: شاعر کے مطابق انسان کی عمرِ دراز کے چار دِنوں میں سے دو آرزو میں کٹتے ہیں اور دو اس آرزو کے پورا ہونے کے انتظار میں کٹتے ہیں۔

(ب) بلبل کو باغباں اور صیاد سے کیا گلہ ہے؟ (FBD. GI)

جواب: بلبل کو باغباں اور صیاد سے کوئی گلہ نہیں ہے۔

(ج) بلبل کی قسمت میں کیا لکھا تھا؟ (SGD. GII, RWP. GI, DGK. GI)

جواب: بلبل کی قسمت میں موسمِ بہار میں قید لکھی تھی۔

(د) شاعر اپنی حسرتوں سے کیا کہنا چاہتا ہے؟ (RWP. GII)

جواب: شاعر اپنی حسرتوں سے کہتا ہے کہ میرے دکھی دل میں تمھارے لیے کوئی جگہ نہیں ہے اس لیے کہیں اور جا بسو۔

(ہ) شاعر نے اپنی کس بدنصیبی کا ذکر کیا ہے؟ (LHR. GI, SWL. GI, BWP. GI)

جواب: چونکہ شاعر بہادر شاہ ظفرؔ رنگون میں قید تھے اور اپنی زندگی کے دن وہیں پورے کر رہے تھے اور ان کے خیال میں مرنے کے بعد انھیں یہیں دفن کر دیا جائے گا لہٰذا وہ اپنی اسی بدنصیبی کا ذکر کر رہے ہیں کہ انھیں اپنے وطن میں دفن ہونے کے لیے دوگز زمین بھی نہیں ملی۔

۲۔ مندرجہ ذیل الفاظ اور تراکیب کے معنی لکھیں۔

دیار ، عالمِ ناپائیدار ، باغباں ، فصلِ بہار ، کُنجِ مزار

جواب:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
دیار	ملک۔شہر۔علاقہ	باغباں	مالی	کنجِ مزار	قبر کا کونا۔
عالمِ ناپائیدار	فانی دنیا	فصلِ بہار	موسمِ بہار		مزار کا گوشہ

۳۔ اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کریں۔

عالم ناپائیدار ، عمردراز ، صیاد ، باغباں ، کنج مزار

جواب: عَالَمِ نَاپَائیدار۔ عُمرِ دَراز۔ صَیّاد۔ بَاغْبَاں۔ کُنْجِ مَزار

۴۔ کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
اُجڑا دیار	کوئے یار	عالمِ ناپائیدار
عمرِ دراز	شام	چار دن
آرزو	دل داغ دار	انتظار
باغباں	فصلِ بہار	صیّاد
قید	صیاد	فصلِ بہار
حسرتیں	انتظار	دل داغ دار
دن	چار دن	شام
دو گز زمین	عالمِ ناپائیدار	کوئے یار

۵۔ مقطعے میں شاعر نے کس چیز کی تمنا کی ہے؟

جواب: شاعر نے مقطعے میں اس چیز کی تمنا کی ہے کہ کاش! اسے اپنے وطن میں قبر کے لیے دو گز زمین مل جاتی۔

۶۔ ظفر کی اس غزل کو غور سے پڑھیں اور درج ذیل کے جواب دیں۔

(الف) اس غزل کا مطلع کیا ہے؟

جواب: غزل کا مطلع: لگتا نہیں ہے دل مرا اُجڑے دیار میں
کس کی بنی ہے عالمِ ناپائیدار میں

(ب) اس غزل کا مقطع کیا ہے؟

جواب: غزل کا مقطع: کتنا ہے بدنصیب ظفرؔ ، دفن کے لیے
دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں

(ج) اس غزل کی ردیف کیا ہے؟

جواب: اس غزل کی ردیف "میں" ہے۔

(د) کوئی سے چار قافیوں کی نشاندہی کریں۔

جواب: چار قافیے: دیار۔ناپائیدار۔انتظار۔داغ دار

۷۔ پہلے شعر میں شاعر نے "اجڑے دیار" کو کس کے لیے استعارہ استعمال کیا ہے؟

جواب: پہلے شعر میں شاعر نے "اجڑے دیار" کو دنیا کے لیے بطور استعارہ استعمال کیا ہے۔

۸۔ مقطع میں شاعر نے "دو گز زمین" کا کنایہ کس کے لیے استعمال کیا ہے؟

جواب: مقطع میں شاعر نے "دو گز زمین" کا کنایہ قبر کے لیے استعمال کیا ہے۔

۹۔ اس غزل کا کون سا شعر آپ کو زیادہ پسند ہے؟ پسندیدگی کی وجہ بھی لکھیں۔

جواب: میرا پسندیدہ شعر: عمرِ دراز مانگ کے لائے تھے چار دن
دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں

پسندیدگی کی وجہ: یہ شعر مجھے اس لیے پسند ہے کہ اس میں انسان کی نفسیات کا ذکر ہے۔ انسان جتنی بھی عمر پا لے اسے تھوڑی ہی لگتی ہے۔ چار دن کی عمر میں سے دو دن چیزوں کی خواہشات اور باقی دو دن آرزوؤں کی تکمیل کی امید میں گزر گئے۔ بہادر شاہ ظفر کو بھی زندگی مختصر لگی، حالانکہ وہ بادشاہ تھے اور عمر بھی کافی پائی تھی۔ نیز اس شعر میں دنیا کی ناپائیداری اور بے ثباتی کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے جو ایک بہت بڑی حقیقت ہے۔

۱۰۔ متن کے مطابق مناسب لفظ کی مدد سے مصرعے مکمل کریں۔

(الف) کس کی بنی ہے عالمِ .... میں　**(ب)** دو .... میں کٹ گئے دو انتظار میں
(ج) بلبل کو باغباں سے نہ .... سے گلہ　**(د)** پھیلا کے پاؤں سوئیں گے .... میں
(ہ) دو گز زمین بھی نہ ملی .... میں　**(و)** دن زندگی کے ختم ہوئے .... ہو گئی

جوابات: (الف) ناپائیدار (ب) آرزو (ج) صیاد (د) کنجِ مزار (ہ) کوئے یار (و) شام

مجازِ مرسل: اگر کسی لفظ کو حقیقی یا لغوی معنی کے بجائے غیر حقیقی یا مرادی معنوں میں استعمال کیا جائے اور حقیقی و مجازی معنوں میں تشبیہ کا تعلق نہ ہو مگر کوئی تعلق ضرور ہو، اسے مجازِ مرسل کہا جاتا ہے۔ مجازِ مرسل کی کئی صورتیں ہیں، جیسے:

۱۔ جز بول کر کُل مراد لینا۔ مثال: اس نے کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ یہاں انگلیاں مجازِ مرسل ہے۔ کیوں کہ کانوں میں پوری یا انگلی کا کچھ حصہ دیا جاتا ہے، پوری انگلی نہیں دی جاتی۔

۲۔ کُل بول کر جز مراد لینا۔ مثال: میں پاکستان میں رہتا ہوں۔ یہاں پاکستان مجازِ مرسل ہے، کیوں کہ میرا گھر پاکستان کے کسی ایک شہر کے کسی ایک محلے میں ہے، پورے پاکستان میں نہیں۔

۳۔ ظرف بول کر مظروف مراد لینا۔ مثال: اس نے بوتل پی۔ بوتل نہیں پی جاتی بلکہ اس میں موجود مشروب پیا جاتا ہے۔

۴۔ مظروف بول کر ظرف مراد لینا۔ مثال: چائے چولھے پر دھری ہے۔ چائے چولھے پر نہیں دھری جاتی بلکہ پتیلی یا دیگچی دھری جاتی ہے جس میں چائے بنتی ہے۔

۵۔ سبب بول کر مسبب (نتیجہ) مراد لینا۔ مثال: آج بادل خوب برسا۔ بادل نہیں برستا بلکہ بارش برستی ہے۔ بادل سبب ہے اور بارش مسبب ہے۔

۶۔ مسبب (نتیجہ) بول کر سبب مراد لینا۔ مثال: افسوس! اس کے ہاتھ سے سب کچھ نکل گیا۔ ہاتھ مسبب ہے اور اقتدار یا حکمرانی سبب ہے۔ ہاتھ سے نکل گیا یعنی اب حکومت یا اقتدار نہیں رہا۔

سرگرمیاں

۱۔ بہادر شاہ ظفر کی اس غزل کو زبانی یاد کریں اور اپنی کاپی میں خوش خط لکھیں۔

جواب: عملی کام۔

۲۔ طلبہ کے درمیان بیت بازی کا مقابلہ کرایا جائے۔

جواب: عملی کام۔

۳۔ ہر طالب علم سے کہا جائے کہ وہ اپنا پسندیدہ شعر جماعت کے کمرے میں سنائے۔

جواب: عملی کام۔

اشاراتِ تدریس

۱۔ **یہ غزل پڑھاتے ہوئے دلّی کی بربادی اور بہادر شاہ ظفر کی گرفتاری کے حوالے سے معلومات دی جائیں اور خصوصاً مقطع پڑھاتے وقت رنگون میں اُن کی قید اور وفات کا ذکر کیا جائے۔**

جواب: بہادر شاہ ظفر مغلیہ سلطنت کے آخری تاجدار تھے۔ وہ جس وقت بادشاہ بنے اُس وقت مغلیہ اقتدار اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ان سے اقتدار مکمل طور پر چھین لیا گیا۔ ان کے بیٹوں کو قتل کر دیا گیا۔ انھیں انگریزوں نے جلاوطن کر کے رنگون (برما) میں نظر بند کر دیا۔ قید میں ہی انھوں نے زندگی کے آخری سال انتہائی کسمپرسی میں بسر کیے۔

دلّی کی بربادی: مغلوں کا زوال ایک پورے تہذیبی نظام کا زوال تھا۔ دلّی کی گلیاں کوچے خون سے بھر گئے، انگریز مظالم نے داخلی و خارجی زندگی کو لہولہان کر دیا۔ پھول لہو کا استعارہ بن گئے اور خاک سے مُردوں کی بُو آنے لگی۔ اجڑی ہوئی بستیاں اور بستے ہوئے قبرستان، امرا کی بدحالی، بادشاہوں کا زوال تاریخ کا المناک حصہ بن گیا۔

۲۔ **دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کا خصوصاً ذکر کیا جائے اور طلبہ کو بتایا جائے کہ یہ غزل کا نہایت اہم اور بنیادی موضوع ہے۔**

جواب: اس غزل کا بنیادی نکتہ دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری ہے۔ شاعر نے غزل کی ابتدا میں اس لازوال حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ

؎ کس کی بنی ہے عالمِ ناپائیدار میں

یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ دُنیا ایک ناپائیدار جگہ ہے۔ روزِ اوّل سے لے کر آج تک لاتعداد لوگ آئے اور چلے گئے۔ یہی دستورِ زمانہ ہے۔ اس لیے انسان کو چاہیے اس بے ثبات دنیا میں بھلائی اور نیکیوں کے ذریعے اپنی آخرت کا سامان پیدا کرے کیونکہ وہ ہی ابدی جگہ ہے۔

۳۔ **تیسرے شعر میں بلبل، باغباں اور صیاد کے استعاروں کی وضاحت کی جائے۔**

جواب: تیسرے شعر میں بلبل سے مراد بادشاہ بہادر شاہ ظفر، باغباں سے مراد اس کی فوج اور صیاد سے مراد انگریز ہیں جنھوں نے حملہ کر کے دلّی کو اپنے قبضے میں لے لیا تھا۔

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- خاندانِ مغلیہ کے آخری تاجدار تھے۔ (GRW. GI)
(A) بہادر شاہ ظفر (B) شہنشاہ جہانگیر (C) اورنگ زیب عالمگیر (D) ظہیر الدین بابر

2- بہادر شاہ ظفر کو کہاں جلاوطن کیا گیا؟ (DGK. GII)
(A) چین (B) رنگون (C) روس (D) دہلی

3- بہادر شاہ ظفر کے کلیات میں اندازاً اشعر ہیں۔ (SGD. GI)
(A) انیس ہزار (B) بیس ہزار (C) پچیس ہزار (D) تیس ہزار

4- مصرع مکمل کیجیے: کس کی بنی ہے عالم............ (FBD. GI)
(A) بقا میں (B) اروح میں (C) پائیدار میں (D) ناپائیدار میں

5- عمرِ دراز مانگ کے لائے تھے............ مکمل کیجیے: (FBD. GI, MLN. GI, RWP. GI)
(A) دو دن (B) تین دن (C) چار دن (D) پانچ دن

6- مصرع مکمل کیجیے۔ "نےبلبل کو باغباں سے نہ صیاد سے ____" (GRW. GI)
(A) واسطہ (B) تعلق (C) گلہ (D) صلہ

7- فصلِ بہار میں بلبل کی قسمت میں ____ لکھی تھی۔ (MLN. GI, DGK. GII, MLN. GII, GRW. GI)
(A) آزادی (B) قید (C) اڑان (D) نیند

8- بقول ظفر، پھیلا کے پاؤں سوئیں گے: (LHR. GII)
(A) آرام سے (B) کنجِ مزار میں (C) سکون سے (D) محل میں

9- شاعر نے دو گز زمین کا کنایہ کس کے لیے استعمال کیا ہے؟ (SWL. GII)
(A) گھر کے لیے (B) قبر کے لیے (C) جنت کے لیے (D) آخرت کے لیے

10- عمرِ دراز مانگ کے لائے تھے: (LHR. GII)
(A) دو دن (B) تین دن (C) چار دن (D) پانچ دن

11- شاعر کس کو "عالم ناپائیدار" کہتا ہے؟ (GRW. GI)
(A) دنیا کو (B) آخرت کو (C) دل کو (D) بادشاہی کو

12- بہادر شاہ ظفر کو قید کر دیا گیا تھا: (BWP. GII)
(A) ملایا میں (B) رنگون میں (C) چاٹگام میں (D) تبت میں

13- بہادر شاہ ظفر نے شاملِ نصاب نظم میں خود کو کیا کہا ہے؟ (GRW. GI)
(A) بدنصیب (B) خوش نصیب (C) بادشاہِ وقت (D) مفرور

14- شاعر عمرِ دراز مانگ کر لایا: (GRW. GII)

(A) چار سال (B) چار ماہ (C) چار دن (D) چار گھڑی

15- بہادر شاہ ظفر کس ملک میں دفن ہیں: (SGD. GI)

(A) بنگلہ دیش (B) بھارت (C) برما (D) سنگاپور

16- بہادر شاہ ظفر کے کلیات میں اردو شاعری کے علاوہ بھی اشعار ہیں: (SGD. GII)

(A) پنجابی کے (B) گوجری کے (C) مرہٹی کے (D) فارسی کے

17- ''دو گز زمین بھی نہ ملی کوئے یار میں'' کس کو؟ (RWP. GI)

(A) میر تقی میر (B) بہادر شاہ ظفر (C) سودا (D) نظیر اکبر آبادی

جوابات: (1) بہادر شاہ ظفر (2) رنگون (3) تیس ہزار (4) ناپائیدار میں (5) چار دن
(6) گلہ (7) قید (8) کُنجِ مزار میں (9) قبر کے لیے (10) چار دن
(11) دنیا کو (12) رنگون میں (13) بدنصیب (14) چار دن (15) برما
(16) پنجابی کے (17) بہادر شاہ ظفر

مختصر جوابی سوالات

1- **بہادر شاہ ظفر نے دنیا کی زندگی کو کیا کہا ہے؟**

جواب: بہادر شاہ ظفر نے دنیا کی زندگی کو ناپائیدار کہا ہے۔ گویا کہ وہ زندگی جس کی پائیداری کا کوئی بھروسا نہیں ہے۔

2- **بہادر شاہ ظفر کا دل کیوں بیزار ہے؟**

جواب: بہادر شاہ ظفر کی زندگی سے تمام خوشیاں چھین لی گئیں اور آخر کار اُسے قید کر دیا گیا۔ اس وجہ سے شاعر اپنی بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔

3- **بہادر شاہ ظفر کی غزل میں ''فصلِ بہار'' سے کیا مراد ہے؟**

جواب: فصلِ بہار سے مراد زندگی میں بھرپور خوشیوں کا حصول ہے۔ جب شاعر کو زندگی کی ہر نعمت حاصل تھی اس وقت کو شاعر نے فصلِ بہار یعنی بہار کا موسم کہا ہے۔

4- **بہادر شاہ ظفر کی غزل میں صیاد سے مراد کون ہے؟**

جواب: صیاد سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے شاعر سے اس کی زندگی میں موجود سب کچھ چھین لیا یعنی انگریز حکمران۔

5- **بہادر شاہ ظفر نے کن کن شعراء سے اصلاح لی؟** (DGK. GI)

جواب: بہادر شاہ ظفر نے شاہ نصیر، ذوق اور غالب سے اصلاح لی۔

6- **شاعر ''بہادر شاہ ظفر'' اپنی حسرتوں سے کیا کہنا چاہتا ہے؟** (GRW. GI)

جواب: شاعر اپنی حسرتوں سے کہتا ہے کہ میرے دکھی دل میں تمھارے لیے کوئی جگہ نہیں ہے، اس لیے کہیں اور جا بسو۔

تیار کردہ: پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
وطن	ملک	قربانیاں	قربانی کی جمع، جانیں نثار کرنا	قوم	ملّت
پست	نیچا، کم تر	گوشے گوشے	کونے کونے	پیکر	مجسمہ
جانِ آفریں	جان ڈالنے والا، خدا	پُرعزم	حوصلہ مند، بلند ارادہ	ہمہ وقت	ہر وقت
روئے زمین	زمین کی سطح	سانحہ	صدمہ پہنچانے والا واقعہ	دہشت گرد	خوف و ہراس پھیلانے والا
مشقتیں جھیلنا	تکالیف برداشت کرنا	افراتفری	ہل چل، کھلبلی	زد میں آنا	نشانے پر آنا
ناحق	بے جا، نامناسب	عیاں	ظاہر، علانیہ	داؤ پر لگانا	شرط پر رکھنا
اشکبار ہونا	آنسو بہانا	سفاک	ظالم	متعین	مقرر
ناسور	وہ زخم جو ہمیشہ رستا رہتا ہے اور اچھا نہیں ہوتا	ناگہانی	اچانک آنے والی۔ ایمرجنسی	تحقیق	تفتیش
		جانچ پڑتال	تفتیش، تحقیق	اندراج	درج ہونا، لکھا جانا
		رواداری	کسی بات کو رعایت سے جائز رکھنا، بے تعصبی	نظریات	نظریہ کی جمع، مسائل فکری، اصول
لاوارث	جس کا کوئی وارث نہ ہو	جڑ سے اکھاڑنا	بالکل ختم کر دینا	محبِ وطن	وطن سے محبت کرنے والا

تشریحات و توضیحات

1- **قوم:** آدمیوں کا گروہ۔ ایک ملک یا سرزمین میں رہنے والے لوگ۔
2- **دہشت گرد:** خوف و ہراس پھیلانے والے عناصر جو عوام کو مالی و جانی نقصان سے دو چار کریں۔
3- **شہید:** اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان قربان کرنے والا۔
4- **مارکیٹ:** وہ جگہ جہاں بہت سی اشیا کی دکانیں ہوں۔
5- **ایمبولینس:** سفری شفاخانہ، زخمیوں اور بیماروں کو لے جانے والی گاڑی۔
6- **آگاہی سنٹر:** لوگوں کو معلومات سے آگاہ کرنے والا سنٹر۔
7- **رواداری:** کسی پر مذہب یا عقیدہ کی بنا پر جبر نہ کرنا۔
8- **ناسور:** ایسا زخم جو رستا رہتا ہے اور ٹھیک نہیں ہوتا۔

سبق کا خلاصہ

ہم نے پاکستان کو بڑی قربانیوں کے بعد حاصل کیا ہے۔کوئی بھی پاکستانی قوم کے حوصلے پست نہیں کر سکتا۔ پاکستان کی خاطر بے شمار لوگوں نے قربانیاں دی ہیں۔ یہ پاکستان کے ایک قصبے میں رہنے والی بہادر ماں "بی جان" کا قصہ ہے۔وہ بہادری اور دلیری کا پیکر ایک شہید کی بیٹی، شہید کی بیوی اور شہید کی ماں ہیں جنہوں نے وطن کی خاطر اپنی جانیں جانِ آفریں کے سپرد کر دیں۔

بی جان ہمیشہ پُرعزم رہتی ہیں۔ وہ بڑی جرأت اور حوصلہ مندی سے تمام لوگوں کے جھگڑے اور دیگر معاملات نمٹانے کو ہر لحہ تیار رہتی ہیں۔ ہر ایک کے دکھ سکھ میں بڑھ چڑھ کر شریک ہوتی ہیں۔

ایک دن وہ اپنے کمرے میں آرام دہ کرسی پر بیٹھی کسی کام میں مصروف تھیں کہ اچانک ٹیلی وژن پر آنے والی ایک دردناک خبر سے پریشان ہو گئیں۔ اس خبر میں سانحہ پشاور دکھایا جا رہا تھا جس میں دہشت گردوں نے ڈیڑھ سو کے قریب معصوم طالب علم بچوں، اساتذہ اور گارڈز کو شہید کر دیا تھا۔ یہ خبر سُن کر پوری دنیا کے لوگ تڑپ اُٹھے اور ہر آنکھ اشکبار ہو گئی۔ اس سانحہ میں شہید ہونے والے بچوں کی تصاویر دیکھ کر "بی جان" کے تمام دکھ پھر سے تازہ ہو گئے اور شہدا بچوں میں انہیں اپنا بیٹا احمد ہی نظر آ رہا تھا جسے انھوں نے دن رات کی مشقتیں جھیل کر محض اس خواب کی تکمیل کے لیے پالا تھا کہ بڑا ہو کر وہ اپنے والد اور نانا جان کی طرح فوج میں جائے گا اور ملکِ عزیز کی خدمت کرے گا۔ جب وہ دن آیا اور احمد فوج میں آفیسر منتخب ہو گیا، اگلی صبح اُسے "کاکول اکیڈمی ایبٹ آباد" کے لیے روانہ ہونا تھا۔ وہ کچھ چیزیں لینے مارکیٹ گیا اور بم دھماکے میں شہید ہو گیا۔

بی جان بار بار اپنے آپ سے اور معاشرے سے سوال کرتیں کہ یہ کیسے دشمن ہیں جو کالی بھیڑوں کی طرح ہمارے اندر چھپے ہوئے ہیں؟ ہم ان کو کیسے پہچانیں؟ ان کے ارادے کیا ہیں؟ وہ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟

آج سانحہ پشاور میں سکول پر حملے کے بعد نہ صرف بی جان بلکہ سب لوگوں پر واضح ہو گیا کہ ان درندوں کا اصل مقصد کیا ہے اور وہ کیا چاہتے ہیں؟ بی جان سوچ رہی تھیں کہ وہ ان سے کیسے بدلہ لیں؟ ان کے کانوں میں ملی ترانے کی یہ آواز گونج رہی تھی:

حوصلہ نہ ہارو آگے بڑھو ۔ منزل اب کے دور نہیں

بی جان ساری رات سوچتی رہیں۔ اگلی صبح نماز فجر پڑھ کر وہ ایک فیصلے پر پہنچیں۔ انھوں نے قصبے کے تمام لوگوں کو جمع کیا اور مشورے کے بعد بولیں کہ دہشت گردوں کی پہچان ہر فرد کو کرنی ہے۔ اگر ہم سب چاہتے ہیں کہ ہم سکون سے رہیں اور ہمارے بچے ان سفاک دہشت گردوں سے محفوظ رہیں تو چند چیزوں کو اپنی زندگی کا معمول بنا لیں۔ اس کام کی تیاری آپ سب کو میرے ساتھ مل کر کرنی ہے اور سب کو بڑھ چڑھ کر حصہ لینا ہے۔ ہر شخص کو دہشت گردی کے ناسور کو ختم کرنے میں اپنا اپنا کردار ادا کرنا ہو گا۔ سکول پر حملہ کر کے دہشت گردوں نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ درندے ہمیں تعلیم سے دور رکھنا چاہتے ہیں اور جہالت سے بڑی کوئی لعنت نہیں۔ ہمیں ان سے بدلہ لینے کے لیے اپنی قوم کو جہالت کے اندھیروں سے نکالنا ہے اور علم کی روشنی کو ملک کے کونے کونے میں پھیلانا ہے۔ علم کے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو دور کرنا ہے۔ بی جان نے کہا کہ اس کام کے لیے پہل میں کرتی ہوں اور اپنے گھر میں ایک "آگاہی سنٹر" بناتی ہوں جو دوسرے مرد و خواتین کو ناگہانی حالات سے مقابلہ کرنے کے لیے ہر طرح کی ضروری معلومات دے گا۔ تاہم انفرادی طور پر ہم یہ کام کر سکتے ہیں کہ اپنے اپنے علاقے کے سکولوں میں تعمیر و مرمت کے کام کروائیں اور ان کی مناسب چار دیواری بنوائیں۔ مشکوک شخص، چیز اور لاوارث سامان پر نظر رکھیں۔ ہر اجنبی شخص کی چھان بین کریں۔ ہر مشکوک پھیری اور ٹھیلے والے کو چیک کریں۔ ایمرجنسی نمبرز کا بورڈ ہر محلے میں لگائیں۔ ہر محلے اور قصبے کے دکاندار اردگرد کوئی مشکوک چیز دیکھیں تو اس کی فوراً اطلاع دیں۔ کرایہ دار اور گھریلو ملازم رکھنے سے قبل ان کے شناختی کارڈز کی جانچ پڑتال کریں اور ان کا تھانوں میں اندراج کروائیں۔ ہر محلے میں آگاہی سنٹر قائم کریں۔ جو لوگوں کو ناگہانی حالات سے نمٹنے کی تربیت دیں۔ ریٹائرڈ فوجی اور پولیس کے لوگ آگے بڑھیں۔

بی جان نے لمبی سانس لے کر کہا کہ ہمیں خاموشی اختیار کرنے کی بجائے دہشت گردی کے خلاف ہر سطح پر آواز بلند کر کے اپنے زندہ ہونے کا ثبوت دینا ہوگا۔ حکومت کے ساتھ ہمیں بھی بہت کچھ کرنا ہوگا۔ اپنے گھریلو ماحول کو بہتر بنانا ہوگا تاکہ بچوں کو محبِ وطن اور باعمل شہری بنا سکیں۔ بچوں کو دوسروں کا احترام کرنا سکھانا ہوگا۔ ہمسایوں سے تعلقات بہتر بنانے ہوں گے۔ ایک دوسرے کے نظریات وعقائد کا احترام کرنا ہوگا۔ رواداری اور برداشت کو فروغ دینا ہوگا۔ ہم پر فرض ہے کہ ہر پاکستانی کے جان و مال کو محفوظ بنائیں۔ دوسروں کی خوشی وغم میں شریک ہوں۔ غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کریں۔ اگر سیکورٹی پر متعین لوگ آپ کو توجہ سے چیک نہ کریں تو ان کی غفلت کی اطلاع متعلقہ حکام کو دیں۔

اگر ہم اپنی مدد آپ کے تحت اپنے اپنے علاقے کی سطح پر کام کریں تو یقیناً ہم دہشت گردی کی لعنت کو جڑ سے اکھاڑنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔" پاکستان زندہ باد"۔

اہم نثر پاروں کی تشریح

پیراگراف نمبر 1 بی جان انتہائی بہادر اور دلیری کا پیکر ہیں۔ ہاں بھئی! بہادر اور دلیر کیوں نہ ہوتیں وہ ایک شہید کی بیٹی، شہید کی بیوی اور شہید کی ماں ہیں جن کے پیاروں نے اپنے وطنِ عزیز پاکستان کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جانیں جانِ آفریں کے سپرد کر دیں۔ بی جان ہمیشہ پُرعزم رہتیں۔ وہ بڑی جرأت اور حوصلہ مندی سے ہر کسی کے مسئلے کا حل ڈھونڈ لیتیں۔ ان کی اس خوبی کی وجہ سے قصبے کا ہر چھوٹا بڑا ان کی عزت کرتا اور قدر کی نگاہ سے دیکھتا۔ کسی کے گھر میں کوئی جھگڑا ہو یا کسی بچے کی شادی بیاہ کا معاملہ، وہ ہر کام نمٹانے کو ہمہ وقت تیار رہتیں۔ ہر کسی کی ضروریات کا خیال رکھنے کی کوشش کرتیں اور خاص طور پر دھیان رکھتیں کہ محلے میں کوئی بھوکا تو نہیں سویا۔ یہی نہیں بلکہ وہ ہر ایک کے دکھ سکھ میں بڑھ چڑھ کر شریک ہوتیں۔

حوالہ متن
(i) سبق کا عنوان .... حوصلہ نہ ہارو آگے بڑھو منزل اب کے دور نہیں
(ii) مصنف کا نام/ تیار کردہ .... پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
بہادر	نڈر، دلیر	وطنِ عزیز	پیارا ملک	پیکر	مجسمہ
جانِ آفریں	جان ڈالنے والا، خدا	پُرعزم	حوصلہ مند، بلند ارادہ	دھیان	خیال

سیاق وسباق یہ سبق دہشت گردی جیسے ناسور اور اس سے نمٹنے کے طریقوں پر روشنی ڈالتا ہے۔

زیرِ تشریح پیراگراف میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان کو حاصل کرنے کے لیے بے شمار قربانیاں دی گئی ہیں۔ بی جان ایک بہادر ماں ہے جو پورے قصبے کا ایک جانا پہچانا نام ہے۔ جنہوں نے اپنے والد، خاوند اور بیٹے کو اپنے وطن کے لیے قربان ہوتے دیکھا۔ اب اچانک ٹیلی وژن پر سانحہ پشاور کی خبر سن کر پریشان ہو گئیں جس میں دہشت گردوں نے ڈیڑھ سو کے قریب طلبہ، اساتذہ اور گارڈز کو شہید کر دیا تھا۔ اس سبق میں حوصلہ دیا گیا ہے کہ ہار نہیں ماننی اور دشمن کو بتانا ہے کہ ہم اپنے وطن کی حفاظت کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔

اقتباس کی تشریح اس پیراگراف میں بی جان کی شخصیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ بی جان بے حد نڈر ہیں۔ بہادری اور دلیری کا مجسمہ ہیں۔ نڈر، بے باک اور بہادر اس لیے ہیں کہ وہ ایک شہید باپ کی بیٹی، ایک شہید فوجی کی بیوہ اور ایک شہید بیٹے کی والدہ ہیں جن کے

عزیزوں نے اس پیارے ملک، پاک سرزمین پاکستان کا دفاع کرتے ہوئے اپنی زندگیاں نثار کر دیں اور اس ملک کی آن پر کوئی آنچ نہیں آنے دی۔ بی جان بہت بلند حوصلہ خاتون ہیں۔ وہ بڑی دلیری، عزم وارادے اور حوصلہ مندی سے ہر ایک کی مشکل کا حل تلاش کر لیتی ہیں۔ اور مسئلے کو حل کر کے ہی دم لیتی ہیں۔ ان کی اس صلاحیت کی بدولت قصبے کا رہنے والا ہر بچہ، جوان اور بوڑھا ان کا احترام کرتا ہے اور انہیں عزت و احترام کی نظر سے دیکھتا ہے۔ قصبے کے کسی بھی گھر میں کوئی جھگڑا فساد ہو یا کسی بچے کی شادی بیاہ کا مسئلہ، بی جان ہر وقت ہر کام نپٹانے کو تیار رہتی ہیں۔ ہر کسی کی ضروریات کا ہر ممکن خیال رکھتی ہیں اور انھیں پورا کرنے کی حتی المقدور کوشش کرتی ہیں۔ خاص طور پر اس بات کا خیال رکھتی ہیں کہ محلے داروں میں کوئی بنا کھائے پیے بھوکا تو نہیں سویا۔ بی جان نہ صرف ان باتوں کا ہر ممکن خیال رکھتی ہیں بلکہ وہ ہر کسی کی خوشی وغم میں دل وجان سے شامل ہوتی ہیں۔

پیراگراف نمبر 2 ایک دن وہ اپنے کمرے میں آرام دہ کرسی پر بیٹھی کسی کام میں مصروف تھیں کہ اچانک ٹیلی وژن پر آنے والی ایک خبر سے پریشان ہو گئیں۔ یہ ایک ایسا واقعہ تھا کہ کسی نے روئے زمین پر ایسا دردناک واقعہ نہ دیکھا ہوگا۔ اس خبر میں سانحہ پشاور دکھایا جا رہا تھا جس میں دہشت گردوں نے ڈیڑھ سو کے لگ بھگ معصوم طالب علم بچوں، اساتذہ اور گارڈز کو شہید کر دیا تھا۔ یہ خبر سن کر پاکستان کیا پوری دنیا کے لوگ تڑپ اٹھے اور اور کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو اشکبار نہ ہوئی ہو۔ اس خبر میں شہید ہونے والے بچوں کی تصویریں دیکھ کر "بی جان" کے تمام دکھ پھر سے تازہ ہو گئے اور شہید ہونے والے بچوں میں انھیں اپنا بچہ احمد ہی نظر آ رہا تھا۔ انہیں آج بھی وہ دن یاد تھا کہ کیسے انہوں نے اپنے چھوٹے سے بچے کو دن رات کی مشقتیں جھیل کر پالا تھا۔

حوالہ متن (i) سبق کا عنوان .... حوصلہ نہ ہارو آگے بڑھو منزل اب کے دور نہیں

(ii) مصنف کا نام/ تیار کردہ .... پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

مشکل الفاظ کے معنی

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
آرام دہ	آرام دینے والی	مصروف	مشغول	روئے زمین	زمین کی سطح
دردناک	تکلیف دہ	سانحہ	صدمہ پہنچانے والا واقعہ	اشکبار	آنسو بہانے والا

اقتباس کی تشریح زیر تشریح پیراگراف میں سانحہ پشاور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ایک روز بی جان اپنے کمرے میں بے حد نرم اور آرام دہ کرسی پر بیٹھی ہوئی تھیں اور کسی کام میں مشغول تھیں کہ ایک دم ٹیلی وژن پر نشر ہونے والی ایک بُری خبر سے بے حد دُکھی ہو گئیں۔ یہ خبر ایک ایسے سانحہ کے متعلق تھی کہ کسی نے بھی سطح زمین پر ایسا تکلیف دہ واقعہ نہ دیکھا ہوگا۔ ٹیلی وژن پر نشر ہونے والی اس دردناک خبر میں سانحہ پشاور کے مناظر دکھائے جا رہے تھے جس میں ظالم دہشت گردوں نے ڈیڑھ سو کے قریب معصوم طلبہ، قابل احترام اساتذہ اور گارڈز کو شہید کر دیا تھا۔ یہ بُری اور تکلیف دہ خبر سن کر نہ صرف ملک عزیز پاکستان بلکہ ساری دنیا کے لوگ بے چین ہو گئے اور کوئی بھی آنکھ ایسی نہ تھی کہ جس سے آنسو رواں نہ ہوں۔ سانحہ پشاور میں شہادت پانے والے بچوں کی تصاویر دیکھ کر "بی جان" کے تمام پرانے زخم پھر سے تازہ ہو گئے اور وہ بے حد دکھی وغم زدہ ہو گئیں۔ انھیں یوں لگ رہا تھا کہ جیسے شہید ہونے والے بچے احمد ہی ہیں یعنی ہر شہید بچے میں بی جان کو اپنا احمد نظر آ رہا تھا۔ انھیں وہ دن آج بھی نہیں بھولے تھے کہ کیسے انھوں نے اپنے چھوٹے سے بیٹے احمد کو دن رات کی تکالیف برداشت کر کے پال پوس کر جوان کیا تھا۔

حل مشقی سوالات

1- درست جملے کے سامنے (✔) اور غلط جملے کے سامنے (✘) کا نشان لگائیں۔

i- سکولوں کو دہشت گردی سے محفوظ بنانے کے لیے کس چیز کی ضرورت ہے؟
(الف) سکیورٹی گارڈ (ب) سی سی ٹی وی کیمرہ (ج) خاردار تار (د) تمام

ii- ایمرجنسی نمبرز کا نمایاں جگہ پر چسپاں کرنا کیوں ضروری ہے؟
(الف) یاددہانی کے لیے (ب) سجاوٹ کے لیے
(ج) قانونی تقاضا پورا کرنے کے لیے (د) پولیس اور متعلقہ محکمہ کو فوری اطلاع دینے کے لیے

iii- سکول میں مشکوک بیگ نظر آنے کی صورت میں
(الف) دوستوں کو بتایا جائے (ب) ٹیچر کو بتایا جائے
(ج) ایمرجنسی فون پر اطلاع کی جائے (د) بیگ کو خود ہٹایا جائے

iv- دہشت گردی کے خاتمے میں اہم کردار ہے:
(الف) الیکٹرانک میڈیا کا (ب) مسجد کا (ج) مدرسے کا (د) تمام کا

v- محلے میں آگاہی سینٹر کے قیام کا مقصد
(الف) تربیت یافتہ لوگوں کو آگے لانا (ب) باہمی میل جول
(ج) ایک دوسرے کو اطلاع دینا (د) پولیس کی مدد کرنا

vi- دکاندار دکان کھولنے سے پہلے دہشت گردوں کے حوالے سے جائزہ لیں:
(الف) تالوں کا (ب) اردگرد لوگوں کا
(ج) اردگرد مشکوک اشیا کا (د) دکان کے اندر اشیا کا

vii- سانحہ پشاور کب پیش آیا؟
(الف) 13 دسمبر 2014ء کو (ب) 14 دسمبر 2014ء کو
(ج) 15 دسمبر 2014ء کو (د) 16 دسمبر 2014ء کو

viii- دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے کس کے ساتھ کام کرنا ہوگا؟
(الف) فوج (ب) پولیس (ج) عوام (د) سب کے ساتھ

ix- اپنی مدد آپ کے تحت دہشت گردی سے چھٹکارا پایا جاسکتا ہے:
(الف) نفرت و جہالت ختم کرکے (ب) عدم برداشت ختم کر کے
(ج) تفرقہ بازی ختم کرکے (د) ان سب کو

x- کاکول اکیڈمی واقع ہے:
(الف) ایبٹ آباد (ب) مظفر آباد (ج) نتھیا گلی (د) گھوڑا گلی

جوابات: i- تمام ii- پولیس اور متعلقہ محکمہ کو فوری اطلاع دینے کے لیے

iii- ایمرجنسی فون پر اطلاع کی جائے iv- تمام کا v- ایک دوسرے کو اطلاع دینا
vi- اردگرد مشکوک اشیا کا vii- 16 دسمبر 2014ء کو viii- سب کے ساتھ ix- ان سب کو
x- ایبٹ آباد

2- مناسب الفاظ کی مدد سے خالی جگہ پُر کریں:

مناسب الفاظ
1717
چھان بین
16 دسمبر 2014ء
ایبٹ آباد

i- سانحہ پشاور .... کو ہوا۔
ii- ملٹری اکیڈمی کاکول .... میں واقع ہے۔
iii- ہمیں محلے اور قصبے میں داخل ہونے والے ہر اجنبی شخص کی .... کرنی چاہیے۔
iv- کسی پُراسرار سرگرمی کی فوری اطلاع .... پر دینی چاہیے۔

جوابات: i- 16 دسمبر 2014ء ii- ایبٹ آباد iii- چھان بین iv- 1717

3- درست جملے کے سامنے (✔) اور غلط جملے کے سامنے (✘) کا نشان لگائیں:

i- جہالت سب سے بڑی لعنت ہے۔
ii- ہمیں اپنے محلے میں داخل ہونے والے اجنبی شخص کی چھان بین نہیں کرنی چاہیے۔
iii- ایمرجنسی سے نمٹنے کے لیے 1717 پر اطلاع دی جاتی ہے۔
iv- کرایہ دار رکھتے وقت متعلقہ تھانوں میں اُن کے شناختی کارڈ کا اندراج لازمی کروانا چاہیے۔
v- ہمیں ایک دوسرے کے عقائد اور نظریات کا احترام کرنا چاہیے۔

جوابات: i- ✔ ii- ✘ iii- ✔ iv- ✔ v- ✔

4- درج ذیل الفاظ کی مدد سے ایسے جملے بنائیں جو اُن کا مفہوم واضح کر دیں:

i- **افراتفری:** زوردار دھماکے سے قصبے میں افراتفری پھیل گئی۔
ii- **جہالت:** دہشت گرد ہمیں تعلیم سے دور کر کے جہالت کے اندھیروں میں دھکیلنا چاہتے ہیں۔
iii- **مشکوک:** سکولوں کے گردونواح میں مشکوک افراد، چیزوں اور لاوارث سامان پر نظر رکھنی چاہیے۔
iv- **محبِ وطن:** ہر محبِ وطن شہری قانون کا احترام کرتا ہے۔
v- **عقائد:** ہمیں ایک دوسرے کے نظریات وعقائد کا احترام کرنا چاہیے۔
vi- **غفلت:** کسی جگہ کی سکیورٹی پر متعین لوگوں کو کبھی بھی غفلت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔

5- سبق کے متن کو سامنے رکھ کر درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات دیں:

i- آپ اپنے سکول میں دہشت گردی کی روک تھام کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟

جواب: ہم اپنے سکول میں دہشت گردی کی روک تھام کے لیے درج ذیل اقدامات اٹھا سکتے ہیں:
1- سکول کے گردونواح پر نظر رکھیں نیز مشکوک افراد، چیزوں اور لاوارث سامان پر بھی نظر رکھیں۔
2- سکول کے اوقاتِ کار میں کسی اجنبی شخص کو بغیر تحقیق سکول کی طرف نہ آنے دیں۔
3- سکول میں سی سی ٹی وی کیمرہ لگائیں۔ گیٹ پر سکیورٹی گارڈ تعینات کریں اور دیواروں کو حکومت کی ہدایت کے مطابق اونچا کر کے ان پر خاردار تاریں لگائیں۔

ii- ایک دکاندار اپنے علاقے میں کس طرح دہشت گردی کی روک تھام میں معاونت کرسکتا ہے؟

جواب: دکان دار اپنے علاقے میں دہشت گردی کی روک تھام میں اس طرح معاونت کرسکتا ہے کہ وہ اپنی دکان کھولنے سے پہلے ارد گرد کا جائزہ لے کہ کوئی مشکوک چیز مثلاً سائیکل، موٹر سائیکل یا گاڑی وغیرہ لاوارث تو نہیں کھڑی۔ اگر ایسی کوئی چیز نظر آئے تو فوراً متعلقہ اداروں کو اطلاع دے۔

iii- لوگوں کو دہشت گردی سے نمٹنے کے لیے اپنی مدد آپ کے تحت کیا کرنا چاہیے؟

جواب: لوگوں کو چاہیے کہ اپنے گھریلو ماحول کو بہتر بنا کر بچوں کو محبِ وطن بنائیں۔ بچوں کو ایک دوسرے کا احترام کرنا سکھائیں اور خود اس کی عملی تصویر بنیں۔ ہمسایوں سے بہتر تعلقات قائم کریں۔ ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوں۔ ایک دوسرے کے نظریات و عقائد کا احترام کریں۔ محبت و رواداری اور برداشت کے جذبات کو فروغ دیں اور ہر پاکستانی کے جان و مال کو محفوظ بنائیں۔ غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کریں اور کسی بھی جگہ کی سیکیورٹی پر تعینات لوگوں کی کسی بھی غفلت کی اطلاع متعلقہ لوگوں کو دیں۔

iv- دہشت گردی کو روکنے کے لیے کرایہ داروں کے لیے ضروری معیار مختصر آبیان کریں۔

جواب: کرایہ داروں کو مکان کرایہ پر دینے سے پہلے ان کے شناختی کارڈ وغیرہ کی جانچ پڑتال اور اندراج متعلقہ تھانوں میں لازمی کروانا چاہیے۔

v- محلے میں دہشت گردی کے حوالے سے آگاہی سینٹر کے قیام کے کیا مقاصد ہو سکتے ہیں؟

جواب: محلے میں دہشت گردی کے حوالے سے آگاہی سینٹر کے قیام کے مقاصد میں مرد و خواتین کو حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ہر طرح کی ضروری معلومات دینا اور لوگوں کو ناگہانی حالات سے نمٹنے کے لیے ضروری تربیت دینا شامل ہیں۔

معروضی سوالات

کثیر الانتخابی سوالات

1- بی جان ایک شہید کی بیٹی، شہید کی بیوی اور شہید کی .... ہیں۔

(A) ماں (B) خالہ (C) نانی (D) دادی

2- سانحہ پشاور میں دہشت گردوں نے کتنے معصوم طلبہ، اساتذہ اور گارڈز کو شہید کیا؟

(A) تقریباً پچاس (B) تقریباً ایک سو (C) تقریباً ڈیڑھ سو (D) تقریباً دو سو

3- بی جان کا بیٹا احمد فوج میں منتخب کر لیا گیا:

(A) بطور باورچی (B) بطور آفیسر (C) بطور سپاہی (D) بطور مالی

4- بی جان نے اپنے گھر میں بنایا:

(A) سکول (B) ٹیوشن سینٹر (C) بیوٹی پارلر (D) آگاہی سینٹر

5- ہمیں سکولوں کے گرد و نواح میں .... نظر رکھنی چاہیے۔

(A) صرف مشکوک افراد پر (B) صرف مشکوک چیزوں پر
(C) صرف لاوارث سامان پر (D) مشکوک افراد، چیزوں اور لاوارث سامان پر

6- پورے قصبے کا ایک جانا پہچانا نام ہے:
(A) بی جان (B) امی بی (C) اماں بی (D) بے جی

7- ایک دن بی جان اپنے کمرے میں بیٹھی تھیں:
(A) چارپائی پر (B) کاؤچ پر (C) تپائی پر (D) آرام دہ کرسی پر

8- ٹیلی وژن پر خبر آئی تھی:
(A) ورلڈ ٹریڈ سینٹر کی تباہی کی (B) سانحہ پشاور کی (C) سیلاب کی (D) زلزلے کی

9- بی جان کا بیٹا احمد فوج میں آفیسر منتخب کر لیا گیا:
(A) میٹرک کے بعد (B) ایم۔اے کے بعد (C) ایف۔اے کے بعد (D) بی۔اے کے بعد

10- "حوصلہ نہ ہارو آگے بڑھو..................اب کے دور نہیں"۔
(A) منزل (B) گھر (C) سرحد (D) دفتر

11- "فجر کی نماز" گرامر کی رُو سے ہے:
(A) مرکب عطفی (B) مرکب اضافی (C) مرکب توصیفی (D) مرکب عددی

12- "قوم" کی جمع ہے:
(A) قومی (B) قوامی (C) اقوام (D) قومیت

13- "مشکوک" کا مترادف ہے:
(A) نیک (B) بد (C) شک (D) مشتبہ

14- "قتلِ عام" گرامر کی رُو سے ہے:
(A) مرکب اضافی (B) مرکب عطفی (C) مرکب عددی (D) مرکب مقداری

15- "جان و مال" گرامر میں ہے:
(A) مرکب عطفی (B) مرکب عددی (C) مرکب اضافی (D) مرکب توصیفی

جوابات: 1- ماں 2- تقریباً ڈیڑھ سو 3- بطور آفیسر 4- آگاہی سینٹر
5- مشکوک افراد، چیزوں اور لاوارث سامان پر 6- بی جان 7- آرام دہ کرسی پر
8- سانحہ پشاور کی 9- ایف۔اے کے بعد 10- منزل 11- مرکب اضافی
12- اقوام 13- مشتبہ 14- مرکب اضافی 15- مرکب عطفی

مختصر جوابی سوالات

1- بی جان کون ہیں؟
جواب: "بی جان" پورے قصبے کا ایک جانا پہچانا نام ہے۔ وہ انتہائی بہادر اور دلیری کا پیکر ہیں۔ وہ ایک شہید کی بیٹی، شہید کی بیوی اور شہید کی ماں ہیں۔

2- بی جان ٹیلی وژن پر آنے والی کون سی خبر سے پریشان ہو گئیں؟
جواب: بی جان ٹیلی وژن پر آنے والی اس خبر سے پریشان ہو گئیں جس میں سانحہ پشاور دکھایا جا رہا تھا۔ اس سانحہ میں دہشت گردوں نے ڈیڑھ سو کے لگ بھگ معصوم طلبہ، اساتذہ اور گارڈز کو شہید کر دیا تھا۔

3- بی جان کا بیٹا احمد کیسے شہید ہوا؟

جواب: بی جان کا بیٹا احمد مارکیٹ سے ضروری چیزیں لینے گیا تو وہاں دھماکا ہو گیا۔ احمد دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کر زخمیوں کو اٹھا کر ایمبولینس میں ڈالنے لگا تو اس دوران ایک اور زوردار دھماکا ہوا اور احمد بھی اس کی زد میں آ کر شہید ہو گیا۔

4- دہشت گرد ہمیں کس چیز سے دور رکھنا چاہتے ہیں؟ ہمیں ان سے بدلہ لینے کے لیے کیا کرنا چاہیے؟

جواب: دہشت گرد ہمیں تعلیم سے دور رکھنا چاہتے ہیں اور جہالت سے بڑی کوئی لعنت نہیں۔ ہمیں ان سے بدلہ لینے کے لیے صرف یہ کرنا ہے کہ اپنی قوم کو جہالت کے اندھیروں سے نکالنا ہے اور علم کی روشنی کو ملک کے کونے کونے میں پھیلانا ہے۔ علم کے راستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو دور کرنا ہے۔

5- بحیثیت پاکستانی ہم سب پر کیا فرض عائد ہوتا ہے؟

جواب: بحیثیت پاکستانی ہم سب پر فرض ہے کہ ہم ہر پاکستانی کے جان و مال کو محفوظ بنائیں۔ اس بات کا خصوصی خیال رکھیں کہ تمام محلوں اور قصبوں میں موجود مختلف مذاہب کے ماننے والے اپنے اپنے عقائد کے مطابق اپنی مذہبی عبادات اور تہوار امن و سکون کے ساتھ منا سکیں۔

6- بی جان کی شخصیت کی خوبیاں مختصراً تحریر کریں۔

جواب: بی جان ہمیشہ پُرعزم رہتی ہیں۔ وہ بڑی جرأت اور حوصلہ مندی سے ہر کسی کے مسئلے کا حل ڈھونڈتی ہیں۔ ان کی اس خوبی کی وجہ سے قصبے کا ہر چھوٹا بڑا ان کی عزت کرتا اور قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ کسی کے گھر میں کوئی جھگڑا ہو یا کسی بچے کی شادی بیاہ کا معاملہ، وہ ہر کام نمٹانے کو ہمہ وقت تیار رہتی ہیں۔ ہر کسی کی ضروریات کا خیال رکھتی ہیں۔ خاص طور پر یہ دھیان رکھتی ہیں کہ محلے میں کوئی بھوکا تو نہیں سو رہا۔ یہی نہیں بلکہ وہ ہر ایک کے دکھ سکھ میں بڑھ چڑھ کر شریک ہوتی ہیں۔

7- بی جان کا بیٹا احمد کس اکیڈمی کے لیے روانہ ہو رہا تھا؟

جواب: بی جان کا بیٹا احمد ایف۔اے کے بعد فوج میں بطور آفیسر منتخب کر لیا گیا۔ وہ "کاکول اکیڈمی، ایبٹ آباد" کے لیے روانہ ہو رہا تھا۔

8- سکولوں میں دہشت گردی کے ممکنہ خطرے سے بچاؤ کے لیے ہمیں کیا اقدامات کرنے چاہئیں؟

جواب: ہمیں چاہیے کہ اپنے محلے، قصبے اور ٹاؤن کی سطح پر اپنی مدد آپ کے تحت سکولوں کی تعمیر و مرمت کا کام کرنے کی کوششیں کریں جن سکولوں میں مناسب چار دیواری نہیں اسے بنانے کی کوشش کریں۔ سکولوں کے گرد و نواح پر نظر رکھیں نیز مشکوک شخص، چیز اور لاوارث سامان پر بھی نظر رکھیں۔ سکول کے اوقات کار میں کسی اجنبی شخص کو بغیر تحقیق سکول کی طرف نہ آنے دیں۔

9- کیا ایمرجنسی نمبرز کا بورڈ نمایاں جگہ پر لگانا چاہیے؟

جواب: جی ہاں، ایمرجنسی سے نمٹنے کے لیے اہم فون نمبرز کا بورڈ تقریباً ہر محلے میں نمایاں جگہ پر لگانا چاہیے۔

10- مشکوک افراد کو کیسے چیک کیا جائے؟

جواب: ☆ اپنے محلے اور قصبے میں داخل ہونے والے ہر اجنبی کی چھان بین کریں۔

☆ اپنے محلے اور قصبے میں داخل ہونے والے ہر مشکوک پھیری اور ٹھیلے والے کو چیک کریں۔

(امجد اسلام امجد)

مرکزی خیال

اس نظم میں امجد اسلام امجد نے آرمی پبلک سکول پشاور میں شہید ہونے والے معصوم بچوں کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ وہ شہید ہونے والے بچوں کو زندہ قرار دیتے ہیں کیونکہ شہید زندہ ہوتے ہیں۔ وہ اسی عقیدے کا تذکرہ وتکرار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے شہید بچو! تم زندہ ہو، اور جب تک دنیا باقی ہے تم زندہ رہو گے۔

نظم کا خلاصہ

شاعر امجد اسلام امجد شہدائے پشاور کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے میرے وطن کے شہزادو! تم زندہ ہو، تم وہ پھول ہو جو خوشبو کے روپ میں زندہ ہیں۔ ہر ماں کی آنسو بھری آنکھوں میں، ہر باپ کے ٹوٹے ہوئے خوابوں میں، ہر غم زدہ اور روتی ہوئی بہن کی الجھی ہوئی سانسوں میں اور ہر بھائی کی بکھری ہوئی یادوں میں تم زندہ ہو۔ اے شہدا! ہم تمھیں کبھی فراموش نہیں کر سکتے، تمہاری یاد اب زندگی بھر ہمارے ساتھ رہے گی۔ ہر دل میں تمہاری یادوں کی مہک رہے گی اور ہر آنکھ میں تمہاری یاد آنسو بن کر ہمیشہ چمکتی رہے گی۔ تم ہمیشہ زندہ رہو گے۔ جن لوگوں کو شہادت کا رتبہ مل جاتا ہے۔ وہ امر ہو جاتے ہیں۔ یادوں کے باغ میں پھولوں کی طرح کھلتے ہیں اور اپنی یادوں کی خوشبو ہر سو بکھیرتے ہیں۔ نہ بجھنے والے چراغ کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں اور ہر دل کی دھڑکن بن کر دھڑکنے لگتے ہیں۔ شاعر کہتے ہیں کہ اے شہدائے پشاور! کل تک تو تم صرف اپنے گھر میں بستے تھے مگر اب ہر گھر میں بستے ہو اور ہر کوئی تم سے محبت کرتا ہے اور تمھیں اپنے دل میں بسائے ہوئے ہے۔ تم رہتی دنیا تک زندہ و جاوید رہو گے۔

اشعار کی تشریح

بند نمبر 1: تم زندہ ہو
جب تک دنیا باقی ہے، تم زندہ ہو
تم زندہ ہو
اے میرے وطن کے شہزادو تم زندہ ہو
خوشبو کے رُوپ میں اے پھولو تم زندہ ہو
ہر ماں کی پُرنم آنکھوں میں۔ ہر باپ کے ٹوٹے خوابوں میں
ہر بہن کی اُلجھی سانسوں میں۔ ہر بھائی کی بکھری یادوں میں
تم زندہ ہو۔ تم زندہ ہو

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
دنیا	جہان، سنسار	زندہ	جیتا، ذی رُوح	وطن	ملک
خوشبو	مہک، اچھی بُو	پُرنم آنکھیں	آنسو بھری آنکھیں	خوابوں	خواب کی جمع، سپنے/سپنوں

تشریح شاعر امجد اسلام امجد نظم کے اس بند میں شہدائے پشاور کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ظالم دہشت گردوں نے تمھیں شہید کر دیا ہے مگر تم زندہ ہو کیونکہ شہید کبھی مرتے نہیں بلکہ زندہ ہوتے ہیں اور تم رہتی دنیا تک زندہ رہو گے۔ تم میرے پیارے ملک پاکستان کے شہزادے ہو۔ تم وہ پھول ہو جن کی خوشبو رہتی دنیا تک قائم رہے گی اور تم زندہ رہو گے۔ اس ملک کی ہر ماں کی آنکھوں میں چمکنے والے آنسو بن کر، ہر باپ کے بکھرے ہوئے سپنوں کی صورت میں، ہر روتی بلکتی اور ہچکیاں لیتی ہوئی پیاری بہن کی اٹکتی ہوئی سانسوں میں اور ہر بھائی کی بکھری ہوئی یادوں کی صورت میں تم ہمیشہ زندہ رہو گے۔

بند نمبر 2: ہم تم کو بھول نہیں سکتے۔ یہ یاد ہی اب تو جیون ہے
ہر دل میں تمھاری خوشبو ہے۔ ہر آنکھ تمھارا مسکن ہے
تم زندہ ہو۔ تم زندہ ہو

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
جیون	زندگی	خوشبو	اچھی مہک	مسکن	گھر	بھول	فراموشی

تشریح شاعر اس بند میں کہتے ہیں کہ اے شہدائے پشاور! ہم تم سب کو فراموش نہیں کر سکتے۔ تمھاری یاد ہمارے دلوں میں دھڑکن بن کر رہے گی۔ یہ یاد تو اب ساری زندگی ہمارے ساتھ ہی رہے گی، گویا یہ یاد ہمارے لیے زندہ رہنے کا بہانہ ہے۔ یہ زندگی اب تمھاری یادوں کے سہارے گزرے گی۔ تمھاری یاد ہمارے دلوں میں خوش بُو بن کر مہکتی رہے گی اور ہمیشہ اپنی خوشبو اور مہک ہماری زندگیوں میں بکھیرتی رہے گی۔ جب جب تم یاد آؤ گے، تب تب تم ہماری آنکھوں میں آنسو بن کر چمکو گے۔ گویا ہماری آنکھوں میں آنسو آنا اس بات کی علامت ہو گی کہ تم ہمارے پاس اپنی یادوں کی صورت میں آ پہنچے ہو۔ اے شہدائے پشاور! تم زندہ ہو اور ہمیشہ زندہ رہو گے۔

بند نمبر 3: جن کو بھی شہادت مل جائے۔ وہ لوگ امر ہو جاتے ہیں
یادوں کے چمن میں کھلتے ہیں۔ خوشبو کا سفر ہو جاتے ہیں
تم بجھے نہیں ہو روشن ہو
ہر دل کی تم ہی دھڑکن ہو
تم زندہ ہو۔ تم زندہ ہو

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
شہادت	راہِ خدا میں شہید ہونا	امر	نہ مرنے والا، ہمیشہ رہنے والا	چمن	باغ، گلستان
خوشبو	اچھی بُو	دھڑکن	دل دھڑکنے کی کیفیت، دل کا چلنا		

تشریح: شاعر اس بند میں کہتے ہیں کہ جن لوگوں کو شہادت کا رتبہ مل جاتا ہے، وہ لوگ ہمیشہ کی زندگی حاصل کر لیتے ہیں۔ اپنے پیاروں کی یادوں میں ہمیشہ کے لیے امر ہو جاتے ہیں۔ شہیدا پنے پیاروں کی یادوں کے گلستان میں پھولوں کی طرح کھلتے ہیں اور کھل کر ہر طرف اپنی یادوں کی خوشبو بکھیر دیتے ہیں۔ اپنے چاہنے والوں کی باتوں میں اور یادوں میں خوشبو کی طرح مہکتے رہتے ہیں۔ اے شہیدو! تم ہمیشہ روشن رہنے والے چراغوں کی طرح ہو اور ہر دل میں آتی جاتی دھڑکن کی طرح بستے ہو۔ تم زندہ ہو اور ہمیشہ زندہ رہو گے۔

بند نمبر 4: کل تک تھے بس اپنے گھر کے باسی تم
اب ہر اک گھر میں بستے ہو
تم زندہ ہو

حل لغت:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
باسی	مقیم، رہنے والا، بسنے والا	بستے ہو	رہتے ہو	گھر	رہنے کی جگہ، مکان

تشریح: شاعر اس بند میں کہتے ہیں کہ اے شہدائے پشاور! تم کل تک صرف اپنے گھر میں رہتے تھے اور صرف ایک گھر کے رکن تھے مگر شہید کا مرتبہ ملنے کے بعد تم اس ملک کے ہر گھر میں بستے ہو۔ گویا اس پاک سرزمین کا ہر گھر تمھیں اپنا پیارا سمجھتا ہے۔ تم نے اس ملک کے ہر فرد کے دل میں اپنی جگہ بنالی ہے اور ہر دل میں دھڑکن بن کر دوڑنے لگے ہو۔ تم ہمیشہ کے لیے زندہ و جاوید ہو گئے ہو۔

بند نمبر 5: اے میرے وطن کے شہزادو تم زندہ ہو
خوشبو کے رُوپ میں اے پھولو تم زندہ ہو
جب تک دنیا باقی ہے، تم زندہ ہو
تم زندہ ہو

حل لغت:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
دنیا	جہان، سنسار	زندہ	جیتا، ذی رُوح	وطن	ملک
خوشبو	مہک، اچھی بُو				

تشریح: شاعر امجد اسلام امجد نظم کے اس بند میں شہدائے پشاور کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ظالم دہشت گردوں نے تمھیں شہید کر دیا ہے مگر تم زندہ ہو کیونکہ شہید کبھی مرتے نہیں بلکہ زندہ ہوتے ہیں اور تم رہتی دنیا تک زندہ رہو گے۔ تم میرے پیارے ملک پاکستان کے شہزادے ہو۔ تم وہ پھول ہو جن کی خوشبو رہتی دنیا تک قائم رہے گی اور تم زندہ رہو گے۔

لاہور، ملتان، فیصل آباد، گوجرانوالہ، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان، بہاولپور، سرگودھا اور راولپنڈی بورڈز کے سابقہ سالانہ پیپرز سے لیے گئے معروضی طرز سوالات

دہشت گرد سدِ باب

کثیرالانتخابی سوالات

-1 سکولوں کو دہشت گردی سے محفوظ بنانے کے لیے کس چیز کی ضرورت ہوتی ہے؟ (LHR. GI)

(A) سیکیورٹی گارڈ (B) سی سی ٹی وی کیمرہ (C) خاردار تار (D) تمام

-2 سانحہ پشاور کب پیش آیا؟ (LHR. GII, FBD. GII)

(A) 13 دسمبر 2014ء کو (B) 14 دسمبر 2014ء کو (C) 15 دسمبر 2014ء کو (D) 16 دسمبر 2014ء کو

-3 سکول میں مشکوک بیگ نظر آنے کی صورت میں: (MLN. GII)

(A) دوستوں کو بتایا جائے (B) ٹیچر کو بتایا جائے

(C) ایمرجنسی فون پر اطلاع دی جائے (D) بیگ کو خود ہٹا دیا جائے

-4 کاکول اکیڈمی واقع ہے: (SWL. GII, RWP. GII, BWP. GII)

(A) ایبٹ آباد (B) مظفر آباد (C) نتھیا گلی (D) گھوڑا گلی

-5 دکان کھولنے سے پہلے دکاندار کو چاہیے کہ وہ دہشت گردی کے حوالے سے جائزہ لے: (LHR. GI)

(A) اردگرد کے افراد کا (B) اردگرد مشکوک اشیا کا (C) اردگرد کی دکانوں کا (D) تالوں کا

-6 دہشت گردی کے خاتمے میں اہم کردار ہے: (LHR. GII)

(A) الیکٹرانک میڈیا کا (B) مسجد کا (C) مدرسے کا (D) تمام کا

-7 ایبٹ آباد میں فوجی افسروں کی مشہور اکیڈمی کا نام ہے: (MLN. GI)

(A) رحمٰن اکیڈمی (B) پاکستان اکیڈمی (C) مارشل اکیڈمی (D) کاکول اکیڈمی

-8 دہشت گردی ختم کرنے کے لیے کس کے ساتھ کام کرنا ہوگا؟ (SWL. GI)

(A) فوج (B) پولیس (C) عوام (D) ان سب کے ساتھ

جوابات: (1) تمام (2) 16 دسمبر 2014ء کو (3) ایمرجنسی فون پر اطلاع دی جائے (4) ایبٹ آباد (5) اردگرد مشکوک اشیا کا (6) تمام کا (7) کاکول اکیڈمی (8) ان سب کے ساتھ

درخواست نویسی کے اُصول

جدید دور میں تمام ممالک قوانین اور ضابطوں کے تحت چلائے جاتے ہیں۔ ہر آئینی ریاست میں مختلف محکموں کی تقسیم عمل میں لا کر ہر محکمے کے لیے ایک انتظامی ڈھانچہ تشکیل دیا جاتا ہے۔ یہ تمام محکمے اور ادارے اپنے اپنے دائرۂ کار میں کام کرتے ہوئے مختلف سطحوں پر اجتماعی خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ عوام اپنے امور اور مسائل کے ضمن میں ان محکموں سے رابطہ کرتے ہیں اس رابطے کا ذریعہ ''درخواست ہوتی ہے'' جس میں مطالبے' کام یا مسئلے کو بیان کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے درخواست کی اہمیت بہت زیادہ ہے لہٰذا ہر پڑھے لکھے شخص کو درخواست تحریر کرنے کا فن ضرور جاننا چاہیے۔ اسی طرح کسی افسر یا ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس سے چھٹی لینے یا اور کوئی کام کروانے کی منظوری لینے کے لیے درخواست لکھی جاتی ہے۔

خط کے برعکس درخواست لکھنے کا اپنا طریقہ کار ہے۔ یہ طریقہ کار ہر دور میں بدلتا رہا ہے۔
آج کل درخواست لکھتے وقت مندرجہ ذیل ہدایت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔

-1 درخواست لکھتے وقت کاغذ کی دائیں جانب شروع سے آخر تک تقریباً ایک انچ جگہ بطور حاشیہ چھوڑ دینی چاہیے۔
-2 مطلوبہ محکمے یا ادارے کے سربراہ کو اس کے عہدے سے مخاطب کرنا چاہیے مثلاً سب ڈویژنل آفیسر صاحب، پرنسپل صاحب، ہیڈ ماسٹر صاحب وغیرہ۔
-3 محکمانہ درخواستوں میں عنوان لکھا جاتا ہے جس میں مختصر طور پر چند الفاظ یا ایک سطر میں اصل مدعا یا مرکزی نکتہ بیان کیا جاتا ہے اور اس کے نیچے ایک خط کھینچا جاتا ہے۔
-4 درخواست کا آغاز نہایت ادب اور التماس سے کیا جاتا ہے۔ جیسے ''مؤدبانہ التماس ہے کہ''......
''گزارش ہے کہ''..........،
''بندہ عرض گزار ہے کہ''.........مگر اس سے پہلے ''جناب عالی!'' کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے۔
-5 آغاز کے بعد اصل مدعا بیان کیا جاتا ہے جو متن کہلاتا ہے۔
-6 طویل درخواستوں میں درخواست میں بیان کیے جانے والے نکات کو بالترتیب پیروں میں نمبر لگا کر بیان کیا جاتا ہے۔
-7 درخواست کے متن کے بعد مطالبہ بیان کیا جاتا ہے۔
-8 آخر میں درخواست گزار اپنا نام اور پتا تحریر کرتا ہے مگر اس سے پہلے العارض یا عرضی گزار لکھا جاتا ہے۔
-9 متن میں کم از کم الفاظ میں جامعیت کے ساتھ اصل مدعا بیان کیا جاتا ہے۔
-10 آخر میں نام کے متوازی دائیں جانب تاریخ لکھی جاتی ہے۔

1- درخواست برائے بحالی کنکشن و درستی بل بجلی

بخدمت جناب سب ڈویژنل آفیسر (واپڈا)
سیٹلائٹ ٹاؤن سب ڈویژن، راولپنڈی
عنوان: درخواست برائے بحالی کنکشن و درستی بل بجلی

جناب عالی!

میں آپ کی خدمت میں مندرجہ ذیل معروضات بابت عنوان بالا پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

۱۔ واپڈا کی طرف سے میرے ملکیتی گھر واقع سیٹلائٹ ٹاؤن میں دس سال قبل بجلی کا گھریلو کنکشن مہیا کیا گیا تھا۔ میرا کھاتہ نمبر ۰۷۷۸۰۰۶۔۵۶۴۱۳ ہے۔ میں شروع سے اب تک کبھی بھی واپڈا کا نادہندہ نہیں رہا۔

۲۔ جولائی ____ کے بل میں میرے کھاتے میں ۱۱۵۰ یونٹ ڈال کر مبلغ -/۳۴۵۰ روپے کا بل بھیجا گیا۔ جبکہ میٹر کے اصل ریکارڈ کے مطابق میں نے اس ماہ صرف ۳۴۰ یونٹ صرف کیے۔

۳۔ میں نے بغرض درستی بل آپ کے سب ڈویژن کے شعبہ شکایات میں مورخہ ۲۱ جولائی ____ کو درخواست جمع کرائی۔ مجھے دو دن کے بعد آنے کو کہا گیا۔ میں نے دو دن بعد رابطہ کیا تو بتایا گیا کہ متعلقہ اہلکار دو دن چھٹی پر ہے لہٰذا فی الحال کچھ نہیں ہو سکتا۔ جبکہ میرے درخواست گزارنے کے دو دن بعد بل کی ادائیگی کی آخری یومیہ تاریخ گزر گئی۔

۴۔ دریں اثناء آپ کا عملہ عدم ادائیگی بل کے باعث بجلی کا کنکشن منقطع کرنے آ گیا۔ انھیں صحیح صورت حال سے آگاہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ مگر انہوں نے میرے موقف کو تسلیم نہیں کیا اور میرے گھر کا بجلی کا کنکشن کاٹ دیا گیا۔

مندرجہ بالا معروضات کی روشنی میں سائل عرض گزار ہے کہ بجلی کا زائد بل آپ کے محکمے کی غلطی تھی۔ اور میں نے بروقت اطلاع بھی دی تھی۔ مگر بل کو بروقت درست کر کے مجھے معینہ تاریخ تک ادائیگی کا موقع نہ دیا گیا۔ اور میرا بجلی کا کنکشن کاٹ دیا گیا، جس سے مجھے اور میرے اہل خانہ کو غیر معمولی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ سے درخواست ہے کہ متعلقہ عملے کی غفلت اور تساہل پر باز پرس کریں اور میرے گھر کے بجلی کے بل کی درستی کر کے میرے بجلی کے کنکشن کو بحال کرنے کے احکام صادر فرمائیں۔

بصورت دیگر میں عدالت کے دروازے پر دستک دینے پر مجبور ہوں گا۔ از حد نوازش ہوگی۔

عرض گزار

مورخہ 26 جولائی __20ء

آپ کا تابع فرمان

ر۔ ب۔ ج

2- پرنسپل کے نام درخواست برائے رخصت بوجہ بیماری

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ ہائی سکول، منڈی بہاؤ الدین

جناب عالی!

مؤدبانہ التماس ہے کہ بندہ آپ کے زیر انتظام تعلیمی ادارے میں کلاس نہم کا طالب علم ہے۔ بندہ وائرس سے پھیلنے والے بخار اور گلے کی سوزش میں مبتلا ہے، جس کے باعث سکول حاضر ہونے سے قاصر ہے۔ ڈاکٹر سے علاج جاری ہے اور ڈاکٹر نے کم از کم ایک ہفتہ مکمل آرام کرنے کا مشورہ دیا ہے اور بتایا ہے کہ وائرس کی اس بیماری سے بازیابی میں ایک ہفتہ صرف ہوگا۔

آپ سے التماس ہے کہ بندہ کی ۱۲ جنوری تا ۱۸ جنوری ______ تک کے سات ایام کی رخصت منظور فرمائیں۔ ڈاکٹر کا طبی سرٹیفکیٹ درخواست کے ساتھ منسلک ہے۔ عین نوازش ہوگی۔

عرض گزار

مورخہ 12 جنوری __20ء

آپ کا تابع فرمان شاگرد

ل۔ ب۔ ج

3- کثرت غیر حاضری کے باعث سکول سے نام خارج ہونے کے بعد ہیڈ ماسٹر کے نام درخواست برائے بحالی داخلہ

بخدمت جناب ہیڈ ماسٹر، گورنمنٹ ہائی سکول، جہلم

جناب عالی!

گزارش ہے کہ میں اس سکول میں کلاس نہم کا طالب علم ہوں۔ صبح کے پہلے دو پیریڈز میں کثرت غیر حاضری کی وجہ سے سکول سے میرا نام خارج کر دیا گیا ہے۔

عرض ہے کہ میں شہر سے 15 کلومیٹر دور ایک دیہات کا رہنے والا ہوں۔ مجھے روزانہ بس کے ذریعے سکول آنا پڑتا ہے۔ میرا دیہات نہایت پسماندہ علاقے میں واقع ہے جہاں ٹرانسپورٹ کی مناسب سہولت مہیا نہیں۔ صبح کے وقت طالب علموں کے علاوہ شہر میں آنے والی سواریوں کا اتنا رش ہوتا ہے کہ بس میں جگہ نہیں ملتی حتیٰ کہ بس کی چھت پر بھی تل دھرنے کو جگہ نہیں ہوتی۔ لہٰذا اگلی بس کا انتظار کرنا پڑتا ہے جس سے بہت سا وقت ضائع ہو جاتا ہے اور سکول پہنچنے میں دیر ہو جاتی ہے۔ میں باوجود کوشش کے مندرجہ بالا عوامل کے باعث کلاس کے ابتدائی دو پیریڈز کی حاضری میں باقاعدگی پیدا نہ کر سکا۔ مجھے پڑھنے اور آگے بڑھنے کا بہت شوق ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ میری مجبوری کو پیش نظر رکھتے ہوئے میری درخواست پر ہمدردانہ غور فرمائیں اور میرا نام سکول میں دوبارہ داخل فرمائیں۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ سکول میں اپنی حاضری باقاعدہ بنانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا۔

عین نوازش ہوگی۔

عرض گزار

آپ کا تابع فرمان شاگرد

ا۔ب۔ج

مورخہ 20 نومبر، 20__ء

4- درخواست برائے رخصت ضروری کام

بخدمت جناب پرنسپل صاحب گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول، لیہ

جناب عالی!

مؤدبانہ گزارش ہے کہ مجھے گھر پر ایک نہایت ضروری کام آن پڑا ہے جس کی وجہ سے میں آج مورخہ 19 نومبر 20__ء کو سکول حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ براہِ کرم ایک دن کی رخصت عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔

العارض

آپ کا تابع فرمان

ا۔ب۔ج

مورخہ 19 نومبر 20__ء

5- درخواست برائے فیس معافی

بخدمت جناب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ مسلم ہائی سکول، حجرہ شاہ مقیم

جنابِ عالی!

مؤدبانہ التماس ہے کہ میں ایک نہایت غریب گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں۔ میرے والد صاحب کی آمدنی نہایت قلیل ہے۔ بہت ہی مشکل سے گزارہ ہو رہا ہے۔ ان حالات میں میرے والد صاحب میرے تعلیمی اخراجات اٹھانے سے قاصر ہیں۔ مجھے تعلیم حاصل کر کے ملک و قوم کی خدمت کا از حد شوق ہے۔ اسی وجہ سے میرا پچھلی کلاسوں کا نتیجہ نہایت شاندار رہا ہے۔

مؤدبانہ گزارش ہے کہ میری سکول فیس معاف کر دی جائے تاکہ میں اپنے غریب والدین پر بوجھ بنے بغیر تعلیم کا سلسلہ جاری رکھ سکوں۔ امید ہے آپ مایوس نہیں کریں گے اور میری عرضی پر غور فرمائیں گے۔

عین نوازش ہوگی۔

العارض

آپ کا تابع فرماں

ل۔ ب۔ ج

مورخہ 10 جون 20۔

6- درخواست برائے حصول سرٹیفکیٹ

بخدمت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب سٹی گرامر سکول، رحیم یار خان

جنابِ عالی!

مؤدبانہ گزارش ہے کہ میرے والد صاحب محکمانہ تبادلہ کی وجہ سے اپنی رہائش لاہور منتقل کر رہے ہیں۔ مجھے بھی لامحالہ اپنے والدین کے ساتھ لاہور میں سکونت پذیر ہونا پڑے گا۔ لہٰذا براہِ کرم مجھے سکول چھوڑنے کا سرٹیفکیٹ مرحمت فرمائیں تاکہ میں وہاں جا کر کسی سکول میں داخلہ لے سکوں اور اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھ سکوں۔

آپ کی عین نوازش ہوگی۔

العارض

آپ کا تابع فرماں

ل۔ ب۔ ج

مورخہ 15 اکتوبر 20۔

7- محلّہ کی صفائی کے لیے درخواست

بخدمت جناب ہیلتھ آفیسر صاحب ضلع راجن پور

عنوان: درخواست برائے صفائی محلّہ

جنابِ عالی!

گزارش ہے کہ آج کل جیسا کہ آپ بھی علم رکھتے ہیں کہ شہر میں ہیضے کی وبا پھیلی ہوئی ہے اور خود آپ کی طرف سے بذریعہ اعلان و

اشتہار اہل شہر کو اس سے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی ہدایات کی جا چکی ہیں۔

لیکن افسوس کہ ہمارے محلے میں صورت حال یہ ہے کہ ابھی تک اس وبا کی مؤثر روک تھام کا کوئی معقول بندوبست نہیں ہو سکا۔ مقام تعجب ہے کہ نہ تو آج تک میونسپل کمیٹی کے محکمہ صفائی نے اس محلے کی گلیوں اور نالیوں کی صفائی پر خاطر خواہ توجہ دی ہے اور نہ ہی آپ کے محکمہ حفظانِ صحت کے عملے کا اس طرف سے کبھی گزر ہوا ہے۔ ان حالات میں آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ محلے والوں کو اس وبا سے کس قدر شدید خطرہ لاحق ہے۔

ہم اہل محلہ آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ براہِ کرم اس صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لیے جلد از جلد ضروری اقدام کریں۔

ہم آپ کی طرف سے مثبت اقدام کے منتظر ہیں۔

عرض کنندگان

اہالیان محلہ شہید گنج شرقی

مورخہ 17 مارچ __20ء

8- درخواست برائے شکایت ڈاکیا

بخدمت جناب پوسٹ ماسٹر صاحب ہیڈ پوسٹ آفس چوکی

عنوان: درخواست برائے شکایت ڈاکیا

جنابِ عالی!

مؤدبانہ گزارش ہے کہ ہمارے علاقہ میں ڈاک کی تقسیم کا انتظام انتہائی ناقص ہے۔ میں آپ کی توجہ حسب ذیل امور کی جانب مبذول کراتے ہوئے مناسب کارروائی کی درخواست کرنا چاہتا ہوں۔

میرا ماہانہ جیب خرچ جو مجھے بذریعہ منی آرڈر ہر ماہ کی چوتھی یا پانچویں تاریخ تک وصول ہو جاتا تھا اس ماہ ابھی تک نہیں مل سکا۔ میں نے بذریعہ ٹیلی فون جب گھر میں والد صاحب سے استفسار کیا تو انھوں نے حیرت ظاہر کی کیونکہ انھوں نے اس ماہ کا خرچ مبلغ 1500 روپے مجھے تین تاریخ کو ہی روانہ کر دیا تھا جبکہ آج اکیس تاریخ ہے۔

براہِ کرم اپنے متعلقہ عملے سے تفتیش کرائیں کہ حسب ذیل کوائف پر مشتمل منی آرڈر جسے دو ہفتے پہلے پہنچ جانا چاہیے تھا اب تک کیوں نہیں پہنچ سکا۔

منی آرڈر کی مالیت = 1500 روپے رسید نمبر 205۔ ڈاک خانہ: ایمن آباد

تاریخ روانگی تین مئی

بھیجنے والے کا نام و پتا: مقبول فرید۔ ایمن آباد

درخواست گزار کا پتا: عقیل احمد طالب علم جماعت نہم گورنمنٹ ہائی سکول چوکی

9- راشن ڈپو ہولڈر کے خلاف درخواست

بخدمت جناب ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر صاحب' ضلع سیالکوٹ

عنوان: راشن ڈپو ہولڈر کے خلاف درخواست

جناب عالی!

گزارش ہے کہ ہمارے محلے کے راشن ڈپو کا نمبر 324 ہے۔ اس کے باہر کھلنے اور بند ہونے کے جو اوقات لکھے ہوئے ہیں۔ ان کے مطابق نہ تو راشن ڈپو کھلتا ہے اور نہ راشن لینے والوں سے اچھا سلوک کیا جاتا ہے۔ راشن آتا دکھائی دیتا ہے لیکن نہ جانے کہاں غائب ہو جاتا ہے۔ کوئی خوش نصیب ہی اشیائے صرف میں سے کچھ خرید پاتا ہے ورنہ عموماً یہی جواب ملتا ہے کہ راشن ختم ہو چکا ہے یا ابھی آیا ہی نہیں ہے۔ بنابریں ہم لوگ بازار سے مہنگے داموں چیزیں خریدنے پر مجبور ہیں۔ براہ کرم اس راشن ڈپو کے کرتا دھرتا لوگوں کو حکم دیا جائے کہ وہ باقاعدگی سے اوقات مقررہ کے مطابق راشن ڈپو کو کھولیں اور صارفین سے خوش اخلاقی سے پیش آئیں۔ آپ کی بروقت توجہ اور کارروائی کے لیے انتہائی ممنون ہوں گے۔

عرض کنندگان

اہالیانِ محلہ شمس آباد سیالکوٹ

مورخہ 10۔اکتوبر ___20ء

10- شادی میں شرکت کی درخواست

بخدمت جناب ہیڈ ماسٹر صاحب گورنمنٹ ہائی سکول ننکانہ صاحب

جناب عالی!

مؤدبانہ نہایت التماس سے گزارش ہے کہ میرے بڑے بھائی کی شادی مؤرخہ 2 مارچ 2017ء کو ہونا قرار پائی ہے۔ شادی کی مصروفیات کے باعث میں مورخہ 2 مارچ اور 3 مارچ 2017ء کو سکول میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ براہ مہربانی مجھے ان ایام کی رخصت عنایت فرمائیں۔ عین نوازش ہوگی۔ شکریہ

آپ کا تابعدار شاگرد

ن۔و۔ل

مورخہ 01۔مارچ ___20ء

URDU NOTES FOR 9th CLASS (PUNJAB)

صَرف ونَحو

گرامر/قواعد: ہر زبان کے کچھ اصول اور قوانین ہوتے ہیں جن کی بدولت اس زبان کو درست انداز سے سیکھا اور استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اُردو زبان کے بھی کچھ اُصول ہیں۔ انہیں گرامر یا قواعد کہا جاتا ہے۔

گرامر/قواعد کے حصے

قواعد کے دو حصے ہیں۔ 1- حصہ صَرف 2- حصہ نَحو

1- صَرف: یہ قواعد کا وہ حصہ ہے، جس میں الفاظ سے بحث کی جاتی ہے یعنی یہ لفظ واحد ہے یا جمع، مذکر ہے یا مؤنث، اسم ہے فعل ہے یا حرف۔ اس حصہ میں صرف کلمات اور الفاظ پر ہی بحث کی جاتی ہے۔

2- نَحو: یہ قواعد کا وہ حصہ ہے جس میں مرکب، جملوں اور عبارتوں سے بحث کی جاتی ہے۔

حصہ صَرف

لفظ: انسان اپنی زبان سے جو کچھ بولتا ہے اسے لفظ کہتے ہیں جیسے آ جا، آیا، پانی، دیوار وغیرہ۔

لفظ کی اقسام

لفظ کی دو اقسام ہیں۔ 1- لفظِ مَوضوع 2- لفظِ مہمل

1- لفظِ موضوع: وہ لفظ جس کے کچھ معنی ہوں وہ لفظِ موضوع کہلاتا ہے۔ جیسے: آدمی، بیمار، دُکھ وغیرہ

2- لفظِ مہمل: وہ الفاظ جن کے کچھ معنی نہ ہوں لفظِ مہمل کہلاتے ہیں: جیسے :وادمی، شیمار، ودکھ وغیرہ۔

لفظ موضوع کی اقسام

لفظ موضوع کی دو اقسام ہیں۔ 1- کلمہ 2- کلام یا مرکب

1- کلمہ: واحد بامعنی لفظ کو کلمہ کہتے ہیں جیسے مدرسہ، باغ، دیوار، دیگ وغیرہ۔

2- کلام/مرکب: دو یا دو سے زیادہ بامعنی لفظوں کے مجموعے کو کلام یا مرکب کہتے ہیں۔ جیسے: تاریخی عمارت، سنہرے حروف، نیک دل انسان وغیرہ۔

کلمہ کی اقسام

کلمہ کی تین اقسام ہیں۔ 1- اسم 2- فعل 3- حرف

1- اسم: وہ کلمہ جو کسی شخص، جگہ، چیز یا کیفیت کا نام ہو اسم کہلاتا ہے۔ جیسے: فرحان، فیصل آباد، کمپیوٹر اور محبت وغیرہ۔ کسی نام کی جگہ استعمال ہونے والے الفاظ جیسے وہ، وہاں، یہ وغیرہ بھی اسم ہیں۔

2- فعل: وہ کلمہ جس میں کسی کام کا کرنا یا ہونا کسی زمانے میں پایا جائے فعل کہلاتا ہے۔ جیسے لایا، بولا، آیا، گیا وغیرہ۔

3- حرف: وہ کلمہ جو اکیلا تو کوئی معنی نہ دے لیکن دوسرے کلمات کے ساتھ مل کر معنی دے اور ان میں تعلق بھی پیدا کرے حرف کہلاتا ہے۔ جیسے: میں مسجد سے سکول تک گیا۔ اس جملے میں "سے" اور "تک" حروف ہیں۔

اسم کی اقسام

اسم کی دو اقسام ہیں۔ 1- اسم ذات 2- اسم صفت

1- اسم ذات: وہ اسم جو کسی وجود یا حقیقت کو ظاہر کرے، اسم ذات کہلاتا ہے۔ جیسے: باغ، باورچی خانہ، نعمان وغیرہ۔

2- اسم صفت: وہ اسم جو کسی چیز کی اچھی یا بُری حالت کو ظاہر کرے، اسم صفت کہلاتا ہے۔ جیسے رنگین آنچل، سنہری بات، سست لڑکی، بزدل بچہ۔ ان مثالوں میں رنگین، سنہری، سست اور بزدل اسما صفت ہیں۔

اسم کی استعمال کے لحاظ سے قسمیں

اسم کی استعمال کے لحاظ سے دو قسمیں ہیں 1- اسم معرفہ 2- اسم نکرہ

1- اسم معرفہ: وہ اسم ہے جو کسی خاص چیز، شخص یا جگہ کے نام کو ظاہر کرے۔

مثالیں: کے ٹو، بال جبریل، فیصل آباد، نعمان وغیرہ۔

یاد رکھیے:
اسم معرفہ کو اسم خاص اور اسم نکرہ کو اسم عام بھی کہتے ہیں۔

2- اسم نکرہ: وہ اسم ہے جو کسی عام چیز، شخص، یا جگہ کے عام نام کو ظاہر کرے۔

مثالیں: پہاڑ، کتاب، شہر، جانور، لڑکا وغیرہ۔

اسمِ معرفہ کی قسمیں

اسمِ معرفہ کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں۔

1- اسمِ علم 2- اسمِ ضمیر 3- اسمِ موصول 4- اسمِ اشارہ

1- اسمِ علم: وہ اسم ہے جو کسی شخص کے خاص نام کو ظاہر کرے۔

مثالیں: قائداعظمؒ، حالی، ابنِ مریم، مصورِ غم۔

اسمِ علم کی قسمیں:

(i) خطاب (ii) لقب (iii) تخلص
(iv) کنیت (iv) عرف

(i) خطاب: وہ اسمِ معرفہ ہے جو کسی خوبی کی وجہ سے حکومت کی طرف سے دیا جائے جیسے: شمس العلما، خان بہادر، رستم زماں۔

(ii) **لقب:** وہ اسم معرفہ جو کسی خوبی کی وجہ سے قوم کی طرف سے دیا جائے جیسے: موسیٰ کلیم اللہ، عیسیٰ روح اللہ، مادرِ ملت، قائدِ ملت، قائدِ اعظمؒ وغیرہ۔

(iii) **تخلص:** وہ مختصر نام جو شاعر حضرات اپنے اشعار میں استعمال کے لیے رکھ لیتے ہیں۔ جیسے: ابراہیم ذوق، اسد اللہ خان غالبؔ، الطاف حسین حالی۔ ان میں ذوقؔ، غالبؔ اور حالیؔ تخلص ہیں۔

(iv) **کنیت:** وہ اسم جو باپ، ماں، بیٹے یا اور کسی تعلق کی وجہ سے پکارا جائے جیسے: حضرت عمرؓ کی کنیت ہے ابن خطاب اپنے والد خطاب کی وجہ سے، ابن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کنیت ہے اپنی والدہ ماجدہ حضرت مریم کی وجہ سے، ابوالقاسم حضرت محمد ﷺ کی کنیت ہے۔

(v) **اسم عرف:** وہ اسم ہے جو والدین بچپن میں بچے کا پیار سے نام رکھ دیتے ہیں جیسے: سونو، منوں، گڈو، راجا وغیرہ۔ بعض دفعہ کسی خوبی یا خامی کی وجہ سے کوئی نام مشہور ہو جاتا ہے۔ جیسے: مھگنا، موٹو، پھنا، ںکلا، ڈٹو، دتو وغیرہ۔

2- اسم ضمیر: وہ اسم ہے جو کسی دوسرے اسم کی جگہ استعمال کیا جائے۔

مثال: اسلم آیا، اس نے سبق پڑھایا اور وہ چلا گیا۔ اس میں "اس" اور "وہ" دونوں اسم ضمیر ہیں جو اسلم کی جگہ استعمال ہوئے ہیں۔
ضمیر جس کی جگہ استعمال ہوا سے "مرجع" کہتے ہیں۔

اسم ضمیر کی اقسام

اسم ضمیر کی تین اقسام ہیں۔

(i) ضمیر فاعلی (ii) ضمیر مفعولی (iii) ضمیر اضافی

(i) **ضمیر فاعلی:** وہ ضمیر ہے جو کسی فعل کا فاعل بن رہی ہو۔ وہ یہ ہیں۔

واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
وہ۔ اس	انہوں	تو	تم	میں	ہم

(ii) **ضمیر مفعولی:** وہ ضمیر جو مفعول کی جگہ استعمال ہوتی ہے۔ وہ یہ ہیں۔

واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
اسے	انہیں	تجھے	تمہیں	مجھے	ہمیں

(iii) **ضمیر اضافی:** وہ ضمیر ہے جو مضاف الیہ بن کر استعمال ہو۔ وہ یہ ہیں۔

واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
اس کا	ان کا	تیرا/ تیری	تمہارا/ تمہاری	میرا/ میری	ہمارا/ ہماری

3- اسم موصول: وہ اسم ہے جسے کسی جملے کے ساتھ لگائے بغیر اس کے معنی سمجھ میں نہ آئیں۔

مثالیں: جس، جو، جسے، جو کچھ، جنھوں، جو کوئی، جنھیں، جو چیز وغیرہ۔

4- اسم اشارہ

تعریف: وہ اسم ہے جس سے کسی چیز کی طرف اشارہ کیا جائے۔

مثالیں: وہ، یہ۔ "وہ" دور کی چیز کے لیے اور "یہ" نزدیک کی چیز کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اسے

مشارٌ الیہ کہتے ہیں۔

مثالیں: وہ درخت، یہ میز وغیرہ۔

یہاں ''وہ'' اور ''یہ'' اسمِ اشارہ ہیں۔ درخت اور میز مشارٌ الیہ ہیں۔

نوٹ 1: ''وہ'' اور ''یہ'' بطور ضمیر واحد غائب بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اس حالت میں انھیں ضمیر اشارہ کہتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ اسمِ اشارہ میں ''یہ'' اور ''وہ'' پہلے اور مشارٌ الیہ بعد میں آتا ہے لیکن ضمیر اشارہ میں مشارٌ الیہ پہلے اور ''یہ'' اور ''وہ'' بعد میں آتے ہیں۔

نوٹ 2: اسمِ ضمیر، اسمِ اشارہ اور اسمِ موصول کو اسمِ معرفہ کی قسموں میں شمار کیا جاتا ہے کیونکہ اسمِ ضمیر، اسمِ اشارہ اور اسمِ موصول کو جن اسموں سے تعلق ہوتا ہے معرفہ بن جاتے ہیں۔ دیکھیں اوپر دی گئی مثالیں۔

اسم کی بناوٹ کے اعتبار سے قسمیں

اسم کی بناوٹ کے اعتبار سے مندرجہ ذیل قسمیں ہیں:

1- اسمِ جامد 2- اسمِ مصدر 3- اسمِ مشتق

1- اسمِ جامد: وہ اسم ہے جو نہ خود کسی اسم سے بنا ہوا ور نہ اس سے کوئی دوسرا اسم بنے۔

مثالیں: اینٹ۔ درخت۔ چٹان۔ دولت۔ چٹائی وغیرہ۔

2- اسمِ مصدر: وہ اسم ہے جو خود تو کسی سے نہ بنے لیکن اس سے بہت سے اسم اور فعل بنیں۔

مثالیں: پڑھنا سے پڑھنے والا، پڑھا وغیرہ۔

مصدر کی علامت: اُردو زبان میں ''نا'' مصدر کی علامت ہے۔

مثالیں: پڑھنا، بیٹھنا، سونا وغیرہ۔

لیکن کچھ الفاظ ایسے بھی ہیں جن کے آخر میں ''نا'' آتا ہے لیکن وہ مصدر نہیں ہوتے۔

مثالیں: پرانا، کانا، چونا، گنا، سونا، بچھونا (بستر)، مصدر نہیں ہیں۔

3- اسمِ مشتق: وہ اسم ہے جو خود تو مصدر وغیرہ سے بنے لیکن اس سے پھر کوئی لفظ نہ بنے۔

مثالیں: پڑھنا سے پڑھنے والا، پڑھنے والی، پڑھا ہوا وغیرہ الفاظ بنتے ہیں لیکن آگے ان سے کوئی لفظ نہیں بنتا۔

2- فعل

تعریف: وہ کلمہ ہے جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا کسی زمانے میں معلوم ہو ''فعل'' کہلاتا ہے۔

مثالیں: امین دوڑا، اسلم نے خط لکھا وغیرہ۔

نوٹ: فعل کا تعلق زمانے کے ساتھ ہوتا ہے اور زمانے تین ہیں۔

1- زمانہ ماضی: گزرے ہوئے زمانے کو زمانہ ماضی کہتے ہیں۔

2- زمانہ حال: موجودہ زمانے کو فعل حال کہتے ہیں۔

3- زمانہ مستقبل: آنے والے زمانے کو زمانہ مستقبل کہتے ہیں۔

فعل کی قسمیں:

فعل کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں:

1- فعل ماضی 2- فعل حال 3- فعل مستقبل 4- فعل مضارع 5- فعل امر 6- فعل نہی
7- فعل لازم 8- فعل متعدی 9- فعل معروف 10- فعل مجہول 11- فعل تام 12- فعل ناقص

فعل کے لیے فاعل کی بھی مختلف حالتیں ہوتی ہیں۔ مثلاً غائب، حاضر، متکلم۔ فاعل واحد ہوگا یا جمع ہوگا۔ اس لیے فعل کی چھے صورتیں اور درجے ہو جائیں گے۔ مثلاً (1) واحد غائب (2) جمع غائب (3) واحد حاضر (4) جمع حاضر (5) واحد متکلم (6) جمع متکلم
ان درجوں کو صیغے کہتے ہیں۔ کسی فعل کو ان صیغوں میں تبدیل کرنا گردان کہلاتا ہے۔

1- فعل ماضی

تعریف: وہ فعل ہے جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا گزرے ہوئے زمانے میں پایا جائے "فعل ماضی" کہلاتا ہے۔
مثالیں: جاوید نے آم کھایا، عائشہ قرآن مجید پڑھتی تھی وغیرہ۔

فعل ماضی کی قسمیں

فعل ماضی کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں۔

1- ماضی مطلق 2- ماضی قریب 3- ماضی بعید 4- ماضی شکیہ 5- ماضی تمنائی/شرطیہ 6- ماضی استمراری

1- **ماضی مطلق:** وہ فعل جس میں کسی کام کا کرنا یا ہونا صرف گزرے ہوئے زمانے میں معلوم ہو لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ گزرا ہوا زمانہ دور کا ہے یا قریب کا "ماضی مطلق" کہلاتا ہے۔
مثالیں: ہم گئے، وہ آئی، میں آیا وغیرہ۔

ماضی مطلق بنانے کے طریقے:

1- بعض مصدروں کے آخر سے "نا" ہٹا کر "الف" لگا دینے سے ماضی مطلق بن جاتی ہے۔
مثالیں: کھیلنا سے کھیلا، دیکھنا سے دیکھا، دوڑنا سے دوڑا ماضی مطلق ہیں۔
2- بعض مصدروں کے آخر سے "نا" ہٹا کر "یا" لگا دینے سے ماضی مطلق بن جاتی ہے۔
مثالیں: سونا سے سویا، پینا سے پیا، آنا سے آیا وغیرہ ماضی مطلق ہیں۔
نوٹ: جانا اور کرنا مصدر کی ماضی مطلق ان کے خلاف آتی ہے۔
مثالیں: جانا سے گیا، کرنا سے کیا وغیرہ ماضی مطلق ہیں۔

"پڑھنا" مصدر سے ماضی مطلق کی گردان

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	اس نے پڑھا	انھوں نے پڑھا	تو نے پڑھا	تم نے پڑھا	میں نے پڑھا	ہم نے پڑھا
مؤنث	اس نے پڑھا	انھوں نے پڑھا	تو نے پڑھا	تم نے پڑھا	میں نے پڑھا	ہم نے پڑھا

2- ماضی قریب

تعریف: وہ فعل جس میں کسی کام کا کرنا یا ہونا قریب کے گزرے ہوئے زمانے میں معلوم ہو "فعل ماضی قریب" کہلاتا ہے۔
مثالیں: عابد آیا ہے، صائمہ گئی ہے وغیرہ۔

ماضی قریب بنانے کا طریقہ

تعریف: ماضی مطلق کے آخر میں "ہے" لگا دینے سے ماضی قریب بن جاتی ہے۔
مثالیں: آیا سے آیا ہے، گیا سے گیا ہے وغیرہ۔

"جانا" مصدر سے ماضی قریب کی گردان

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ گیا ہے	وہ گئے ہیں	تو گیا ہے	تم گئے ہو	میں گیا ہوں	ہم گئے ہیں
مؤنث	وہ گئی ہے	وہ گئی ہیں	تم گئی ہو	تم گئی ہو	میں گئی ہوں	ہم گئی ہیں

3- ماضی بعید

تعریف: وہ فعل جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا دیر کے گزرے ہوئے زمانے میں معلوم ہو۔
مثالیں: وحید نے پڑھا تھا۔ اسلم نے لکھا تھا وغیرہ۔

ماضی بعید بنانے کا طریقہ:

تعریف: ماضی مطلق کے آخر میں "تھا" لگا دینے سے ماضی بعید بن جاتی ہے۔
مثالیں: کھایا تھا، رویا تھا، مارا تھا وغیرہ۔

"آنا" مصدر سے ماضی بعید کی گردان

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ آیا تھا	وہ آئے تھے	تو آیا تھا	تم آئے تھے	میں آیا تھا	ہم آئے تھے
مؤنث	وہ آئی تھی	وہ آئی تھیں	تو آئی تھی	تم آئی تھیں	میں آئی تھی	ہم آئی تھیں

4- ماضی شکیہ

تعریف: وہ فعل جس سے کسی کام کے کرنے یا ہونے کا گزرے ہوئے زمانے میں شک معلوم ہو "ماضی شکیہ" کہلاتا ہے۔
مثالیں: اس نے خط لکھا ہوگا، اُس نے پڑھا ہوگا وغیرہ۔
ماضی شکیہ بنانے کا طریقہ: ماضی مطلق کے آخر میں "ہوگا" لگا دینے سے ماضی شکیہ بن جاتی ہے۔

"پڑھنا" مصدر سے ماضی شکیہ کی گردان

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	اس نے پڑھا ہوگا	انھوں نے پڑھا ہوگا	تو نے پڑھا ہوگا	تم نے پڑھا ہوگا	میں نے پڑھا ہوگا	ہم نے پڑھا ہوگا
مؤنث	اس نے پڑھا ہوگا	انھوں نے پڑھا ہوگا	تو نے پڑھا ہوگا	تم نے پڑھا ہوگا	میں نے پڑھا ہوگا	ہم نے پڑھا ہوگا

5- ماضی تمنائی یا شرطیہ

تعریف: وہ فعل جس سے گزرے ہوئے زمانے میں کسی کام کی آرزو، تمنا یا شرط معلوم ہو "ماضی تمنائی یا شرطیہ" کہلاتا ہے۔

مثالیں: کاش میں محنت کرتا، اگر وہ آتی وغیرہ۔

ماضی تمنائی یا شرطیہ بنانے کا طریقہ:

مصدر کے آخر سے "نا" ہٹا کر "تا" لگا کر شروع میں "کاش" یا "اگر" لگا دیتے ہیں، اس طرح ماضی تمنائی یا شرطیہ بن جاتی ہے۔

"لکھنا" مصدر سے ماضی تمنائی یا شرطیہ کی گردان ("کاش" کے ساتھ)

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	کاش! وہ لکھتا	کاش! وہ لکھتے	کاش! تو لکھتا	کاش! تم لکھتے	کاش! میں لکھتا	کاش! ہم لکھتے
مؤنث	کاش! وہ لکھتی	کاش! وہ لکھتیں	کاش! تو لکھتی	کاش! تم لکھتیں	کاش! میں لکھتی	کاش! تم لکھتیں

"لکھنا" مصدر سے ماضی تمنائی یا شرطیہ کی گردان ("اگر" کے ساتھ)

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	اگر وہ لکھتا	اگر وہ لکھتے	اگر تو لکھتا	اگر تم لکھتے	اگر میں لکھتا	اگر ہم لکھتے
مؤنث	اگر وہ لکھتی	اگر وہ لکھتیں	اگر تو لکھتی	اگر تم لکھتیں	اگر میں لکھتی	اگر ہم لکھتیں

6- ماضی استمراری

تعریف: وہ فعل جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا گزرے ہوئے زمانے میں لگاتار اور مسلسل معلوم ہو "ماضی استمراری" کہلاتا ہے۔

مثالیں: میں پڑھتا تھا، ہم جا رہے تھے وغیرہ۔

ماضی استمراری بنانے کا طریقہ

مصدر کے آخر سے "نا" ہٹا کر "تا تھا" یا "رہا تھا" لگا دینے سے ماضی استمراری بن جاتی ہے۔

''سونا'' مصدر سے ماضی استمراری کی گردان

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ سو رہا تھا/ وہ سوتا تھا	وہ سو رہے تھے/ وہ سوتے تھے	تو سو رہا تھا/ تو سوتا تھا	تم سو رہے تھے/ تم سوتے تھے	میں سو رہا تھا/ میں سوتا تھا	ہم سو رہے تھے/ ہم سوتے تھے
مؤنث	وہ سو رہی تھی/ وہ سوتی تھی	وہ سو رہی تھیں/ وہ سوتی تھیں	تو سو رہی تھی/ تو سوتی تھی	تم سو رہی تھیں/ تم سوتی تھیں	میں سو رہی تھی/ میں سوتی تھی	ہم سو رہے تھے/ ہم سوتی تھیں

2- فعل حال

تعریف: وہ فعل جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا موجودہ زمانے میں معلوم ہو ''فعل حال'' کہلاتا ہے۔

مثالیں: نسرین خط لکھتی ہے، جنید کتاب پڑھ رہا ہے وغیرہ۔

فعل حال بنانے کا طریقہ

مصدر کے آخر سے ''نا'' ہٹا کر ''تا ہے'' لگا دینے سے فعل حال اور ''رہا ہے'' لگا دینے سے فعل حال جاری بن جاتا ہے۔

''دوڑنا'' مصدر سے فعل حال اور فعل جاری کی گردان

جنس	فعل حال/فعل جاری	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	فعل حال	وہ دوڑتا ہے	وہ دوڑتے ہیں	تو دوڑتا ہے	تم دوڑتے ہو	میں دوڑتا ہوں	ہم دوڑتے ہیں
	فعل جاری	وہ دوڑ رہا ہے	وہ دوڑ رہے ہیں	تو دوڑ رہا ہے	تم دوڑ رہے ہو	میں دوڑ رہا ہوں	ہم دوڑ رہے ہیں
مؤنث	فعل حال	وہ دوڑتی ہے	وہ دوڑتی ہیں	تو دوڑتی ہے	تم دوڑتی ہو	میں دوڑتی ہوں	ہم دوڑتی ہیں
	فعل جاری	وہ دوڑ رہی ہے	وہ دوڑ رہی ہیں	تو دوڑ رہی ہے	تم دوڑ رہی ہو	میں دوڑ رہی ہوں	ہم دوڑ رہی ہیں

3- فعل مستقبل

تعریف: وہ فعل جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا آنے والے زمانے میں معلوم ہو ''فعل مستقبل'' کہلاتا ہے۔

مثالیں: ظہیر کراچی جائے گا، وہ خط لکھے گا وغیرہ۔

فعل مستقبل بنانے کا طریقہ

مصدر کے آخر سے ''نا'' ہٹا کر ''ے گا'' لگا دینے سے فعل مستقبل بن جاتا ہے۔

مثالیں: کھیلنا سے کھیلے گا، دوڑنا سے دوڑے گا وغیرہ۔

”کھیلنا“ مصدر سے فعل مستقبل کی گردان

جنس	واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
مذکر	وہ کھیلے گا	وہ کھیلیں گے	تو کھیلے گا	تم کھیلو گے	میں کھیلوں گا	ہم کھیلیں گے
مؤنث	وہ کھیلے گی	وہ کھیلیں گی	تو کھیلے گی	تم کھیلو گی	میں کھیلوں گی	ہم کھیلیں گی

4- فعل مضارع

تعریف: وہ فعل جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا موجودہ اور آنے والے زمانے میں معلوم ہو ”فعل مضارع“ کہلاتا ہے۔

مثال: اسد جائے، اس میں جائے فعل مضارع ہے۔

فعل مضارع بنانے کا طریقہ

مصدر کے آخر سے ”نا“ ہٹا کر ”ئے“ لگا دینے سے فعل مضارع بن جاتا ہے۔

”رونا“ مصدر سے فعل مضارع کی گردان

واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
وہ روئے	وہ روئیں	تو روئے	تم روئے	میں روؤں	ہم روئیں

مشق

سوال 1: درست جواب کی نشاندہی (✔) سے کریں۔

1- استعمال کے لحاظ سے اسم کی قسمیں ہیں:
(ا) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

2- استعمال کے لحاظ سے اسم کی قسمیں ہیں:
(ا) اسم ظرف، اسم آلہ (ب) اسم معرفہ، اسم نکرہ
(ج) حال، ماضی، مستقبل (د) اسم جامد، اسم مصدر، اسم مشتق

3- اسم معرفہ کی نشاندہی کریں۔
(ا) اسلام آباد، نہر، پھل (ب) لاہور، تاریخ پاکستان، سلیم
(ج) بادشاہی مسجد، لڑکا، دیوار (د) دیوار چین، شوکت، پھل

4- درج ذیل گروپ میں سے کس کا تعلق اسم نکرہ سے ہے؟
(ا) انسان، باقر، کتاب (ب) اسلامیات، سکول، شہر (ج) آم، گلاب جامن، شفیق (د) کرسی، میز، بستہ

5- اسم معرفہ کی کتنی اقسام ہیں؟
(ا) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

6- اسم معرفہ کی قسمیں ہیں:
(ا) اسم علم، اسم ضمیر، اسم اشارہ، اسم موصول (ب) جامد، مصدر، مشتق
(ج) ماضی، حال، مستقبل (د) لقب، خطاب، تخلص، عرف، کنیت

7- وہ اسم جو کسی دوسرے اسم کی جگہ استعمال ہو کہلاتا ہے:
(ا) اسم جامد (ب) اسم آلہ (ج) اسم ظرف (د) اسم ضمیر

8- اسم ضمیر سے متعلق گروپ ہے:
(ا) اینٹ، درخت، چٹان (ب) وہ، میں، تم، ہم (ج) سے، تک، اب (د) اسلم، کتاب، شہر

9- وہ اسم جسے کسی جملے کے ساتھ لگائے بغیر اس کے معنی سمجھ نہ آئیں اُس اسم کو کہتے ہیں۔
(ا) اسم موصول (ب) اسم اشارہ (ج) اسم ضمیر (د) اسم نکرہ

10- اسم موصول سے متعلق گروپ ہے:
(ا) کہاں، کدھر، کیسے (ب) پڑھنا، بیٹھنا، سونا (ج) سے، وہ، تم (د) جو، جسے، جنہیں، جو کوئی

11- بناوٹ کے لحاظ سے اسم کی اقسام والا گروپ ہے:
(ا) اسم نکرہ، اسم معرفہ (ب) لقب، خطاب، کنیت، تخلص، عرف
(ج) جامد، مصدر، مشتق (د) ماضی، حال، مستقبل

12- وہ اسم جو نہ کسی اسم سے بنا ہو اور نہ اس سے کوئی دوسرا اسم بنے کہلاتا ہے:
(ا) اسم جامد (ب) اسم مصدر (ج) اسم مشتق (د) اسم علم

13- وہ اسم جو خود تو کسی سے نہ بنے لیکن اس سے بہت سے اسم اور فعل بنیں، کہلاتا ہے:
(ا) اسم جامد (ب) اسم مصدر (ج) اسم مشتق (د) اسم علم

14- وہ اسم جو خود تو مصدر وغیرہ سے بنے لیکن اس سے پھر کوئی لفظ نہ بن سکے، کہلاتا ہے:
(ا) اسم جامد (ب) اسم مصدر (ج) اسم مشتق (د) اسم علم

15- اُردو زبان میں مصدر کی علامت ہے:
(ا) نا (ب) والا (ج) ہوا (د) آ

16- وہ اسم جس سے کسی چیز کے نر یا مادہ ہونے کا پتا چلے کہلاتا ہے:
(ا) اسم اشارہ (ب) اسم جنس (ج) اسم جامد (د) اسم مشتق

17- وہ کلمہ جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا کسی زمانے میں معلوم ہو کہلاتا ہے:
(ا) اسم (ب) فعل (ج) حرف (د) اسم عَلَمْ

18- ''پہاڑ'' قواعد کی رُو سے کیا ہے؟
(ا) اسم معرفہ (ب) اسم مصدر (ج) اسم اشارہ (د) اسم جامد

19- ''گیا ہے'' کون سا فعل ہے؟
(ا) فعل ماضی بعید (ب) فعل ماضی قریب (ج) ماضی مطلق (د) ماضی شکیہ

20- "بارش ہوئی ہوگی" کون سا فعل ہے؟
(ا) فعل ماضی قریب (ب) فعل ماضی بعید (ج) فعل ماضی شکیہ (د) فعل ماضی قریب

21- "کاش! وہ آتا" قواعد کی رُو سے کون سا فعل ہے؟
(ا) ماضی شرطیہ (ب) ماضی استمراری (ج) ماضی قریب (د) ماضی مطلق

22- "وہ سکول جاتی رہی تھی" کون سا فعل ہے؟
(ا) فعل حال (ب) فعل مستقبل (ج) ماضی استمراری (د) ماضی بعید

23- وہ فعل جس سے کسی کام کا کرنا یا ہونا موجودہ اور آنے والے زمانے میں معلوم ہو کہلاتا ہے:
(ا) فعل ماضی (ب) فعل مضارع (ج) ماضی مطلق (د) فعل مستقبل

24- "وہ آئے" کون سا فعل ہے؟
(ا) فعل امر (ب) فعل نہی (ج) فعل مضارع (د) فعل متعدی

25- کسی گزرے ہوئے زمانے میں شک کا عنصر پایا جائے تو وہ کون سا فعل ہوگا؟
(ا) ماضی شکیہ (ب) ماضی تمنائی (ج) ماضی بعید (د) ماضی استمراری

جوابات: 1- دو 2- اسم معرفہ، اسم نکرہ 3- لاہور، تاریخ پاکستان، سلیم 4- کرسی، میز، بستہ
5- چار 6- اسم علم، اسم ضمیر، اسم اشارہ، اسم موصول 7- اسم ضمیر 8- وہ، میں، تم، ہم
9- اسم موصول 10- جو، جسے، جنہیں، جو کوئی 11- جامد، مصدر، مشتق 12- اسم جامد
13- اسم مصدر 14- اسم مشتق 15- ج 16- اسم جنس
17- فعل 18- اسم جامد 19- فعل ماضی قریب 20- فعل ماضی شکیہ
21- ماضی شرطیہ 22- ماضی استمراری 23- فعل مضارع 24- فعل مضارع
25- ماضی شکیہ

سوال 2: خط کشیدہ اسما کا تعلق اسم معرفہ کی کون سی قسم سے ہے؟

نمبر شمار	جملے	اسما
-1	قائداعظمؒ 25 دسمبر 1876ء میں پیدا ہوئے۔	
-2	حالی جالندھر میں پیدا ہوئے، وہ بچپن میں ہی شعر کہنے لگے۔	
-3	وہ شہتوت کا درخت ہے۔	
-4	یہ پاکستانی جھنڈا ہے۔	
-5	جس نے سچ بولا اُس نے راحت پائی۔	
-6	جدھر بھی جائے گا روشنی لٹائے گا۔	
-7	حفیظ جالندھری ایک قادرالکلام شاعر تھے۔ قومی ترانہ اُن کی باعث فخر تحریر ہے۔	

جوابات: 1- اسم علم 2- اسم ضمیر 3- اسم اشارہ 4- اسم اشارہ 5- اسم موصول 6- اسم موصول 7- اسم ضمیر

سوال3: خط کشیدہ اسما کا تعلق اسم کی کس قسم سے ہے؟ نشاندہی کریں۔

نمبر شمار	جملے	اسما
-1	اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دو۔	
-2	دولت آنی جانی شے ہے۔	
-3	درخت ماحول کو صاف کرتے ہیں۔	
-4	کمپیوٹر کے سامنے زیادہ دیر بیٹھنا ٹھیک نہیں۔	
-5	رات کو جلد سونا بہتر ہوتا ہے۔	
-6	پڑھنے والا انسان وقت ضائع نہیں کرتا۔	
-7	علامہ اقبالؒ کی کتاب "بانگ درا" میری پڑھی ہوئی ہے۔	

جوابات: -1 اسم جامد -2 اسم جامد -3 اسم جامد -4 اسم مصدر -5 اسم مصدر -6 اسم مشتق -7 اسم مشتق

سوال4: کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں اور جواب کالم "ج" میں لکھیں۔

کالم الف	کالم ب	کالم ج
-1 وہ، اس، اُن	قواعد یا گرامر	
-2 دریا، پہاڑ، ندیاں	اسم مصدر	
-3 کے ٹو، راوی، وادی ہنزہ	اسم مشتق	
-4 پڑھنے والا، لکھنے والا، لکھتا ہوا	اسم جامد	
-5 درخت، چٹان، اینٹ	اسم ضمیر	
-6 پڑھنا، لکھنا، سونا	اسم نکرہ	
-7 حصہ صرف، حصہ نحو	اسم معرفہ	

جوابات: -1 اسم ضمیر -2 اسم نکرہ -3 اسم معرفہ -4 اسم مشتق -5 اسم جامد -6 اسم مصدر -7 قواعد یا گرامر

سوال5: ماضی مطلق کو ماضی بعید میں تبدیل کریں۔

ماضی مطلق	ماضی بعید
-1 حفیظ جالندھری بچپن میں ہی شعر کہنے لگے۔	
-2 احسان دانش بچپن ہی سے محنت مزدوری کرنے لگے۔	
-3 اشرف صبوحی نے بچوں کے لیے درجن بھر کتابیں لکھیں۔	
-4 ڈاکٹر وحید قریشی میانوالی میں پیدا ہوئے۔	
-5 شفیع عقیل نے لوک کہانیوں کے تراجم بھی کیے۔	

جوابات: -1 حفیظ جالندھری بچپن میں ہی شعر کہنے لگے تھے۔ -2 احسان دانش بچپن ہی سے محنت مزدوری کرنے لگے تھے۔

3- اشرف صبوحی نے بچوں کے لیے درجن بھر کتابیں لکھی تھیں۔ 4- ڈاکٹر وحید قریشی میانوالی میں پیدا ہوئے تھے۔
5- شفیع عقیل نے لوک کہانیوں کے تراجم بھی کیے تھے۔

سوال6: ماضی شکیہ کو ماضی تمنائی یا شرطیہ میں تبدیل کریں۔

ماضی شکیہ	ماضی شرطیہ یا تمنائی
1- اس نے پڑھا ہوگا۔	
2- وہ بیرون ملک گیا ہوگا۔	
3- بارش ہوئی ہوگی۔	
4- وہ صحت یاب ہوگئی ہوگی۔	
5- چھٹی ہوگئی ہوگی۔	

جوابات: 1- اے کاش! اُس نے پڑھا ہوتا۔ 2- اے کاش! وہ بیرون ملک گیا ہوتا۔ 3- اے کاش! بارش ہوئی ہوتی۔
4- اے کاش! وہ صحت یاب ہوئی ہوتی۔ 5- اے کاش! چھٹی ہوئی ہوتی۔

5- فعل امر

تعریف: وہ فعل جس سے کسی کام کے کرنے یا ہونے کا حکم ظاہر ہو"فعل امر" کہلاتا ہے۔

مثالیں: تم جاؤ، تم کھاؤ وغیرہ۔

فعل امر بنانے کا طریقہ

مصدر کے آخر سے "نا" ہٹا کر جو باقی بچے فعل امر واحد حاضر کا صیغہ ہوگا۔ فعل امر کے حقیقت میں دو صیغے واحد حاضر اور جمع حاضر ہوتے ہیں کیونکہ حکم حاضر اور موجود کو دیا جاتا ہے۔ چنانچہ باقی صیغے فعل مضارع کے استعمال کیے جاتے ہیں۔

"کھانا" مصدر سے فعل امر کی گردان

واحد غائب	جمع غائب	واحد حاضر	جمع حاضر	واحد متکلم	جمع متکلم
وہ کھائے	وہ کھائیں	تو کھا	تم کھاؤ	میں کھاؤں	ہم کھائیں

6- فعل نہی

تعریف: وہ فعل جس سے کسی کام کے نہ کرنے یا نہ ہونے کا حکم ظاہر ہو"فعل نہی" کہلاتا ہے۔

مثالیں: تو نہ جا، تم مت آؤ وغیرہ۔

فعل نہی بنانے کا طریقہ

فعل امر کے شروع میں "نہ" یا "مت" لگا دینے سے فعل نہی بن جاتا ہے۔ اس کی حالت بھی فعل امر کی طرح ہی ہے۔

''پڑھنا'' مصدر سے فعل نہی کی گردان

جمع متکلم	واحد متکلم	جمع حاضر	واحد حاضر	جمع غائب	واحد غائب
ہم نہ پڑھیں	میں نہ پڑھوں	تم مت پڑھو	تو مت پڑھ	وہ نہ پڑھیں	وہ نہ پڑھے

7- فعل لازم

تعریف: وہ فعل جو صرف فاعل کو چاہے یعنی جو صرف فاعل کے ساتھ مل کر بات مکمل کرے۔

مثالیں: عادل رویا، گھوڑا دوڑا، ان دونوں جملوں میں ''رویا اور دوڑا'' دونوں فعل لازم ہیں۔ عادل اور گھوڑا دونوں فاعل ہیں جن کا ذکر کر دینے کے بعد افعال کے معانی پورے ہو گئے۔ رویا، دوڑا، بیٹھا، چلا، بھاگا وغیرہ سب فعل لازم ہیں۔

8- فعل متعدی

تعریف: وہ فعل جس کو پورا کرنے کے لیے فاعل کے علاوہ مفعول کی بھی ضرورت پڑے یعنی فاعل کے ساتھ مفعول کو بھی چاہے ''فعل متعدی'' کہلاتا ہے۔

مثال: استاد نے کتاب پڑھائی، اس جملے میں ''پڑھائی'' فعل متعدی ہے ''استاد'' فاعل ہے جس کے ذکر کرنے کے بعد ''کتاب'' مفعول ہے اس کا ذکر کیے بغیر فعل کے معنی مکمل نہیں ہوتے۔ چنانچہ لکھا، پڑھا، کھایا، پیا، بیٹھا، دیکھا سب فعل متعدی ہیں۔

9- فعل معروف

تعریف: وہ فعل جس کا فاعل معلوم ہو ''فعل معروف'' کہلاتا ہے۔

مثال: عابدہ آئی، اس جملے میں ''آئی'' فعل معروف ہے کیونکہ اس کا فاعل ''عابدہ'' معلوم ہے۔

10- فعل مجہول

تعریف: وہ فعل جس کا فاعل معلوم نہ ہو ''فعل مجہول'' کہلاتا ہے۔

مثال: خط پڑھا گیا۔ اس جملے میں پڑھا گیا فعل مجہول ہے کیونکہ اس کا فاعل معلوم نہیں ہے۔ فعل مجہول جس اسم پر واقع ہوتا ہے اسے نائب فاعل یا مفعول ''مالم یسم فاعلہ'' کہتے ہیں۔ فعل مجہول ہمیشہ فعل متعدی سے بنتے ہیں۔ فعل لازم سے مجہول نہیں بنتا۔

جس مصدر سے فعل مجہول بنانا ہو پہلے اس مصدر کو مصدر مجہول بنا لیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ اس مصدر کی ماضی مطلق کے آخر میں ''جانا'' لگا کر پہلے مصدر مجہول بنایا جائے اس کے بعد مذکورہ بالا طریقوں سے تمام قسم کے فعل مجہول بن جائیں گے جیسے: لکھنا مصدر سے فعل مجہول بنانے کے لیے اس مصدر کو مجہول بنایا ''لکھا جانا'' جس سے مثلاً ''لکھا گیا'' ماضی مطلق مجہول بن گئی اسی طرح دوسرے افعال بھی مجہول بن جاتے ہیں۔

11- فعل تام

تعریف: وہ فعل ہے جو اگر فعل لازم ہے تو فاعل کا ذکر کر دینے کے بعد اس کے معنی مکمل ہو جائیں۔ جیسے وحید گیا، یہاں "گیا" "فعل تام" ہے۔ وحید "فاعل" کے ذکر کر دینے کے بعد اس کے معنی پورے ہو گئے۔ اور اگر فعل متعدی ہے تو فاعل اور مفعول دونوں کا ذکر کر دینے کے بعد اس کے معنی مکمل ہو جائیں۔ جیسے حمید نے خط لکھا۔ اس جملے میں لکھا "فعل تام" ہے کیونکہ حمید "فاعل" اور خط "مفعول" کے بعد معنی مکمل ہو گئے۔ ایسے افعال "فعل تام" کہلاتے ہیں۔

مثال: ناصر نے خط لکھا اس جملے میں لکھا "فعل تام" ہے کیونکہ ناصر "فاعل" اور خط "مفعول" کے بعد معنی مکمل ہو گئے ہیں۔ ایسے فعل فعل تام کہلاتے ہیں۔

12- فعل ناقص

تعریف: وہ فعل جس کے ساتھ ایک اسم ذات کا ذکر کرنے کے بعد جب تک دوسرے اسم صفت کا ذکر نہ کیا جائے اس کے معنی مکمل نہ ہوں "فعل ناقص" کہلاتا ہے۔

مثال: طارق نیک ہے "ہے" "فعل ناقص ہے۔ طارق کے اسم کا ذکر کرنے کے بعد جب تک "نیک" اسم صفت کا ذکر نہیں کیا گیا اس کے معنی مکمل نہیں ہوئے۔

فعل ناقص یہ ہیں: ہے، ہیں، ہوا، ہوئے، ہوگا، ہوگی، ہوگئیں، تھا، تھیں، رہا، بنا، نکلا، سہی وغیرہ۔

حرف

تعریف: ایسا کلمہ جو اکیلا تو کوئی واضح معنی نہ دے لیکن جملے میں الفاظ کے باہمی ربط کے کام آتا ہو "حرف" کہلاتا ہے۔

مثالیں: اکرم گھر میں ہے۔ اس جملے میں لفظوں کا تعلق "میں" کی وجہ سے ہے۔ اگر "میں" نہ ہو تو جملہ بے جوڑ ہو جائے۔ اس میں "میں" حرف ہے۔

حرف کی قسمیں

حرف کی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں۔

1- حرف جار 2- حرف عطف 3- حرف علت 4- حرف اضافت 5- حرف بیان
6- حرف تشبیہ 7- حرف ندا 8- حرف تاسف 9- حرف انبساط 10- حرف شرط
11- حرف تجنیس 12- حروف نفرین 13- حرف استفہام

1- حرف جار: وہ حرف جو فعل کا تعلق فاعل کے ساتھ اور اسم کا خبر کے ساتھ ربط پیدا کرے۔ اسے حرف جار یا جر کہتے ہیں۔ جس اسم کے ساتھ وہ آتا ہے اسے اسم مجرور کہتے ہیں۔

حروف جار یہ ہیں: میں، سے، تک، تلک، اوپر، پر، واسطے، آگے، پیچھے، نیچے، اوپر، اندر، باہر، درمیان، پاس وغیرہ۔

2- حرف عطف: وہ حرف جو دو اسموں یا دو جملوں کو آپس میں ملا دے "حرف عطف" کہلاتا ہے۔

حروفِ عطف یہ ہیں: کرسی و میز، زمین و آسمان، سلیم اور وسیم، رشید پھر مجید۔ ان میں "و"، "اور"، "پھر" حروفِ عطف ہیں۔ پہلے اسم کو معطوف علیہ اور دوسرے اسم کو معطوف کہتے ہیں۔

نوٹ: "کر" اور "کے" کو بھی بعض لوگ حروفِ عطف میں شمار کرتے ہیں۔ لیکن یہ صرف افعال کو آپس میں ملاتے ہیں۔ مثلاً عارف آیا اور پانی پی کر چلا گیا۔ جاوید آ کے چلا گیا۔

3- **حروفِ علّت:** وہ حروف جو کسی وجہ یا سبب کو ظاہر کریں "حروفِ علت" کہلاتے ہیں۔

حروفِ علّت یہ ہیں: کیونکہ، اس لیے، بدیں سبب، بنابریں، لہٰذا، پس، بایں وجہ، تا کہ، چنانچہ وغیرہ۔

4- **حروفِ اضافت:** وہ حروف جو دو اسموں کا آپس میں تعلق پیدا کریں "حروفِ اضافت" کہلاتے ہیں۔

حروفِ اضافت یہ ہیں: کا، کے، کی، را، رے، ری، وغیرہ۔

5- **حرفِ بیان:** وہ حرف جو کسی وضاحت کے لیے استعمال کیا جائے۔ وہ حرف "کہ" ہے۔

مثال: ماں نے بیٹی سے کہا کہ پانی لاؤ۔ اس فقرے میں "کہ" حرفِ بیان ہے۔

6- **حرفِ تشبیہ:** وہ حروف ہیں جو ایک چیز کو دوسری چیز جیسا ظاہر کرنے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔

حروفِ تشبیہ یہ ہیں: مانند، طرح، صورت، جیسا، ہو بہو، مثل وغیرہ۔

7- **حرفِ ندا:** وہ حروف جو پکارنے کے موقع پر بولے جاتے ہیں جیسے: ارے، اے، اے او، میاں جی، اجی وغیرہ۔

مثالیں: اجی سنیے! میں تو کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں، ارے میاں! کچھ دیر بیٹھو تو، یا خدا! خیر کرنا

8- **حرفِ تاسف:** وہ حروف جو افسوس کے موقع پر استعمال کیے جاتے ہیں۔ جیسے: آہ، اُف، صد افسوس، ہائے ہائے، او ہو وغیرہ۔

مثالیں: ہائے ہائے بیچارا برباد ہو گیا، افسوس، میں اُس کے کسی کام نہ آسکا، اُف یہ سر کا درد تو بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

9- **حرفِ انبساط:** وہ حروف جو خوشی کے مواقع پر بولے جاتے ہیں۔ جیسے: واہ واہ، آہا، سبحان اللہ، ماشاللہ، ہاہا، ان حروف کو جملوں میں اس طرح استعمال کرتے ہیں۔

مثالیں: آہا، مزا آ گیا۔ واہ واہ کتنا خوبصورت نظارہ ہے۔ ماشااللہ، کیا خوبصورت مکان ہے۔ ہاہا، آخر تم مل ہی گئے۔

10- **حرفِ شرط:** وہ حروف جو شرط کے موقع پر بولے جائیں حرفِ شرط کہلاتے ہیں۔ جیسے: ورنہ، وگرنہ، اگر چہ، جیسا جیسا، جوں جوں وغیرہ جملوں میں ان کا استعمال اس طرح ہوتا ہے۔

مثالیں: جب وہ ہی چلا گیا تو کیا جینا، جب تک میں زندہ ہوں کام کرتی رہوں گی، تیز قدموں سے چلو ورنہ پیچھے رہ جاؤ گے۔

11- **حروفِ تحسین:** وہ حروف جو تعریف وستائش کے موقع پر بولے جاتے ہیں حروفِ تحسین کہلاتے ہیں جیسے: صد آفرین، شاباش، خوب، کمال وغیرہ۔ ان حروف کو جملوں میں اس طرح استعمال کریں گے۔

مثالیں: شاباش، تم اوّل آ گئیں، صد آفرین ہے تمہاری ہمت پر، کیا خوب لگتی ہو۔

12- **حرفِ نفرین:** وہ حروف جو نفرت کے اظہار کے لیے بولے جائیں۔ جیسے: لعنت، تف، خدا کی مار، پھٹکار۔ جملوں میں ان حروف کا استعمال کچھ اس طرح ہوگا۔

مثالیں: لعنت ہے ایسی اولاد پر جو ماں باپ کی خدمت نہ کرے؛ خدا کی مار، بے زبانوں کو ستاتے ہو؛ تف ہے تمہارے خراب رویے پر۔

13- **حرفِ استفہام:** وہ حروف جو سوال پوچھنے کے لیے بولے جائیں جیسے: کیا، کب، کیوں، کہاں، کس کا، کیسے، کس کو، کس کے، کیسی.

کیسے، کتنا، کتنی، کیونکہ، کاہے کو وغیرہ۔

مثالیں: کیا وقت ہوا ہے؟ تم کب لوٹو گے؟ تم یہاں کیوں آئے؟

ترکیب نحوی:

جملے کے اجزا کو الگ الگ کرنا اور ان کے باہمی تعلق کو ظاہر کرنا ترکیب نحوی کہلاتا ہے۔

1- جملہ اسمیہ کے اجزا کی ترتیب یہ ہونی چاہیے۔
فعل ناقص، مبتدا، خبر، متعلق خبر

2- جملہ فعلیہ کے اجزا کی ترتیب اس طرح ہوگی۔
فعل، فاعل، مفعول، متعلق فعل

جملہ اسمیہ کی ترکیب نحوی:

عابدہ پرہیزگار ہے۔
ترکیب نحوی:

عابدہ .... مبتدا
پرہیزگار .... خبر
ہے .... فاعل ناقص

2- **احمد کو کتاب انعام میں ملی:**

احمد	مضاف الیہ
کو	فعل ناقص
کتاب	اسم
انعام	خبر
میں	حرف جار
ملی	فعل ناقص

جملہ فعلیہ کی ترکیب نحوی:

1- عرفان نے شاعری کی کتاب لکھی:

عرفان	فاعل
نے	علامت فاعل
شاعری	مفعول
کی	حرف اضافت
کتاب	اسم
لکھی	فعل

2- روبینہ کی بہن حج کرنے گئی تھی۔

روبینہ	مضاف الیہ
کی	حرف اضافت
بہن	مضاف
حج کرنے	مفعول
گئی تھی	فعل

ارکان غزل

قافیہ: ردیف سے پہلے آنے والے وہ الفاظ جن کا آخری حرف ایک جیسا ہوتا ہے۔

ردیف: وہ ہم شکل الفاظ جو مصرعوں کے آخر میں مسلسل آتے ہیں، ردیف کہلاتے ہیں۔

مطلع: غزل کا پہلا شعر جس کے دونوں مصرعے ہم قافیہ، ہم ردیف ہوتے ہیں مطلع کہلاتا ہے۔

مقطع: غزل کا آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے مقطع کہلاتا ہے۔

مشق

سوال 1: درست جواب کی نشاندہی (✔) سے کریں۔

1- وہ فعل جس سے کسی کام کے کرنے یا ہونے کا حکم ظاہر ہو، کہلاتا ہے۔
(ا) فعل امر (ب) فعل نہی (ج) فعل متعدی (د) فعل لازم

2- فعل امر کی نشاندہی کریں۔
(ا) جانا، آنا (ب) کھانا کھاؤ، باہر جاؤ (ج) مت کرو، مت جاؤ (د) عادل رویا، فرحان دوڑا

3- وہ فعل جس کا فاعل معلوم ہو کہلاتا ہے:
(ا) فعل معروف (ب) فعل لازم (ج) فعل مجہول (د) فعل ناقص

4- فعل معروف کی نشاندہی کریں۔
(ا) آئی (ب) سلیم گیا (ج) پڑھا گیا (د) لکھا

5- وہ فعل جس سے کسی کام کے نہ کرنے کا حکم ظاہر ہو کہلاتا ہے۔
(ا) فعل امر (ب) فعل نہی (ج) فعل تام (د) فعل ناقص

6- فعل نہی کی نشاندہی کریں۔
(ا) آجاؤ (ب) عادل رویا (ج) مت ہنسو (د) عابدہ آئی

7- وہ فعل جس کا فاعل معلوم نہ ہو کہلاتا ہے۔
(ا) فعل امر (ب) فعل نہی (ج) فعل معروف (د) فعل مجہول

8- فعل مجہول ہمیشہ بنتا ہے۔
(ا) فعل متعدی سے (ب) فعل تام سے (ج) فعل معروف سے (د) فعل ناقص سے

9- فعل ناقص کی نشاندہی کریں۔
(ا) لکھا، پڑھا، سنا (ب) ہے، ہیں، ہوئے (ج) نہ، نہیں، مت (د) لکھو، پڑھو، کھاؤ

10- فعل لازم سے کون سا فعل نہیں بنتا؟
(ا) فعل متعدی (ب) فعل معروف (ج) فعل مجہول (د) فعل تام

11- "ساجد مسجد میں ہے" اس جملے میں "حرف" کون سا ہے۔
(ا) ساجد (ب) مسجد (ج) میں (د) ہے

12- وہ حرف جو دو اسموں یا دو جملوں کو آپس میں ملا دے کہلاتا ہے۔
(ا) حرف جار (ب) حرف عطف (ج) حرف علت (د) حرف اضافت

13- حرف عطف کی نشاندہی کریں۔
(ا) میں، سے، تک، اوپر (ب) وہ، اور، پھر (ج) کیونکہ، اس لیے، بنا، پس (د) کا، کی، کے، کو

14- وہ حروف جو کسی وجہ یا سبب کو ظاہر کریں کہلاتے ہیں:
(ا) حرف جار (ب) حرف عطف (ج) حرف علت (د) حرف اضافت

15- وہ حروف جو دو اسموں کا آپس میں تعلق پیدا کریں کہلاتے ہیں۔
(ا) حرف جار (ب) حرف عطف (ج) حرف بیان (د) حرف اضافت

16- حروف اضافت کی نشاندہی کریں۔
(ا) وہ، اور، پھر (ب) کا، کی، کے (ج) کیونکہ، اس لیے، پس (د) مانند، طرح، بصورت

17- وہ حرف جو کسی وضاحت کے لیے استعمال کیا جائے کہلاتا ہے۔
(ا) حرف جار (ب) حرف بیان (ج) حرف تشبیہ (د) حرف اضافت

18- درج ذیل میں سے حرف بیان ہے۔
(ا) کا (ب) کہ (ج) اور (د) کیونکہ

19- ایک چیز کو دوسری چیز سے مماثل قرار دینے والے حروف کہلاتے ہیں:
(ا) حرف اضافت (ب) حرف جار (ج) حرف تشبیہ (د) حرف علت

20- درج ذیل میں سے حرف تشبیہ ہیں:
(ا) میں، سے، تک (ب) بایں، پس، تا کہ، چنانچہ (ج) مانند، طرح، ہوبہو (د) کا، کے، برابری

21- پکارنے کے لیے استعمال کیے جانے والے الفاظ کہلاتے ہیں۔
(ا) حرف ندا (ب) حرف تاسف (ج) حرف انبساط (د) حرف شرط

22- حروف ندا کی نشاندہی کریں:
(ا) آہ، اُف، ہائے ہائے (ب) واہ واہ، آہا، ماشاءاللہ (ج) ورنہ، وگرنہ، اگرچہ (د) اجی، میاں جی، ارے

23- افسوس کے موقع پر بولے جانے والے حروف ہیں۔

(ا) آہ،اُف،صدافسوس (ب) واہ واہ،مزا آ گیا (ج) ورنہ،وگرنہ،جب تک (د) ارے،سنو،یا خدا

24- تعریف وستائش کے موقع پر بولے جانے والے حروف کہلاتے ہیں۔

(ا) حرفِ تجنیس (ب) حروفِ انبساط (ج) حروفِ تاسف (د) حروفِ شرط

25- حروفِ شرط کی نشاندہی کریں۔

(ا) اجی،ارے،یا خدا (ب) ورنہ،وگرنہ،جب تک (ج) شاباش،آفرین،کمال (د) واہ واہ،ہاہا،ماشاللہ

26- ''تک'' حروف کی کون سی قسم ہے؟

(ا) حرفِ جار (ب) حرفِ عطف (ج) حرفِ تشبیہ (د) حرفِ علّت

27- ''چنانچہ'' حروف کی کون سی قسم ہے؟

(ا) حرفِ جار (ب) حرفِ عطف (ج) حرفِ علّت (د) حرفِ اضافت

28- ''مانند'' کا تعلق حروف کی کس قسم سے ہے؟

(ا) حرفِ جار (ب) حرفِ عطف (ج) حرفِ تشبیہ (د) حرفِ علّت

29- ''ہو بہو'' قواعد کی رو سے حروف کی کون سی قسم ہے؟

(ا) حرفِ اضافت (ب) حرفِ عطف (ج) حرفِ جار (د) حرفِ تشبیہ

30- ''شب وروز'' کا تعلق ہے:

(ا) حرفِ عطف سے (ب) حرفِ جار سے (ج) حرفِ اضافت سے (د) حرفِ بیان سے

جوابات: 1- فعل امر 2- کھانا کھاؤ، باہر جاؤ 3- فعل معروف 4- سلیم گیا
5- فعل نہی 6- مت ہنسو 7- فعل مجہول 8- فعل متعدی سے
9- ہے، ہیں، ہوئے 10- فعل مجہول (11) میں (12) حرفِ عطف
13- وہ، اور، پھر 14- حرفِ علت (15) حرفِ اضافت (16) کا، کی، کے
17- حرفِ بیان (18) کہ (19) حرفِ تشبیہ (20) مانند، طرح، ہو بہو
21- حرفِ ندا (22) اجی، میاں جی، ارے (23) آہ، اُف، صدافسوس (24) حروفِ تجنیس
25- ورنہ، وگرنہ، جب تک 26- حرفِ جار 27- حرفِ علت 28- حرفِ تشبیہ
29- حرفِ تشبیہ 30- حرفِ عطف

سوال 2: فعل مجہول کو فعل معروف میں تبدیل کریں۔

فعل مجہول	فعل معروف
1- قومی ترانہ لکھا گیا۔	
2- دنیا کا غریب ترین ملک ہے۔	
3- انسان سے بہت محبت کرتا ہے۔	
4- رو بلا ہے۔	

5- 25 دسمبر 1876ء میں پیدا ہوئے۔	

جوابات: 1- حفیظ جالندھری نے قومی ترانہ لکھا۔ 2- رنڈا اونیا کا غریب ترین ملک ہے۔ 3- اللہ تعالیٰ انسان سے بہت محبت کرتا ہے۔
4- صدقہ رد بلا ہے۔ 5- قائداعظم 25 دسمبر 1876ء میں پیدا ہوئے۔

سوال 3: فعل امر کو فعل نہی میں تبدیل کریں۔

فعل امر	فعل نہی
1- کتابیں پڑھا کرو۔	
2- ناراض کیوں ہو؟	
3- سارس پرندہ بول سکتا ہے۔	
4- میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔	
5- میری تعریف کرو۔	

جوابات: 1- کتابیں مت پڑھا کرو۔ 2- ناراض کیوں نہیں ہو؟ 3- سارس پرندہ بول نہیں سکتا۔
4- میں کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ 5- میری تعریف مت کرو۔

سوال 4: کالم "الف" کو کالم "ب" سے ملائیں اور جواب کالم "ج" میں لکھیں۔

کالم الف	کالم ب	کالم ج
1- تیز دوڑو۔	فعل مجہول	
2- واپس نہیں جاؤ۔	فعل لازم	
3- ندیم ہنسا۔	فعل معروف	
4- سارس گونگا پرندہ ہے۔	فعل نہی	
5- تاج محل بنوایا تھا۔	فعل امر	

جوابات: 1- فعل امر 2- فعل نہی 3- فعل لازم 4- فعل معروف 5- فعل مجہول

اسمِ صفت

وہ اسم جس سے کسی کی اچھی یا بُری حالت ظاہر کی جائے مثلاً نیک عورت، اونچا مکان، ان میں نیک اور اونچا اسم صفت ہے۔ جس کی اچھی یا بُری حالت ظاہر کی جائے اُسے اسم موصوف کہتے ہیں۔ اوپر کی مثالوں میں عورت اور مکان موصوف ہیں۔

اسمِ صفت کی اقسام:

اسم صفت کی دو اقسام ہیں: 1- صفتِ اصلی 2- صفتِ نسبتی

1- صفتِ اصلی: وہ اسم ہے جو زبان میں شروع سے کسی کی اچھائی یا بُرائی بیان کرنے کے لیے استعمال کیا جائے۔ جیسے: اچھا، بُرا، تیز، سست۔

2- صفتِ نسبتی: وہ اسم صفت ہے جو صفت تو نہ ہو لیکن محض تعلق کی وجہ سے صفت کے معنی ظاہر کرے جیسے: لاہوری کباب، عربی لالن اور

قصوری مٹھی۔ان مثالوں میں لاہوری، عربی اور قصوری کے الفاظ تعلق ظاہر کرنے کی وجہ سے صفت نسبتی کہلاتے ہیں۔

صفت نسبتی بنانے کے طریقے:

1- بعض اسموں کے آخر میں ''ی'' لگا دینے سے صفتِ نسبتی بن جاتی ہے جیسے: لاہور سے لاہوری، ملتان سے ملتانی، قصور سے قصوری۔
2- اگر کسی اسم کے آخر میں ''الف۔ہ۔ی'' ہوں تو الف، ہ اور ی کو ''و'' سے تبدیل کر کے ''ی'' نسبتی لگائی جائے گی جیسے: بھیرہ سے بھیروی، ڈسکہ سے ڈسکوی، گولڑہ سے گولڑوی صفتِ نسبتی بن جائے گی۔
3- بعض اسموں کے آخر میں ''انہ'' لگا دینے سے صفتِ نسبتی بن جاتی ہے جیسے: شاگرد سے شاگردانہ، استاد سے استادانہ، عالم سے عالمانہ وغیرہ۔
4- بعض اسموں کے آخر میں ''انی'' لگا دینے سے صفتِ نسبتی بن جاتی ہے جیسے: نور سے نورانی، روح سے روحانی وغیرہ۔
5- بعض اسموں کے آخر میں ''ین'' لگا دینے سے صفتِ نسبتی بن جاتی ہے جیسے: رنگ سے رنگین، سنگ (پتھر) سے سنگین، نمک سے نمکین وغیرہ۔
6- مکہ اور مدینہ کی صفتِ نسبتی خلاف قیاس مکہ سے مکی اور مدینہ سے مدنی استعمال کی جاتی ہے۔
7- مندرجہ ذیل الفاظ صفت نسبتی ہیں: نیلا۔ جیالا۔ شرمیلا۔ رنگیلا۔ زہریلا وغیرہ۔

صفتِ اصلی کے درجے:

1- صفتِ نفسی   2- صفتِ بعض   3- صفتِ کل

1- صفتِ نفسی: وہ اسمِ صفت جس سے کسی کی حالت کسی دوسرے اسم سے بغیر مقابلہ کے ظاہر کی جائے جیسے: اچھا، برا، اونچا، نیچا وغیرہ۔
2- صفتِ بعض: وہ اسمِ صفت جس سے کسی ایک کو دوسرے سے بڑھایا جائے جیسے: اس سے اونچا، اس سے بہتر، بدتر وغیرہ۔
3- صفتِ کل: وہ اسمِ صفت ہے جس سے ایک کو دوسرے سب سے بڑھایا جائے جیسے: سب سے اونچا، نیک ترین، بلند ترین وغیرہ۔

اسمِ نکرہ کی اقسام

اسمِ نکرہ کی پانچ اقسام ہیں۔

1- اسمِ آلہ   2- اسمِ صوت   3- اسمِ تصغیر یا مصغر   4- اسمِ مکبر   5- اسمِ ظرف

1- اسمِ آلہ: وہ اسمِ نکرہ ہے جو کسی اوزار یا ہتھیار کو ظاہر کرے جیسے چاقو، قینچی، چھری، تلوار، بندوق، عربی اور فارسی کے اسمِ آلہ بھی اُردو میں استعمال ہوتے ہیں جیسے مقیاس الحرارت (تھرمامیٹر)، مسواک، مقراض (قینچی)، مسطر (فٹ رول یا پیمانہ)، قلم تراش (چاقو) وغیرہ۔
2- اسمِ صوت: وہ اسمِ نکرہ ہے جو کسی آواز کو ظاہر کرے جیسے سائیں سائیں (ہوا کی آواز)، کائیں کائیں (کوے کی آواز)، چھم چھم (بارش کی آواز)، غٹرغوں (کبوتر کی آواز)، ٹن ٹن (گھنٹے کی آواز)، کوکو (کوئل کی آواز)۔
3- اسمِ تصغیر یا مصغر: وہ اسمِ نکرہ ہے جو کسی چیز کا چھوٹا پن ظاہر کرے جیسے دیگچی، باغیچہ، پیالی، غالیچہ (چھوٹا قالین)، بچونگڑا، ڈھولک، پگڑی، مکھڑا۔
4- اسمِ مکبر: وہ اسمِ نکرہ ہے جو کسی چیز کا بڑا پن ظاہر کرے جیسے شہنشاہ، شاہتوت، شہتیر، شاہ رگ، شاہ سوار، شہ زور، پگڑ، گٹھڑ، جھنگڑ، چھتر، شاہکار۔
5- اسمِ ظرف: وہ اسمِ نکرہ ہے جس سے کوئی جگہ یا وقت ظاہر ہو جیسے دفتر، سکول، کارخانہ، صبح، شام، آج، کل۔

اسم ظرف کی اقسام

اسم ظرف کی دو اقسام ہیں: 1- ظرف مکاں 2- ظرف زماں

1- **ظرف مکاں:** وہ اسم نکرہ جو کسی جگہ کو ظاہر کرے جیسے: مسجد، مدرسہ، کتب خانہ، غسل خانہ، شفاخانہ، عیدگاہ، ڈاکخانہ، کالج، دفتر وغیرہ۔

2- **ظرف زماں:** وہ اسم نکرہ جو کسی وقت کو ظاہر کرے جیسے: صبح، شام، دوپہر، رات، دن، سال، مہینا، ہفتہ، منٹ، سیکنڈ، گھنٹہ، آج، کل، پرسوں، اتوار، جمعرات وغیرہ۔

مصدر کی اقسام

اسم مصدر کی چار اقسام ہیں۔

1- مصدر مفرد 2- مصدر مرکب 3- مصدر لازم 4- مصدر متعدی

1- **مصدر مفرد:** وہ اسم جو شروع ہی سے مصدر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جیسے: آنا، جانا، پڑھنا، لکھنا، کہنا۔

2- **مصدر مرکب:** وہ اسم ہے جو کسی مصدر کے شروع میں کوئی لفظ لگا کر دوسرا مصدر بنا لیتے ہیں اسے مصدر مرکب کہتے ہیں جیسے: تے آنا، بہک جانا، کلمہ پڑھنا، قصیدہ گوئی، سچ بولنا وغیرہ۔

3- **مصدر لازم:** وہ مصدر ہے جس سے بنے ہوئے تمام افعال لازم ہوں۔ وہ فعل جو صرف فاعل کو چاہے فعل لازم کہلاتا ہے۔ جس مصدر سے یہ فعل بنے گا وہ مصدر لازم ہوگا جیسے: آنا، جانا، چلنا، دوڑنا، ہنسنا، رونا، بھاگنا، سونا، جاگنا، اُچھلنا، کودنا وغیرہ سب مصدر لازم ہیں۔

4- **مصدر متعدی:** وہ مصدر ہے جس سے متعدی افعال بنتے ہیں اور متعدی فعل وہ ہے جس میں فاعل کے علاوہ مفعول کی بھی ضرورت پڑے۔ جن مصادر سے یہ متعدی افعال بنیں گے وہ مصدر متعدی ہوں گے۔ جیسے: لکھنا، پڑھنا، کھانا، بیٹھنا، دوڑانا، رُلانا، بھگانا، سنبھالنا، اُٹھانا، سننا وغیرہ سب مصدر متعدی ہیں۔

نوٹ: یہ یاد رہے کہ مصدر لازم کو مصدر متعدی بنا لیتے ہیں جس کے مندرجہ ذیل طریقے ہیں:

1- مصدر لازم کی "نا" سے پہلے "الف" لگا دینے سے مصدر متعدی بن جاتا ہے جیسے: چلنا مصدر لازم سے "چلانا" مصدر متعدی بن جائے گا۔ ہنسنا مصدر لازم سے "ہنسانا" مصدر متعدی بن جائے گا۔

2- مصدر لازم کے دوسرے حرف کے بعد "الف" لگا دینے سے مصدر متعدی بن جاتا ہے۔ جیسے: اچھلنا سے "اچھالنا" مصدر متعدی بن جاتا ہے۔

3- مصدر لازم کے دوسرے حرف کے بعد "ی" لگا دینے سے مصدر متعدی بن جاتا ہے۔ جیسے: سمٹنا سے "سمیٹنا"، "سکڑنا سے" سکیڑنا"۔

اسم مشتق

اسم مشتق: وہ اسم ہے جو خود تو مصدر وغیرہ سے بنے لیکن اس سے پھر کوئی لفظ نہ بنے جیسے: لکھنا سے لکھنے والا، لکھنے والی، لکھا ہوا، لکھتا ہوا، الفاظ بنتے ہیں لیکن آگے ان سے کوئی لفظ نہیں بنتا۔

اسم مشتق کی پانچ اقسام ہیں۔

1- اسم فاعل 2- اسم مفعول 3- اسم حالیہ 4- اسم حاصل مصدر 5- اسم معاوضہ

1- اسمِ فاعل: وہ اسم مشتق ہے جو کسی کام کے کرنے والے کو ظاہر کرے جیسے: احمد پڑھنے والا، سماویہ کپڑے دھونے والی۔ اس میں احمد اور سماویہ فاعل ہیں کیونکہ یہ دونوں کام کرنے والے ہیں۔

2- اسمِ مفعول: وہ اسم مشتق ہے جو کسی کا مفعول ہونا ظاہر کرے جیسے: دُھلا ہوا کپڑا، لکھی ہوئی بات، ان جملوں میں دُھلا ہوا اور لکھی ہوئی اسم مفعول ہیں کیونکہ یہ دونوں بالترتیب کپڑے اور بات کا مفعول ہونا ظاہر کر رہے ہیں۔

3- اسمِ حالیہ: وہ اسم مشتق جو کسی فاعل یا مفعول کی حالت بیان کرے اُسے اسم حالیہ کہتے ہیں۔ مثلاً

''لڑکے کھیلتے کھیلتے جھگڑنے لگے۔'' ''ناصر دوڑتا ہوا میرے پاس آیا۔''

اس میں کھیلتے کھیلتے اور دوڑتا ہوا دونوں اسم حالیہ ہیں۔ کیونکہ یہ فاعل ''لڑکے'' اور ''ناصر'' کی حالت بیان کر رہے ہیں۔

اسم حالیہ بنانے کا طریقہ: مصدر کے آخر سے ''نا'' ہٹا کر ''تا ہوا'' لگا دینے سے اسم حالیہ بن جاتا ہے جیسے: لکھنا سے لکھتا ہوا، لکھتی ہوئی، پڑھنا سے پڑھتا ہوا اور پڑھتی ہوئی اسم حالیہ ہیں۔

4- اسمِ حاصل مصدر: وہ اسم مشتق جو مصدر تو نہ ہو لیکن معنی اور اثر مصدر کا ظاہر کرے۔ حاصل مصدر کہلاتا ہے۔

مثلاً چمک سے چمکنا، گرج سے گرجنا، اُچھل سے اُچھلنا۔ ان میں چمک، گرج اور اُچھل حاصل مصدر ہیں۔

5- اسمِ معاوضہ: وہ اسم مشتق ہے جو کسی کام یا کسی خدمت کی اُجرت اور بدلے کے معنی دے مثلاً پسوائی، دُھلائی، کمائی، بُنائی وغیرہ۔

اسم معاوضہ بنانے کا طریقہ: مصدر کے آخر سے ''نا'' ہٹا کر ''ائی'' لگا دینے سے اسم معاوضہ بن جاتا ہے۔ جیسے رنگوانا سے رنگوائی، لگوانا سے لگوائی، دھلانا سے دھلائی، اُٹھوانا سے اُٹھوائی وغیرہ۔

اسم فاعل کی اقسام

1- اسم فاعل قیاسی 2- اسم فاعل سماعی

1- اسم فاعل قیاسی: وہ اسم جو قاعدے کے مطابق مصدر سے بنایا جائے، اسم فاعل قیاسی کہلاتا ہے۔ جیسے: لکھنے والا، پڑھنے والا۔

2- اسم فاعل سماعی: کسی پیشہ سے منسلک کام کرنے والے کے نام کو اسم فاعل سماعی کہتے ہیں جیسے لکڑہارا، درزی، دھوبی، موچی، جوہری، سنار، پجاری، بھکاری، بھٹیارا، سپیرا، ڈاکو، جیب کترا، چور، ڈاکیا، کھلاڑی، گویا، طبیب، انجینئر وغیرہ۔

فارسی کے اسم فاعل بھی اُردو میں مستعمل ہیں جیسے راہبر، راہنما، سرمایہ دار، کتب فروش، خیر خواہ، باغبان، توپچی، طلبگار، باشندہ، دانشور، جادوگر، گھڑی ساز، خدمتگار، پرہیزگار۔

اسم فاعل اور فاعل میں فرق:

1- اسم فاعل بنایا جاتا ہے لیکن فاعل بنایا نہیں جاتا بلکہ اس سے تو صرف فعل واقع ہوتا ہے۔

2- اسم فاعل وہ ہے جو فاعل کو ظاہر کرے جبکہ فاعل کام کرنے والے کو کہتے ہیں۔

3- اسم فاعل کو فاعل کی جگہ استعمال کر سکتے ہیں لیکن فاعل کبھی اسم فاعل کی جگہ استعمال نہیں ہو سکتا۔ جیسے: لکھنے والے نے کتاب لکھی، یہاں لکھنے والا اگرچہ اسم فاعل ہے لیکن فاعل بنا ہوا ہے۔

اسم مفعول کی اقسام

1- اسم مفعول قیاسی 2- اسم مفعول سماعی

1- اسم مفعول قیاسی: وہ اسم مشتق ہے جو قاعدے کے مطابق مصدر سے بنایا جائے۔

اسم مفعول قیاسی بنانے کا طریقہ: جس مصدر سے اسم مفعول بنانا ہو اس کی ماضی مطلق کے آخر میں "ہوا" لگا دینے سے اسم مفعول بن جاتا ہے جیسے لکھنا سے لکھا ہوا اور لکھی ہوئی، پڑھنا سے پڑھا ہوا اور پڑھی ہوئی اسم مفعول بن گئے۔

2- اسم مفعول سماعی: وہ اسم ہے جو کسی قاعدے سے بنایا تو نہیں جاتا لیکن معنی اسم مفعول کے دیتا ہے۔ مثلاً نکٹا (ناک کٹا ہوا) کن چھدا (کان میں سوراخ کیا ہوا) بیاہتا (شادی شدہ) دکھی (ستایا ہوا)۔ فارسی کے اسم مفعول اُردو میں استعمال ہوتے ہیں جیسے: اندوختہ (جمع کیا ہوا)، آموختہ (پڑھا ہوا)، آزمودہ (آزمایا ہوا)، شنیدہ (سنا ہوا)۔

عربی کے اسم مفعول اُردو میں کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے:

مَفْعُول کے وزن پر: مَظْلُوم ۔ مَخْلُوق ۔ مَغْرور ۔ مَعْلُوم ۔ مَقْبُول

مُفْتَعَل کے وزن پر: مُقْتَدِر ۔ مُنْتَشِر ۔ مُنْتَظَر ۔ مُنْتَخَب

اسم مفعول اور مفعول میں فرق:

1- اسم مفعول وہ ہے جو مفعول کو ظاہر کرے جبکہ مفعول اسے کہتے ہیں جس پر کوئی فعل واقع ہوا ہو۔

2- اسم مفعول مصدر وغیرہ سے بنایا جاتا ہے لیکن مفعول بنایا نہیں جاتا۔

3- اسم مفعول کو مفعول کی جگہ استعمال کر سکتے ہیں۔ لیکن مفعول کو اسم مفعول کی جگہ استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ جیسے میں نے لکھا ہوا پڑھا، بچہ پڑھا ہوا بھول گیا۔ ان جملوں میں لکھا ہوا، پڑھا ہوا، دونوں اسم مفعول ہیں جو مفعول کی جگہ استعمال ہوئے ہیں۔

مشق

سوال 1: درست جواب کی نشاندہی (✔) سے کریں۔

1- اسم نکرہ کی اقسام ہیں:

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

2- کسی اوزار یا ہتھیار کے نام کو کہتے ہیں:

(الف) اسم آلہ (ب) اسم ظرف (ج) اسم مصغر (د) اسم مکبر

3- اسم آلہ کی نشاندہی کریں۔

(الف) دیگچی (ب) باغیچہ (ج) مقراض (د) غالیچہ

4- مقیاس الحرارت قواعد کی رُو سے کیا ہے؟

(الف) اسم آلہ (ب) اسم ظرف (ج) اسم مکبر (د) اسم صوت

5- کس کا تعلق اسم صوت سے ہے؟

(الف) قلم تراش (ب) سائیں سائیں (ج) پگڑی (د) شہ زور

6- وہ اسم جو کسی آواز کو ظاہر کرے کہلاتا ہے:
(ا) اسم آلہ (ب) اسم ظرف (ج) اسم صوت (د) اسم مکبّر

7- وہ اسم نکرہ جو کسی چیز کے چھوٹے پن کو ظاہر کرے کہلاتا ہے:
(ا) اسم آلہ (ب) اسم معاوضہ (ج) اسم مصغّر (د) اسم مکبّر

8- وہ اسم نکرہ جو کسی چیز کا بڑا پن ظاہر کرے کہلاتا ہے:
(ا) اسم مصغّر (ب) اسم مکبّر (ج) اسم آلہ (د) اسم معاوضہ

9- "شہ زور" گرامر کی رُو سے کیا ہے؟
(ا) اسم مکبّر (ب) اسم مصغّر (ج) اسم آلہ (د) اسم معاوضہ

10- اسم مصغّر کی مثال کی نشاندہی کریں۔
(ا) گٹھڑ (ب) ڈھولک (ج) پنگھو (د) چھتر

11- اسم ظرف کی نشاندہی کریں۔
(ا) دیگ (ب) بیلچہ (ج) گھنٹہ گھر (د) صندوق

12- اسم ظرف کی کتنی قسمیں ہیں؟
(ا) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

13- وہ اسم نکرہ جو وقت کو ظاہر کرے کہلاتا ہے۔
(ا) اسم ظرف مکاں (ب) اسم ظرف زماں (ج) اسم آلہ (د) اسم معاوضہ

14- اسم ظرف زماں کی نشاندہی کریں۔
(ا) دفتر (ب) سکول (ج) قبرستان (د) پرسوں

15- وہ اسم جو کسی دوسرے اسم کی حالت بیان کرے کہلاتا ہے:
(ا) اسم حالیہ (ب) اسم آلہ (ج) اسم معاوضہ (د) اسم ظرف

16- وہ اسم جو کسی کام یا کسی خدمت کی اُجرت اور بدلے کے معنی دے کہلاتا ہے:
(ا) اسم آلہ (ب) اسم معاوضہ (ج) اسم ظرف (د) اسم فاعل

17- اسم معاوضہ کی نشاندہی کریں۔
(ا) پگڑی (ب) مسواک (ج) کمائی (د) برائی

18- اسم فاعل کی کتنی اقسام ہیں؟
(ا) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

19- اسم فاعل سماعی کی فہرست ہے۔
(ا) درزی، ڈاکیا، طبیب (ب) پسوائی، دھلائی، رنگوائی
(ج) پگڑ، گٹھڑ، دیگ (د) ٹن ٹن، سائیں سائیں، چھک چھک

20- اسم مفعول سماعی کی فہرست ہے۔
(الف) پڑھا ہوا، لکھا ہوا، دھلا ہوا (ب) نکھا، کن چھدا، بیاہتا
(ج) درزی، چور، ڈاکیا (د) جادوگر، پڑھنے والا، لکھنے والا

21- اسم آلہ کی فہرست ہے:
(الف) ٹن ٹن، جھم جھم، ڈم ڈم (ب) دیگچی، غالیچہ، بیلچہ
(ج) مسواک، مسطر، مقیاس الحرارت (د) پگڑی، گھڑی، چھتر

22- اسم معاوضہ کی فہرست ہے:
(الف) مسواک، مسطر، مقیاس الحرارت (ب) شاہ سوار، شاہکار، شہ زور
(ج) دھلوائی، پسوائی، لکوائی (د) کارخانہ، دفتر، بازار

23- مصدر کی کتنی اقسام ہیں؟
(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

24- اسم مشتق کی کتنی اقسام ہیں؟
(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

25- ان میں سے کون سا اسم، اسم آلہ نہیں ہے؟
(الف) مقراض (ب) خنجر (ج) قلم تراش (د) غالیچہ

جوابات: 1- پانچ 2- اسم آلہ 3- مقراض 4- اسم آلہ
5- سائیں سائیں 6- اسم صوت 7- اسم مصغر 8- اسم مکبر
9- اسم مکبر 10- ڈھولک 11- گھنٹہ گھر 12- ،،
13- اسم ظرف مکاں 14- پرسوں 15- اسم حالیہ 16- اسم معاوضہ
17- کمائی 18- ،، 19- درزی، ڈاکیا، طبیب 20- نکٹا، کن چھدا، بیاہتا
21- مسواک، مسطر، مقیاس الحرارت 22- دھلوائی، پسوائی، لکوائی 23- چار 24- پانچ
25- غالیچہ

سوال 2: مثالوں کو اُس کے متعلقہ اسم سے ملائیں۔

کالم الف	کالم ب	کالم ج
خنجر	اسم ظرف زماں	
سائیں سائیں	اسم آلہ	
بچھڑا	اسم صوت	
شہ رگ	اسم مصغر	
قبرستان	اسم مکبر	
دوپہر	اسم ظرف مکاں	

جوابات: اسم آلہ، اسم صوت، اسم مصغر، اسم مکبر، اسم ظرف مکاں، اسم ظرف زماں

سوال3: درج ذیل خط کشیدہ الفاظ قواعد کی رُو سے کیا ہیں؟

جملے	اسما
1- مزدور کی مزدوری اُس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دینی چاہیے۔	
2- تیتر پکارتے ہیں سبحان تیری قدرت۔	
3- کوّے کی کائیں کائیں بے وقت کی راگنی ہے۔	
4- بھینس کے آگے بین بجانے کا کوئی فائدہ نہیں۔	
5- بجلی چمک رہی ہے بادل گرج رہے ہیں۔	
6- یہ کون ذی سوار ہے بلا کا شہسوار ہے۔	
7- حضرت علیؓ کی تلوار کا نام ذوالفقار تھا۔	
8- بوندوں کی جھمجھماہٹ، قطرات کی بہاریں۔	
9- کالا گلاب سب سے زیادہ چین میں پایا جاتا ہے۔	
10- دنیا میں سب سے زیادہ سونا برازیل میں پایا جاتا ہے۔	

جوابات: 1- اسم معاوضہ 2- اسم صوت 3- اسم صوت 4- اسم آلہ 5- اسم حاصل مصدر
6- اسم مکبّر 7- اسم آلہ 8- اسم صوت 9- اسم ظرف مکاں 10- اسم ظرف مکاں

سوال4: خالی جگہ پُر کریں۔

1- وہ مصدر جس سے متعدی افعال بنتے ہوں .... کہلاتا ہے۔
2- امی کپڑے دھوتی ہیں میں فاعل .... ہے۔
3- لڑکے کھیلتے کھیلتے جھگڑ پڑے میں کھیلتے کھیلتے ہے ....
4- کسی پیشہ سے منسلک فرد کو .... کہتے ہیں۔
5- اسم فاعل بنایا جاتا ہے لیکن .... بنایا نہیں جاتا۔

جوابات: 1- مصدر متعدی 2- امی 3- اسم حالیہ 4- اسم فاعل سماعی 5- فاعل

سوال5: درج ذیل جملوں میں سے فعل، فاعل اور مفعول علیحدہ علیحدہ کریں۔

جملے	فعل	فاعل	مفعول
1- زندگی کے دکھ انسان کو بنا دیتے ہیں۔			
2- جھگڑے کے وقت خاموشی سے بڑا کوئی ہتھیار نہیں۔			
3- خیرات مال میں اضافہ کرتی ہے۔			
4- قومی ترانے کی دُھن احمد عبدالکریم چھاگلہ نے بنائی۔			
5- اچھی اور میٹھی بات بھی صدقہ ہے۔			

جوابات: **فعل:** بنانا، جھگڑا، اضافہ کرنا، بنانا، بات **فاعل:** زندگی/انسان، خیرات، احمد عبدالکریم چھاگلہ **مفعول:** دُکھ، خاموشی، مال، دُھن، صدقہ

حصہ نحو

کلام: دو یا دو سے زیادہ بامعنی لفظوں کے مجموعے کو کلام یا مرکب کہتے ہیں۔

مثالیں: 1- میرا قلم 2- مجھے پشاور جانا ہے۔ 3- سورج مغرب میں غروب ہوتا ہے۔
4- کراچی روشنیوں کا شہر ہے۔ 5- مجھے کل رات سے بخار ہے۔ 6- علینہ سخت محنت کرتی ہے۔

کلام یا مرکب کی قسمیں:

1- مرکب ناقص یا کلام ناقص 2- مرکب تام یا کلام تام

1- مرکب ناقص یا کلام ناقص: وہ مرکب ہے جس سے کہنے والے کا مقصد پورا نہ ہو اور بات سننے والے کی سمجھ میں پوری نہ آئے۔ مثلاً قومی لباس، میرا بستہ، نیک لڑکی، پاؤں میں جوتا، خوفناک آواز۔ ان مرکبات سے کہنے والے کا مقصد سننے والے کی سمجھ میں پوری طرح نہیں آتا۔

2- مرکب تام یا کلام تام: دو یا دو سے زیادہ بامعنی لفظوں کا ایسا مجموعہ جس سے کہنے والے کا مقصد پورا ہو جائے اور سننے والے کو پورا مطلب سمجھ میں آ جائے مثلاً: کل علی کا امتحان ہے، میں شام کے وقت باہر کھیلنے جاتا ہوں، سورج مغرب میں غروب ہوتا ہے، پاکستان کا قومی پھول چنبیلی ہے، میں روزانہ سکول جاتا ہوں۔

مرکب ناقص کی اقسام

1- مرکب اضافی 2- مرکب توصیفی 3- مرکب عطفی 4- مرکب عددی
5- مرکب جاری 6- مرکب اشاری 7- مرکب تابع موضوع 8- مرکب تابع مہمل

1- مرکب اضافی: دو اسموں میں تعلق پیدا کرنا اضافت کہلاتا ہے۔ یہ مرکب دو اسموں اور ایک حرف سے مل کر بنتا ہے۔ یہ دو اسموں کے درمیان تعلق یا واسطہ پیدا کرتا ہے۔ کا، کے، کی اضافت کی علامت ہیں۔ مثلاً نعمان کا گھر وغیرہ۔

جس اسم کا تعلق دوسرے اسم کے ساتھ ظاہر کیا جائے اسے مضاف اور دوسرا اسم جس کے ساتھ تعلق ظاہر کیا جائے اسے مضاف الیہ کہتے ہیں یعنی پہلا اسم مضاف اور دوسرا مضاف الیہ ہوتا ہے۔ ''کریم کا قلم'' میں ''کریم'' مضاف الیہ، ''کا'' حرف اضافت اور ''قلم'' مضاف ہے۔ اُردو میں مضاف الیہ پہلے آتا ہے اور مضاف بعد میں آتا ہے۔ جبکہ عربی اور فارسی میں مضاف پہلے اور مضاف الیہ بعد میں آتا ہے۔

2- مرکب توصیفی: یہ مرکب دو اسما سے ترکیب پاتا ہے۔ یعنی اسم اور موصوف۔ اسم اور موصوف مل کر مرکب بناتے ہیں اسے مرکب توصیفی کہتے ہیں۔ جس اسم کی صفت ظاہر کی جائے وہ موصوف کہلاتا ہے۔ اُردو میں صفت پہلے اور موصوف بعد میں آتا ہے۔ مثلاً بہادر سپاہی، بزدل چور۔ اس میں بہادر اور بزدل صفت اور سپاہی اور چور موصوف ہیں۔

3- مرکب عطفی: یہ مرکب دو اسما مرکبات یا جملوں اور ایک حرف پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس مرکب کا جزو اول معطوف الیہ اور جزو دوم معطوف کہلاتا ہے۔ ان دونوں کو ملانے والا حرف عطف ہوتا ہے۔ رانی اور شہزادی، بادام اور پستہ، گناہ و ثواب، خائف و خوان، جسم و جان، علی نے کرکٹ کھیلی اور گھر چلا گیا۔ (دو جملے)

4- مرکب عددی: ایسا مرکب جو کسی اسم کی تعداد یا گنتی ظاہر کرے اور اسم عدد اور اسم معدود سے مل کر بنے اسے گرامر کی زبان میں مرکب عددی کہا جاتا ہے۔ مثلاً دس قلم، دو کیلے، پانچ دریا، چار بادام۔ ان میں دس، دو، پانچ، چار اسم عدد اور قلم، کیلے، دریا، بادام معدود ہیں۔

5- مرکب جاری: یہ وہ مرکب ہے جس میں بات نامکمل ہونے کے ساتھ ساتھ ابھی جاری ہو۔ مرکب جاری ایک اسم مجرور اور ایک حرف جار سے ترکیب پاتا ہے۔ مثلاً پنگھوڑے پر، کتاب میں، کرسی پر، ملتان سے۔ اردو میں مجرور پہلے آتا ہے حرف جار بعد میں۔ پنگھوڑے، کتاب، کرسی، ملتان اسم مجرور ہیں جب کہ پر، میں، پر، سے حرف جار ہیں۔

6- مرکب اشاری: وہ مرکب ہے جس میں کسی اسم کے لیے دور یا نزدیک کا اشارہ پایا جائے۔ مثلاً یہ پھول، وہ آسمان ان میں "یہ" اور "وہ" اسم اشارہ اور پھول اور آسمان مشارٌ الیہ ہیں۔ اسے اسم اشارہ اور اسم مشارٌ الیہ کا مجموعہ بھی کہا جاتا ہے۔

7- تابع موضوع: وہ الفاظ کا مجموعہ جس میں ایک بامعنی لفظ کے ساتھ دوسرا بامعنی لفظ بغیر کسی ضرورت کے استعمال کیا جائے۔ مثلاً اوٹ پٹانگ، اونچ نیچ، لڑائی جھگڑا، اگا پچھا، مار کٹائی، دنگا فساد۔ اس مجموعے کو تابع موضوع کہتے ہیں۔

8- تابع مہمل: وہ الفاظ کا ایسا مجموعہ جس میں ایک بامعنی لفظ کے ساتھ دوسرا بے معنی لفظ بغیر کسی ضرورت کے استعمال کیا جائے، اسے مرکب تابع مہمل کہتے ہیں۔ مثلاً کھانا وانا، جھوٹ موٹ، گانا وانا، قلم ولم، گپ شپ وغیرہ۔ اس مجموعے میں بے معنی لفظ تابع اور بامعنی لفظ متبوع کہلاتا ہے۔ اس لیے اسے مرکب تابعی بھی کہتے ہیں۔

مرکب تام

مرکب تام کے حصے:

1- مُسند 2- مُسند الیہ

اسناد: کسی چیز کو دوسرے کے لیے ثابت کرنا مثلاً "بلال گیا" میں "گیا" کو بلال کے لیے ثابت کیا گیا ہے۔ جسے ثابت کیا جائے وہ مسند ہے اور جس کے لیے ثابت کیا جائے وہ مُسند الیہ ہے۔ چنانچہ اس جملے میں "گیا" مُسند اور بلال "مسند الیہ" ہے۔ مُسند اسم اور فعل ہوسکتا ہے لیکن مسند الیہ ہمیشہ اسم ہوتا ہے۔

مرکب تام کی قسمیں:

1- جملہ انشائیہ 2- جملہ خبریہ

1- جملہ انشائیہ: وہ جملہ جس میں فعل امر، فعل نہی، سوال، ندا یا تمنا پائی جائے۔

مثالیں: تو سبق پڑھ، وحید شرارت نہ کر، کیا امین نے کتاب پڑھی؟، اے اللہ! رحم کر، کاش! میں محنت کرتا۔ یہ تمام جملے انشائیہ ہیں۔

2- جملہ خبریہ: وہ جملہ جس میں کسی بات کی خبر دی جائے اور اس جملے کے بولنے والے کو جھوٹا یا سچا کہہ سکیں۔

جملہ خبریہ کی قسمیں

جملہ خبریہ کی دو قسمیں ہیں۔ 1- جملہ اسمیہ خبریہ 2- جملہ فعلیہ خبریہ

1- جملہ اسمیہ خبریہ: وہ جملہ جس میں مسند اور مسند الیہ دونوں اسم ہوں۔

مثالیں: ایوب نیک ہے۔ اس جملے میں "نیک" اسم صفت مُسند اور "ایوب" اسم مُسند الیہ ہے۔

جملہ اسمیہ کے اجزا: جملہ اسمیہ کے مندرجہ ذیل اجزا ہیں۔

1- اسم یا مبتدا 2- متعلق خبر 3- خبر 4- فعل ناقص

مثال: اس جملے "عاطف گھر میں موجود ہے" میں 'عاطف' اسم یا مبتدا 'گھر میں' متعلق خبر

'موجود' خبر 'ہے' فعل ناقص

2- **جملہ فعلیہ خبریہ:** وہ جملہ جس میں مُسند فعل ہو اور مُسند الیہ اسم ہو مثلاً اسلم نے قلم سے خط لکھا۔ اس جملے میں 'لکھا' مسند فعل ہے اور 'اسلم' مسند الیہ ہے۔

جملہ فعلیہ کے اجزا: 1- فعل 2- فاعل 3- مفعول 4- متعلق فعل

"اسلم نے قلم سے خط لکھا" میں "لکھا" فعل، "اسلم" فاعل، "خط" مفعول اور "قلم سے" متعلق فعل ہے۔

اضافت کی اقسام

اضافت کی نو اقسام ہیں۔

1- اضافت تملیکی 2- اضافت تخصیصی 3- اضافت توضیحی 4- اضافت ظرفی 5- اضافت بیانی
6- اضافت تشبیہی 7- اضافت استعاری 8- اضافت ابنی 9- اضافت بہ ادنیٰ تعلق

1- **اضافت تملیکی:** ایسے دو لفظوں میں اضافت کرنا جن میں مضاف الیہ مالک اور مضاف مملوک ہو جیسے: احمد کا گھر، فائزہ کی کتاب، سلمان کا کھلونا وغیرہ۔

2- **اضافت تخصیصی:** جس میں مضاف الیہ کی وجہ سے مضاف خاص ہو جائے۔ مثلاً جامن کا درخت، مدرسے کا کتب خانہ وغیرہ۔

3- **اضافت توضیحی:** ایسے دو لفظوں کا مجموعہ جس میں مضاف الیہ کی وجہ سے مضاف کی وضاحت ہو جائے جیسے پیر کا روز، رمضان کا مہینا وغیرہ۔

4- **اضافت ظرفی:** جس میں مضاف الیہ اور مضاف میں سے ایک ظرف اور دوسرا مظروف ہو۔ جیسے دودھ کا گلاس، چائے کا کپ، پانی کا مٹکا وغیرہ۔

5- **اضافت بیانی:** جس میں مضاف اپنے مضاف الیہ سے بنا ہو۔ جیسے مٹی کا پیالہ، شیشے کا گلاس، سونے کا ہار، چاندی کی انگوٹھی وغیرہ۔

6- **اضافت تشبیہی:** مضاف الیہ اور مضاف میں تشبیہ کا تعلق ہو۔ جیسے سورج کی تپش، دودھ کا جلا، نظر کا جلوہ وغیرہ۔

7- **اضافت استعاری:** جس میں مضاف کو مضاف الیہ کا حصہ سمجھ لیا جاتا ہے لیکن حقیقت میں وہ اس کا جز نہیں ہوتا۔ جیسے: ہوش کے ناخن، عقل کا چراغ وغیرہ۔

8- **اضافت ابنی:** مضاف الیہ اور مضاف میں باپ، ماں یا بیٹے کا تعلق ہو جیسے ابن مریم، نور نظر وغیرہ۔

9- **اضافت بہ ادنیٰ تعلق:** جس میں مضاف الیہ اور مضاف میں معمولی تعلق ہو جیسے۔ ہمارا گھر، تمہاری گلی، میرا شہر وغیرہ۔

مشق

سوال 1: درست جواب کی نشاندہی (✔) سے کریں۔

1- جملے کے اجزا کوالگ الگ کرنا اوران کے باہمی تعلق کوظاہر کرنا کہلاتا ہے۔
(ا) مرکب تام (ب) ترکیب نحوی (ج) صفت بعض (د) ترکیب صعودی

2- مرکب تام کے حصے ہیں:
(ا) مسند،مسند الیہ (ب) قافیہ،ردیف
(ج) مطلع،مقطع (د) مرکب اضافی،مرکب توصیفی

3- جملہ خبریہ کی اقسام ہیں۔
(ا) جملہ اسمیہ،جملہ فعلیہ (ب) جملہ انشائیہ،جملہ اسمیہ (ج) جملہ فعلیہ،جملہ انشائیہ (د) جملہ خبریہ،جملہ فعلیہ

4- اسم صفت کی اقسام ہیں:
(ا) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

5- وہ صفت جو تعلق کوظاہر کرے کہلاتی ہے:
(ا) صفت ذاتی (ب) صفت نسبتی (ج) صفت عددی (د) صفت مقداری

6- وہ صفت جس میں موصوف کی کسی اچھائی یابُرائی کا تذکرہ ہو کہلاتی ہے:
(ا) صفت ذاتی (ب) صفت نسبتی (ج) صفت عددی (د) صفت مقداری

7- صفت نسبتی کی فہرست ہے:
(ا) پاکستانی سیب،جاپانی لڑکی،کشمیری لباس (ب) کچاامرود،میٹھا آم،لمبالڑکا
(ج) چارخربوزے،چھ کیلے،نودن (د) چھ کلو،پانچ چھٹانک،دوماشے

8- وہ اسم جو زبان میں شروع سے کسی کی اچھائی یا برائی بیان کرنے کے لیے استعمال ہو کہلاتا ہے:
(ا) صفت اصلی (ب) صفت نسبتی (ج) صفت مقدار (د) صفت عددی

9- ''جاپانی گڑیا'' کون سی صفت ہے؟
(ا) صفت اصلی (ب) صفت عددی (ج) صفت نسبتی (د) صفت مقداری

10- ''لاہوری نمک'' کون سی صفت ہے؟
(ا) صفت ذاتی (ب) صفت مقداری (ج) صفت عددی (د) صفت نسبتی

11- اچھا،بُرا،تیزوغیرہ کاشمار ہوتا ہے:
(ا) اسم صفت اصلی میں (ب) اسم صفت مقداری میں
(ج) اسم صفت نسبتی میں (د) کسی صفت میں نہیں ہوتا

12- اسم صفت کے کتنے درجے ہیں:
(ا) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

13- اسم ضمیر کی کتنی اقسام ہیں:

(ا) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

14- اضافت کی اقسام ہیں:

(ا) پانچ (ب) نو (ج) دس (د) گیارہ

15- دو یا دو سے زیادہ با معنی لفظوں کے مجموعے کو کہتے ہیں:

(ا) کلام یا مرکب (ب) ضمیر فاعلی (ج) صفت بعض (د) صفت شخصی

16- وہ مرکب یا کلام جسے پڑھنے سے پورا مطلب سمجھ نہ آئے کہلاتا ہے:

(ا) مرکب ناقص (ب) مرکب تام (ج) مرکب اضافی (د) مرکب امتزاجی

17- صفت اور موصوف سے مل کر جو مرکب بنتا ہے کہلاتا ہے:

(ا) مرکب امتزاجی (ب) مرکب توصیفی (ج) مرکب عطفی (د) مرکب عددی

18- دو الفاظ کے درمیان میں ربط پیدا کر کے جو مرکب بنتا ہے کہلاتا ہے:

(ا) مرکب اضافی (ب) مرکب امتزاجی (ج) مرکب عطفی (د) مرکب عددی

19- مرکب عطفی کی نشاندہی کریں۔

(ا) زینب کا بستہ، گلاب کا پھول، سکول کی لڑکی (ب) خوبصورت محل، چھوٹی بچی، ویران علاقہ

(ج) زمین و آسمان، شام و سحر، موت اور زندگی (د) چار بادام، چھ انگور، سو لوگ

20- وہ مرکب جس میں کسی اسم کے لیے دور یا نزدیک کا اشارہ موجود ہو کہلاتا ہے:

(ا) مرکب اشاری (ب) مرکب عطفی (ج) مرکب اضافی (د) مرکب عددی

21- دو الفاظ کا مجموعہ جس میں ایک با معنی لفظ کے ساتھ دوسرا با معنی لفظ بغیر کسی ضرورت کے استعمال ہو کہلاتا ہے:

(ا) تابع موضوع (ب) تابع مہمل (ج) تابع دار (د) تابع فرمان

22- ایسا مرکب جس میں ایک با معنی لفظ کے ساتھ بے معنی لفظ بغیر کسی ضرورت کے جوڑ دیا جائے کہلاتا ہے:

(ا) تابع موضوع (ب) تابع مہمل (ج) تابع دار (د) تابع فرمان

23- تابع موضوع کی فہرست ہے:

(ا) اوٹ پٹانگ، لڑائی جھگڑا، مار کٹائی، دنگا فساد (ب) جھوٹ موٹ، گانا وانا، قلم ولم، گپ شپ

(ج) اونٹ کی کوہان، اُلو کی دُم، بکرے کی ماں (د) دوگانا، چار مغز، پانچ دوست، چھ پان

24- ایسے دو لفظوں کا مجموعہ جس میں مضاف الیہ کی وجہ سے مضاف کی وضاحت ہو جائے کہلاتا ہے:

(ا) اضافت توضیحی (ب) اضافت تخصیصی (ج) اضافت تملیکی (د) اضافت ظرفی

جوابات: 1- ترکیب نحوی 2- مسند، مسند الیہ 3- جملہ اسمیہ، جملہ فعلیہ 4- دو

5- صفت نسبتی 6- صفت ذاتی 7- پاکستانی سیب، جاپانی لڑکی، کشمیری لباس

8- صفت اصلی 9- صفت نسبتی 10- صفت نسبتی
11- اسم صفت اصلی 12- تمیز 13- تمیز 14- تو
15- کلام یا مرکب 16- مرکب ناقص 17- مرکب توصیفی 18- مرکب عطفی
19- زمین و آسمان، شام و سحر، موت اور زندگی 20- مرکب اشاری 21- تابع موضوع
22- تابع مہمل 23- اوٹ پٹانگ، لڑائی جھگڑا، مار کٹائی، دنگا فساد 24- اضافت توضیحی

واحد/جمع

واحد: "واحد" وہ اسم ہے جو ایک چیز کے لیے بولا جائے مثلاً لڑکا، بچہ، باب وغیرہ۔

جمع: "جمع" وہ اسم ہے جو ایک سے زیادہ چیزوں کے لیے بولا جائے مثلاً لڑکے، بچے، ابواب وغیرہ۔

جمع بنانے کے چند قاعدے

اُردو جمع

1- مذکر واحد اسم کی آخری "ہ" کو "ے" سے بدل دیتے ہیں۔
مثلاً بچہ سے بچے، دروازہ سے دروازے۔

2- مذکر واحد اسم کے آخری "ا" کو "ے" سے بدل دیتے ہیں۔
مثلاً لڑکا سے لڑکے، بکرا سے بکرے، گدھا سے گدھے۔

3- مؤنث واحد اسم کے آخر میں "ی" کے بعد "اں" کا اضافہ کر دیتے ہیں۔
مثلاً لڑکی سے لڑکیاں، بچی سے بچیاں، کرسی سے کرسیاں۔

4- مؤنث واحد اسم کے آخری "الف کے بعد "ں" کا اضافہ کر دیتے ہیں۔
مثلاً گڑیا سے گڑیاں، چڑیا سے چڑیاں، بندریا سے بندریاں۔

5- بعض اسموں کے آخر میں "یں" لگا دینے سے جمع بن جاتی ہے۔ لیکن اگر ایسا مؤنث "ا یا ہ" پر ختم ہو تو "ایں" لگاتے ہیں۔ مثلاً بھینس سے بھینسیں، بھیڑ سے بھیڑیں، میز سے میزیں، خالہ سے خالائیں۔

6- کنواں کی جمع کنویں اور کنوؤں، گاؤں کی جمع گاوؤں، دھواں کی جمع دھوؤں اور دھوئیں استعمال ہوتی ہے۔

7- جن مؤنث اسموں کے آخر میں "ء (ہمزہ)" اور "ے" ہو ان کی جمع بناتے وقت "ے" کو گرا کر "یں" بڑھا دیتے ہیں۔ مثلاً گائے سے گائیں، رائے سے رائیں۔

8- جن مؤنث اسموں کے آخر میں نون غنہ آتا ہے ان کی جمع بناتے وقت تحریر میں نون غنہ (ں) دور کر کے "یں" بڑھا دیتے ہیں مثلاً جوں سے جوئیں، بھوں سے بھوئیں لیکن نون غنہ سے پہلے "الف" ہو تو "ایں" لگاتے ہیں۔
مثلاً ماں سے مائیں۔

عربی جمع

اردو زبان میں عربی الفاظ اور اں کی عربی جمع کثرت سے استعمال ہوتے ہیں۔ عربی میں جمع کے لیے وزن مقرر ہیں جو اسم اس وزن پر آئے گا وہ جمع بن جائے گا۔

مثلاً فعل سے افعال، جاہل سے جہلا، مسجد سے مساجد، تفسیر سے تفاسیر، خادم سے خدام، ولی سے اولیا، زمانہ سے أزمنہ اور صوم سے صیام۔

واحد جمع کے بارے میں چند اصول

1- بعض الفاظ ہمیشہ بطور واحد استعمال ہوتے ہیں۔
مثلاً مکئی، باجرہ، سرسوں، کپاس، جست، لوہا، چاندی، سونا، پیتل، قلعی، جوار وغیرہ۔

2- عربی کے جمع الفاظ کو اردو کے قاعدے کے مطابق دوبارہ جمع بنانا درست نہیں۔
مثلاً شاعر کی جمع شعرا ہے اسے شعراؤں کہنا غلط ہے۔

3- بعض الفاظ واحد ہیں لیکن بطور جمع استعمال ہوتے ہیں۔
مثلاً حضرت، چاول، مٹر، کرتوت، ہوش، پچھن، بھاگ، دام، درشن، مزاج، نصیب، جو، دھان، مونگ، معنی، تل، اوسان، دستخط، ماش وغیرہ۔

4- بعض الفاظ جمع ہیں مگر بطور واحد استعمال ہوتے ہیں۔
مثلاً بقایا، واردات، کائنات، حوالات، خیرات، رعایا، افواہ، اشرف، اخبار، اصول، اطلاق، اولاد، مواد وغیرہ۔

اردو بول چال میں استعمال ہونے والے واحد/جمع کی فہرست حروف تہجی کے اعتبار سے نیچے دی جا رہی ہے۔

واحد/جمع

آ

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
آخر	اواخر	آلہ	آلات	آیت	آیات	آفت	آفات

ا

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
اب	آبا	ابد	آباد	اثر	آثار۔اثرات	اول	اوائل
اجنبی	اجانب	احسان	احسانات	اقرب	اقارب	اسفل	اسافل
اخ	اخوان	اخبار	اخبارات	اختراع	اختراعات	ادب	آداب
ادیب	ادبا	ادارہ	ادارے	ارض	اراضی	اشرفی	اشرفیاں
استاد	اساتذہ	ارشاد	ارشادات	اسم	اسماء	اسلوب	اسالیب
اشارہ	اشارات	اشتہار	اشتہارات	اصل	اصول	اصلاح	اصلاحات

افغان	افاغنہ	افق	آفاق	افسر	افسران	اقتباس	اقتباسات
اقلیم	اقالیم	اقنوم	اقانیم	اقلیت	اقلیتیں	اکبر	اکابر
امارت	امارات	امام	ائمہ	امت	امم	اُم	اُمہات
امر(حکم)	اوامر	امر(کام)	امور	اُنس	اُناس	امیر	اُمراء
انتظام	انتظامات	امی	امیاں	افتادہ	افتادگان	اہل	اہالی

ب

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
باب	ابواب	بحر	ابحار۔بحور	بخار	بخارات	بدن	ابدان
برج	بروج	برکت	برکات	بصر	ابصار	بصیرت	بصائر
بطن	بطون	بقیہ	بقیات	بلد	بلاد	بنت	بنات
باغ	باغات	بزرگ	بزرگان	بیت(گھر)	بیوت	بیت(شعر)	ابیات
بنا	ابنیہ	بیگم	بیگمات	برہان	براہین	بسیرا	بسیرے

پ

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
پرزہ	پرزے	پرات	پراتیں	پتنگ	پتنگیں	پرستار	پرستاروں
پُڑیا	پُڑیاں	پردہ	پردے	پرانا	پرانے	پردادا	پردادے
پرنانی	پرنانیاں	پرچہ	پرچے	پودا	پودے	پرندہ	پرندے

ت

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
تاجر	تجار۔تاجران	تاریخ	تواریخ	تجربہ	تجربات	تبرک	تبرکات
تجلی	تجلیات	تحیر	تحیرات	تجویز	تجاویز	تحریک	تحریکات
تحفہ	تحائف	تحقیق	تحقیقات	تدبیر	تدابیر	ترجمہ	تراجم
تصریح	تصریحات	تصنیف	تصانیف	تصور	تصورات	تشریح	تشریحات
تضاد	تضادات	تعصب	تعصبات	تخیل	تخیلات	تصویر	تصاویر
تفسیر	تفاسیر	تفکر	تفکرات	تعلق	تعلقات	تفصیل	تفصیلات،تفاصیل
توقع	توقعات	ترغیب	ترغیبات	تقریر	تقاریر	تکلیف	تکالیف
ترکیب	تراکیب	تجاوز	تجاوزات	تجمل	تجملات	تحریر	تحریرات

ٹ

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
ٹوپی	ٹوپیاں	ٹرین	ٹرینیں	ٹرالی	ٹرالیاں	ٹونٹی	ٹونٹیاں
ٹکڑا	ٹکڑے	ٹوکری	ٹوکریاں	ٹیلا	ٹیلے	ٹڈا	ٹڈے
ٹانگ	ٹانگیں	ٹیکسی	ٹیکسیاں	ٹسوا	ٹسوے	ٹکا	ٹکے

ث

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
ثمر	ثمار،ثمرات	ثقہ	ثقات	ثابت	ثوابت	ثاقب	ثواقب

ج

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
جواب	جوابات	جانب	جوانب	جذبہ	جذبات	جوہر	جواہر
جن	جنات	جد	اجداد	جنس	اجناس	جاہل	جہلا،جہال
جسم	اجسام	جریدہ	جرائد	جہت	جہات	جرم	اجرام
جزیرہ	جزائر	جرثومہ	جراثیم	جوتا	جوتے	جزو	اجزا
جُرم	جرائم	جبل	جبال	جسد	اجساد	جنازہ	جنازے

چ

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
چہرہ	چہرے	چوہا	چوہے	چرخا	چرخے	چابی	چابیاں
چونچلا	چونچلے	چٹھی	چٹھیاں	چڑھاوا	چڑھاوے	چنا	چنے

ح

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
حالت	حالات	حیوان	حیوانات	حرف	حروف	حاضر	حاضرین
حضرت	حضرات	حب	خوب	حکمت	حکم	حافظ	حفاظ
حقیقت	حقائق	حصہ	حصص	حکیم	حکما	حد	حدود
حال	احوال	حق	حقوق	حبیب	احباب،احبا	حاکم	حکام
حاشیہ	حواشی	حاجت	حوائج	حرکت	حرکات	حادثہ	حوادث

URDU NOTES FOR 9th CLASS (PUNJAB)

حاسہ	حواس	حشرہ	حشرات	حجاب	حجابات	حجر	حُجُور
حدیث	احادیث	حکایت	حکایات	حدیقہ	حدائق	حاجی	حجاج
حاجب	حجاب	حکم	احکام	حاضر	حاضرین	حُجت	حُجَج

خ

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
خلیفہ	خلفا	خطیب	خطبا	خلق	اخلاق	خزینہ	خزائن
خدشہ	خدشات	خاصیت	خصائص	خط	خطوط	خنزیر	خنازیر
خواہش	خواہشات	خادم	خدام	خیمہ	خیام	خلف	اخلاف
خطا	خطایا	خطبہ	خطبات	خطاب	خطابات	خرچ	اخراجات
خاتون	خواتین	خصلت	خصائل	خندق	خنادق	خاطر	خواطر
خبر	اخبار	خان	خوانین	خدمت	خدمات	خاص	خواص
خیر	اخیار	خلقت	خلائق				

د

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
دیہہ	دیہات	دعوت	دعوات	دانا	داناؤں	دکان	دکانات
درآمد	درآمدات	دعا	ادعیہ	درجہ	درجات	دین	ادیان
دفینہ	دفائن	دوا	ادویات'ادویہ	دستور	دساتیر	دانت	دانتوں
درہم	دراہم	دفتر	دفاتر	دائرہ	دوائر	دُبر	ادبار
داعی	داعیان	دقیقہ	دقائق	دولت	دول	دلیل	دلائل

ذ

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
ذاکر	ذاکرین	ذلیل	اذلہ	ذکی	اذکیا	ذہن	اذہان
ذرہ	ذرات	ذخیرہ	ذخائر	ذات	ذوات	ذکر	اذکار
ذریعہ	ذرائع	ذنب	ذنوب				

ر

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
رائے	آراء	رسالہ	رسائل	رسول	رسل	رسم	رسوم
رمز	رموز	رفیق	رفقا	رئیس	رؤسا	روضہ	ریاض

ریح	ریاح	رجل	رجال	روح	ارواح	روایت	روایات
رقم	رقوم	رابطہ	روابط	رکعت	رکعات	رکن	ارکان/اراکین
رعیت	رعایا	رب	ارباب	رقعہ	رقعات	رسید	رسیدیں

ز

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
زعیم	زعما	زوج	ازواج	زاہد	زُہاد	زائد	زوائد
زائر	زائرین	زمانہ	ازمنہ	زاویہ	زوایا	زلزلہ	زلازل

س

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
سید	سادات	سربراہ	سربراہان	سن	سنین	سر	اسرار
سیف	سیوف	سلاح	اسلحہ	سابق	سوابق	سعی	مساعی
سقم	اسقام	سلف	اسلاف	سوال	سوالات	سنت	سنن
سفر	اسفار	سانحہ	سوانح، سانحات	سلسلہ	سلاسل	سند	اسناد
ساحل	سواحل	سطر	سطور	سبق	اسباق	سفینہ	سفائن
سیرت	سیر	سلطان	سلاطین	سبب	اسباب	سجدہ	سجود

ش

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
شریعت	شرائع	شریر	اشرار	شغل	اشغال	شریک	شرکا
شاعر	شعرا	شجر	اشجار	شہید	شہدا	شکل	اشکال
شے	اشیا	شیطان	شیاطین	شخص	اشخاص	شک	شکوک
شرط	شرائط	شریف	شرفا	شیخ	شیوخ	شر	شرور
مشروب	مشروبات	شفق	اشفاق	شرح	شروح	شبہ	شبہات
شاہد	شواہد	شعر	اشعار				

ص

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
صحابی	صحابہ	صدمہ	صدمات	صحیفہ	صحائف	صالح	صلحا
صنعت	صنائع	صغیرہ	صغائر	صاحب	اصحاب	صدقہ	صدقات

صلیب	صُلب	صوفی	صوفیا	صفت	صفات	صوت	اصوات
صنف	اصناف	صورت	صور	صوم	صیام	صنم	اصنام
صفحہ	صفحات	صف	صفوف	صوبہ	صوبہ جات		

ض

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
ضیف	ضُیُوف	ضرورت	ضروریات	ضرب	اضراب	ضرب	اضراب
ضعیف	ضعاف	ضمیر	ضمائر/اضمار	ضابطہ	ضوابط	ضد	اضداد
ضلع	اضلاع	ضمیمہ	ضمیمہ جات	ضماد	اضمدہ	ضربت	ضربات

ط

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
طرف	اطراف	طبع	طبائع	طالبہ	طالبات	طعام	اطعمہ
طبق	اطباق	طوائف	طائفہ	طالب	طلبہ	طور	اطوار
طبیعت	طبائع	طائر	طیور	طفل	اطفال	طلسم	طلسمات
طالبعلم	طلبا	طبیب	اطبا	طبقہ	طبقات		

ظ

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
ظاہر	ظواہر	ظِل	اظلال	ظرف	ظروف	ظلم	مظالم
ظلمت	ظِلام	ظریف	ظرفا	ظُہُورا	ظُہُورات	ظن	ظُنُون

ع

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
عبد	عباد	عیب	عیوب	عرض	عرائض	عابد	عباد
عامل	عوامل	علت	علل	عظیم	عظام	عاقبت	عواقب
عامل (حاکم)	عمال	عدد	اعداد	عسکر	عساکر	عطیہ	عطیات
عقیدہ	عقائد	عنایت	عنایات	عجب، عجیب	عجائب	عضو	اعضا
عقل	عقول	عمل	اعمال	عارضہ	عوارض	عزیز	اعزہ
عصر	عُصُور	عام	عوام	عاشق	عشاق	عالم	علما
عطر	عطریات	عبادت	عبادات	علم (جھنڈا)	اعلام	عزم	عزائم

عمر	اعمار	عندلیب	عنادل	عرق	عروق	عادت	عادات
عمارت	عمارات	علامت	علامات	علم	علوم	عاقل	عقلا
علاقہ	علائق	عالی	اعالی	عطر	عطریات	عنصر	عناصر
عقاب	عقبان	عقد	عقود	عارف	عارفین	عہد	عہود
عید	عیدین	عمید	عمائد	عیب	عیوب	عون	اعوان

غ

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
غنم	اغنام	غزوہ	غزوات	غلط	اغلاط	غریب	غربا
غنی	اغنیا	غرض	اغراض	غذا	اغذیہ	غم	غموم
غنیمت	غنائم	غیر	اغیار	غوز	نوزیں	غزل	غزلیات

ف

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
فکر	افکار	فاسق	فاسقین	فقیہ	فقہا	فیل	افیال
فاجر	فجار	فتح	فتوح،فتوحات	فتنہ	فتن	فضیلت	فضائل
فیض	فیوض	فعل	افعال	فن	فنون	فاضل	فضلا
فرعون	فراعنہ	فتویٰ	فتاویٰ	فائدہ	فوائد	فرمان	فرامین
فلک	افلاک	فساد	فسادات	فقیر	فقراء	فرد	افراد
فقرہ	فقروں	فوج	افواج	فرض	فرائض	فہم	افہام
فاضل	فضلا	فصل	فصول	فصیح	فصحا	فضلہ	فضلات

ق

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
قصبہ	قصبات	قبیلہ	قبائل	قوت	قوی	قید	قیود
قاضی	قضاۃ	قمر	اقمار	قوت	قُویٰ	قطعہ	قطعات
قصر	قصور	قطب	اقطاب	قریہ	قری	قرینہ	قرائن
قریب	اقربا	قصہ	قصص	قلب	قلوب	قانون	قوانین
قطرہ	قطرات	قاعدہ	قواعد	قدم	اقدام	قدر	اقدار

قدیم	قدما	قول	اقوال	قسم	اقسام	قاری	قراء قارئین
قوم	اقوام	قسط	اقساط	قبر	قبور	قندیل	قنادیل
قطر	اقطار	قافیہ	قوافی	قیاس	قیاسات	قصیدہ	قصائد

ک

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
کنایہ	کنایات	کنز	کنوز	کریم	کرام	کبیر	کبار
کاتب	کاتبین	کلمہ	کلمات	کافر	کفار	کمال	کمالات
کتاب	کتب	کسر	کسور	کاغذ	کاغذات	کرامت	کرامات
کیفیت	کیفیات	کوکب	کواکب	کبیرہ	کبار	کامل	کاملین

گ

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
گاڑھا	گاڑھے	گالی	گالیاں	گانجا	گانجے	گٹا	گٹے
گچھا	گچھے	گڈا	گڈے	گدھا	گدھے	گڈا	گڈے
گڑیا	گڑیاں	گزارا	گزارے	گلی	گلیاں	گنجا	گنجے
گنڈا	گنڈے	گودا	گودے	گولی	گولیاں		

ل

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
لازم	لوازم	لون	الوان	لذت	لذات	لحن	الحان
لسان	السنہ	لطیفہ	لطائف	لفظ	الفاظ	لغت	لغات
لقب	القاب	لمحہ	لمحات	لطف	الطاف	لوح	الواح

م

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
مشکل	مشکلات	مصدر	مصادر	مشہور	مشاہیر	ملک (فرشتہ)	ملائکہ ملائک
ممکن	ممکنات	مانع	موانع	مثل	امثال	مدبر	مدبرین
منصب	مناصب	مد	مدات	مقدمہ	مقدمات	مائع	مائعات
مغرب	مغارب	موضوع	موضوعات	مفاد	مفادات	مشروب	مشروبات

مبہم	مبہمات	مکتب	مکاتب	مقام	مقامات	مضمون	مضامین
مصرف	مصارف	معمول	معمولات	مال	اموال	مُبلغ	مبالغ
مبلغ	مبلغین	مترجم	مترجمین	متعلم	متعلمین	متکلم	متکلمین
مثال	امثلہ	مجاہد	مجاہدین	مجلس	مجالس	مجمع	مجامع
محاورہ	محاورات	محدث	محدثین	محقق	محققین	محفل	محافل
محل	محلات	محنت	محن	مخرج	مخارج	مخزن	مخازن
مدرس	مدرسین	مدرسہ	مدارس	مدیر	مدیران	مدینہ	مدائن
مذہب	مذاہب	مراسلہ	مراسلات	مرتبہ	مراتب	مرثیہ	مراثی
معبد	معابد	معاملہ	معاملات	مظہر	مظاہر	مطلب	مطالب
مطبوعہ	مطبوعات	مطبع	مطابع	مطالبہ	مطالبات	معرفت	معارف
مضمر	مضمرات	مصیبت	مصائب	مصلحت	مصالح	مصاحب	مصاحبین
مرحلہ	مراحل	مرض	امراض	مسجد	مساجد	مسکین	مساکین
مسکن	مساکن	مسئلہ	مسائل	مشرق	مشارق	مشغلہ	مشاغل
مومن	مومنین	موقع	مواقع	موقف	مواقف	موج	امواج
موت	اموات	منقول	منقولات	مُنافق	مُنافقین	منظر	مناظر
منزل	منازل	منظوم	منظومات	مقُولہ	مقُولات	منتظم	منتظمین
منبر	منابر	مسلم	مسلمین	معجزہ	معجزات	معاون	معاونین
معدن	معادن	معقول	معقولات	معلم	معلمین	معنی	معانی
مفہوم	مفاہیم	مقابلہ	مقابلہ جات	مقالہ	مقالہ جات	مقام	مقامات
مقبرہ	مقابر	مقدار	مقادیر	مقصد	مقاصد	مکان	مکانات
مکتوب	مکاتیب	ملبوس	ملبوسات	ملت	مل	ملحد	ملاحدہ

ن

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
نادر	نوادر	نبی	انبیا	نتیجہ	نتائج	ناصر	انصار
ناصح	ناصحین	ناظر	ناظرین	نبات	نباتات	نیت	نیات
نجم	نجوم	ندیم	ندما	نسب	انساب	نسخہ	نسخہ جات

نہر	انہار	نوع	انواع	نور	انوار	نکتہ	نکات
نقل	نقول	نقطہ	نقاط	نقش	نقوش	نفیس	نفائس
نفس	انفاس	نغمہ	نغمات	نعمت	نعم	نظیر	نظائر
نصیحت	نصائح	نظریہ	نظریات	نقص	نقائص	نشان	نشانات
نقصان	نقصانات	نظر	انظار	نفل	نوافل		

و

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
ولد	اولاد	ولی	اولیاء	واقعہ	واقعات	وصیت	وصایا
وقف	اوقاف	وارث	ورثا	واسطہ	واسطے	واعظ	واعظین
وجہ	وجوہ،وجوہات	وحشی	وحوش	درد	اوراد	ورق	اوراق
وزن	اوزان	وزیر	وزرا	وسوسہ	وساوس	وسیلہ	وسائل
وصف	اوصاف	وضع	اوضاع	وطن	اوطان	وظیفہ	وظائف
وقت	اوقات	وکیل	وکلا	وفد	وفود	وہم	اوہام

ہ

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
ہدایت	ہدایات	ہندو	ہنود	ہمت	ہمم	ہدیہ	ہدایا
ہدف	اہداف	ہرم	اہرام	ہوائی	ہوائیاں	ہزار	ہزارہا

ی

واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع	واحد	جمع
یوم	ایام	یکا	یکے	یہودی	یہود	یتیم	یتامیٰ

جمع الجمع

عربی میں بعض الفاظ ایسے ہیں جن کی جمع بنا کر پھر جمع بنائی جا سکتی ہے۔ایسی جمع کو جمع الجمع کہتے ہیں۔

واحد	جمع	جمع الجمع	واحد	جمع	جمع الجمع
دوا	ادویہ	ادویات	اسم	اسما	اسامی
نادر	نوادر	نوادرات	وجہ	وجوہ	وجوہات

اکبر	اکابر	اکابرین	خبر	اخبار	اخبارات
حکم	احکام	احکامات	امر	امور	امورات
لازم	لوازم	لوازمات	جوہر	جواہر	جواہرات
لاحق	لواحق	لواحقین	رسم	رسوم	رسومات
رکن	ارکان	اراکین	موضع	مواضع	مواضعات
رقم	رقوم	رقومات	خب	خبوب	خبوبت
فتح	فتوح	فتوحات			

تذکیر - تانیث

اردو زبان میں اسم کی صرف دو جنسیں ہیں۔ مذکر (تذکیر) اور مؤنث (تانیث)۔ اردو زبان میں ہر اسم چاہے جاندار کے لیے ہو یا بے جان کے لیے وہ یا تو مذکر ہوگا یا مؤنث۔

مذکر

مذکر ''نر'' کو کہتے ہیں یعنی اسم مذکر وہ اسم ہے جو نر کے معنوں میں استعمال کیا جائے۔
مثالیں: لڑکا، شوہر، دادا، شاعر وغیرہ۔

مؤنث

مؤنث ''مادہ'' کو کہتے ہیں یعنی اسم مؤنث وہ اسم ہے جو مادہ کے معنوں میں استعمال کیا جائے۔
مثالاً لڑکی، بیوی، دادی، شاعرہ وغیرہ۔

1- اگر مذکر اسم کے آخر میں ''الف'' یا ''ہ'' ہو تو ''الف'' اور ''ہ'' کو ''ی'' سے بدل دیا جاتا ہے۔

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
بیٹا	بیٹی	دادا	دادی	چچا	چچی	کنوارا	کنواری
تایا	تائی	بھتیجا	بھتیجی	پھوپھا	پھوپھی	بھانجا	بھانجی
لڑکا	لڑکی	سالا	سالی	لنگڑا	لنگڑی	ننھا	ننھی
دلارا	دلاری	شہزادہ	شہزادی	اندھا	اندھی	گنجا	گنجی
پگلا	پگلی	پوتا	پوتی	نواسہ	نواسی	جولاہا	جولاہی
صاحبزادہ	صاحبزادی	پیارا	پیاری	بڈھا	بڈھی	کالا	کالی
کاکا	کاکی	اچھا	اچھی	بیچارہ	بیچاری	ماما	مامی

2- اگر مذکر اسم کے آخر میں "ی"، "ہ" یا "ا" ہو تو اسے "ن" سے بدل دیا جاتا ہے۔

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
حاجی	حاجن	جوگی	جوگن	بھٹیارہ	بھٹیارن	کنجڑا	کنجڑن
موچی	موچن	گویا	گائن	گوالہ	گوالن	یہودی	یہودن
چمار	چمارن	بنگالی	بنگالن	چودھری	چودھرائن	مالی	مالن
قصائی	قصائن	بھکاری	بھکارن	بڑھئی	بڑھئن	حلوائی	حلوائن
دھوبی	دھوبن	پجاری	پجارن	پڑوسی	پڑوسن	تیلی	تیلن
پارسی	پارسن	درزی	درزن	نائی	نائن	سقا	سقن
سمدھی	سمدھن	میراثی	میراثن	بھنگی	بھنگن	مولوی	ملوانی
بنجارہ	بنجارن	کمہار	کمہارن	ترکھان	ترکھائن	لوہار	لوہارن
چمار	چمارن	پنجابی	پنجابن	سندھی	سندھن	بلوچی	بلوچن
پٹواری	پٹوارن	باورچی	باورچن	کشمیری	کشمیرن	فرنگی	فرنگن
سنار	سنارن	انگریز	انگریزن	بہشتی	بہشتن	خواجہ	خاتون
دیہاتی	دیہاتن						

3- اسم مذکر کا آخری حرف حذف کر کے "نی" اور حذف کیے بغیر "انی" بڑھا دیا جاتا ہے۔

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
استاد	استانی	پنڈت	پنڈتانی	جمعدار	جمعدارنی	جادوگر	جادوگرنی
دیور	دیورانی	ڈوم	ڈومنی	راجہ	رانی	شیخ	شیخانی
سید	سیدانی	فقیر	فقیرنی	جیٹھ	جیٹھانی	ملا	ملانی
مولانا	مولانی	نٹ	نٹنی	نوکر	نوکرانی	مغل	مغلانی
مہتر	مہترانی	ٹھگ	ٹھگنی	ہندو	ہندنی	پٹھان	پٹھانی
برہمن	برہمنی	سادھو	سادھنی	کانا	کانی	منا	منی
دیوانہ	دیوانی	سوہنا	سوہنی				

4- عربی اسما مذکر کی مؤنث بنانے کے لیے آخر میں "ہ" لگا دیتے ہیں۔

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
قاتل	قاتلہ	شاعر	شاعرہ	ملازم	ملازمہ	قیصر	قیصرہ

وارث	وارثہ	بالغ	بالغہ	طالب	طالبہ	عابد	عابدہ
ملک (بادشاہ)	ملکہ	مریض	مریضہ	رقاص	رقاصہ	والد	والدہ
فاضل	فاضلہ	عزیز	عزیزہ	معلم	معلّمہ	سلطان	سلطانہ
مالک	مالکہ	شکیل	شکیلہ	صاحب	صاحبہ	ساحر	ساحرہ
ضعیف	ضعیفہ	کامل	کاملہ	زوج	زوجہ	رفیق	رفیقہ
عاقل	عاقلہ	محبوب	محبوبہ	محترم	محترمہ	عالم	عالمہ
خادم	خادمہ	حافظ	حافظہ	ادیب	ادیبہ	زاہد	زاہدہ
صداکار	صداکارہ	ناصر	ناصرہ	ملزم	ملزمہ	متعلم	متعلمہ
اداکار	اداکارہ	گلوکار	گلوکارہ	ظالم	ظالمہ	جمیل	جمیلہ
مکرم	مکرمہ	حاکم	حاکمہ	مخدوم	مخدومہ	ناظم	ناظمہ

5- انسانوں کی تذکیر و تانیث

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
مرد	عورت	بادشاہ	ملکہ	باپ	ماں	ابا	اماں
صاحب	بیگم	صاحب	صاحبہ	خالو	خالہ	نواب	بیگم
میاں	بیوی	شوہر	بیوی	خاوند	بیوی	ماموں	ممانی
بہنوئی	بہن	بھائی	بھابی/ بھاوج	رنڈوا	رنڈی/ بیوہ	غلام	لونڈی/کنیز
سسر	ساس	خان	خانم	خسر	خوشدامن	بیگ	بیگم
چچا	چچی	داماد	بہو	دولہا	دلہن	بن	بنت
ابو	امی	بندہ	بندی				

6- حیوانات کی تذکیر و تانیث

مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
سانڈ	سانڈنی	گیدڑ	گیدڑی	سور	سورنی	چیونٹا	چیونٹی
سانپ	سانپنی	بندر	بندریا	بیل	گائے	بکرا	بکری
چڑا	چڑیا	اونٹ	اونٹنی	شیر	شیرنی	تیتر	تیتری
چوہا	چوہیا	طوطا	طوطی	بھوت	بھتنی	گھوڑا	گھوڑی
ہاتھی	ہتھنی	مینڈھا	بھیڑ	ہرن	ہرنی	بھینسا	بھینس
گدھا	گدھی	کاگ	کاگن	کتا	کتیا	مرغا	مرغی
کبوتر	کبوتری	مور	مورنی	ٹٹو	ٹٹوانی	لومڑ	لومڑی

بچھڑا	بچھیا	نر	مادہ	ناگ	ناگن	مکڑا	مکڑی
مینڈک	مینڈکی	ریچھ	ریچھنی	بلا	بلی		

تذکیروتانیث کے بارے میں چند بنیادی اصول

1- حقیقی تذکیروتانیث ایسے مذکرمؤنث ہیں جن میں نر کے مقابلے میں مادہ اور مادہ کے مقابلے میں نر ہو۔ جانداروں میں چونکہ قدرتی طور پرنراور مادہ کافرق موجود ہے۔ اس لیے ان کی تذکیروتانیث حقیقی ہے۔ مثلاً مرد کی مؤنث عورت ہے اور بیل کی مؤنث گائے۔

2- بے جان اسموں میں نراور مادہ کا کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اس لیے ان کی تذکیروتانیث کادارومدار اہلِ زبان کے استعمال پر ہوتا ہے۔ اس لیے بے جان اشیا کی تذکیروتانیث غیرحقیقی ہے۔ مثلاً قلم کواہلِ زبان مذکر بولتے ہیں اور گھاس کومؤنث۔

3- کچھ اسم مذکر بولے جاتے ہیں اوران کے مقابلے میں مؤنث اسم نہیں بولے جاتے۔

جیسے: بابا، بچھونا، فرش، گیند، ورد، قلم، تار، شہ بالا، نبی، سلام، نور، زمانہ، قدم، ارادہ، خواب، گلزار، خط، علاج، وضو، دریا، انتظار، فرشتہ، گھر، فرض، گھی، موتی، فوٹو، اخبار، عمل، احترام، تھانہ، سکول، حلق، نصب العین وغیرہ۔

4- کچھ اسم مؤنث بولے جاتے ہیں اوران کے مقابلے میں مذکراسم نہیں بولے جاتے۔

جیسے: باجی، آپا، دائی، سہاگن، انا، سوت، دھوپ، رحمت، جامن، ناک، سہیلی، خاک، زندگی، عزت، قسمت، روایت، قدرت، دوا، دعا، وفا، گھڑی، نرس، پری، امانت، راہ، جنگ، چٹان، سائیکل، ابتدا، استدعا، حیا، ململ، گفتگو، نشوونما، گھاس وغیرہ۔

5- کچھ اسم صرف مذکر بولے جاتے ہیں اوران کی صفت مادہ لگا کرمؤنث بنالیتے ہیں۔

جیسے: کوا، مچھر، خرگوش، عقاب، اژدھا، جگنو، چیتا، اُلو، کھٹمل، چوزہ، جانور، گدھ، ہدہد، نیولا، باز، شاہین، بچھو، چکور، بگلا، کچھوا، مگرمچھ، سرخاب، گینڈا وغیرہ۔

6- کچھ اسم صرف مؤنث بولے جاتے ہیں اورنرومادہ دونوں مراد لیے جاتے ہیں لیکن ان کی تعریف صفت نر سے بھی کی جاتی ہے۔

جیسے: کوئل، فاختہ، چیل، لومڑی، مکھی، گلہری، مرغابی، تتلی، مینا، چھپکلی، بلبل، قمری، جوں، کونج، ڈائن، چڑیل وغیرہ۔

7- تمام دنوں کے نام مذکر ہیں۔ (ہفتہ، اتوار، پیر، منگل، بدھ، جمعہ) مگر جمعرات کومؤنث بولتے ہیں۔

8- تمام اوقات کے نام مذکر ہیں۔ (منٹ، گھنٹا، مہینا، سال، سنہ، سن) مگر "رات" کومؤنث بولتے ہیں۔

9- پہاڑاور پتھراوران کی تمام قسموں کے نام مذکر بولے جاتے ہیں۔ جیسے: زمرد، یاقوت، فیروزہ، ہیرا، پکھراج، ہمالہ، قراقرم۔

10- شہروں، دریاؤں، ملکوں، سمندروں، دھاتوں، سیاروں اور براعظموں کے نام مذکر ہیں مگر (دریائے گنگا اور جمنا) کومؤنث بولتے ہیں۔ راوی، جہلم، چناب، ستلج، سندھ، برہم پتر، کرنافلی، بیاس، ایشیا، یورپ، افریقا، آسٹریلیا، پاکستان، ایران، عراق، کویت، ہندوستان، جاپان، انگلینڈ، اسلام آباد، مکہ، مدینہ، کوئٹہ، لاہور، ٹوکیو، نیویارک، دہلی، کانپور، تانبا، پیتل، لوہا، چاند، سورج، مریخ، زہرہ وغیرہ مذکر ہیں۔

11- تمام زبانوں، ندیوں اورنمازوں کے نام مؤنث بولے جاتے ہیں۔

جیسے: عربی، فارسی، اردو، پشتو، ہندی، انگریزی، فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاوغیرہ۔

12- تمام آوازیں مؤنث ہوتی ہیں۔ جیسے: چوں چوں، میاؤں میاؤں، کائیں کائیں، گڑگڑ، سائیں سائیں وغیرہ۔

تلفظ

تلفظ کے معانی ہیں الفاظ کو زیر، زبر، پیش کے لحاظ سے صحیح طرح ادا کرنا۔ اسی لیے الفاظ کا صحیح تلفظ سیکھنے کے لیے حرکات سے واقفیت ضروری ہے۔ حرکات ان علامات کو کہتے ہیں جو الفاظ کا تلفظ واضح کرنے کے لیے ان کے مختلف حروف پر لگائی جاتی ہیں۔ اعراب کی تفصیل حسب ذیل ہے:

1- **زبر:** یہ علامت حرف کے اوپر لگائی جاتی ہے (اَ) اس علامت کو "فتحہ" بھی کہتے ہیں۔ جس حرف پر یہ علامت ہوگی وہ "مفتوح" کہلائے گا۔ مثلاً "تَلَفُّظ" کے لفظ میں تـ اور ل دونوں مفتوح ہیں۔ یا "عَمَل" میں ع اور م دونوں مفتوح ہیں۔

2- **زیر:** یہ علامت حرف کے نیچے لگائی جاتی ہے۔ (اِ) اس علامت کو "کسرہ" بھی کہتے ہیں۔ جس حرف کے نیچے یہ علامت ہوگی اسے "مکسور" کہیں گے۔ مثلاً لفظ "اِنسان" میں الف مکسور ہے اور "جِسم" میں ج مکسور ہے۔

3- **پیش:** یہ علامت حرف کے اوپر لگائی جاتی ہے۔ (اُ) اس علامت کا دوسرا نام "ضمہ" ہے۔ جس حرف پر پیش ہو اسے "مضموم" کہتے ہیں۔ مثلاً لفظ "حُروف" میں ح مضموم ہے۔ یا "زُکام" اور "بُخار" میں ز اور ب مضموم ہیں۔

4- **سکون:** کسی حرف کو ساکن ظاہر کرنے کے لیے اس کے اوپر جزم یا سکون کی علامت لگا دی جاتی ہے۔ مثلاً (مْ) جس حرف پر یہ علامت ہوگی وہ "ساکن" کہلائے گا۔ مثلاً لفظ "عقْل" میں ق ساکن ہے۔ "لفْظ" میں ف ساکن ہے۔ "حرْف" میں ر ساکن ہے۔

5- **تشدید:** تشدید کو شـــد بھی کہتے ہیں۔ یہ علامت حرف کے اوپر لگائی جاتی ہے۔ مثلاً (شّ) جس حرف پر یہ علامت ہوگی اسے ہم "مشدّد" کہیں گے اور اس حرف کی آواز ایسی ہوگی جیسے اسے دوبار پڑھا جا رہا ہو۔ لفظ "تلفّظ" میں فـ پر تشدید ہے یا "مشدّد" میں پہلے "د" پر تشدید ہے۔ "معلّم" میں ل مشدّد ہے اور بولتے وقت اسے دوبار ادا کیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا پانچ علامات اُردو میں عام طور سے استعمال ہوتی ہیں لیکن ان کے علاوہ کچھ علامات ایسی بھی ہیں جو نسبتاً کم استعمال کی جاتی ہیں۔ لیکن صحیح تلفّظ کے لیے ان کا جاننا بھی ضروری ہے۔ یہ علامات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ **مد:** یہ علامت صرف الف پر لگائی جاتی ہے۔ (آ) جس الف پر مد ہوگی اسے الف ممدودہ کہیں گے۔ جہاں یہ علامت ہو وہاں الف کو لمبا کر کے پڑھتے ہیں۔ مثلاً آم، آج، آن، آگ۔

۲۔ **کھڑی زبر:** (ٰ) یہ علامت صرف عربی الفاظ میں استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً لفظ اسحٰق میں ح پر کھڑی زبر ہے اسی طرح عیسیٰ، موسیٰ، اللہ میں۔

۳۔ **کھڑی زیر:** (ٖ) یہ علامت حرف کے نیچے لگائی جاتی ہے۔ جیسے آلہٖ یا بعینہٖ۔

۴۔ **اُلٹی پیش:** (ٗ) یہ علامت پیش اور واؤ کی قائم مقام ہے مثلاً داوود کو اگر ہم ایسے لکھیں "داوٗد" تو واؤ پر اُلٹی پیش لگائیں گے۔

۵۔ **تنوین:** اگر کسی حرف پر دو زبر لگا دیں جیسے (اً) یا اس کے نیچے دو زبر جیسے (اٍ) یا اس کے اوپر دو پیش (اٌ) لگا دیں تو اسے تنوین کہیں گے۔ یہ علامت اُردو کے چند الفاظ میں استعمال ہوتی ہے مثلاً فوراً، آناً فاناً، نسلاً بعد نسل۔ مثلاً مشارٌ الیہ وغیرہ۔

متفرق الفاظ کا تلفظ

1- مندرجہ ذیل الفاظ کے پہلے حرف پر زبر ہے۔
بَہار، بَلند، چَکنا چور، ڈَکار، مَبادا، تَاڑنا، گَھمسان، قَلعہ، سَمت، طَلب، مَحبت، مَسافت

2- مندرجہ ذیل کے پہلے حرف کے نیچے زیر ہے۔
خِزاں، خِضر، خِطاب، اِکسیر، نِکات، شِکوہ، عِبادت، غِذا، قِیامت، کِردار۔

3- مندرجہ ذیل الفاظ کے پہلے حرف پر پیش ہے۔
عُنصر، عُنوان، وُصول، وُضو، سُہانا، سُنسان

4- مندرجہ ذیل الفاظ پر واؤ مجہول ہے:
غول، لومڑ، شرابور، گوند، لومڑی

5- مندرجہ ذیل الفاظ میں واؤ معروف ہے۔
سونا، لنڈورا، ٹھونسنا، بھوکا، بگولہ، کھوسٹ، قیلولہ

6- مندرجہ ذیل الفاظ میں واؤ سے پہلے حرف پر زبر ہے:
کَوندنا، جَوق، بَوکھلانا، بھَولپکا، بَوچھاڑ۔

7- مندرجہ ذیل الفاظ میں نون کی آواز کو ظاہر کرنا لازم ہے:
کنبہ، بھانجا، بھنگ، دھنک، بھیانک، پھنسی، تنگ مزاج

8- بعض الفاظ ایسے ہیں جن میں "ب" سے پہلے والے نون کو ساکن پڑھا جاتا ہے اور نون کی آواز "م" میں بدل جاتی ہے۔
جیسے عنبر، منبر، منبع، استنباط، تنبیہ، انبیا وغیرہ۔

9- مندرجہ ذیل الفاظ میں واؤ معدولہ ہے لہٰذا واؤ کی آواز ظاہر نہیں ہوتی۔
جیسے خواہش، خواہ مخواہ، خواستگار، خواب، خواجہ، خویش۔

10- مندرجہ ذیل الفاظ میں واؤ معدولہ نہیں ہے لہٰذا واؤ کی آواز ظاہر کرنا ضروری ہے۔
جیسے خواص، خواتین، خوارزم، خوار

11- مندرجہ ذیل الفاظ کا تلفظ عام طور پر غلط ادا کیا جاتا ہے درست تلفظ یہ ہے۔
بے وُقوف، مبارَک، بیگَم، دوُم، سوُم، خودکُشی، خیر مقدَم، تَرانا، واوَیلا، لامحالہ، مُترجَم، جہنّم، جہلُم، فرِشتہ، یُوسُف، یُونُس، مُتحدہ۔

سوال 1: درست جواب کی نشاندہی (✔) سے کریں۔

1- درست اعراب والے لفظ کی نشاندہی کریں:

(ا) مُخْتَلِفْ (ب) مَخْتِلِفْ (ج) مِخَتِلِفْ (د) مُخْتِلِفْ

===

-2 درست اعراب والا لفظ ہے:

(ا) چَہلَم (ب) چِہلُم (ج) چَہلِم (د) چِہلِم

-3 درست تلفظ والے لفظ کو منتخب کریں:

(ا) مُتَّحِدَہ (ب) مُتَحِدَہ (ج) مُتَحَدَہ (د) مَتَحِدِہ

-4 درست تلفظ والے لفظ کی نشاندہی کریں:

(ا) مُحْتَرَمْ (ب) مُحْتِرَمْ (ج) مِحْتَرِمْ (د) مُحْتَرِم

-5 درست اعراب کس لفظ پر ہیں:

(ا) اَسَتَعْمَال (ب) اِسْتَعْمَال (ج) اِسْتِعْمَالْ (د) آسْتِعْمَال

-6 "ابن" کا مؤنث ہے:

(ا) ابن (ب) بنت (ج) بنات (د) البنات

-7 مکتوب کی جمع ہے:

(ا) مکاتب (ب) مکتب (ج) مکاتیب (د) مکتیب

-8 "شاہ" سابقہ ہے اس کی درست الفاظ کی فہرست ہے:

(ا) شاہجہاں، شاہ خرچ، شاہ سوار (ج) شاہ پور، شادی، شاک

(ج) شاباش، شاد، شاہاب (د) شوکت، شان، شاداب

-9 دین کی جمع ہے:

(ا) دینیات (ب) ادن (ج) ادیان (د) دنیا

-10 خصلت کی جمع ہے:

(ا) خصل (ب) خصوصیات (ج) خصیص (د) خصائل

-11 لقب کی جمع ہے:

(ا) لقوب (ب) القاب (ج) لقابات (د) القوب

-12 نر اور مادہ میں کوئی فرق نہیں ہوتا:

(ا) انسانوں میں (ب) حیوانوں میں (ج) پودوں میں (د) بے جانداروں میں

-13 بے جان چیزوں کی تذکیر و تانیث کا دارومدار ہے:

(ا) اہل زبان پر (ب) زبان ایجاد کرنے والوں پر (ج) جانداروں پر (د) چیز کی نوعیت پر

-14 کسی حرف کو ساکن ظاہر کرنے کے لیے اس کے اوپر لگاتے ہیں:

(ا) زبر (ب) زیر (ج) پیش (د) جزم

-15 کون سی علامت حرف پر لگانے سے حرف کو دوبار پڑھا جاتا ہے؟

(ا) زبر (ب) جزم (ج) پیش (د) تشدید

16- اسلوب کی جمع ہے۔
(ا) اسلیب (ب) اسالیب (ج) اسلیبی (د) اسالیاب

17- عمل کی جمع ہے۔
(ا) عمال (ب) اعمال (ج) عوامل (د) عمائل

18- دیوان کی جمع ہے۔
(ا) دواوین (ب) دیوانات (ج) دیوانے (د) دیوانان

19- "اذکار" کا واحد ہے۔
(ا) مذکر (ب) ذاکر (ج) ذکر (د) ذکور

20- "رمز" کی جمع ہے۔
(ا) رومیز (ب) رماز (ج) رمیز (د) رموز

21- زمانہ کی جمع ہے۔
(ا) ازمنہ (ب) زمانے (ج) زمانوں (د) زمائن

22- "پگلا" کی مؤنث ہے۔
(ا) پگلن (ب) پگلی (ج) پگلو (د) پگل

23- "وفد" کی جمع ہے۔
(ا) وفود (ب) وفاد (ج) وفدوں (د) وفید

جوابات: 1- مُخْتَلِفْ 2- چنگم 3- مُتَّحِدَہ 4- مُحْتَرَمْ
5- اِسْتِعْمَال 6- بت 7- مکاتب 8- شاہجہاں، شاہ خرچ، شاہ سوار
9- ادیان 10- خصائل 11- القاب 12- بے جانداروں میں
13- اہل زبان پر 14- جزم 15- تشدید 16- اسالیب
17- اعمال 18- دواوین 19- ذکر 20- رموز
21- ازمنہ 22- پگلی 23- وفود

علم بیان

وہ شستہ و فصیح تقریر یا تحریر جس کے ذریعے انسان اپنے دل کی بات ظاہر کرے۔ یا تقریر و تحریر کی خوبیوں کے ذکر اور ان کی بحث کو "علم بیان" کہتے ہیں۔

علم بیان میں کلمے کو لغت کہتے ہیں اور کلام کو روزمرہ کہتے ہیں۔

1- **روزمرہ:** روزمرہ سے مراد وہ کلام ہے جو اہل زبان کے اسلوب بیان، طریق اظہار اور گفتگو کے مطابق ہو۔ کوئی فقرہ اگر اہل زبان کے اندازِ گفتگو کے خلاف ہو تو اسے روزمرہ نہیں کہیں گے۔ مثلاً اہل زبان "دس پندرہ" بولتے ہیں اس لیے اگر گیارہ پندرہ یا پندرہ پندرہ بولیں گے تو یہ روزمرہ نہیں ہوگا۔

2- محاورہ: محاورے کے لغوی معنی گفتگو اور بات چیت کے ہیں وہ گفتگو اہل زبان کے اسلوب بیان کے مطابق ہو یا نہ ہو۔ لیکن اصطلاح علم بیان میں اس کلمے یا کلام کو محاورہ کہتے ہیں، جو اہل زبان کے اسلوب کے مطابق ہو اور اپنے حقیقی معنی کے بجائے مجازی معنی پر مبنی ہو۔ مثلاً ''تین پانچ'' کرنے کے مجازی معانی لڑائی جھگڑا کرنے میں ''سات پانچ'' کرنے کے اصطلاحی معنی مکاری کرنے کے ہیں۔

3- ضرب الامثال یا کہاوت: ضرب کے معنی بیان کرنا اور امثال مثل کی جمع ہے۔ یعنی ضرب المثل کا مطلب ہے مثالیں بیان کرنا۔ مثال کے چند الفاظ کے پیچھے کوئی نہ کوئی کہانی یا حوالہ ہوتا ہے۔ وہ چند الفاظ سن کر ہی پوری کہانی یاد آ جاتی ہے ضرب الامثال کو کہاوت بھی کہتے ہیں۔ جیسے۔

بخشو خالہ (بی) بلی چوہا لنڈورا ہی بھلا، ٹیڑھی کھیر اور ہم بھی ہیں پانچوں سواروں میں۔

درج ذیل ضرب المثل بھی مشہور ہیں۔

آ بیل مجھے مار، آپ آئے بھاگ آئے، آخ تھو کھٹے ہیں، آدمی کا شیطان آدمی ہے، اُلٹے بانس بریلی کو، بات کھٹائی میں پڑ گئی، بارہ برس دلی میں رہے بھاڑ ہی جھونکا کیے۔ باسی کڑھی میں اُبال آیا۔ بوڑھی گھوڑی لال لگام، بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔ کھسیانی بلی کھمبا نوچے۔ سوت نہ کپاس جولا ہے سے لٹھم لٹھا، کمخواب میں ٹاٹ کا پیوند، جس کی لاٹھی اُس کی بھینس۔

تشبیہ، استعارہ

تشبیہ، استعارہ، مجاز مرسل، کنایہ، تلمیح، تضاد، حسن تعلیل، مراعاۃ النظیر اور تجنیس ایسی چیزیں ہیں جن سے عبارت میں دلکشی اور خوب صورتی پیدا کی جاتی ہے۔

کمرے کی صفائی اور سفیدی ہوتے دیکھ کر افراد مختلف انداز میں خیال آرائی کرتے ہیں۔

1- کمرہ آئینہ کی طرح چمک رہا ہے۔ 2- کمرہ سفید براق نظر آتا ہے۔ 3- کمرہ کی صفائی دیدنی ہے۔

ان جملوں میں ایک ہی بات کی گئی ہے پہلے جملے میں استعارہ اور دوسرے جملے میں تشبیہ سے عبارت میں حسن پیدا کیا گیا ہے۔

1- تشبیہ کی جزو:

تشبیہ کے چار جزو ہوتے ہیں۔

1- مشبہ 2- مشبہ بہ 3- وجہ شبہ 4- حرف تشبیہ

مشبہ: جسے تشبیہ دیں.........احمد

مشبہ بہ: جس سے تشبیہ دیں.........چاند

وجہ شبہ: وہ صفت جس کی بنا پر مشبہ کو اس کی مانند قرار دیا جائے۔

حرف تشبیہ: وہ کلمہ یا کلمے جو مشبہ اور مشبہ بہ کو ملائیں۔ جیسے: مانند، کی طرح، جیسا وغیرہ

2- استعارہ: کسی ایک چیز کو کسی مشترکہ خوبی، برائی یا نقص کی وجہ سے بعینہ دوسری چیز قرار دینا ''استعارہ'' کہلاتا ہے۔

جیسے بہادر کو شیر، بے وقوف کو اُلو، بزدل کو گیدڑ سمجھا جاتا ہے۔

3- مجاز مرسل: وہ لفظ جس کے مجازی معنی مراد ہوں مگر حقیقی اور مرادی معنوں میں تشبیہ کا تعلق نہ ہو۔

مثلاً شیر کے حقیقی معنی درندہ یا جانور ہے جبکہ مجازی معنوں میں بہادر آدمی، نڈر انسان کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

اسی طرح گدھا: حقیقی معنوں میں بوجھ اُٹھانے والا جانور ہے جبکہ مجازی معنوں میں بے وقوف، جاہل اور احمق کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

4- کنایہ: کسی لفظ سے ایسی بات مراد لینا جو اس کے معنوں کو لازم ہو۔ کنایہ کے معانی ہیں اشارے سے بات کرنا۔

جیسے"شتر بے مہار" کا معنی ہیں" وہ اونٹ جس کی نکیل نہ ہو یعنی اشارہ ایسے آدمی کی طرف ہے جس کی زبان دراز ہو اور بے لگام اونٹ کی طرح اپنی من مانی کرے۔" پیٹ کا ہلکا" ہونے سے مراد ہے۔ کم کھانے والا جبکہ کنایہ یہ ہے کہ راز کی بات کہہ دینے والا۔

صنائع

1- **تلمیح:** نظم ونثر میں ایک لفظ یا چند مختصر الفاظ کے ذریعے سے کسی مشہور آیت، روایت، واقعے یا تاریخی سانحے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

جیسے: ابن مریم ہوا کرے کوئی
میرے دُکھ کی دوا کرے کوئی

ابن مریم سے مراد یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو بیماروں کو چھوتے تھے تو مرض دور ہو جاتا تھا۔ مردے کو اللہ کے حکم سے زندہ کر دیتے تھے۔ اس بات کے لیے بہت سی تلمیحیں استعمال ہوتی ہیں جیسے عیسیٰ نفس، دم عیسیٰ، اعجاز مسیحا۔

2- **تضاد:** کسی عبارت میں تغیر اور سکون کے لیے دو متضاد الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ دھوپ اور چھاؤں، چاندنی اور اندھیرا، سیاہ اور سفید کو یکجا کر کے دیکھنے میں لطف آتا ہے۔ اسی طرح لفظوں اور معنوں کو ربط دیا جائے تو عبارت رنگین اور شعر خوبصورت ہو جاتا ہے۔

جیسے میر کا شعر ہے۔

ایک سب آگ ایک سب پانی
دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں

اس شعر میں آگ اور پانی دو متضاد لفظ ہیں اس لیے اس میں "صنعت تضاد" موجود ہے۔

جیسے اقبالؒ کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیں:

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

اس شعر میں سکون اور تغیر دو متضاد لفظ آئے ہیں اس لیے اس میں "صنعت تضاد" موجود ہے۔

3- **حُسنِ تعلیل:** کسی بات کی ایسی خوشنما وجہ اور شاعرانہ علت بیان کرنا جو حقیقت میں اصلی وجہ نہ ہو۔

جیسے: زیر زمیں سے آتا ہے جو گل زر بکف
قارون نے راستے میں لٹایا خزانہ کیا

سائنس میں پھول کے اندر جو زردانے ہوتے ہیں اُس کا سبب کچھ بھی ہو لیکن شاعر کے خیال میں کیونکہ قارون اپنے سونے اور جواہرات کے سمیت زمین میں دھنس گیا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ دولت محفوظ رہی مگر ایسا نہ ہوا۔ جو گل زمین سے ہو کر شاخ پر آتی ہے اس کی مٹھی میں سونا ہے اور یہ سونا وہی سونا ہے جو قارون کا خزانہ تھا۔

4- **مراعاۃ النظیر:** کلام میں ایسے الفاظ کو جمع کرنا جن میں باہمی مماثلت اور مناسبت ہو مراعاۃ النظیر کہلاتا ہے۔

جیسے: رَو میں ہے رخشِ عمر، کہاں دیکھیے تھمے
نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں

شعر کے تمام کلمات گھوڑے کی مناسبت سے ہیں۔ رو تھمنا، ہاتھ، باگ، پا، رکاب وغیرہ۔

5- **تجنیس:** جب اشعار میں دو لفظ ایسے لائے جائیں جو صورت میں ایک ہوں مگر معنی میں مختلف ہوں، یعنی دونوں الفاظ کے اجزا میں مشابہت ہو۔ جیسے (عرض، ارض)، (آسی، عاصی) وغیرہ۔

جیسے: بھیجی ہے جو مجھ کو شہِ جم جاہ نے دال
ہے لطف و عنایات شہنشاہ پہ دال

دال: کھانے کی چیز۔ اسم جنس (اُردو)
دال: راہنمائی کرنے والا۔ اسم فاعل (عربی)

مترادف الفاظ

تعریف: ایسے الفاظ جو ہم معنی ہوں مترادف کہلاتے ہیں۔

آ۔ ا

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
آرام	راحت	آسائش	آرام	اختر	کوکب	اجنبی	ناواقف
آسمان	فلک	افزونی	زیادتی	آنکھ	چشم	آسان	سہل
اقامت	قیام	آس	امید	آغاز	ابتدا	اجالا	روشنی
امر	حکم	امیر	دولتمند	انجمن	بزم	آنکھ	دیدہ
ایجاب	قبول	اثم	گناہ	آواز	صدا	اجر	ثواب

ب۔ پ

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
باپ	والد	بدن	جسم	بہادر	شجاع	بیمار	مریض
بلبل	عندلیب	بہشت	جنت	بے باک	نڈر	بن	بغیر
بایاں	اُلٹا	بادشاہ	سلطان	بحر	سمندر	بزم	محفل
بے کنار	بیکراں						

ت۔ ث

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
تلوار	شمشیر	تکبر	غرور	تالا	قفل	تیغ	تلوار
تکلیف	دکھ	تاریکی	اندھیرا	ثواب	اجر	ثمر	پھل
تلخی	بگاڑ	تنہائی	خلوت	تن	جسم	تپش	حرارت

توکل	بھروسا/اعتماد	تنخواہ	مشاہرہ	تاجدار	تاجور	تسلی	اطمینان

ج۔چ

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
جنم	پیدائش	جنگل	دشت	جام	ساغر	جھنڈا	پرچم
جور	جفا	چاہت	محبت	جدید	نیا	جعلی	نقلی
چاند	مہتاب	چست	چاق وچوبند	جنگ	لڑائی	جبر	تشدد
جدائی	فرقت	چابی	کنجی	چرخ	فلک	چمن	گلشن
چھاؤں	سایہ	چشم	آنکھ	جدائی	فراق	جز	اصل

ح۔خ

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
حوض	تالاب	خوشی	شادمانی	حکیم	طبیب	خسارہ	نقصان
حاضر	موجود	حیرت	حیرانی	خطا	غلطی	حسین	جمیل
خورشید	آفتاب	خوبصورت	مہ جبیں	حسین	جمیل	خرد	عقل
حرص	لالچ	حب	محبت/الفت	خوشخبری	مژدہ	حکم	فرمان
حکمت	دانائی	حمد	تعریف				

د۔ڈ

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
دلیر	بہادر	دولت	مال	درست	صحیح	دبلا	پتلا
دولتمند	سرمایہ دار	درخت	شجر	دنیا	جہاں	دن	یوم
دوست	ساتھی	دوبارہ	مکرر	دھند	کہر	داد	تعریف

ر۔ز

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
روز	دن	زمین	دھرتی	رنج	دکھ	راہنما	رہبر
زرد	پیلا	رسوا	بدنام	زبردست	طاقتور	زوال	انحطاط
راہ	راستہ	رغبت	شوق/خواہش	رفعت	بلندی	زمانہ	وقت/دور
زوجہ	اہلیہ	زہد	تقوی				

س۔ش

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
سورج	خورشید	ستا	ارزاں	سکون	آرام	سلیس	آساں
ساغر	پیالہ	ستارہ	نجم	سمندر	بحر	ست	کاہل
شکوہ	گلہ	شدید	سخت	شب	رات	شجاعت	بہادری
شکست	ہار	شرکت	شمولیت	شب	لیل	سورج	شمس، آفتاب

ص۔ض

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
صراط	راستہ	صادق	سچا	صبح	سحر	ضروری	لازمی
ضرر	نقصان	ضعیف	ناتواں	صلح	آشتی	صنم کدہ	بُت خانہ

ط۔ظ

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
طائر	پرندہ	طرف	سمت	طریقہ	سلیقہ	طاقت	قوت
ظلم	ستم	ظالم	جابر	ظاہر	سامنا	ظروف	برتن
ظلمت	تاریکی	طہارت	پاکیزگی	طنطنہ	دبدبہ		

ع۔غ۔ف

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
عمل	کام	عقل	دانش	عالم	آفاق	عدل	انصاف
غریب	مفلس	فرمان	حکم	فوج	سپاہ	فائدہ	نفع
فراخ	وسیع	فردوس	خلد	فرقت	مجبوری	غم	الم
عیال	اولاد	عبد	بندہ	علم	پرچم	فہم	عقل

ق۔ک۔گ۔ل

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
قربانی	ایثار	قریب	نزدیک	کامیاب	کامران	قیام	رہائش
گلشن	باغ	قدرتی	جبلّی	قاعدہ	طریقہ	کوہ	پربت
قلیل	تھوڑا	گل	پھول	کہانی	داستان	گلزار	گلستان
گیت	نغمہ	قبر	مزار	لمبا	طویل	کائنات	جہاں

لذیذ	مزیدار	کلام	سخن	قہر	غضب	قطع	برید
گمان	ظن	کام	فعل	قسمت	مقدر	گردوں	چرخ

م-ن

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
محفل	مجلس	محل	قصر	ملال	رنج	مسرت	شادمانی
مزار	مرقد	موت	مرگ	نرم	ملائم	معالج	چارہ گر
مفید	فائدہ مند	مشکل	دشوار	مجرم	گناہ گار	ناپاک	نجس
مشہور	نامور	ماہ	مہینہ	محرم	واقف	مستحکم	پائیدار
ناتواں	نحیف	ممد	معاون	نس	رگ	ملکہ	مہارت
نام	اسم	منہ	دہن	محبت	حُب	مال	دولت
مدح	تعریف	نالہ	رونا	نیم	آدھا	نور	روشنی

و-ہ-ی

الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف	الفاظ	مترادف
ویرانی	تنہائی	وقتی	عارضی	وسیع	عریض	وضاحت	تشریح

متضاد الفاظ

تعریف: ایسے دو الفاظ جن کے معنی ایک دوسرے کے الٹ ہوں متضاد الفاظ کہلاتے ہیں۔

آ-ا

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
آگ	پانی	آہستہ	تیز	اچھائی	برائی	امیر	غریب
آزادی	غلامی	اتفاق	نفاق	اہل	نااہل	آرام	بےآرام
آباد	ویران	اول	آخر	آقا	غلام	آسان	مشکل
اپنا	پرایا	اوج	پستی	اکثریت	اقلیت	آغاز	انجام
اصلی	نقلی	اُجلا	میلا	اچھا	بُرا	آبادی	ویرانی
آزاد	غلام/قیدی	اتار	چڑھاؤ	اُونچا	نیچا	آسمان	زمین
آمدنی	خرچ	ابتدا	انتہا	اقرار	انکار	ایمان	کفر
اوپر	نیچے	اندرونی	بیرونی	اندھیرا	اجالا	آئندہ	گذشتہ
آمد	روانگی	اگلا	پچھلا	آغاز	انجام	انسان	حیوان

استاد	شاگرد	امن	جنگ/صلح	ادنیٰ	اعلیٰ	امانت	خیانت
اصل	نقل	آس	یاس	آشنا	اجنبی	ابد	ازل

ب-پ

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
بھلا	برا	پیر	مرید	بلندی	پستی	پیادہ	سوار
بیمار	تندرست	برآمد	درآمد	بدنام	نیک نام	بری	بحری
پسند	ناپسند	بہار	خزاں	پاک	پلید	بنجر	زرخیز
پانی	آگ	پدر	مادر	بہادر	بزدل	پستی	بلندی
بہشت	دوزخ	پختہ	خام	بقا	فنا	بادشاہ	فقیر
باطل	حق	بزدل	بہادر	بعید	قریب	پورب	پچھم

ت-ٹ-ث

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
تقریر	تحریر	توحید	شرک	تازہ	باسی	تنگ	کھلا/کشادہ
تاریک	روشن	تیز	آہستہ	تکلیف	آرام	تر	خشک
توانا	کمزور	تردید	تائید	ثواب	گناہ	تحریری	زبانی
تہ	سطح	ٹیڑھا	سیدھا	ترقی	تنزلی	تقدیم	تاخیر
تیزی	سستی	تلخ	شیریں				

ج-چ

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
جدید	قدیم	جدائی	ملاپ	جنت	دوزخ	جھوٹ	سچ
جاہل	عالم	جفا	وفا	جوان	بوڑھا	جزا	سزا
جاندار	بے جان	جلوت	خلوت	جیت	ہار	جواب	سوال
جز	کل	چست	سست	جعلی	اصلی	چھاؤں	دھوپ
خوبصورت	بدصورت	چاند	سورج				

ح-خ

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
حق	باطل	خوش نما	بدنما	حیات	موت	خاتمہ	آغاز

حاکم	محکوم	حمایت	مخالفت	خالق	مخلوق	حلال	حرام
خارج	داخل	حاضر	غیرحاضر	حریف	حلیف	خوب	بد
خشک	تر	حبیب	رقیب	حضر	سفر	خراب	اچھا
خورد	کلاں	خوش	ناخوش	خیر	شر	خادم	مخدوم
خوشی	غمی	خار	پھول	خاص	عام	خشکی	تری

د۔ذ

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
ذہین	احمق	دیوانہ	فرزانہ	ذمہ دار	غیرذمہ دار	دیر	سویر
دانا	نادان	دوست	دشمن	دایاں	بایاں	درآمد	برآمد
رئیس	مفلس	دکھ	سکھ	دلیر	بزدل	دیانت دار	بددیانت
ذلیل	شریف	دور	نزدیک	دوستانہ	مخالفانہ	درد	آرام

ر۔ز

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
روشنی	اندھیرا	زیادہ	کم	رنگین	سادہ	زمین	آسمان
رنج	راحت	رزم	بزم	رحم دل	سنگ دل	زر	بے زر
رحمت	زحمت	زبردست	زیردست	روز	شب	زیر	زبر
روشن	تاریک	زندگی	موت	زوال	عروج	زورآور	کم زور
زندہ	مردہ	رغبت	نفرت	زہر	تریاق	راحت	رنج
رہبر	رہزن	رات	دن				

س۔ش

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
سیاہ	سفید	شام	صبح	سحر	شام	سستی	چستی
سکون	حرکت	سہل	دشوار	سادگی	تکلف	سرد	گرم
سخی	کنجوس	سردی	گرمی	شاہ	گدا	شہید	غازی
شادی	غمی/غم	شر	خیر	شرافت	رذالت	شریف	رذیل
شجاعت	بزدلی	شاہی	فقیری	شکست	فتح	شاد	ناشاد
شکر	ناشکری	شریر	بھلامانس				

ص۔ض

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
صبح	شام	صبر	بےصبری	صحت	بیماری	ضلالت	ہدایت
صادق	کاذب	صغیر	کبیر	ضعف	قوت	صاف	گندا
صحیح	غلط	ضعیف	قوی				

ط۔ظ

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
طلوع	غروب	طول	عرض	طاق	جفت	طاقتور	کمزور
ظالم	عادل/مظلوم	ظلمت	نور	ظاہری	باطنی	ظہور	پوشیدہ
طویل	عریض	طمع	قناعت				

ع۔غ

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
علم	جہالت	غلط	صحیح	عزت	ذلت	غالب	مغلوب
عروج	زوال	عالم	جاہل	غلام	آقا	غروب	طلوع
عام	خاص	عارضی	مستقل	غنی	فقیر	غنی	مفلس/غریب
علانیہ	خفیہ	غائب	حاضر				

ف۔ق

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
فراخ	تنگ	قریب	بعید	فارغ	مصروف	فاتح	مفتوح
قلت	کثرت	فقیر	بادشاہ	قلیل	کثیر	قدرتی	مصنوعی
فائدہ	نقصان	قوت	ضعف	فتح	شکست	قرب	بعد
فقیری	امیری	قریب	دُور				

ک۔گ

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
کمزور	طاقتور	کہن	نو	کشادہ	تنگ	کافر	مومن
کارآمد	بےکار	کمال	زوال	گمنام	مشہور	گل	خار
کلاں	خرد	کامیاب	ناکام				

ل۔م۔ن۔و

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
موافق	مخالف	لائق	نالائق	لذیذ	بدمزہ	مفید	مضر
مہذب	غیر مہذب	معمولی	غیر معمولی	نوکر	مالک	نادان	دانا
لطیف	کثیف	لمبائی	چوڑائی	معروف	مجہول	مختصر	مفصل
معبود	عابد	نرمی	سختی	نامور	گمنام	لطف	بے لطفی۔ بدمزگی
لمبا	چھوٹا/چوڑا	محبت	نفرت	مہاجر	انصار	مجازی	حقیقی
محفوظ	غیر محفوظ	مکمل	نامکمل	موٹا	پتلا/دبلا	مسافر	مقیم
مسرور	مغموم	مطلوب	طالب	ماضی	مستقبل	مرد	زن/عورت
مریض	طبیب	مصنوعی	اصلی	مقتول	قاتل	مہمان	میزبان
مردانہ	زنانہ	متحرک	ساکن	مغموم	مسرور	مسجود	ساجد
مدعی	مدعاعلیہ(ملزم)	مہنگا	سستا	نئی	پرانی	ویرانی	آبادی
نشست	برخاست	وفادار	غدار	نیکی	بدی	نفرت	پیار/محبت
نثر	نظم	نرم	سخت	وزنی	ہلکا	نہی	امر
وفا	جفا	نزدیک	دور	ویران	آباد	وحدت	کثرت
وصال	فراق	واقف	ناواقف	نیا	پرانا	وسیع	تنگ
نفاق	اتفاق	وکیل	مؤکل	نیک	بد	نور	ظلمت
نفع	نقصان	واحد	جمع	وفادار	بےوفا	نازک	پختہ

ہ۔ی

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
ہار	جیت	ہنسی	رونا	ہوش	بےہوش	یاس	آس
ہموار	ناہموار	ہدایت	گمراہی	یقینی	بےیقینی	ہوشیاری	کاہلی
یاری	دشمنی	یقین	شک	ہلکا	بھاری	یگانہ	بےگانہ
ہوشیار	غافل	ہلکا	بھاری				

سابقے اور لاحقے

اردو زبان کے معنی لشکر کے ہیں۔یعنی اردو زبان ایک ایسی زبان ہے جس میں دوسری زبانوں کے الفاظ بھی شامل ہیں اور یہ الفاظ اردو میں اس طرح گھل مل گئے ہیں کہ ذرہ بھر بھی یہ محسوس نہیں ہوتا کہ یہ دوسری زبانوں کے الفاظ ہیں۔چنانچہ اجزائے کلمہ کے یہ نام ''سابقہ'' اور ''لاحقہ'' بھی ہماری زبان اردو کے نہیں بلکہ یہ انگریزی زبان کے الفاظ پریفکس (Prefix) اور سفکس (Suffix) کا ترجمہ کر کے اردو زبان میں شامل کر لیے گئے ہیں۔

سابقہ *(Prefix)*

ایسا لفظ جو کسی کلمہ سے پہلے بڑھا کر اس کے معنوں میں اضافہ کر دے یا نیا لفظ بنا دے ''سابقہ'' کہلاتا ہے۔مثلاً با سے با ادب' خر سے خر دماغ' پا سے پابند وغیرہ۔ان مثالوں میں اصل کلمات ادب' دماغ اور بند ہیں اور ''با' پا'' اور ''خر'' سابقے ہیں۔

لاحقہ *(Suffix)*

ایسا لفظ جو کسی کلمہ کے آخر میں بڑھا کر اس کے معنوں میں اضافہ یا تبدیلی کر دے ''لاحقہ'' کہلاتا ہے۔مثلاً ستان سے پاکستان' باز سے جان باز اور بار سے اشک بار وغیرہ۔ان مثالوں میں اصل کلمات پاک' جان اور اشک ہیں اور ''ستان' باز'' اور ''بار'' لاحقے ہیں۔

سابقے

نمبر شمار	سابقے	الفاظ
	ا	
(1)	ا	امر' اچھوت' اٹل' الگ' اجیت۔
(2)	ان	اَن پڑھ' اَنمول' اَن گنت' اَن جان' اَن دیکھا' اَن داتا' اَن مٹ۔
(3)	اہل	اہلِ محلّہ' اہلِ بیت' اہلِ خانہ' اہلِ زبان' اہلِ ایمان۔
	ب	
(4)	با	با ادب' باکمال' با اصول' باخبر' باشعور۔
(5)	باز	باز پرس' باز و بند' باز گشت' باز یاب' باز ور۔
(6)	بد	بدنصیب' بدتمیز' بدکردار' بدصورت' بدگمان۔
(7)	بلا	بلا وجہ' بلا ناغہ' بلا امتیاز' بلا اجازت' بلا قیمت۔
(8)	بالا	بالا خانہ' بالاتر' بالا ہوش' بالا دست' بالانشین۔
(9)	بلند	بلند خیال' بلند حوصلہ' بلند مقام' بلند مرتبہ' بلند قامت۔
(10)	بن	بن بیاہا' بن بلایا' بن مانگے' بن سلا۔
(11)	بے	بے ادب' بے ایمان' بے عقل' بے اثر' بے وقوف' بے کار' بے حد۔

نمبر شمار	سابقے	الفاظ
	پ	
(12)	پا	پازیب٬ پابند٬ پامال٬ پاپوش٬ پاجامہ۔
(13)	پُر	پُرلطف٬ پُرنور٬ پُرجوش٬ پُرکیف٬ پُرمعنی٬ پُررونق٬ پُرزور۔
(14)	پَر	پردیس٬ پرچھائیں٬ پرچھتی٬ پردیپ٬ پردھان۔
(15)	پست	پست قامت٬ پست ہمت٬ پست خیال٬ پست فطرت٬ پست قد٬ پست حوصلہ۔
(16)	پس	پس ماندہ٬ پس منظر٬ پس پردہ٬ پس پشت٬ پس پا۔
(17)	پنج	پنج تن٬ پنج شنبہ٬ پنج گانہ٬ پنج آب٬ پنج روزہ۔
(18)	پاک	پاک وطن٬ پاک دل٬ پاک فطرت٬ پاک دامن٬ پاک باز٬ پاک طینت۔
(19)	پیش	پیش رفت٬ پیش خیمہ٬ پیش کش٬ پیش خدمت٬ پیش نظر٬ پیش رو۔
(20)	پری	پری صورت٬ پری چہرہ٬ پری پیکر٬ پری حسن٬ پری جمال۔
(21)	پن	پنجاب٬ پنجابی٬ پن بجلی٬ پن چکی٬ پن گھٹ۔
	ت	
(22)	تر	تروتازہ٬ ترکش٬ تر پھلا٬ ترکمان٬ ترکاری٬ تر زبان۔
(23)	تنگ	تنگ نظر٬ تنگ دل٬ تنگ دست٬ تنگ ظرف٬ تنگ حال۔
(24)	تہ	تہ خانہ٬ تہ دل٬ تہ دار٬ تہوار٬ تہ بند۔
(25)	تیز	تیز رفتار٬ تیز دھار٬ تیز تر٬ تیزاب٬ تیز مزاج٬ تیز دم۔
	ج	
(26)	جل	جل تھل٬ جل مرغ٬ جل ترنگ٬ جل پری٬ جل مانس۔
(27)	جنم	جنم روگی٬ جنم دن٬ جنم جلی٬ جنم بھر٬ جنم پرچی۔
	چ	
(28)	چو	چوکھٹ٬ چوکور٬ چوپال٬ چوبارہ٬ چوپایہ۔
	ح	
(29)	حق	حق دار٬ حق پرست٬ حق شناس٬ حق گو٬ حق تلفی٬ حق حلال۔
	خ	
(30)	خار	خاردار٬ خارپشت٬ خارکش٬ خارخار٬ خاربست۔
(31)	خانہ	خانہ بدوش٬ خانہ خراب٬ خانہ خدا٬ خانہ داری٬ خانہ آبادی۔
(32)	خر	خردماغ٬ خرگوش٬ خرد جال٬ خردشتی٬ خرکار٬ خرمست۔
(33)	خلاف	خلاف عقل٬ خلاف قاعدہ٬ خلاف شرع٬ خلاف قانون٬ خلاف ضابطہ۔

الفاظ	سابقے	نمبر شمار
خوب تر، خوب رُو، خوبصورت، خوب کلاں۔	خوب	(34)
خود پسند، خود غرض، خوددار، خودمختار، خودسر، خود آرائی، خود آگاہی، خود انحصاری۔	خود	(35)
خوش خلق، خوشبو، خوش قسمت، خوش نصیب، خوش ذائقہ، خوشخط۔	خوش	(36)
	د	
دارالحکومت، دارالسلطنت، دارالعلوم، دارالخلافہ، دارچینی، دارکش۔	دار	(37)
دادرسی، دادخواہ، دادطلب، دادآور، دادگستری، دادوہی۔	داد	(38)
درآمد، درخواست، درپردہ، دربدر، درانداز۔	در	(39)
دردناک، درددل، دردسر، درد آشنا، دردمندی۔	درد	(40)
دوبالا، دوچند، دوحرفی، دوچار، دورخ۔	دو	(41)
	ذ	
ذوالنورین، ذومعنی، ذوالجلال، ذواضعاف، ذوالج۔	ذو	(42)
ذیشان، ذی شعور، ذی روح، ذی عقل، ذی علم۔	ذی	(43)
	ر	
راج سبھا، راج ہنس، راج گڑھ، راجستھان، راج کماری۔	راج	(44)
راہ گیر، راہبر، راہنما، راہگزر، راہزن۔	راہ	(45)
روداد، روپوش، روسیاہ، روشناس، روزہ، روبرو، روبراہ۔	رو	(46)
	ز	
زودہضم، زودفہم، زودرس، زودرنج، زوداثر، زودحس۔	زود	(47)
زیرسایہ، زیرزمین، زیردست، زیرجامہ، زیربار، زیرنظر، زیرآب، زیرحراست۔	زیر	(48)
	س	
سرشام، سرانجام، سردار، سرتاج، سرگرم، سرحد، سرسبز، سرفروش۔	سر	(49)
سہ ماہی، سہ منزلہ، سہ شنبہ، سہ گنا، سہ درہ، سہ بندی، سہ حرفی۔	سہ	(50)
	ش	
شاہکار، شاہدرہ، شاہراہ، شاہسوار، شاہدانہ، شاہبالا، شاہ رگ۔	شاہ	(51)
شہسوار، شہ توت، شہ رخ، شہ زور، شہ مات، شہ نشین۔	شہ	(52)
	ص	
صاحب کمال، صاحب عقل، صاحب علم، صاحب خانہ، صاحب ذوق۔	صاحب	(53)
صدرمجلس، صدردفتر، صدربازار، صدردروازہ، صدرمدرسہ۔	صدر	(54)

نمبر شمار	سابقے	الفاظ
	ع	
(55)	عالی	عالی مقام، عالی نسب، عالی ظرف، عالی جاہ، عالی مرتبہ۔
	غ	
(56)	غیر	غیر مناسب، غیر ضروری، غیر مسلم، غیر حاضر، غیر مفید۔
	ف	
(57)	فلک	فلک بوس، فلک گیر، فلک شگاف، فلک پیا، فلک بین۔
	ق	
(58)	قابل	قابلِ نفرت، قابلِ عزت، قابلِ قدر، قابلِ ذکر، قابلِ دید، قابلِ تعریف۔
	ک	
(59)	کج	کج ادا، کج باز، کج بحث، کج نظر، کج خلق، کج نظر۔
(60)	کم	کم عقل، کم بخت، کم ہمت، کم یاب، کم ظرف، کمزور۔
(61)	کوتاہ	کوتاہ نظری، کوتاہ اندیش، کوتاہ بین، کوتاہ دست، کوتاہ عمر، کوتاہ گردن۔
	گ	
(62)	گل	گلزار، گل رُخ، گل کدہ، گل رنگ، گل صنوبر۔
(63)	گاو	گاؤچشم، گاؤتکیہ، گاؤزبان، گاؤ پلنگ، گاؤآہن۔
	ل	
(64)	لا	لاعلاج، لاوارث، لاجواب، لامکان، لاچار، لاعلم۔
	م	
(65)	مہا	مہاراجا، مہارانی، مہاراج، مہا کاج۔
(66)	میر	میرقوم، میرکارواں، میر محفل، میر صاحب، میر مجلس، میر عمارت۔
	ن	
(67)	نا	ناممکن، نامناسب، ناواقف، نالائق، نادان، نادار، ناپاک، نامکمل۔
(68)	نر	نربس، نربل، نربھر، نربھاگ، نرپھل۔
(69)	نازک	نازک بدن، نازک مزاج، نازک خیال، نازک دماغ، نازک اندام۔
(70)	نو	نومسلم، نوعمر، نوجوان، نووارد، نونہال، نورانی۔
(71)	نیک	نیک سیرت، نیک دل، نیک سلوک، نیک فطرت، نیک بخت۔

الفاظ	سابقے	نمبرشمار
نیم شب، نیم حکیم، نیم ملا، نیم مردہ، نیم جان۔	نیم	(72)
	ہ	
ہم جماعت، ہم آواز، ہم درد، ہم سفر، ہم نام، ہم وطن، ہم کلام، ہمدرد۔	ہم	(74)
ہمہ وقت، ہمہ تن، ہمہ صفت، ہمہ گیر۔	ہمہ	(75)
	ی	
یک جان، یک دم، یک رنگ، یک جہتی، یک زبان، یکسوئی۔	یک	(76)

لاحقے

الفاظ	لاحقے	نمبرشمار
گلشن آرا، جہاں آرا، صف آرا، بزم آرا، حسن آرا۔	آرا	(1)
گرد آلود، خون آلود، زہر آلود، اشک آلود، زنگ آلود۔	آلود	(2)
توہین آمیز، ہتک آمیز، مصلحت آمیز، حکمت آمیز، عبرت آمیز۔	آمیز	(3)
قرض دار، عزت دار، دلدار، کرایہ دار، خریدار، دکان دار۔	دار	(4)
ایمان افروز، روح افروز، دل افروز، جلوہ افروز، جہاں افروز۔	افروز	(5)
ذخیرہ اندوز، عبرت اندوز، فکر اندوز، غم اندوز، زر اندوز، لطف اندوز۔	اندوز	(6)
مصلحت اندیش، خیر اندیش، عاقبت نا اندیش، دور اندیش، بداندیش۔	اندیش	(7)
بردبار، گراں بار، شعلہ بار، مشکبار، اشکبار۔	بار	(8)
دغا باز، نوسرباز، بٹیر باز، جانباز، راست باز، کبوتر باز۔	باز	(9)
راحت بخش، قوت بخش، فرحت بخش، مولا بخش۔	بخش	(10)
آتش پرست، قوم پرست، بت پرست، حق پرست، وطن پرست، خدا پرست۔	پرست	(11)
غریب پرور، کنبہ پرور، روح پرور، انصاف پرور، کینہ پرور۔	پرور	(12)
دل پسند، اسلام پسند، امن پسند، ترقی پسند، جدت پسند۔	پسند	(13)
بانجھ پن، بچپن، لڑکپن، دیوانہ پن، بانکپن، اڑیل پن۔	پن	(14)
نقاب پوش، سترپوش، عیب پوش، پردہ پوش، میز پوش۔	پوش	(15)
کم تر، بدتر، برتر، بلندتر، فراخ تر، وسیع تر۔	تر	(16)
سنگ تراش، بت تراش، قلم تراش، پینسل تراش، چوب تراش۔	تراش	(17)
بدترین، بلندترین، امیرترین، کمترین، خوش ترین، بہترین۔	ترین	(18)

نمبر شمار	لاحقے	الفاظ
(19)	جو	امن جو، عیب جو، جنگ جو، صلح جو، نکتہ جو۔
(20)	چیں	نکتہ چیں، گل چیں، عیب چیں، خوشہ چیں۔
(21)	خانہ	کتب خانہ، ڈاک خانہ، قہوہ خانہ، شراب خانہ، غسل خانہ، باورچی خانہ۔
(22)	خوار	غم خوار، شیر خوار، شراب خوار، خون خوار۔
(23)	خواں	ثنا خواں، نعت خواں، حمد خواں، مرثیہ خواں، قصیدہ خواں، غزل خواں۔
(24)	خواہ	قرض خواہ، بہی خواہ، خیر خواہ، خاطر خواہ۔
(25)	دان	قدردان، سائنسدان، روشندان، قلم دان، پان دان، گلدان۔
(26)	دانی	نمک دانی، سرمہ دانی، مچھر دانی، راکھ دانی، عطر دانی۔
(27)	رخ	گل رخ، بے رخ، قبلہ رخ، لالہ رخ، شاہ رخ۔
(28)	رو	قبلہ رو، خوب رو، آبرو، سخت رو، ترش رو، پیش رو۔
(29)	زادہ	نواب زادہ، شہزادہ، صاحبزادہ، برادرزادہ، حرام زادہ۔
(30)	زدہ	غم زدہ، آفت زدہ، خوف زدہ، مصیبت زدہ، قحط زدہ۔
(31)	زن	راہزن، طعنہ زن، تیغ زن، حرف زن، تیر زن، خیمہ زن، شمشیر زن۔
(32)	ساز	قانون ساز، کارساز، زمانہ ساز، جلد ساز، بہانہ ساز۔
(33)	ستان	پاکستان، ہندوستان، افغانستان، گلستان، بلتستان، پرستان۔
(34)	شعار	بدشعار، غم شعار، کفایت شعار، نیک شعار، امن شعار، اطاعت شعار، جفا شعار۔
(35)	شناس	قدر شناس، مردم شناس، حق شناس، ادا شناس، جوہر شناس۔
(36)	طلب	غور طلب، محنت طلب، انصاف طلب، موقع طلب، جفا طلب۔
(37)	فام	سفید فام، گل فام، سیاہ فام، سرخ فام، سبز فام۔
(38)	فروش	ضمیر فروش، وطن فروش، سبزی فروش، کتب فروش، سر فروش۔
(39)	کار	اداکار، فن کار، صنعت کار، کاشتکار، گلوکار، شاہکار۔
(40)	کشا	قبض کشا، کشور کشا، جہاں کشا، مشکل کشا، دل کشا۔
(41)	کدہ	بت کدہ، نعمت کدہ، غم کدہ، مے کدہ، دولت کدہ۔
(42)	گار	طلب گار، مددگار، خدمت گار، پرہیزگار، گناہ گار۔
(43)	گاہ	تجربہ گاہ، تفریح گاہ، عیدگاہ، چراگاہ، بندرگاہ۔
(44)	گر	بازی گر، زرگر، کاری گر، سوداگر، ستم گر۔
(45)	گو	نعت گو، غزل گو، کم گو، قصیدہ گو، رباعی گو۔
(46)	گیر	آتش گیر، عالمگیر، دست گیر، دامن گیر، بغل گیر، رسہ گیر۔

نمبر شمار	لاحقے	الفاظ
(47)	مند	ہوش مند، غرض مند، درد مند، آرزومند، ضرورت مند۔
(48)	ناک	خوفناک، دردناک، غم ناک، عبرت ناک، افسوسناک۔
(49)	نشین	ذہن نشین، پردہ نشین، گوشہ نشین، گل نشین، خاک نشین۔
(50)	نما	خوشنما، بدنما، دوست نما، راہ نما، دشمن نما، نشوونما۔
(51)	نواز	دل نواز، مہمان نواز، غریب نواز، بندہ نواز۔
(52)	وار	امیدوار، قصوروار، سوگوار، دیوانہ وار، جماعت وار، سزاوار۔
(53)	ور	طاقتور، نامور، دانش ور، سخن ور، تاج ور۔
(54)	ہار	پالن ہار، کرن ہار، کھیون ہار۔
(55)	ہٹ	مسکراہٹ، چکناہٹ، چودھراہٹ، گھبراہٹ، دھندلاہٹ۔
(56)	یاب	فتح یاب، دستیاب، کامیاب، نایاب، کم یاب، صحت یاب۔
(57)	یار	ہوشیار، بختیار، شہریار۔

فقرات کی درستی اور تکمیل

فقرات کی درستی

زبان میں روزمرہ کی غلطیاں نہ صرف تحریر و تقریر کے حسن کو غارت کرتی ہیں بلکہ اس کی باقی خوبیوں کو بھی ماند کر دیتی ہیں۔ روزمرہ کی غلطیوں کی اصلاح کی خاطر مثالیں اس کتاب میں شامل کی جارہی ہیں۔

نامکمل فقرات کی تکمیل

کسی جملے یا عبارت کو مکمل کرنے کا کوئی اصول مقرر نہیں بلکہ اس کا انحصار طالب علم کی سوجھ بوجھ اور ذہانت پر ہوتا ہے۔ تھوڑی سی کوشش سے جملے یا عبارت کی تکمیل کی جاسکتی ہے۔ اس کتاب میں ضرب الامثال اور محاورات کے تکمیلی فقرات دیے گئے ہیں۔ طالب علم کو چاہیے کہ وہ ضرب الامثال کو اچھی طرح یاد کرے تاکہ پرچے میں تکمیلی قسم کا سوال حل کر سکے۔

نامکمل فقرات: (i) بغل میں چھری منہ میں ....۔ (ii) ہمت کرے انسان تو ....۔

مکمل فقرات: (i) بغل میں چھری منہ میں رام رام۔ (ii) ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا۔

غلط فقرات کی اصلاح

نمبر شمار	غلط فقرے	درست فقرے
(1)	آپ کی مزاج کیسی ہے؟	آپ کا مزاج کیسا ہے؟

نمبر شمار	غلط فقرے	درست فقرے
(2)	میری قلم اچھی ہے۔	میرا قلم اچھا ہے۔
(3)	میں نے خواب دیکھی۔	میں نے خواب دیکھا۔
(4)	اس کی مرض بڑھ گئی۔	اس کا مرض بڑھ گیا۔
(5)	اتنی کھاؤ جتنی بھوک ہو۔	اتنا کھاؤ جتنی بھوک ہو۔
(6)	میرا گیند زیادہ اچھا ہے۔	میری گیند زیادہ اچھی ہے۔
(7)	اس کا اردو اچھا ہے۔	اس کی اردو اچھی ہے۔
(8)	مکان کا چھت نیا ہے۔	مکان کی چھت نئی ہے۔
(9)	یہ دہی بہت کھٹی ہے۔	یہ دہی بہت کھٹا ہے۔
(10)	میں نے اخبار پڑھی۔	میں نے اخبار پڑھا۔
(11)	میں نے اس کی انتظار کی۔	میں نے اس کا انتظار کیا۔
(12)	بارش سے کیچڑ ہو گیا ہے۔	بارش سے کیچڑ ہو گئی ہے۔
(13)	اس کے پیٹ میں درد ہو رہی ہے۔	اس کے پیٹ میں درد ہو رہا ہے۔
(14)	وہ گہرے سوچ میں پڑ گیا۔	وہ گہری سوچ میں پڑ گیا۔
(15)	سب لڑکیاں گھر چلی گئیں ہیں۔	سب لڑکیاں گھر چلی گئی ہیں۔
(16)	مالی نے ہرا ہرا گھاس اگایا۔	مالی نے ہری ہری گھاس اگائی۔
(17)	جماعت میں اس کی طوطی بول رہی ہے۔	جماعت میں اس کا طوطی بول رہا ہے۔
(18)	کوا اور چیل اڑ گیا۔	کوا اور چیل اڑ گئی۔
(19)	کرکٹ اچھی کھیل ہے۔	کرکٹ اچھا کھیل ہے۔
(20)	نیکی کا راہ اختیار کرو۔	نیکی کی راہ اختیار کرو۔
(21)	ضد کرنی اچھی نہیں۔	ضد کرنا اچھا نہیں۔
(22)	برخورداری سارہ آ گئی۔	برخوردار سارہ آ گئی۔
(23)	یہ لڑکی اچھی گاتی ہے۔	یہ لڑکی اچھا گاتی ہے۔
(24)	میں نے اس کو تار دی۔	میں نے اس کو تار دیا۔
(25)	وہ بیل گاڑی کس کا ہے؟	وہ بیل گاڑی کس کی ہے؟
(26)	کل مجھے تقریر کرنا ہے۔	کل مجھے تقریر کرنی ہے۔
(27)	کشمیر موسم گرما کا جنت ہے۔	کشمیر موسم گرما کی جنت ہے۔
(28)	مجھے تو سمجھ ہی نہیں آتی۔	مجھے تو سمجھ ہی نہیں آتا۔
(29)	عورت یہ سن کر بکی بکی رہ گئی۔	عورت یہ سن کر ہکا بکا رہ گئی۔

نمبر شمار	غلط فقرے	درست فقرے
(30)	ثوبیہ اور عائشہ واپس چلی گئی۔	ثوبیہ اور عائشہ واپس چلی گئیں۔
(31)	اس کی ہوش ٹھکانے نہیں۔	اس کے ہوش ٹھکانے نہیں۔
(32)	اس کا سانس پھولا ہوا ہے۔	اس کی سانس پھولی ہوئی ہے۔
(33)	کراچی یہاں سے کتنا دور ہے؟	کراچی یہاں سے کتنی دور ہے؟
(34)	یہ راہ دریا کی طرف جاتا ہے۔	یہ راہ دریا کی طرف جاتی ہے۔
(35)	جب سے اس نے ہوش سنبھالی۔	جب سے اس نے ہوش سنبھالا۔
(36)	میلے میں کئی مرد اور عورتیں آئے۔	میلے میں کئی مرد اور عورتیں آئیں۔
(37)	آپ کیوں انکساری سے کام لے رہے ہیں۔	آپ کیوں انکسار سے کام لے رہے ہیں۔
(38)	میں نے بتایا تھا کہ میرا جیب کٹ گیا۔	میں نے بتایا تھا کہ میری جیب کٹ گئی۔

واحد، جمع کے لحاظ سے

نمبر شمار	غلط فقرے	درست فقرے
(39)	دروازوں کو بند کر دو۔	دروازے بند کر دو۔
(40)	راج نے نوکر کو حکم دیا۔	رابعہ نے نوکر کو حکم دیا۔
(41)	یہ ہمارے نانے کی دکان ہے۔	یہ ہمارے نانا کی دکان ہے۔
(42)	میں نے قائداعظمؒ دیکھے ہیں۔	میں نے قائداعظمؒ کو دیکھا ہے۔
(43)	چند سالوں سے پرچے مشکل آ رہے ہیں۔	چند سال سے پرچے مشکل آ رہے ہیں۔

زائد الفاظ کے لحاظ سے

نمبر شمار	غلط فقرے	درست فقرے
(44)	السلام وعلیکم۔	السلام علیکم۔
(45)	الحمد وللہ	الحمدللہ
(46)	میں بخیریت سے ہوں۔	میں بخیریت ہوں۔
(47)	ہم کو آج چھٹی ہے۔	ہمیں آج چھٹی ہے۔
(48)	آپ کب واپس لوٹیں گے؟	آپ کب لوٹیں گے؟
(49)	ماہِ رمضان کا مہینا بھی آ گیا۔	رمضان کا مہینا بھی آ گیا۔
(50)	درحقیقت میں وہ اچھا ہے۔	حقیقت میں وہ اچھا ہے۔
(51)	چوہے بکثرت سے مر رہے ہیں۔	چوہے کثرت سے مر رہے ہیں۔
(52)	آبِ حیات کا پانی زندگی بخشتا ہے۔	آبِ حیات زندگی بخشتا ہے۔
(53)	سنگِ مرمر کا پتھر خوب صورت ہے۔	سنگِ مرمر خوب صورت ہے۔
(54)	اس نے میرے برخلاف گواہی دی۔	اس نے میرے خلاف گواہی دی۔
(55)	وہ بدھ وار کے دن آئے گا۔	وہ بدھ کے دن آئے گا۔

نمبر شمار	غلط فقرے	درست فقرے
(56)	وہ برلب سڑک کے کنارے کھڑا ہے۔	وہ سڑک کے کنارے کھڑا ہے۔
(57)	میں آپ کی خیریت نیک مطلوب چاہتا ہوں۔	میں آپ کی خیریت نیک چاہتا ہوں۔
(58)	صرف اپنے الوکو سیدھے نہ کرو۔	صرف اپنا الو سیدھا نہ کرو۔
(59)	یہ میرا ڈرائنگ روم کا کمرا ہے۔	یہ میرا ڈرائنگ روم ہے۔
(60)	برائے مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔	براہِ مہربانی بیٹھ جائیں۔
(61)	کوہ ہمالیہ پہاڑ بہت اونچا ہے۔	کوہ ہمالیہ بہت اونچا ہے۔
(62)	علی اور سعد اور زین بھائی ہیں۔	علیؑ سعد اور زین بھائی ہیں۔
(63)	میں نے دہی کے ساتھ روٹی کھائی۔	میں نے دہی سے روٹی کھائی۔
(64)	سوائے بھائی کے میرا کوئی سرپرست نہیں۔	بھائی کے سوا میرا کوئی سرپرست نہیں۔
(65)	تنخواہ میں بمشکل سے گزارا ہوتا ہے۔	تنخواہ میں مشکل سے گزارا ہوتا ہے۔

املا کے لحاظ سے

نمبر شمار	غلط فقرے	درست فقرے
(66)	وہ ملازم پیشہ ہے۔	وہ ملازمت پیشہ ہے۔
(67)	وہ بڑا بے پرواہ ہے۔	وہ بڑا لاپرواہ ہے۔
(68)	یہ پھول آپ کی نظر کرتا ہوں۔	یہ پھول آپ کی نذر کرتا ہوں۔
(69)	وہ بے ناغہ سکول جاتا ہے۔	وہ بلاناغہ سکول جاتا ہے۔
(70)	وہ امتحان میں فعل ہوگیا۔	وہ امتحان میں فیل ہوگیا۔
(71)	برائے کرم گھاس پر مت چلو۔	براہ کرم گھاس پر مت چلیں۔
(72)	مجھے یہ سن کر بڑی حیرانگی ہوئی۔	مجھے یہ سن کر بڑی حیرانی ہوئی۔
(73)	عید الضحیٰ مسلمانوں کا مذہبی تہوار ہے۔	عیدالاضحیٰ مسلمانوں کا مذہبی تہوار ہے۔
(74)	ہمارا اسکول شہر میں واقعہ ہے۔	ہمارا اسکول شہر میں واقع ہے۔
(75)	میں نے تمھارا حساب بے باک کردیا۔	میں نے تمھارا حساب بے باق کردیا۔
(76)	بھوکے کو کھانا کھلانا صواب ہے۔	بھوکے کو کھانا کھلانا ثواب ہے۔
(77)	نقطہ چینی کرنا بھی کوئی کام ہے۔	نکتہ چینی کرنا بھی کوئی کام ہے۔
(78)	خدا میرا ہامی ہے۔	خدا میرا حامی ہے۔
(79)	اس میں کیا ہرج ہے؟	اس میں کیا حرج ہے؟
(80)	بے فضول بات مت کرو۔	فضول بات مت کرو۔
(81)	ماں نے بچے کو تھپڑ ماری۔	ماں نے بچے کو تھپڑ مارا۔
(82)	ہم نے لاہور جانا ہے۔	ہمیں لاہور جانا ہے۔

نمبر شمار	غلط فقرے	درست فقرے
(83)	بچے ماصوم ہوتے ہیں۔	بچے معصوم ہوتے ہیں۔
(84)	یہ کل شام کا واقع ہے۔	یہ کل شام کا واقعہ ہے۔
(85)	عرض پاک خوبصورت ہے۔	ارض پاک خوبصورت ہے۔
(86)	میں آپ کا تابعدار ہوں۔	میں آپ کا فرمانبردار ہوں۔
(87)	یہ چیزیں تو سرکہ شدہ ہیں۔	یہ چیزیں تو سرقہ شدہ ہیں۔
(88)	تسلیم کے بعد واضع ہو۔	تسلیم کے بعد واضح ہو۔
(89)	پاکستان اسلام کا قلع ہے۔	پاکستان اسلام کا قلعہ ہے۔
(90)	میری بھاوجہ صاحبہ بیمار ہے۔	میری بھاوج صاحبہ بیمار ہیں۔
(91)	اس کپڑے کا ارض چالیس میٹر ہے۔	اس کپڑے کا عرض چالیس میٹر ہے۔
(92)	اسے جائیداد سے آک کر دیا گیا۔	اسے جائیداد سے عاق کر دیا گیا۔
(93)	فقیر نے سدا لگائی صدا خوش رہو۔	فقیر نے صدا لگائی سدا خوش رہو۔
(94)	اپنے جھنڈے کی تعضیم کرو۔	اپنے جھنڈے کی تعظیم کرو۔
(95)	پیاز میں سرقہ ڈالو۔	پیاز میں سرکہ ڈالو۔
(96)	اس کا مال و متا بکھر گیا۔	اس کا مال و متاع بکھر گیا۔
(97)	اس میں آپ کی فلاہ ہے۔	اس میں آپ کی فلاح ہے۔
(98)	طلاوت قرآن کرتے رہو۔	تلاوت قرآن کرتے رہو۔
(99)	باتل کے سامنے مت جھکو۔	باطل کے سامنے مت جھکو۔
(100)	اسمائیل میرا دوست ہے۔	اسماعیل میرا دوست ہے۔
(101)	اپنی سفوں میں اتحاد پیدا کرو۔	اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کرو۔
(102)	اپنی خیر آفیت کی اطلاع دو۔	اپنی خیر و عافیت کی اطلاع دو۔
(103)	اس آم کا ضائقہ ٹھیک نہیں۔	اس آم کا ذائقہ ٹھیک نہیں۔
(104)	عبدالطیف میرا اہم جماعتی ہے۔	عبداللطیف میرا اہم جماعت ہے۔
(105)	دوا کرو میں ٹھیک ہو جاؤں۔	دعا کرو میں ٹھیک ہو جاؤں۔
(106)	مجھے دعا پلاؤ وقت ہو گیا ہے۔	مجھے دوا پلاؤ، وقت ہو گیا ہے۔
(107)	ہماری اکتسادی حالت اچھی ہے۔	ہماری اقتصادی حالت اچھی ہے۔
(108)	وہ خاندانے قریش کے افراد تھے۔	وہ خاندانِ قریش کے افراد تھے۔

غلط العام جملے

(109)	سرگودھے کا موسم گرم ہے۔	سرگودھا کا موسم گرم ہے۔

نمبر شمار	غلط فقرے	درست فقرے
(110)	وہ چھت پر سے گر گیا۔	وہ چھت سے گر گیا۔
(111)	میں آپ کا مشکور ہوں۔	میں آپ کا شکر گزار ہوں۔
(112)	میں نے آج کراچی جانا ہے۔	مجھے آج کراچی جانا ہے۔
(113)	وہ ہر دن کام کرتا ہے۔	وہ ہر روز کام کرتا ہے۔
(114)	ایک دم باہر نکل جاؤ۔	فوراً باہر نکل جاؤ۔
(115)	آپ کو کس نے کہا تھا؟	آپ سے کس نے کہا تھا؟
(116)	دروازے کو بند کر دو۔	دروازہ بند کر دو۔
(117)	وہ جلدی چلا جائے گا۔	وہ جلد چلا جائے گا۔
(118)	آپ کا غریب خانہ کہاں ہے؟	آپ کا دولت خانہ کہاں ہے؟
(119)	یہ رہا میرا دولت خانہ!	یہ رہا میرا غریب خانہ!
(120)	کان کو کھول کر بات سنو۔	کان کھول کر بات سنو۔
(121)	کولمبس نے امریکا ایجاد کیا۔	کولمبس نے امریکا دریافت کیا۔
(122)	وہ آئے روز غیر حاضر رہتا ہے۔	وہ آئے دن غیر حاضر رہتا ہے۔
(123)	وہ غصہ سے لال سرخ ہو گیا۔	وہ غصے سے لال پیلا ہو گیا۔
(124)	میں قرضے کی وجہ سے لاچار ہوں۔	میں قرض کی وجہ سے مجبور ہوں۔
(125)	کتاب کو میز کے اوپر رکھ دو۔	کتاب میز پر رکھ دو۔
(126)	وہ راتوں راتوں لاہور پہنچ گیا۔	وہ راتوں رات لاہور پہنچ گیا۔
(127)	شور کی وجہ سے میری نیند کھل گئی۔	شور کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔
(128)	جھوٹ مارنا تو اس کی عادت ہے۔	جھوٹ بولنا تو اس کی عادت ہے۔
(129)	اسلام آباد پاکستان کا دارالخلافہ ہے۔	اسلام آباد پاکستان کا دارالحکومت ہے۔
(130)	بڑھیا عورت مر گئی۔	بڑھیا مر گئی۔
(131)	یہ بلکل ٹھیک ہے۔	یہ بالکل ٹھیک ہے۔
(132)	تم ضرور بر ضرور آنا۔	تم ضرور آنا۔
(133)	آپ ابھی چلے جاؤ۔	آپ ابھی چلے جائیں۔
(134)	وہ حجامت کروا رہا ہے۔	وہ حجامت بنوا رہا ہے۔
(135)	سرخ سیاہی سے نہ لکھ۔	سرخ روشنائی سے نہ لکھ۔
(136)	وہ یہاں کبھی بھی نہیں آیا۔	وہ یہاں کبھی نہیں آیا۔
(137)	یہ آپ کی کرم نوازی ہے۔	یہ آپ کی کرم فرمائی ہے۔
(138)	آخر ایک دن سبھی نے مرنا ہے۔	آخر ایک دن سبھی کو مرنا ہے۔

نمبر شمار	غلط فقرے	درست فقرے
(139)	اس نے رات بھر تاروں کو گنا۔	اس نے رات بھر تارے گنے۔
(140)	اس پر یہ مثال صادر آتی ہے۔	اس پر یہ مثال صادق آتی ہے۔
(141)	کیونکہ وہ بیمار ہے اس لیے نہیں آیا۔	چونکہ وہ بیمار ہے اس لیے نہیں آیا۔
(142)	یہ میری فوٹو ہے۔	یہ میرا فوٹو ہے۔
(143)	تمھاری مرض خطرناق ہے۔	تمھارا مرض خطرناک ہے۔
(144)	اس کی بیوی لڑاکی ہے۔	اس کی بیوی لڑاکا ہے۔
(145)	وہ صحیح سالم پہنچ گیا۔	وہ صحیح سلامت پہنچ گیا۔
(146)	چوہے باکسرت مر رہے ہیں۔	چوہے بکثرت مر رہے ہیں۔
(147)	اسلم آج تم کیا کھاؤ گے؟	اسلم آج تو کیا کھائے گا؟
(148)	وہ بہت گالیاں نکالتا ہے۔	وہ بہت گالیاں دیتا ہے۔
(149)	گائے کے اوپر مضمون لکھو۔	گائے پر مضمون لکھو۔
(150)	سلمٰی نے بولا۔ یہ کتاب دو۔	سلمٰی بولی۔ یہ کتاب دو۔
(151)	آپ نے سبق نہیں بھولا۔	آپ سبق نہیں بھولے۔
(152)	شب برات کی رات برکت والی ہے۔	شب برات برکت والی ہے۔
(153)	آخر کو وہ کامیاب ہو گیا۔	آخر وہ کامیاب ہو گیا۔

محاورہ اور ضرب الامثال کے لحاظ سے

نمبر شمار	غلط فقرے	درست فقرے
(154)	چور کی ڈاڑھی میں چاول کا دانہ۔	چور کی ڈاڑھی میں تنکا۔
(155)	پاکستان دن بدن ترقی کر رہا ہے۔	پاکستان روز بروز ترقی کر رہا ہے۔
(156)	ایک انار کئی بیمار۔	ایک انار سو بیمار۔
(157)	ایک اکیلا دو دس۔	ایک اکیلا دو گیارہ۔
(158)	آسمان سے گرا درخت میں اٹکا۔	آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا۔
(159)	اندھا کیا جانے بسنت کا مزا۔	اندھا کیا جانے بسنت کی بہار۔
(160)	بوڑھی گھوڑی سرخ لگام۔	بوڑھی گھوڑی لال لگام۔
(161)	عقل مند کی دشمنی سے بے وقوف کی دوستی اچھی۔	بے وقوف کی دوستی سے عقل مند کی دشمنی اچھی۔
(162)	بے کار سے بیگار بری۔	بے کار سے بے گار بھلی۔
(163)	جو گرجتے ہیں وہی برستے ہیں۔	جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔
(164)	چیرو تو بدن میں لہو نہیں۔	کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔
(165)	دودھ کا دودھ لسی کی لسی۔	دودھ کا دودھ پانی کا پانی۔
(166)	جورو کا بھائی ایک طرف باقی سارا گھر ایک طرف۔	ساری خدائی ایک طرف جورو کا بھائی ایک طرف۔

نمبر شمار	غلط فقرے	درست فقرے
(167)	گھر کا بھیدی لنکا جائے۔	گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔
(168)	یہ منہ اور ماش کی دال۔	یہ منہ اور مسور کی دال۔

نامکمل فقرات کی تکمیل

محاورات وضرب الامثال

نمبر شمار	نامکمل فقرات	مکمل فقرات
(1)	آ بیل	آ بیل مجھے مار۔
(2)	آپ آئے	آپ آئے بھاگ آئے۔
(3)	آ خ تھو	آ خ تھو کھٹے ہیں۔
(4)	آدمی کا شیطان	آدمی کا شیطان آدمی ہے۔
(5)	آنکھ اوجھل	آنکھ اوجھل پہاڑ اوجھل
(6)	آسمان سے گرا	آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا۔
(7)	آج مرے	آج مرے کل دوسرا دن۔
(8)	آوے کا آوا	آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔
(9)	آپ کاج	آپ کاج مہا کاج۔
(10)	آدھا تیتر	آدھا تیتر آدھا بٹیر۔
(11)	آم کے آم گٹھلیوں	آم کے آم گٹھلیوں کے دام
(12)	آج کا کام	آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔
(13)	آنکھ کا اندھا گانٹھ	آنکھ کا اندھا گانٹھ کا پورا۔
(14)	الٹے بانس	الٹے بانس بریلی کو۔
(15)	اپنی گلی میں کتا	اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہوتا ہے۔
(16)	اپنی اپنی ڈفلی	اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ۔
(17)	ایک ہاتھ سے تالی	ایک ہاتھ سے تالی نہیں بجتی۔
(18)	اونچی دکان	اونچی دکان پھیکا پکوان۔
(19)	اب پچھتائے کیا	اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت
(20)	اشرفیاں لٹیں	اشرفیاں لٹیں کوئلوں پر مہر۔
(21)	اندھا کیا جانے	اندھا کیا جانے بسنت کی بہار۔

URDU NOTES FOR 9th CLASS (PUNJAB)

نمبر شمار	نامکمل فقرات	مکمل فقرات
(22)	اندھوں میں کانا..........	اندھوں میں کانا راجا۔
(23)	اوروں کو نصیحت..........	اوروں کو نصیحت خود میاں فضیحت۔
(24)	اونٹ رے اونٹ..........	اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی۔
(25)	ایک پنتھ..........	ایک پنتھ دو کاج۔
(26)	ایک کریلا..........	ایک کریلا دوسرا نیم چڑھا۔
(27)	اول خویش..........	اول خویش بعد درویش۔
(28)	ادلے کا..........	ادلے کا بدلہ۔
(29)	ایمانداری بہترین..........	ایمانداری بہترین حکمت عملی ہے۔
(30)	اونٹ کے منہ میں..........	اونٹ کے منہ میں زیرہ۔
(31)	اپنے منہ میاں..........	اپنے منہ میاں مٹھو بننا۔
(32)	الٹا چور کوتوال..........	الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔
(33)	ایک انار..........	ایک انار سو بیمار۔
(34)	اپنا الو..........	اپنا الو سیدھا کرنا۔
(35)	ایران کے لوگ..........بولتے ہیں	ایران کے لوگ فارسی بولتے ہیں۔
(36)	اتفاق میں..........	اتفاق میں برکت ہے۔
(37)	ایک مچھلی سارے تالاب..........	ایک مچھلی سارے جل کو گندہ کرتی ہے۔
(38)	اندھیر نگری..........	اندھیر نگری چوپٹ راج۔
(39)	اندھا کیا چاہے..........	اندھا کیا چاہے دو آنکھیں۔
(40)	بات کھٹائی..........	بات کھٹائی میں پڑ گئی۔
(41)	بارہ برس دلی میں رہے..........	بارہ برس دلی میں رہے بھاڑ جھونکا۔
(42)	باسی کڑھی میں..........	باسی کڑھی میں ابال آنا۔
(43)	بد اچھا..........	بد اچھا بدنام برا۔
(44)	بوڑھی گھوڑی..........	بوڑھی گھوڑی لال لگام۔
(45)	بلی کے بھاگوں..........	بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔
(46)	بخشو خالہ (بی) بلی چوہا..........	بخشو خالہ (بی) بلی چوہا لنڈورا ہی بھلا۔
(47)	جائے لاکھ..........	جائے لاکھ رہے ساکھ۔
(48)	بکرے کی ماں کب..........	بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی؟
(49)	بلی کو چھیچھڑوں..........	بلی کو چھیچھڑوں کے خواب۔
(50)	بغل میں چھری..........	بغل میں چھری منہ میں رام رام۔
(51)	بڑے میاں سو بڑے میاں..........	بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔

URDU NOTES FOR 9th CLASS (PUNJAB)

نمبر شمار	نامکمل فقرات	مکمل فقرات
(52)	بے کار سے بے گار	بے کار سے بے گار بھلی۔
(53)	بھاگتے چور کی	بھاگتے چور کی لنگوٹی ہی سہی۔
(54)	تدبیر کندہ بندہ	تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ۔
(55)	پانچوں انگلیاں	پانچوں انگلیاں برابر نہیں ہوتیں۔
(56)	پڑھے نہ لکھے نام	پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل۔
(57)	پانچوں انگلیاں گھی	پانچوں انگلیاں گھی میں (اور سر کڑھائی میں)
(58)	تخم تاثیر	تخم تاثیر صحبت کا اثر۔
(59)	تندرستی ہزار	تندرستی ہزار نعمت ہے۔
(60)	تھکا اونٹ	تھکا اونٹ سرائے کو تکتا ہے۔
(61)	تین میں نہ	تین میں نہ تیرہ میں۔
(62)	جتنی چادر دیکھیے	جتنی چادر دیکھیے اتنے پاؤں پھیلایئے۔
(63)	جس کی لاٹھی	جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔
(64)	جو گرجتے ہیں	جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔
(65)	جیسا کرو گے	جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔
(66)	جب تک سانس	جب تک سانس تب تک آس۔
(67)	جیسا دیس	جیسا دیس ویسا بھیس۔
(68)	جان نہ پہچان	جان نہ پہچان بی خالہ سلام۔
(69)	جس ہانڈی میں کھائے	جس ہانڈی میں کھائے اسی میں چھید کرے۔
(70)	جہاں دکھ	جہاں دکھ وہاں سکھ۔
(71)	جو سکھ اپنے چوبارے	جو سکھ اپنے چوبارے نہ بلخ نہ بخارے۔
(72)	جتنے منہ	جتنے منہ اتنی باتیں۔
(73)	چراغ تلے	چراغ تلے اندھیرا۔
(74)	چور کی ڈاڑھی	چور کی ڈاڑھی میں تنکا۔
(75)	چور چوری سے جائے	چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے۔
(76)	چیل کے گھونسلے میں	چیل کے گھونسلے میں ماس کہاں۔
(77)	چار دن کی چاندنی	چار دن کی چاندنی پھر اندھیری رات۔
(78)	چراغ لے کر ڈھونڈنے سے	چراغ لے کر ڈھونڈنے سے نہ ملنا۔
(79)	چمڑی جائے پر	چمڑی جائے پر دمڑی نہ جائے۔
(80)	چھٹی کا دودھ	چھٹی کا دودھ یاد آنا۔
(81)	حلوائی کی دکان پر	حلوائی کی دکان پر دادا جی کی فاتحہ۔

نمبر شمار	نامکمل فقرات	مکمل فقرات
(82)	حاتم کی ..... ضرب المثال ہے۔	حاتم کی سخاوت ضرب المثل ہے۔
(83)	حساب جو جو..........	حساب جو جو بخشش سو سو۔
(84)	خس کم..........	خس کم جہاں پاک۔
(85)	خربوزے کو دیکھ کر..........	خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔
(86)	خدا گنجے کو..........	خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔
(87)	خدا کی لاٹھی..........	خدا کی لاٹھی بے آواز ہے۔
(88)	دوست وہ جو مصیبت..........	دوست وہ جو مصیبت میں کام آئے۔
(89)	دل کو دل سے..........	دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔
(90)	دولت آنی..........	دولت آنی جانی چیز ہے۔
(91)	دھوبی کا کتا	دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا۔
(92)	دنیا دکھوں..........	دنیا دکھوں کا گھر ہے۔
(93)	دودھ کا جلا چھاچھ..........	دودھ کا جلا چھاچھ بھی پھونک پھونک کر پیتا ہے۔
(94)	دریا کو کوزے..........	دریا کو کوزے میں بند کرنا۔
(95)	دریا میں رہنا اور..........	دریا میں رہنا اور مگر مچھ سے بیر۔
(96)	دو ملاؤں میں..........	دو ملاؤں میں مرغی حرام۔
(97)	دولت ایک ڈھلتی..........	دولت ایک ڈھلتی چھاؤں ہے۔
(98)	دور کے ڈھول..........	دور کے ڈھول سہانے۔
(99)	دمڑی کی گڑیا..........	دمڑی کی گڑیا ٹکا سر منڈائی۔
(100)	دودھ کا دودھ..........	دودھ کا دودھ پانی کا پانی۔
(101)	ڈوبتے کو..........	ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔
(102)	ڈیڑھ اینٹ کی..........	ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنانا۔
(103)	رات گئی..........	رات گئی بات گئی۔
(104)	رسی جل گئی	رسی جل گئی پر بل نہ گیا۔
(105)	رام رام جپنا..........	رام رام جپنا پرایا مال اپنا۔
(106)	زبان خلق کو	زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔
(107)	سیو ابن..........	سیو ابن میوہ نہیں۔
(108)	سو دن چور..........	سو دن چور کے ایک دن شاہ کا۔
(109)	سات سو چوہے کھا کے	سات سو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی۔
(110)	ساون کے اندھے..........	ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے۔
(111)	سانپ نکل گیا..........	سانپ نکل گیا ہے اب لکیر پیٹا کرو۔

نمبر شمار	نامکمل فقرات	مکمل فقرات
(112)	سو سنار کی........	سو سنار کی ایک لوہار کی۔
(113)	سر منڈاتے ہی..........	سر منڈاتے ہی اولے پڑے۔
(114)	سوال گندم..........	سوال گندم جواب چنا۔
(115)	سانپ کا کاٹا..........	سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہے۔
(116)	سانچ کو........	سانچ کو آنچ نہیں۔
(117)	ساجھے کی ہنڈیا..........	ساجھے کی ہنڈیا چوراہے پر پھوٹتی ہے۔
(118)	سو علاج........	سو علاج ایک پرہیز۔
(119)	شیر اور بکری کا........	شیر اور بکری کا ایک گھاٹ پر پانی پینا۔
(120)	صورت نہ شکل........	صورت نہ شکل بھاڑ سے نکل۔
(121)	صبر کا پھل........	صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔
(122)	صبر کا پیمانہ........	صبر کا پیمانہ لبریز ہوتا۔
(123)	صبح کا بھولا شام کو..........	صبح کا بھولا شام کو گھر آ جائے تو اسے بھولا نہیں کہتے۔
(124)	ضرورت ایجاد..........	ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔
(125)	طویلے کی بلا........	طویلے کی بلا بندر کے سر۔
(126)	ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں..........	ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں، ناؤ کاغذ کی کبھی چلتی نہیں۔
(127)	عید پیچھے........	عید پیچھے ٹرو۔
(128)	عقل بڑی کہ..........	عقل بڑی کہ بھینس۔
(129)	علم بڑی........	علم بڑی دولت ہے۔
(130)	علاج سے پرہیز..........	علاج سے پرہیز بہتر ہے۔
(131)	غریب کی جورو	غریب کی جورو سب کی بھابی۔
(132)	غرور کا سر	غرور کا سر نیچا۔
(133)	فقیر کی صورت........	فقیر کی صورت سوال ہے۔
(134)	قاضی کے گھر کے........	قاضی کے گھر کے چوہے بھی سیانے۔
(135)	قہر درویش بر........	قہر درویش بر جان درویش۔
(136)	قبر میں پاؤں..........	قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھنا۔
(137)	کاٹھ کی ہنڈیا بار........	کاٹھ کی ہنڈیا بار بار نہیں چڑھتی۔
(138)	کاغذ کی ناؤ	کاغذ کی ناؤ سدا نہیں بہتی۔
(139)	کوئلوں کی دلالی........	کوئلوں کی دلالی میں منہ کالا۔
(140)	کیا پدی کیا........	کیا پدی کیا پدی کا شوربہ۔
(141)	کوا چلا ہنس کی	کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا۔

نمبر شمار	نامکمل فقرات	مکمل فقرات
(142)	گڑ سے جو مرے	گڑ سے جو مرے تو زہر کیوں دو۔
(143)	لالچ بری	لالچ بری بلا ہے۔
(144)	لاتوں کے بھوت	لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے۔
(145)	لا دو ے لداو ے	لا دو ے لداو ے لا د نے والا ساتھ دے۔
(146)	لڑکا بغل میں	لڑکا بغل میں ڈھنڈورا شہر میں۔
(147)	لکھے مُوسا	لکھے مُوسا پڑھے خود آ۔
(148)	لوٹ کے بدھو	لوٹ کے بدھو گھر کو آئے۔
(149)	گھر کی مرغی	گھر کی مرغی دال برابر۔
(150)	گیہوں کے ساتھ	گیہوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے۔
(151)	گالی دینا	گالی دینا شریفوں کا کام نہیں۔
(152)	گھر کا بھیدی	گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔
(153)	مال مفت	مال مفت دل بے رحم۔
(154)	مدعی ست	مدعی ست گواہ چست۔
(155)	محنت کامیابی کی	محنت کامیابی کی کنجی ہے۔
(156)	مرض بڑھتا گیا	مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔
(157)	ملا کی دوڑ	ملا کی دوڑ مسجد تک۔
(158)	نو نقد	نو نقد نہ تیرہ ادھار۔
(159)	نام بڑا	نام بڑا اور درشن چھوٹے۔
(160)	نہیں محتاج زیور کا جسے	نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی۔
(161)	نو سو چوہے کھا کے	نو سو چوہے کھا کے بلی حج کو چلی۔
(162)	نیم حکیم خطرۂ جان	نیم حکیم خطرہ جان، نیم ملا خطرۂ ایمان۔
(163)	نیکی کر دریا	نیکی کر دریا میں ڈال۔
(164)	ناچ نہ جانے	ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا۔
(165)	ہمت مرداں	ہمت مرداں مدد خدا۔
(166)	ہاتھی نکل گیا	ہاتھی نکل گیا دم رہ گئی۔
(167)	ہاتھی کے پاؤں میں	ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔
(168)	نہ رہے بانس	نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔
(169)	ہاتھی کے دانت کھانے کے اور	ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔
(170)	ہاتھ کنگن کو	ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔
(171)	ہنوز دلی	ہنوز دلی دور است۔

نمبر شمار	نامکمل فقرات	مکمل فقرات
(172)	ہمت کرے انسان	ہمت کرے انسان تو کیا ہو نہیں سکتا۔
(173)	ہاتھ پر ہاتھ رکھ	ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھنا۔
(174)	ہونہار بروا کے	ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔
(175)	ہم بھی ہیں پانچوں	ہم بھی ہیں پانچوں سواروں میں۔
(176)	یہ منہ اور	یہ منہ اور مسور کی دال۔
(177)	یک جان دو	یک جان دو قالب ہونا۔
(178)	یہاں کا باوا آدم	یہاں کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔

اضافی محاورات وضرب الامثال

نمبر شمار	نامکمل فقرات	مکمل فقرات
(1)	ہم ڈوبے تو	ہم ڈوبے تو جگ ڈوبا۔
(2)	جو سوتا ہے	جو سوتا ہے وہ کھوتا ہے۔
(3)	مہنگا روئے ایک بار سستا	مہنگا روئے ایک بار سستا روئے بار بار۔
(4)	حسن آرائش کا	حسن آرائش کا محتاج نہیں۔
(5)	دام سے	دام سے نام بھلا۔
(6)	قدر کھو دیتا ہے روز	قدر کھو دیتا ہے ہر روز کا آنا جانا۔
(7)	جھوٹ کے پاؤں	جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔
(8)	نا قابل قبول	نا قابل قبول معذرت بھی بہانہ۔
(9)	کھوٹا سکہ	کھوٹا سکہ کسی کو قبول نہیں۔
(10)	سودا پھر	سودا پھر سودا ہے۔
(11)	بھکاری کبھی کنگال	بھکاری کبھی کنگال نہیں ہوتا۔
(12)	جان نہ پہچان	جان نہ پہچان بی خالہ سلام۔
(13)	حسین عورت	حسین عورت جلد سنور جاتی ہے۔
(14)	چھٹی آستین بازو کے لیے	چھٹی آستین بازو کے لیے رکاوٹ ہے۔
(15)	جابر شخص	جابر شخص بزدل ہوتا ہے۔
(16)	باپ پر پوت	باپ پر پوت پتا پر گھوڑا بہت نہیں تو تھوڑا تھوڑا۔
(17)	سارا جاتا دیکھیے	سارا جاتا دیکھیے تو آدھا بانٹ دیجیے۔
(18)	مہذبانہ انکار	مہذبانہ انکار تلخ اقرار سے بہتر ہے۔
(19)	چالاک بدمعاش کو	چالاک بدمعاش کو دلال کی ضرورت نہیں۔

نمبر شمار	نامکمل فقرات	مکمل فقرات
(20)	دائمی مریض دیر تک	دائمی مریض دیر تک زندہ رہتا ہے۔
(21)	پیش از مرگ	پیش از مرگ واویلا۔
(22)	گھر سوت ہے نہ کپاس	گھر سوت ہے نہ کپاس جولا ہے سے لٹھم لٹھا۔
(23)	قہقہہ مصیبت کا	قہقہہ مصیبت کا پیش خیمہ ہے۔
(24)	عاقل احمق سے بھی	عاقل احمق سے بھی عقل حاصل کرتا ہے۔
(25)	بے وقوف فضول	بے وقوف فضول خرچ ہوتا ہے۔
(26)	خراب ابتدا اچھے انجام میں	خراب ابتدا اچھے انجام میں بدل سکتی ہے۔
(27)	ہرجائی کسی کا	ہرجائی کسی کا دوست نہیں۔
(28)	دوست کا غصہ احمق کی	دوست کا غصہ احمق کی مسکراہٹ سے بہتر ہے۔
(29)	نیک ضمیر	نیک ضمیر ہزار نعمت ہے۔
(30)	اچھی مثال	اچھی مثال بہترین نصیحت ہے۔
(31)	اچھا آقا خادم کا	اچھا آقا خادم کا محتاج نہیں ہوتا۔
(32)	بہترین دولت صحت اور	بہترین دولت صحت اور نیک بیوی ہے۔
(33)	اچھی بیوی	اچھی بیوی اچھا خاوند۔
(34)	بڑا شہر	بڑا شہر بڑی تنہائی۔
(35)	بڑا سرمایہ	بڑا سرمایہ بڑی غلامی۔
(36)	تندرستی ہزار	تندرستی ہزار نعمت ہے۔
(37)	بھوکا سو	بھوکا سو روکھا۔
(38)	ایک جھوٹ	ایک جھوٹ دس جھوٹ۔
(39)	دمڑی کی ہنڈیا گئی	دمڑی کی ہنڈیا گئی کتے کی ذات پہچانی گئی۔
(40)	انسان اپنی صحبت سے	انسان اپنی صحبت سے پہچانا جاتا ہے۔
(41)	مرد بہرحال	مرد بہرحال عورت سے بہتر ہے۔
(42)	ڈانواں ڈول	ڈانواں ڈول سدا محتاج۔
(43)	تنہائی پسند دیوتا ہوگا یا	تنہائی پسند دیوتا ہوگا یا جانور۔
(44)	کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا	کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا۔
(45)	عورت کی پسند اور سردی کی ہوا	عورت کی پسند اور سردی کی ہوا بدلتی رہتی ہے۔
(46)	عورت کی طاقت اس کی	عورت کی طاقت اس کی زبان میں ہوتی ہے۔
(47)	عورت کی زبان	عورت کی زبان تمام جسم کے بعد مرتی ہے۔
(48)	معجزہ چند	معجزہ چند روزہ ہوتا ہے۔
(49)	منہ سے نکلی	منہ سے نکلی بات پرائی۔

نمبر شمار	نامکمل فقرات	مکمل فقرات
(50)	ہر طوفان کے بعد	ہر طوفان کے بعد سکون ہوتا ہے۔
(51)	محبت اور جنگ میں	محبت اور جنگ میں سب کچھ جائز ہے۔
(52)	انت بھلا	انت بھلا سب بھلا۔
(53)	ایماندار آدمی کا وعدہ	ایماندار آدمی کا وعدہ معاہدہ سے کم نہیں۔
(54)	کاہل جوانی	کاہل جوانی محتاج بڑھاپا۔
(55)	مفت کی شراب	مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال۔
(56)	دربار میں سب	دربار میں سب خودغرض۔
(57)	آج کا ساگ	آج کا ساگ کل کے مرغ سے بہتر ہے۔
(58)	احمق ہونا بدمعاش ہونے سے	احمق ہونا بدمعاش ہونے سے بہتر ہے۔
(59)	دیر سے	دیر سے سویر بھلی۔
(60)	دعا کی قدر بعد میں	دعا کی قدر بعد میں معلوم ہوتی ہے۔
(61)	ناخن سے گوشت	ناخن سے گوشت جدا نہیں ہوتا۔
(62)	خون کا بدلہ	خون کا بدلہ خون۔
(63)	قبر میں	قبر میں سب برابر۔
(64)	یوم وفات	یوم وفات روز قیامت ہے۔
(65)	موت کا کوئی	موت کا کوئی دن مقرر نہیں۔
(66)	خواب کی تعبیر	خواب کی تعبیر الٹی ہوتی ہے۔
(67)	محنت نیک	محنت نیک بختی کی ماں ہے۔
(68)	گھر کی روکھی سوکھی	گھر کی روکھی سوکھی پردیس کے پلاؤ سے بہتر ہے۔
(69)	اپنا گھر	اپنا گھر اپنی جنت۔
(70)	تھوتھا چنا	تھوتھا چنا باجے گھنا۔
(71)	ہووت کے	ہووت کے سب ساتھی۔
(72)	پہلے تولو	پہلے تولو پھر بولو۔
(73)	سوگ دل کا	سوگ دل کا روگ۔
(74)	انگلی پکڑتے	انگلی پکڑتے پکڑتے پونچا پکڑ لے۔
(75)	خدا کے ہاں دیر ہے	خدا کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔
(76)	باتونی لوگ	باتونی لوگ جھوٹے ہوتے ہیں۔
(77)	چٹ منگنی	چٹ منگنی پٹ بیاہ۔
(78)	ایک کان سے سنو	ایک کان سے سنو دوسرے کان سے نکال دو۔
(79)	اوکھلی میں سر دیا تو	اوکھلی میں سر دیا تو موسلوں کا کیا ڈر۔

نمبر شمار	نامکمل فقرات	مکمل فقرات
(80)	تخریب تعمیر سے	تخریب تعمیر سے بہت آسان ہے۔
(81)	خدا دیتا ہے تو	خدا دیتا ہے تو چھپڑ پھاڑ کر دیتا ہے۔
(82)	بھڑوں کے چھتے کو	بھڑوں کے چھتے کو مت چھیڑو۔
(83)	جیو اور	جیو اور جینے دو۔
(84)	عشق اور مشک	عشق اور مشک پوشیدہ نہیں رہتے۔
(85)	بہتی گنگا میں	بہتی گنگا میں ہاتھ دھولو۔
(86)	شادی بھی ایک	شادی بھی ایک جوا ہے۔
(87)	رشتے آسمان پر	رشتے آسمان پر طے ہوتے ہیں۔
(88)	جلدی کی شادی	جلدی کی شادی عمر بھر کا روگ۔
(89)	مفلسی میں آٹا	مفلسی میں آٹا گیلا۔
(90)	دام بنائے	دام بنائے کام۔
(91)	صبح کے خواب	صبح کے خواب سچے۔
(92)	کھودا پہاڑ	کھودا پہاڑ نکلا چوہا۔
(93)	جیسا نام	جیسا نام ویسا کام۔
(94)	ضرورت ایجاد کی	ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔
(95)	جہاں پھول	جہاں پھول وہاں کانٹا۔
(96)	چلتی کا نام	چلتی کا نام گاڑی۔
(97)	چور چوری سے جائے	چور چوری سے جائے ہیرا پھیری سے نہ جائے۔
(98)	گھر کا جوگی جوگڑا	گھر کا جوگی جوگڑا' باہر کا جوگی سدھ۔
(99)	غریب غذا کو روتے ہیں اور	غریب غذا کو روتے ہیں اور امیر پیٹ کو۔
(100)	عشق سے مہارت	عشق سے مہارت پیدا ہوتی ہے۔
(101)	پرہیز دوا سے	پرہیز دوا سے بہتر ہے۔
(102)	غرور کا	غرور کا سر نیچا۔
(103)	ہتھیلی پر	ہتھیلی پر سرسوں جمانا۔
(104)	مردے کی ہمیشہ	مردے کی ہمیشہ تعریف کرو۔
(105)	پرسکون پانی	پرسکون پانی گہرا ہوتا ہے۔
(106)	سچ کہے	سچ کہے سو میٹھا ہو۔
(107)	گڑ کھانا	گڑ کھانا' گلگلوں سے پرہیز۔
(108)	سچ کا بول بالا	سچ کا بول بالا' جھوٹ کا منہ کالا۔

URDU NOTES FOR 9th CLASS (PUNJAB)

نمبر شمار	نامکمل فقرات	مکمل فقرات
(109)	نماز بخشوانے گئے	نماز بخشوانے گئے روزے گلے پڑے۔
(110)	ہمہ یاراں	ہمہ یاراں دوزخ ہمہ یاراں بہشت۔
(111)	چہرہ دل کا	چہرہ دل کا آئینہ ہوتا ہے۔
(112)	اندھا بانٹے ریوڑیاں	اندھا بانٹے ریوڑیاں اپنوں کو ہی دے۔
(113)	چھاج بولے سو بولے	چھاج بولے سو بولے چھلنی بھی بولی جس میں ستر چھید۔
(114)	کون جیتا ہے تیری	کون جیتا ہے تیری زُلف کے سر ہونے تک۔
(115)	گیا وقت پھر	گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آتا۔
(116)	جس تن لاگے	جس تن لاگے سو تن جانے۔
(117)	کوٹھی والا روئے	کوٹھی والا روئے چھپڑ والا سوئے۔
(118)	جنگ کا مبلغ	جنگ کا مبلغ شیطان کا پادری۔
(119)	حیرت جہالت کی	حیرت جہالت کی بیٹی ہے۔
(120)	بوڑھے طوطے	بوڑھے طوطے پڑھا نہیں کرتے۔
(121)	عقل کے بغیر	عقل کے بغیر جوش جنون ہے۔
(122)	وقت سب کا	وقت سب کا امتحان لیتا ہے۔
(123)	انسان اپنی خوشامد	انسان اپنی خوشامد آپ کرتا ہے۔

مکالمہ

''مکالمہ'' دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کے درمیان گفتگو کا نام ہے۔ اسی گفتگو سے ہم ایک دوسرے تک اپنی بات پہنچاتے ہیں اور ایک دوسرے کے خیالات سے آگاہی حاصل کرتے ہیں۔ اسی سے ایک دوسرے کی قابلیت اور کردار کا پتا چلتا ہے۔

مکالمے کے لیے اصول

(1) کم از کم الفاظ میں زیادہ سے زیادہ مفہوم بیان کرنا چاہیے۔
(2) لہجے میں بے تکلفی ہونی چاہیے۔ بات جامع اور مدلل ہونی چاہیے۔
(3) مکالمے کو ایک منطقی ترتیب سے آگے بڑھائیں۔ گفتگو کا انداز ایسا ہو کہ بات سے بات خود بخود نکلتی جائے۔ ایک ہی بات بار بار دہرائی نہ جائے۔
(4) انداز رسمی بات چیت کا ہو۔ لمبے چوڑے بیانات مکالمے کو مضمون بنا دیتے ہیں۔
(5) دوران گفتگو مرتبے کا خیال رکھنا ضروری ہے۔
(6) موضوع کے تمام اہم نکات کا ذکر ضروری ہے۔
(7) گفتگو شرافت اور تہذیب کے دائرے میں ہونی چاہیے۔
(8) گفتگو کے آغاز ہی میں گفتگو میں حصہ لینے والوں کا ذکر دینا چاہیے۔

1- مریض اور طبیب کے درمیان مکالمہ

مریض: السلام علیکم! حکیم صاحب۔
طبیب: وعلیکم السلام! تشریف رکھیے۔
مریض: حکیم صاحب! تشریف رکھنا ہی تو مشکل ہے۔
طبیب: کیوں بھئی ایسی کیا تکلیف ہوگئی ہے۔
مریض: تکلیف ہی تکلیف ہے۔ رات بھر پریشان رہا ہوں۔ گھڑی بھر سو نہیں سکا۔
طبیب: تکلیف تو بھئی تکلیف ہی ہے۔ صحت ٹھیک نہ ہو تو چین نہیں آتا۔
مریض: کچھ دوا بھی دیجیے مرا جا رہا ہوں۔
طبیب: بیاری بتاؤ تو دوا دوں۔
مریض: حکیم صاحب! پیٹ میں سخت درد ہے۔ بیٹھے چین آتا ہے نہ لیٹے۔
طبیب: یہ درد کب سے ہے؟
مریض: آج رات سے۔
طبیب: رات کیا کھایا تھا؟
مریض: روٹی کا ایک ٹکڑا۔
طبیب: کیا آپ نے پہلے کبھی روٹی نہیں کھائی؟ رات کی روٹی میں کیا خاص بات تھی؟

مریض: رات کی روٹی میں خاص بات یہ تھی کہ وہ جلی ہوئی تھی۔
طبیب: ارے! تم جلی ہوئی روٹی کھا گئے؟
مریض: صرف ایک ٹکڑا کھایا تھا۔
طبیب: اوہو! کیا آپ کی نظر کمزور ہے۔ لیٹ جاؤ تمہاری آنکھوں میں دارو ڈالتا ہوں۔
مریض: نظر ٹھیک ہے۔ پیٹ میں کچھ ڈالیے تاکہ درد سے جان بچے۔
طبیب: وعدہ کرو کہ آئندہ جلی ہوئی روٹی نہیں کھاؤ گے۔
مریض: سو بار وعدہ کرتا ہوں۔ ہائے میرا پیٹ!
(طبیب ہاضمے کی ایک گولی مریض کو کھلاتا ہے)
مریض: حکیم صاحب! شکریہ۔ درد کم ہو رہا ہے۔ میں جاتا ہوں۔
طبیب: ارے میاں! دوا کی قیمت تو دیتے جاؤ۔
مریض: دوا کی قیمت درد سے آرام ہی تو ہے۔
طبیب: دوا کی قیمت دام بھی ہیں، جن سے دوائیں خریدی جاتی ہیں۔
مریض: (دوا کی قیمت ادا کر کے) السلام علیکم! حکیم صاحب۔
طبیب: وعلیکم السلام۔ روٹی کھانے سے پہلے دیکھ لیا کرو کہ جلی ہوئی تو نہیں۔
(مریض شکریہ ادا کرتا ہوا چلا جاتا ہے)

2- گاہک اور دکاندار کے درمیان مکالمہ

گاہک: السلام علیکم۔
دکاندار: وعلیکم السلام، آیئے! تشریف رکھیے۔
گاہک: مجھے کچھ رومال درکار ہیں۔ کیا آپ کی دکان سے مل سکیں گے؟
دکاندار: کیوں نہیں، یہاں سے آپ کو صرف رومال ہی نہیں بلکہ جرابیں، بنیانیں، تولیے اور چھتریاں وغیرہ بھی کچھ مل سکتا ہے۔
گاہک: پہلے آپ رومال دکھایئے۔ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس کس قدر ورائٹی ہے۔
دکاندار: یہ دیکھیے ہمارے پاس ہر طرح کی ورائٹی ہے۔ سوتی رومال بھی ہیں اور ریشمی بھی۔ ان میں سستے بھی ہیں اور مہنگے بھی۔ اس کے علاوہ ان کے مختلف رنگ اور ڈیزائن بھی ہیں۔
گاہک: آپ نے رومالوں کی ورائٹی تو دکھا دی ہے لیکن ان کی قیمتیں نہیں بتائیں۔
دکاندار: جناب دیکھیے! ہر رومال کی قیمت اس پر درج ہے۔ ہماری دکان کا اصول ایک دام اور ایک بات ہے آپ اس بارے میں فکر نہ کریں۔
گاہک: یہ تو بہت اچھا اصول ہے۔ اللہ کرے تمام دکاندار اسی اصول پر کام کریں۔ ورنہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ عموماً قیمتوں میں بہت اتار چڑھاؤ ہوتا ہے، جس کی وجہ سے گاہک اکثر دھوکے میں رہتا ہے۔
دکاندار: یقین مانیے ہم سختی کے ساتھ اس اصول پر عمل کرتے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ کچھ دکاندار بھی بے اصولی کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن معاف کرنا کچھ گاہک بھی ایسا رویہ اختیار کرتے ہیں کہ خواہ مخواہ قیمت بڑھا کر پیش کرنا پڑتی ہے۔
گاہک: یہ آپ نے عمدہ بات کی ہے۔ درحقیقت دکاندار اور گاہک دونوں کو حقیقت پسندی اور معقولیت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔ موجودہ دور

ہوشربا گرانی کے دور میں ہر شخص پریشان ہے اور ہر شخص اس سے برابر متاثر ہوتا ہے۔

دکاندار: جناب ہمیں اس بات کا پورا پورا احساس ہے۔ اسی لیے ہم نے تناسب کو مدنظر رکھتے ہوئے منافع کی مناسب شرح اور ایک متوازن پالیسی اختیار کی ہے۔

گاہک: آپ جیسے کاروباری حضرات کو یہ بات بھی مدنظر رکھنی چاہیے کہ تجارت اور کاروبار میں تو وقت کے ساتھ ساتھ منافع کی شرح بڑھتی رہتی ہے لیکن جو گاہک ملازمت پیشہ یا محنت مزدوری کرنے والے ہوتے ہیں ان کے معاوضے کی شرح اس حساب سے نہیں بڑھتی۔

دکاندار: آپ کا کہنا بالکل بجا ہے۔ یقیناً ہم اس بات کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں۔ اب آپ فرمائیے آپ کو کتنے رومال چاہئیں؟

گاہک: میں نے یہ پانچ عدد رومال چھانٹے ہیں۔ اب آپ مجھے جرابیں دکھائیے۔

دکاندار: یہ لیجیے، جرابوں کی ورائٹی بھی آپ کے روبرو ہے۔ آپ اپنی پسند کی جرابیں منتخب کر لیں۔

گاہک: بس مجھے تو ایسا مال چاہیے جو دیدہ زیب بھی ہو اور پائیدار بھی اور پھر اس کی قیمت بھی معقول اور مناسب ہو۔

دکاندار: میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہمارے دام معقول اور مناسب ہوتے ہیں اور پھر ہم اپنے مال کی کوالٹی کا خاص خیال رکھتے ہیں۔

گاہک: مجھے یہ ڈیزائن پسند ہے۔ میں نے جرابوں کے تین جوڑے منتخب کیے ہیں۔

دکاندار: بہت بہتر! اب ہم آپ کی اور کیا خدمت کر سکتے ہیں؟

گاہک: بہت شکریہ جناب!

دکاندار: آپ کی تشریف آوری کا شکریہ، یہ رہا آپ کا سامان۔

گاہک: رقم تو آپ نے بتائی نہیں اور نہ ہی وصول کی، شکریہ مفت میں دے مارا۔

دکاندار: یہ لیجیے بل۔ کل ایک سو نوے روپے ہی تو ہوئے ہیں۔

گاہک: یہ لیجیے دو سو روپے۔ اپنی رقم وصول کیجیے اور بقایا دیجیے۔

دکاندار: یہ تو لینے کے دینے پڑ گئے۔ اچھا آپ کی خوشی کے لیے یہ لیجیے دس روپے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خدمت کا موقع دیں گے۔

گاہک: انشاءاللہ، میں ضرورت پڑنے پر پھر حاضر ہوں گا۔

دکاندار: جناب یہ آپ کی اپنی دکان ہے۔ اللہ حافظ

3- استاد اور شاگردوں کے درمیان مکالمہ

(تاریخ پاکستان کے بارے میں)

(کمرہ جماعت میں لڑکے شور مچا رہے ہوتے ہیں۔ استاد صاحب کے آتے ہی خاموشی چھا جاتی ہے)

استاد: عزیز طلبا! آج ہم تاریخ پاکستان کے بارے میں گفتگو کریں گے۔ بتائیے پاکستان کب وجود میں آیا تھا؟

اظہر: جناب! پاکستان 14 اگست 1947ء کو وجود میں آیا تھا۔

استاد: قیام پاکستان سے پہلے اس ملک پر کس کی حکومت تھی اور یہ حکومت کتنا عرصہ قائم رہی؟

جاوید: جناب! قیام پاکستان سے پہلے اس ملک پر انگریزوں کی حکومت تھی اور یہ حکومت قریباً ایک سو سال تک قائم رہی۔

استاد: انگریزوں کی آمد سے پہلے یہاں کس کی حکومت تھی اور یہ حکومت کتنا عرصہ قائم رہی؟

طاہر: جناب! انگریزوں کی آمد سے پہلے یہاں مسلمانوں کی حکومت تھی اور یہ حکومت آٹھ سو سال تک قائم رہی۔

استاد: مسلم حکومت کو زوال کیسے آیا؟

اسلم: جناب! مسلم حکومت کو اپنوں کی غلطیوں اور غیروں کی سازش کی وجہ سے زوال آیا۔

استاد: سب سے پہلے برصغیر پاک و ہند میں اسلامی سلطنت کی بنیاد کس نے رکھی تھی؟

اکرم: جناب! محمد بن قاسم نے برصغیر میں اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی تھی اور بعد میں آنے والے فاتحین کے لیے محمود غزنوی اور محمد غوری نے راستہ صاف کیا تھا۔

استاد: سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر کتنے حملے کیے اور اسلامی حکومت کو کس قدر وسعت دی؟

شکیل: جناب! سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان پر سترہ حملے کیے اور پنجاب اور سندھ کو اسلامی حکومت میں شامل کیا۔

استاد: سلطان محمد غوری نے دہلی کو فتح کیا اور اسلامی سلطنت کو وسعت دی۔ آپ یہ بتائیں کہ یہاں مستقل اسلامی سلطنت کا بانی کون تھا؟

قاسم: جناب! ہندوستان میں مستقل اسلامی حکومت کا بانی سلطان محمد غوری کا نائب سلطان قطب الدین ایبک تھا۔

استاد: کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ ہندوستان پر کون کون سے مسلم خاندان حکمران رہے؟

سعید: جناب! ان مسلم خاندانوں میں خاندانِ غلاماں، خاندانِ خلجی، خاندانِ تغلق، خاندانِ سادات، خاندانِ لودھی اور سوری خاندان شامل ہیں۔ یہ سب سلاطین دہلی کہلاتے ہیں۔

استاد: مغلیہ خاندان کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں اور اس خاندان کا بانی کون تھا؟

اکمل: جناب مغلیہ خاندان کا دور برصغیر کا سنہری دور کہلاتا ہے۔ اس خاندان کا بانی ظہیر الدین بابر تھا۔

استاد: مغلیہ خاندان کے مشہور بادشاہوں کے نام لیجیے۔

خالد: جناب مغلیہ خاندان کے مشہور بادشاہوں کے نام ہیں ظہیر الدین بابر، نصیر الدین ہمایوں، جلال الدین اکبر، نور الدین جہانگیر، شہاب الدین شاہجہاں اور محی الدین اورنگ زیب عالمگیر۔

استاد: ہندوستان کا آخری مغل بادشاہ کون تھا؟

عابد: جناب ہندوستان کا آخری مغل بادشاہ بہادر شاہ ظفر تھا جسے انگریزوں نے رنگون میں قید کر دیا اور وہیں اس کی وفات ہوئی۔

استاد: عزیز طلبا! انگریزوں نے یہاں کے باشندوں کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑ لیا لیکن بہت سے مسلمان رہنماؤں نے مسلمانوں میں بیداری اور آزادی کی تڑپ پیدا کی۔ ان رہنماؤں میں مجدد الف ثانیؒ، شاہ ولی اللہؒ، سید جمال الدین افغانیؒ، نواب سراج الدولہؒ، سلطان ٹیپو شہیدؒ، سر سید احمد خانؒ، مولوی نذیر احمدؒ، مولانا حالیؒ، مولانا شبلیؒ، مولانا ظفر علی خانؒ، مولانا شوکت علیؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ وغیرہ کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس سلسلے میں علامہ اقبالؒ کا کیا کارنامہ ہے؟

ساجد: جناب! علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں میں اپنی ولولہ انگیز شاعری کے ذریعے سب سے بڑھ کر آزادی کی تڑپ پیدا کی اور سب سے پہلے تصور پاکستان پیش کیا۔

استاد: ہندوؤں کا رویہ مسلمانوں کے بارے میں کیا تھا؟

قیوم: جناب! ہندو ہمیشہ مسلمانوں کے سخت مخالف اور دشمن رہے ہیں۔ وہ چاہتے تھے کہ انگریزوں کے جانے کے بعد پورے ہندوستان پر ہندو حکومت قائم کر لیں۔

استاد: قائداعظمؒ کا اصل کارنامہ کیا ہے؟

انور: جناب! قائداعظمؒ مسلمانوں کے عظیم رہنما تھے۔ انھوں نے دلائل سے ثابت کیا کہ ہندو اور مسلمان ہر لحاظ سے دو الگ الگ قومیں ہیں۔ یہی دو قومی نظریہ قیام پاکستان کی بنیاد بنا، اس طرح قائداعظمؒ نے علامہ اقبالؒ کے تصور پاکستان کو عملی صورت دے دی۔

استاد: قرارداد پاکستان کب اور کہاں منظور ہوئی؟

عثمان: جناب! 23 مارچ 1940 کو قائداعظمؒ کی زیرِ صدارت لاہور میں مینارِ پاکستان کے مقام پر مسلم لیگ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں متفقہ طور پر قراردادِ پاکستان منظور کی گئی۔

استاد: قیامِ پاکستان کا اصل مقصد کیا تھا؟

مسعود: جناب! قیامِ پاکستان کا اصل مقصد اسلامی حکومت قائم کرنا تھا۔

استاد: پاکستان کے پہلے گورنر جنرل کون تھے؟ وہ کب فوت ہوئے اور ان کا مزار کہاں واقع ہے؟

فاروق: جناب! پاکستان کے پہلے گورنر جنرل قائداعظمؒ تھے۔ آپ 11 ستمبر 1948 کو فوت ہوئے۔ آپ کا مزار کراچی میں واقع ہے۔

4- درزی اور گاہکوں کے درمیان مکالمہ

(طارق اور طاہر دونوں بھائی درزی کی دکان میں داخل ہوتے ہیں)

طارق: السلام علیکم! ماسٹر جی!

درزی: وعلیکم السلام! آؤ میرے عزیزو! کیسے آنا ہوا؟ کہیں بھول تو نہیں پڑے بڑے دنوں کے بعد آئے ہو۔

طارق: آپ کی طبیعت کیسی ہے ماسٹر جی؟

درزی: اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ آپ تو ٹھیک ہیں؟

طاہر: الحمدللہ! ہم آپ کی دعا سے بالکل ٹھیک ہیں۔

درزی: بتایئے میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟

طارق: ماسٹر جی! ہمارا آپ کا بہت قدیم رابطہ ہے۔ ہمیں آپ پر اعتماد ہے۔ یہ کپڑا لائے ہیں۔ ایک میرا سوٹ تیار کر دیجیے اور طاہر کے لیے دو شلواریں اور ایک قمیص تیار کیجیے۔

درزی: یہ تو آپ کی ذرہ نوازی ہے کہ آپ ہمیشہ مجھ پر اعتماد کرتے ہیں۔ اچھا یہ تو بتایئے کہ کس حساب سے خریدا ہے یہ کپڑا؟

طارق: ساٹھ روپے فی میٹر۔

طاہر: میری قمیص کے لیے کتنا کپڑا درکار ہوگا؟

طارق: یہ کپڑا تین میٹر ہے۔ آدھ میٹر کی واسکٹ بنا دیجیے۔

درزی: جو ارشاد ہو، مگر زمانے کے فیشن کا خیال بھی رکھنا پڑتا ہے نا۔

طاہر: بجا ہے لیکن ہم کچھ اپنی ضرورت اور پسند کا خیال رکھتے ہیں اور کچھ فیشن کر لیتے ہیں۔

طارق: آپ ہمارا ناپ لے لیں اور یہ بتایئے کہ ہمارے کپڑے کب تک تیار ہو جائیں گے۔

درزی: صرف پندرہ دن تک۔ آج پیر ہے اگلا پیر چھوڑ کر آئندہ پیر کو آیئے۔ انشاءاللہ آپ کے کپڑے تیار ہوں گے۔

طاہر: ماسٹر جی بس اپنے وعدے کا پاس رکھیے گا ایسا نہ ہو کہ ہم چکر ہی لگاتے رہیں۔

درزی: آپ بالکل فکر نہ کریں میں اپنے وعدے کا پورا پورا پاس رکھوں گا۔

طارق: دیکھیے ماسٹر جی! ہمیں ٹرخانا نہیں۔

درزی: آپ ہمارے پرانے گاہک ہیں۔ ایسا نہیں ہوگا۔

طاہر: ماسٹر جی ہمیں آپ سے یہی توقع ہے۔ ہاں تو آج کل سلائی کے نرخ کیا ہیں؟

درزی: آپ اس بارے میں اطمینان رکھیں۔ اگرچہ اس کمرتوڑ مہنگائی نے سب کو پریشان کر رکھا ہے لیکن میں آپ سے سلائی کے مناسب دام ہی لوں گا۔ بہرحال پرانے گاہکوں کا لحاظ رکھنا ہی پڑتا ہے۔

طارق: شکریہ ماسٹر صاحب! ہمیں آپ کے ان نیک جذبات کی بہت قدر ہے۔ اچھا اب اجازت چاہتے ہیں۔ السلام علیکم۔

درزی: وعلیکم السلام۔

5- ہوٹل کے منیجر اور گاہک کے درمیان مکالمہ

(مسٹر ارشد اپنے بیٹے حامد کے ساتھ ہوٹل میں داخل ہوتے ہیں)

ارشد: السلام علیکم!

منیجر: وعلیکم السلام! خوش آمدید۔ کیا حکم ہے؟

ارشد: مجھے دو بستر کا کمرہ چاہیے۔

منیجر: آج کل مہمانوں کی آمد زیادہ ہے۔ ہاں! تیسری منزل پر صرف ایک کمرہ خالی ہے۔

ارشد: منیجر صاحب اس بات کا خیال رکھیں کہ کمرہ صاف ستھرا اور ہوادار ہو۔

منیجر: آپ اس بات کی فکر نہ کریں ہمارا ہوٹل ایک معیاری ہوٹل ہے۔ آپ اوپر جا کر خود کمرہ دیکھ لیں۔ انشاءاللہ آپ اسے اپنی پسند اور اپنے ذوق کے مطابق پائیں گے۔

ارشد: مجھے آپ کی باتوں پر اعتماد ہے۔

منیجر: آپ کتنے دن یہاں قیام فرمائیں گے؟

ارشد: صرف دو دن۔ دراصل ہم مری جا رہے ہیں۔ واپسی پر پھر دو دن ٹھہریں گے۔

منیجر: تیسری منزل پر کمرہ نمبر 215 کی چابی لیجیے۔ امید ہے آپ ہماری خدمت سے خوش ہوں گے۔ آپ کی خدمت اور اطمینان ہمارا نصب العین ہے۔

ارشد: شکریہ۔

(دونوں باپ بیٹا مذکورہ کمرے میں چلے جاتے ہیں۔ بیرا حاضر ہوتا ہے)۔

بیرا: کیا تناول فرمائیں گے آپ؟

ارشد: حامد بیٹا آپ کیا کھائیں گے؟ (حامد کھانوں کی فہرست دیکھتا ہے)۔

حامد: ابا جان میں پلاؤ اور شامی کباب کھانا پسند کروں گا۔ آپ اپنی پسند بتا دیجیے۔

ارشد: بیرے! سنو میرے لیے بھنا ہوا مرغ اور روغنی نان اور بچے کے لیے ایک پلیٹ پلاؤ، ایک پلیٹ شامی کباب، دہی اور سلاد لاؤ۔

(بیرا سب کچھ حاضر کرتا ہے۔ کھانے سے فارغ ہو کر)۔

بیرا: جناب کھانے کے بعد آپ چائے پینا پسند کریں گے یا کوئی مشروب؟

ارشد: بھئی میرے لیے تو ایک سیون اپ لے آئیں۔ بیٹا حامد! آپ کیا پینا پسند کریں گے؟

حامد: ابا جان! میں بھی سیون اپ پیوں گا۔

ارشد: واقعی! سیون اپ بہتر رہے گی۔ اس سے کھانا ہضم ہو جاتا ہے۔

(سیون اپ پی چکنے کے بعد)

ارشد: بیرے! بل لاؤ۔

بیرا: یہ لیجیے حضور!

ارشد: پانچ سو پچیس روپے ہوئے سب۔ یہ لو بیس روپے ٹپ۔

بیرا: شکریہ جناب! آپ کو جب کسی چیز کی ضرورت ہو یہ گھنٹی بجا دیجیے' بندہ حاضر ہو جائے گا۔

ارشد: بہت خوب' جب ضرورت پڑی تمھیں بلا لیں گے۔

6-دو ہم جماعتوں کے درمیان مکالمہ

(رشوت ستانی کے بارے میں)

حامد: السلام علیکم!

محمود: وعلیکم السلام! آپ تو عید کا چاند ہو گئے ہیں' کبھی ملتے ہی نہیں۔

حامد: یار کیا پوچھتے ہو؟ بس فرصت ہی نہیں ملتی۔ آج خصوصی طور پر وقت نکال کر ملنے آیا ہوں۔

محمود: کوئی خاص کام ہے کیا؟

حامد: ہاں مجھے رشوت ستانی پر ایک مضمون لکھنا ہے۔ چاہتا ہوں آپ سے اس سلسلے میں گفتگو ہو جائے۔

محمود: بھئی یہ تو عام سا موضوع ہے۔ آج کل تو رشوت کا بازار خوب گرم ہے۔

حامد: یہ ایک ایسی بات ہے جو بڑے چھوٹے کی زبان پر ہے لیکن کچھ سوچا بھی ہے کہ اصل وجہ کیا ہے۔

محمود: بس وجہ یہ ہے کہ ہر شخص کے دل و دماغ پر امیر بننے کی دھن سوار ہے۔ ماحول کچھ ایسا ہو گیا ہے کہ ہم نے زندگی کو بہت پر تکلف بنا لیا ہے۔ ہم نے مصنوعی معیار زندگی اختیار کر رکھا ہے اور ہم اسے برقرار رکھنے کے لیے جائز و ناجائز ذرائع استعمال کرتے ہیں۔

حامد: تم نے صحیح تجزیہ کیا ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے ہر شخص روپے کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔ یہ روپیہ کس طرح آتا ہے اسے اس بات کی پروا ہی نہیں۔

محمود: ہاں آج کے دور میں ہم نے سادہ طرز زندگی ترک کر دیا ہے بس تکلفات کے چکر میں پھنس کر رہ گئے ہیں۔

حامد: یہ درست ہے لیکن سوال یہ ہے کہ لوگ رشوت دیتے ہی کیوں ہیں؟

محمود: اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی دفتر یا محکمہ میں چلے جائیں' لوگوں کے جائز کام بھی ہو نہیں پاتے بلکہ اس میں طرح طرح کے روڑے اٹکائے جاتے ہیں۔ مجبوراً لوگوں کو اپنا کام نکالنے کے لیے رشوت دینا پڑتی ہے۔ لوگوں کے پاس وقت نہیں ہوتا کہ محکموں کے چکر لگاتے رہیں۔

حامد: یہ ٹھیک ہے کہ اکثر لوگوں کے جائز کام بھی اٹکے رہتے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ کچھ لوگ رشوت کے ذریعے ناجائز کام بھی کرواتے ہیں۔ وہ ملازموں کو خود رشوت کی ترغیب دیتے ہیں۔

محمود: یہ بالکل بجا ہے۔ رشوت لینے والے اور رشوت دینے والے دونوں اس کے ذمہ دار ہیں۔

حامد: آخر لوگ خدا کا خوف کیوں نہیں کرتے۔ کیا انھیں مرنا نہیں ہے؟ وہ خدا کو کیا منہ دکھائیں گے؟ کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ ہمارے رسول اکرم ﷺ کی حدیث ہے کہ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

محمود: واقعی یہ حدیث مبارکہ ہے اور سبھی کو خوب معلوم ہے لیکن کسی کو اس پر عمل کرنے کی توفیق نہیں۔

حامد: آخر رشوت کا قلع قمع کس طرح ہو سکتا ہے؟

محمود: ایک طریقہ تو یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں خوف خدا پیدا کیا جائے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ہماری حکومت اس سلسلے میں سخت قوانین بنائے اور ان پر سختی سے عمل کرائے۔ جو لوگ رشوت میں ملوث ہوں انھیں عبرتناک سزا دی جائے۔

حامد: واقعی یہی اس کا حل ہے۔ میرا خیال ہے اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ میں اب آسانی مضمون لکھ سکتا ہوں۔ السلام علیکم۔

محمود: وعلیکم السلام (دونوں دوست مصافحہ کر کے رخصت ہوتے ہیں)۔

7- دو دوستوں کے درمیان مکالمہ

(امتحان اور پڑھائی کے بارے میں)

طاہر: السلام علیکم! یار ابھی تک پڑھائی میں جتے ہوئے ہو! تم تو بس کتابی کیڑے بن کر رہ گئے ہو۔

خالد: وعلیکم السلام! بھئی کیا کروں؟ امتحان سر پہ ہے آخر اس کی تیاری بھی تو کرنی ہے۔

طاہر: لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ انسان رات دن پڑھتا ہی رہے۔ کچھ آرام، سیر و تفریح اور ورزش بھی ضروری ہے۔

خالد: بھئی بات یہ ہے کہ تم بہت ذہین ہو۔ تمہارے دماغ کا کیا کہنا۔ ایک ہم ہیں کہ کچھ پلے ہی نہیں پڑتا۔

طاہر: یہ بات نہیں' اللہ تعالیٰ نے سب کو سوچنے سمجھنے کے لیے دماغ دیا ہے۔ بس اس سے کام لینے کا طریقہ آنا چاہیے۔ جو کچھ پڑھوا سے خوب سمجھ کر پڑھو اور اسے اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔

خالد: لیکن کچھ باتیں ایسی ہوتی ہیں جنھیں ہم صحیح طور پر سمجھ نہیں پاتے۔

طاہر: ان کے لیے اساتذہ کرام کی رہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔

خالد: یہ درست ہے لیکن معاون کتب اور ٹیسٹ پیپروں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

طاہر: یہ بُرے نہیں ہیں ان سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے لیکن ایک بات کا خیال رہے کہ جو کتاب یا ٹیسٹ پیپر پڑھو وہ مستند اور معیاری ہو' غیر معیاری کتاب پڑھنے سے الٹا نقصان ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں ہمیں دیگر کتب سے بھی استفادہ کرنا چاہیے۔

خالد: لیکن زائد کتب کے مطالعہ کا وقت بھی کہاں ملتا ہے؟

طاہر: یہ بات نہیں۔ آپ کو ایک طے شدہ پروگرام کے تحت پڑھنا چاہیے اور کچھ وقت زائد مطالعہ کے لیے بھی نکالنا چاہیے۔ اخبار کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے اور دیگر دینی' ادبی' سائنسی اور معلوماتی کتب بھی زیر مطالعہ رہنی چاہئیں۔ کسی اچھی کتاب کا انتخاب کر لو اور اسے مطالعہ کی میز پر رکھ چھوڑو اور گاہے بگاہے اسے دیکھتے رہو۔

خالد: بھئی تمھاری باتیں اور نصیحتیں بہت کارآمد ہیں۔ میں ایسا ہی کروں گا۔

طاہر: تمھاری کوئی خاص مشکل ہو تو بتاؤ میں مدد کے لیے حاضر ہوں۔

خالد: بھئی یہ انگریزی میرے بس کا روگ نہیں۔ غیر ملکی زبان ہے قابو میں نہیں آتی۔

طاہر: انگریزی تو میرے گھر کا مضمون ہے۔ میں اس کے لیے تمھاری مدد کر سکتا ہوں۔

خالد: میرا حساب اچھا ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم حساب میں کچھ کمزور ہو اس کے لیے میری خدمات حاضر ہیں۔

طاہر: بہت بہتر۔ جہاں تک دیگر سائنسی مضامین کا تعلق ہے ان کے لیے ہمیں کسی اچھے استاد صاحب کی رہنمائی حاصل کرنی چاہیے۔

خالد: میں تم سے اتفاق کرتا ہوں۔ اس سلسلے میں کوئی مناسب بندوبست ہونا چاہیے۔

طاہر: لیکن اسلامیات' اردو اور مطالعہ پاکستان کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔ اگر چہ یہ نسبتاً آسان مضامین ہیں لیکن اصل مسئلہ معیار کا ہے۔

خالد: تم نے بالکل بجا کہا ہے۔ ہمیں ان مضامین کی طرف بھی مناسب توجہ دینی چاہیے۔

طاہر: اچھا اب اجازت دیں۔ یہ ملاقات کافی مفید رہی۔ السلام علیکم۔

خالد: بہت بہت شکریہ۔ وعلیکم السلام۔

(وہ ظاہر کو دروازے تک چھوڑنے آتا ہے۔ دونوں دوست مصافحہ کر کے رخصت ہو جاتے ہیں)۔

8- مہمان اور میزبان کے درمیان مکالمہ

مہمان: السلام علیکم! ایک طویل مدت کے بعد آپ سے ملاقات کا موقع ملا اور آپ نے مجھے اپنے پاس ٹھہرایا اور میری خاطر مدارت کی ہے اس کے لیے ممنونِ احسان ہوں۔

میزبان: وعلیکم السلام! بھائی شکریہ تو بیگانوں کا ادا کیا جاتا ہے میں تو کوئی بیگانہ نہیں۔

مہمان: میں آپ کا شکر گزار بھی ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو بھی ہوں کہ اس گئے گزرے دور میں خلوص و وفا کے پاسدار موجود ہیں۔

میزبان: یہ تو محض آپ کے جذبات ہیں جن کی قدر میرے دل میں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ میں آپ کے شایانِ شان کچھ بھی نہیں کر سکا اور ممکن ہے آپ کو اس اقامت کے دوران میں کچھ تکلیف بھی ہوئی ہو۔

مہمان: آپ کے یہ جملے تکلف کے آئینہ دار ہیں جب کہ خلوص و محبت کو تکلف کا پابند نہیں ہونا چاہیے۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

تکلف علامت ہے بیگانگی کی — نہ ڈالو تکلف کی عادت زیادہ

جہاں تکلف آ جائے وہاں سے محبت رخصت ہو جایا کرتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مجھے یہاں رہ کر کوئی تکلیف نہیں ہوئی بلکہ روحانی طور پر ایک ایسی مسرت ملی ہے جسے لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

میزبان: یہ تو آپ کے اپنے دل کی نیکی ہے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ آپ کچھ دن اور میرے ہاں قیام فرمائیں تا کہ دل کھول کر باتیں ہو سکیں۔

مہمان: میں مزید ٹھہرتا مگر مجھے چند ذاتی اور ناگزیر امور کی بنا پر لاہور جانا ہے اور راولپنڈی سے روانہ ہونے کا یہی ایک مقصد تھا۔ راستے میں گوجرانوالہ رکنا تو صرف آپ کی ملاقات کے لیے تھا کیونکہ دریار پر دستک دیے بغیر یہاں سے گزرنا میرے لیے مشکل تھا۔

میزبان: میں آپ کی محبتوں کے لیے انتہائی ممنون ہوں چونکہ آپ نے کچھ ضروری امور کی طرف اشارہ کیا ہے اس لیے میں آپ کو مزید روکنا مناسب نہیں سمجھتا۔

مہمان: تو پھر بھائی! اجازت دیں۔ انشاءاللہ پھر کسی وقت ملاقات ہوگی۔

میزبان: راولپنڈی واپس پہنچ کر خط ضرور لکھیں کیونکہ وہ بھی ملاقات ہی کا ایک وسیلہ ہے۔

مہمان: ضرور لکھوں گا۔ میں جاتے ہوئے ایک التماس کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنی اوّلین فرصت میں راولپنڈی تشریف لائیں اور کم از کم ایک ہفتے کے لیے ضرور آئیں۔

میزبان: اگر اللہ نے چاہا تو ضرور حاضر ہوں گا۔

مہمان: یاد رکھیے گا۔ السلام علیکم۔

میزبان: وعلیکم السلام۔

9- دو دوستوں کے درمیان ملازمت کے متعلق مکالمہ

اقبال: السلام علیکم ساجد صاحب! آپ کے پرچے کیسے ہوئے ہیں؟

ساجد: وعلیکم السلام اقبال صاحب! اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بہترین کامیابی کی توقع ہے۔ آپ سنائیے۔ آپ کے امتحانات کیسے رہے؟

اقبال: میرا ایک پرچہ معیار کے مطابق نہیں ہوا پھر بھی فرسٹ ڈویژن کی توقع ہے۔

ساجد: مولا کریم آپ کو شاندار کامیابی سے نوازے۔ کامیابی کے بعد ملازمت کا خیال ہے۔

اقبال: اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے کامیابی عطا کی تو میں ملازمت کی طرف توجہ نہیں دوں گا بلکہ کاروبار کروں گا۔

ساجد: کاروبار کے لیے تجربے اور سرمائے کی ضرورت ہے اور جہاں تک میرا خیال ہے آپ کو نہ اس کا تجربہ ہے اور نہ اتنا سرمایہ آپ کے پاس ہے کہ آپ دورِ حاضر کے کاروباری معیار کا ساتھ دے سکیں۔ آپ ملازمت کیوں نہیں کر لیتے؟

اقبال: میری طبیعت ملازمت کی طرف راغب نہیں کیونکہ ملازمت کا دائرہ تنگ ہے۔ اس کے لیے سفارش کی ضرورت ہے یا پھر رشوت کی۔ محض تعلیمی اسناد تو کاغذ کے پرزے ہیں جو رشوت اور سفارش کے سامنے بے وقعت اور پرزے پرزے ہو جاتے ہیں۔

ساجد: آپ کا کہنا کسی حد تک درست ہے مگر اتنا اندھیر بھی نہیں کہ اگر آپ کو نمایاں کامیابی نصیب ہو تو بھی آپ ملازمت کے میدان میں پیچھے رہ جائیں۔ کیونکہ آج کل کم و بیش ہر انتخاب قابلیت کی بنیاد پر ہوتا ہے۔

اقبال: میں آپ کی بات کسی حد تک تسلیم کرتا ہوں لیکن میری طبیعت ادھر آتی ہی نہیں۔

ساجد: آخر کیوں آپ کے والد بھی ملازم تھے اور آپ کے چچا بھی آپ کو کون سی ملازمت پسند نہیں؟

اقبال: ملازمت ایک نوع کی غلامی ہے۔ وہاں صلاحیتیں دب جاتی ہیں۔ انسان دل کی بات نہیں کہہ سکتا۔ ہر وقت افسرِ مجاز کی خوشامد اور رضا پیشِ خاطر رہتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خوشامد پیشہ لوگ ملازمت میں ترقی کرتے جاتے ہیں اور اپنے کام سے کام رکھنے والا محنتی شخص پیچھے رہ جاتا ہے۔

ساجد: آپ ملازمت کے ساتھ ساتھ کاروبار بھی تو کر سکتے ہیں۔

اقبال: دو کشتیوں کا سوار کبھی ساحل پر نہیں پہنچ سکتا۔ منجدھار میں ڈوبنا اس کا مقدر ہوا کرتا ہے' کاروبار میں ہر نوع کی آزادی ہوتی ہے۔ نہ کسی قسم کی خوشامد نہ گھٹن' اپنی مرضی اپنا راج۔

ساجد: کاروبار میں اونچ نیچ ہوتی رہتی ہے۔ کبھی نفع' کبھی نقصان' شروع ہی میں اگر نقصان ہو جائے تو انسان بے حوصلہ ہو جاتا ہے اور سرمایہ بھی ضائع جاتا ہے۔

اقبال: دورِ حاضر کا کونسا کاروبار ہے جس میں نقصان ہوتا ہے۔ انسان کی نیت درست ہونی چاہیے تو اللہ کریم مدد فرماتے ہیں۔

ساجد: کہتے ہیں کہ آج کل کاروبار میں قدم قدم پر جھوٹ بولنا پڑتا ہے' جھوٹی قسمیں کھانا پڑتی ہیں کیونکہ انسان کے لیے مشکل ہے کہ وہ سچی بات بھی کہے اور نفع بھی حاصل کرے۔

اقبال: مجھے آپ کی اس رائے سے شدید اختلاف ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں یہی ہدایت فرمائی ہے کہ کاروبار میں ہمیشہ سچ بولو۔ آپ کے مال میں اگر کوئی نقص ہو تو خریدار کو بتا دو اور یہ بھی حضور ﷺ ہی کا ارشاد ہے کہ کاروبار میں برکت ہوتی ہے۔

ساجد: حضور ﷺ کا فرمان تو بالکل سچا' درست اور قابلِ تقلید ہے۔ کون سی انسانی عقل اس کی مخالفت کر سکتی ہے۔

اقبال: تو حضور ﷺ ہی کے فرمان کے مطابق میں کاروبار کا پیشہ اپناؤں گا اور آپ کے فرمودات پر عمل بھی کروں گا اور اس یقین کے ساتھ کہ مولا کریم کا فضل و کرم میرے ساتھ ہے۔

ساجد: ماشاءاللہ! مولا کریم آپ کی مدد کریں اور سب کو ایسے ہی کاروبار کرنے کی توفیق دیں۔ (آمین)۔ السلام علیکم۔

اقبال: وعلیکم السلام۔

خطوط نویسی

خط ایک تحریری ملاقات ہے جس کے ذریعے ہم ایک دوسرے کو اپنے اپنے حالات سے آگاہ کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے خط کو آدھی ملاقات کہا جاتا ہے۔ اگر چہ ہم ایک دوسرے کو دیکھ نہیں رہے ہوتے لیکن اپنے اور دوسرے کے حالات سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔

خطوط کی اقسام

خط کی مندرجہ ذیل تین بڑی اقسام ہیں۔

(1) ذاتی و نجی خطوط (2) دفتری یا سرکاری خطوط (3) کاروباری خطوط

(1) ذاتی و نجی خطوط: یہ وہ ذاتی قسم کے خطوط ہیں جو ہم اپنے رشتہ داروں، عزیزوں، بزرگوں، دوستوں اور اساتذہ وغیرہ کو لکھتے ہیں۔ ان خطوط میں ذاتی و شخصی معاملات کے دعوتی خطوط بھی شامل ہیں۔

(2) دفتری یا سرکاری خطوط: یہ خطوط سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کے درمیان سرکاری کاموں کے سلسلہ میں لکھے جاتے ہیں۔ یہ خط کتابت صرف انتظامی و اطلاعاتی امور کے متعلق ہوتی ہے۔ ان میں بے تکلفی نہیں، متانت اور سنجیدگی ہوتی ہے۔

(3) کاروباری خطوط: یہ خطوط کاروباری اداروں، تاجروں، گاہکوں، پبلک اداروں، کارخانہ داروں اور اخبارات کے ایڈیٹروں کے نام لکھے جاتے ہیں۔ ان خطوط میں لہجہ پر تکلف ہوتا ہے۔ لیکن ہر بات واضح، مختصر اور دو ٹوک ہوتی ہے۔

نوٹ: خط کو مکتوب، لکھنے والے کو کاتب اور جسے خط لکھا جائے اسے مکتوب الیہ کہتے ہیں۔

ہدایات

(1) خط لکھتے وقت یوں سمجھیے کہ آپ جسے خط لکھ رہے ہیں وہ آپ کے سامنے بیٹھا ہوا ہے اور آپ کی باتیں غور سے سن رہا ہے۔ اس لیے اس کے مرتبے کا لحاظ رکھتے ہوئے بات کرنی چاہیے۔

(2) جو کچھ آپ لکھنا یا کہنا چاہتے ہیں وہ مختصر الفاظ میں لکھیں تا کہ آپ کا اپنا اور دوسرے کا وقت ضائع نہ ہو۔

(3) خط میں کوئی فضول بات نہ لکھیں۔ مطلب کی باتیں لکھیں اور جو کچھ لکھیں صاف اور خوش خط لکھیں۔

(4) خط کو چھوٹے چھوٹے جملوں میں مرتب کرنا چاہیے۔ لمبے فقرات اکثر الجھن کا باعث ہوتے ہیں اور تحریر میں بھدا پن پیدا ہو جاتا ہے۔

خط کی ترتیب: خط کی ترتیب مندرجہ ذیل اجزا یا حصوں پر مشتمل ہوتی ہے۔

(1) خط لکھنے والے کا پتا یا مقام روانگی (2) تاریخ (3) القاب (4) آداب و تسلیمات (5) نفس مضمون
(6) اختتام مکتوب (7) لکھنے والے کا نام

(1) خط لکھنے والے کا پتا یا مقام روانگی: خط لکھنے والا یعنی کاتب خط کی پیشانی کے دائیں جانب اپنا مختصر پتا لکھتا ہے۔
جیسے: 28- شاہدرہ اسٹیشن لاہور۔

(2) تاریخ: کاتب مختصر پتا لکھنے کے بعد اس کے نیچے تاریخ درج کرتا ہے۔ جیسے: 15 اپریل __20ء۔

(3) القاب: ورق کے درمیان میں خط لکھنے والا، مکتوب الیہ (یعنی جسے خط لکھا جائے) کو مخاطب کرنے کے لیے مناسب الفاظ لکھتا ہے جو

القاب کہلاتے ہیں۔ جیسے: محترم بھائی جان! وغیرہ۔

(4) آداب وتسلیمات: خط لکھنے والا القاب کے بعد اگلی سطر کے شروع میں آداب وتسلیمات لکھتا ہے۔ جیسے: السلام علیکم! آداب! تسلیمات! وغیرہ۔

(5) نفسِ مضمون: آداب وتسلیمات کے بعد خط لکھنے والا وجہ تحریر اور اصل مدعا بیان کرتا ہے۔ درحقیقت خط کا اصلی حصہ یہی ہوتا ہے۔ نفسِ مضمون میں اپنا مدعا عام فہم اور سادہ زبان میں بیان کرنا چاہیے تاکہ مکتوب الیہ کو سمجھنے میں کوئی مشکل نہ ہو۔

(6) اختتام: نفسِ مضمون کے آخر میں خط لکھنے والا مکتوب الیہ کے مقام ومرتبے کے مطابق دعا گو یا آپ کا مخلص جیسے الفاظ لکھ کر تحریر ختم کرتا ہے۔

(7) لکھنے والے کا نام: خط کے اختتام پر لکھنے والا مکتوب الیہ سے اپنا تعلق/رشتہ اور اپنا نام لکھتا ہے۔

خط کے مدارج

پتا/مقام روانگی (گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول، اوکاڑہ)

تاریخ (۲۵ اپریل ۲۰۱۶ء)

القاب (پیارے ابا جان!)، **آداب وتسلیمات** (السلام علیکم۔)

(نفسِ مضمون)

اختتام مکتوب (والسلام)

مکتوب الیہ سے تعلق/رشتہ (آپ کا فرمانبردار بیٹا)

نام (ساجد نوید)

القاب وآداب

مکتوب الیہ	القاب وآداب	اختتام
والد	محترم ابا جان! السلام علیکم۔	آپ کا بیٹا
والدہ	محترمہ امی جان! السلام علیکم۔	آپ کا بیٹا
چچا	محترم چچا جان! السلام علیکم۔	آپ کا بھتیجا
چچی	محترمہ چچی جان! السلام علیکم۔	آپ کا بھتیجا
ماموں	محترم ماموں جان! السلام علیکم۔	آپ کا بھانجا
ممانی	محترمہ ممانی جان! السلام علیکم۔	آپ کا بھانجا
خالو	محترم خالو جان! السلام علیکم۔	آپ کا فرمانبردار
خالہ	محترمہ خالہ جان! السلام علیکم۔	آپ کا فرمانبردار
استاد	استادِ محترم! السلام علیکم۔	آپ کا شاگرد
دوست	سید بھائی! چودھری بھائی! پیارے دوست! السلام علیکم۔	آپ کا صادق
بڑا بھائی	پیارے بھائی! السلام علیکم۔	آپ کا ننھا بھائی
چھوٹا بھائی	پیارے بھائی! السلام علیکم۔ عزیزم!	آپ کا دعاگو
بڑی بہن	پیاری آپا جان! السلام علیکم۔	آپ کا عزیز بھائی
چھوٹی بہن	پیاری بہن! السلام علیکم۔ منی آپا!	آپ کا بھائی
سہیلی	عزیز سہیلی! پیاری سہیلی! سلمیٰ باجی! پیاری باجی! پیاری عظمیٰ! السلام علیکم۔	آپ کی سہیلی
اجنبی	مکرمی! محترمی! السلام علیکم۔	نیاز مند، خاکسار
	شیخ صاحب! السلام علیکم۔	خیر اندیش
	سید صاحب! السلام علیکم۔	آپ کا مخلص
	مکرم بندہ! السلام علیکم۔	بہی خواہ، خیر خواہ

نمونے کے طور پر غالبؔ کے دو خطوط ملاحظہ کریں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مخاطب ان کے سامنے بیٹھا ہے اور وہ ان سے باتیں کر رہے ہیں۔ اندازِ گفتگو نہایت سادہ لیکن دلنشیں ہے۔ انشائے اردو میں غالبؔ کے خطوط منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔

خطوطِ غالب

(1) بنام منشی ہرگوپال تفتہ

کیوں صاحب! روٹھے ہی رہو گے یا کبھی منو گے بھی؟ اور اگر کسی طرح نہیں منتے تو روٹھنے کی وجہ تو لکھو۔ میں اس تنہائی میں صرف خطوں کے بھروسے جیتا ہوں، یعنی جس کا خط آیا، میں نے جانا کہ وہ شخص تشریف لایا۔ خدا کا احسان ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جو اطراف و جوانب سے دو چار خط نہیں آ رہتے ہوں، بلکہ ایسا بھی دن ہوتا ہے کہ دو دو بار ڈاک کا ہرکارہ خط لاتا ہے، ایک دو صبح کو اور ایک دو شام کو، میری دل لگی ہو جاتی ہے۔ دن ان کے پڑھنے اور جواب لکھنے میں گزر جاتا ہے۔ یہ کیا سبب ہے؟ دس دس بارہ بارہ دن سے تمھارا خط نہیں آیا۔ یعنی تم نہیں آئے۔ خط لکھو۔ صاحب! نہ لکھنے کی وجہ لکھو۔ آدھ آنے میں بخل نہ کرو۔ ایسا ہی ہے تو بیرنگ بھیجو۔

غالب

سوموار ۲۷۔ دسمبر ۱۸۵۸ء

(2) بنام میر مہدی حسین مجروح

اہاہا! میرا پیارا میر مہدی آیا۔ آؤ بھائی، مزاج تو اچھا ہے؟

بیٹھو، یہ رام پور ہے۔ دارالسرور ہے، جو لطف یہاں ہے وہ اور کہاں ہے؟ پانی، سبحان اللہ! شہر سے تین سو قدم پر ایک دریا ہے اور کوسی اس کا نام ہے۔ بے شبہ چشمۂ آبِ حیات کی کوئی سوت اس میں ملی ہے۔ خیر، اگر یوں بھی ہے تو بھائی، آبِ حیات عمر بڑھاتا ہے لیکن اتنا شیریں کہاں ہوگا۔

تمھارا خط پہنچا۔ تردد عبث، میرا مکان ڈاک گھر کے قریب اور ڈاک منشی میرا دوست ہے۔ نہ عرف لکھنے کی حاجت، نہ محلے کی حاجت۔ بے دسواس خط بھیج دیا کیجیے اور جواب لیا کیجیے۔ یہاں کا حال سب طرح خوب ہے اور صحبت مرغوب ہے۔ اس وقت تک مہمان ہوں، دیکھوں کیا ہوتا ہے۔ تعظیم و توقیر میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہے۔ لڑکے دونوں میرے ساتھ آئے ہیں۔ اس وقت اس سے زیادہ نہیں لکھ سکتا۔

غالب

فروری ۱۸۶۰ء

والد کے نام خط (اپنے نتیجہ کی اطلاع دینے کے لیے)

امتحانی مرکز

5 اپریل 20_ء

محترم ابا جان! السلام علیکم۔

میں آپ کو دلی مسرت کے ساتھ اطلاع دیتا ہوں کہ میں بورڈ کے سالانہ امتحان برائے جماعت نہم میں اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہو گیا ہوں۔ ہمارے سکول میں سے ایک سو ساٹھ طلبا نے جماعت نہم کا امتحان دیا تھا جن میں سے 149 کامیاب ہوئے ہیں۔ میں اللہ کے فضل و کرم سے پورے سکول میں 765 نمبر حاصل کر کے اول رہا ہوں۔ ہمارے سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے میری اس شاندار کامیابی پر مجھے ایک اعزازی سند سے نوازا ہے۔ میں اپنی اس شاندار کامیابی پر بے حد خوش ہوں۔

پیارے ابا جان! یہ سب آپ کی اور امی جان کی دعاؤں کا ثمر ہے۔ ان شاء اللہ جماعت دہم بھی امتیازی نمبروں کے ساتھ پاس کروں گا اور بورڈ سے وظیفہ حاصل کرنے کے لیے سخت محنت کروں گا۔ امید ہے اللہ تعالیٰ مجھے مایوس نہیں کرے گا۔

امی جان اور بھائی جان کو سلام، گڑیا کو دعا و پیار۔

آپ کا بیٹا

ل۔ب۔ج

والدہ کے نام خط (اپنی خیریت کا ذکر اور چھٹیوں میں گھر آنے کی اطلاع کے لیے)

امتحانی مرکز
25 مئی 20ء

محترمہ امی جان! السلام علیکم۔

میں خیریت سے ہوں۔ آپ نے اپنے خط میں میری صحت کے بارے میں فکر مندی کا اظہار کیا ہے۔ مجھے ہلکا سا فلو ہوا تھا مگر اب میں ٹھیک ہوں۔ امید ہے 9 جون تک تعطیلات ہو جائیں گی اور میں فوراً آپ کی خدمت میں پہنچنے کی کوشش کروں گا اور گھر آ کر ابا جان کا ہاتھ بٹاؤں گا۔ مجھے ہر وقت آپ کی صحت کا بہت خیال رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہر وقت دعا کرتا ہوں کہ آپ کا سایہ سدا ہمارے سروں پر قائم رہے اور ہم سب بہن بھائی آپ کی دعاؤں کی برکت سے اس قابل ہو جائیں کہ ملک اور قوم کی خدمت کر سکیں۔ میں ہر نماز میں آپ کے لیے دعائیں مانگتا ہوں۔

امی جان! آپ کی دعاؤں سے ہی میں جماعت نہم میں پہنچا ہوں اور آئندہ بھی میری کامیابیوں کے لیے آپ کی دعائیں اہم ہیں۔ زیادہ آداب۔

آپ کا بیٹا
ل۔ب۔ج

بڑے بھائی کے نام (خیریت کی اطلاع میں تاخیر کی وجہ معلوم کرنے کے لیے)

کمرہ امتحان
3 مئی 20ء

محترم بھائی جان! السلام علیکم۔

آپ کو گھر سے گئے ہوئے ایک ماہ ہو گیا ہے مگر آپ نے اپنی خیریت کا ایک خط بھی نہیں بھیجا۔ والدہ صاحبہ اور والد صاحب بہت پریشان ہیں۔ اللہ کرے آپ بخیر و عافیت ہوں اور ہم لوگوں کی یاد آپ کو بے قرار کرتی رہے۔ چند روز قبل آپا جان آئی تھیں وہ بھی آپ کے بارے میں پوچھ رہی تھیں۔ آج ہی وہ دولھا بھائی کے ساتھ اپنے گھر گئی ہیں۔ ننھا جواد بھی آپ کو بہت یاد کرتا ہے۔ بسا اوقات آپ کی تصویر کارنس سے اتار لیتا ہے اور سارے گھر میں لیے پھرتا ہے۔

اگر آپ کا خیریت نامہ جلد نہ آیا تو ابا جان کو آیا سمجھیے اور پھر ان کی خفگی آپ کی لیت و لعل کے لیے آفت بن جائے گی۔ وہ آپ کا کوئی عذر قبول نہیں فرمائیں گے۔ پس خیریت اسی میں ہے کہ اپنی خیریت سے جلد از جلد مطلع فرمائیں۔ زیادہ آداب

آپ کا بھائی
ل۔ب۔ج

آپا کے نام (خیریت دریافت کرنے کے لیے اور چھٹیوں میں اپنے ہاں آنے کی دعوت کے لیے)

امتحانی مرکز
31 اکتوبر 20ء

محترمہ آپا جان! السلام علیکم۔

آپ کیسی ہیں؟ پچھلے دنوں آپ کو بخار ہو گیا تھا۔ ہم سب نے خوب دعا کی کہ آپ جلد از جلد صحت یاب ہو جائیں۔ اب آپ کی طبیعت کیسی ہے؟

دولہا بھائی کیسے ہیں؟ آپ نے ان کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دورے پر ہیں اگر گھر پر ہوتے تو آپ ضرور لکھتیں۔ اچھا تو اب جنید سکول جانے لگا ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے بیٹے کو بہت قابل بنائے۔ ملک کو قابل آدمیوں کی بے حد ضرورت ہے۔ خاندان اور قبیلے کا نام انہی سے روشن ہوتا ہے اور یہی روشنی تمام متعلقین کی آنکھوں کے نور کو بڑھاتی ہے۔

موسم گرما کی چھٹیوں میں آپ ضرور تشریف لائیں۔ ان دنوں ہم سب بہن بھائی اکٹھے تعطیلات گزاریں گے۔ امی جان اور ابا جان کی بھی یہی تاکید ہے۔ لہٰذا آپ ضرور تشریف لائیں۔ زیادہ آداب

آپ کا بھائی
ل۔ب۔ج

چچا کے نام (چچی کی خیریت معلوم کرنے کے لیے)

کمرہ امتحان
25 فروری __20ء

محترم چچا جان! السلام علیکم۔

ہم سب خیریت سے ہیں۔ امید ہے کہ آپ بھی خیریت سے ہوں گے۔ اس سے قبل ابا جان اور امی جان نے الگ الگ خط ارسال کیے مگر جواب نہ آیا۔ اب میں خود یعنی آپ کا بھتیجا خط لکھ رہا ہوں۔ امید ہے جواب سے محروم نہیں رہوں گا۔

سب سے پہلے یہ بتائیے کہ اب چچی جان کی صحت کیسی ہے؟ بخار اترا یا نہیں؟ ڈاکٹر صاحب کی رائے کیا ہے؟ اگر آپ کے ہاں تشفی آمیز علاج ناممکن ہے تو انھیں یہاں لے آئیے۔ لاہور میں اچھے سے اچھا اور بہتر سے بہتر علاج میسر آ سکتا ہے۔ تکلیف فرمائیے اور چچی جان کو یہاں لے آئیے۔

چچی جان کی خدمت میں میرا اسلام عرض کر دیں۔ زیادہ آداب

آپ کا بھتیجا
ل۔ب۔ج

چھوٹی بہن کے نام (امتحان میں نمایاں کامیابی پر مبارک باد)

امتحانی مرکز
15 اپریل __20ء

نادیہ بہن سلامت رہو۔

کل کی ڈاک سے ابا جان کا خط موصول ہوا۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اس بار سالانہ امتحان میں تم نے اپنی جماعت میں اول پوزیشن حاصل کی ہے۔ یہ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔ تم نے واقعی کمال کر دکھایا۔ یہ بات میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھی کہ تم اس قدر اچھے نمبر حاصل کرو گی۔ پچھلے امتحان میں تم نے بہت کم نمبر حاصل کیے تھے جس پر میں نے تمہاری سرزنش کی تھی۔ شاید تمہاری یہ شاندار کامیابی اسی بات کا نتیجہ ہے۔ اس نمایاں کامیابی پر میری طرف سے مبارک باد قبول کرو۔ میں بہت جلد گھر آؤں گا اور اس کامیابی کی خوشی میں تمہیں تمہاری پسند کی کلائی والی گھڑی لے کر دوں گا۔

امید ہے اب تم اسی طرح محنت سے پڑھائی جاری رکھو گی اور اگلے سال مڈل سٹینڈرڈ کے امتحانات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرو گی۔ میری طرف سے امی جان اور ابا جان کو سلام عرض کرنا۔

والسلام
آپ کا بھائی
ل۔ب۔ج

چھوٹے بھائی کے نام (پڑھائی میں دلچسپی کے لیے تلقین)

امتحانی مرکز
20 جنوری 20__ء

اکمل میاں! السلام علیکم۔

آپ کا خط آیا' پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ اب صحت یاب ہو گئے ہیں۔ ابو جان کا مکتوب بھی موصول ہوا کہ اکمل کو تعلیمی کمزوری کے لیے احتیاط کی ضرورت ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ دل لگا کر نہیں پڑھتے اور ایسے دوست پیدا کر رکھے ہیں جو شریف کم اور آوارہ گرد زیادہ ہیں۔ یاد رکھیے ایسے دوستوں کی صحبت تعلیم میں ناکامی اور اخلاق میں پستی کا موجب ہوتی ہے۔ اپنے آپ کو سنبھالو! خوب محنت کرو اور پاکیزہ اخلاق سیکھو تاکہ نہ صرف آپ ذلت و رسوائی سے بچ سکیں' بلکہ آپ کے بزرگوں کی عزت پر بھی کوئی حرف نہ آئے۔

اکمل! آپ میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ مجھے حق پہنچتا ہے کہ آپ کو سزا دوں مگر اب میں ایسا نہیں کر سکتا۔ بہتر ہے کہ اب ایسے دوستوں سے نجات حاصل کرو اور پوری توجہ صرف پڑھنے لکھنے میں صرف کرو۔ امتحان بہت قریب ہیں' نہ پڑھو گے' محنت نہیں کرو گے تو فیل ہو کر ہماری ناک کٹواؤ گے۔ خاندان کے نام پر حرف آئے گا۔ دوستوں میں کیا عزت رہ جائے گی؟ ماں باپ کو کتنی کوفت ہو گی؟ مجھے امید ہے کہ آئندہ ایسی شکایت نہیں آئے گی اور آپ خود اپنی عزت کا پاس رکھیں گے۔ زیادہ دعا

آپ کا بھائی
ل۔ب۔ج

دوست کے نام (قرض کی واپسی کا تقاضا)

کمرہ امتحان
13 مارچ 20__ء

پیارے دوست عبدالوحید! السلام علیکم۔

میں خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ آپ بھی خیر و عافیت سے ہوں گے۔ میں کئی دنوں سے آپ کو خط لکھنے کا ارادہ کر رہا تھا لیکن کچھ حجاب کی وجہ سے اپنے ارادے کو عملی جامہ نہ پہنا سکا۔ اب بوجہ مجبوری آپ کو خط لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

آپ کو یاد ہو گا کہ قریباً سات ماہ قبل آپ نے مجھ سے ایک ضرورت کے تحت مبلغ دو ہزار روپے ادھار لیے تھے اور یہ وعدہ فرمایا تھا کہ میں یہ رقم تین ماہ میں واپس کر دوں گا۔ اب تین ماہ کی بجائے سات ماہ ہو چکے ہیں لیکن ہنوز آپ کی طرف سے خاموشی ہے۔ یقین جانیے میں ہرگز آپ سے اس رقم کی واپسی کا تقاضا نہ کرتا لیکن خود مجھے ایک ایسی مجبوری آن پڑی ہے جس کے باعث میں یہ چند حروف لکھنے کی جسارت کر رہا ہوں۔ امید ہے آپ میری اس بات کا برا نہیں مانیں گے اور اپنے دل میں کسی قسم کی ادنیٰ رنجش بھی پیدا نہیں ہونے دیں گے۔

میری طرف سے آپ کے تمام اہلِ خانہ کو سلام و دعا۔

والسلام
آپ کا مخلص
ل۔ب۔ج

دوست کے نام (بھائی کی شادی میں شرکت کا دعوتی رقعہ)

کمرہ امتحان
5 اپریل، 20__ء

پیارے دوست عامر خان! السلام علیکم۔
میں خدا کے فضل و کرم سے بخیریت ہوں۔ امید ہے آپ بھی خیر و عافیت سے ہوں گے۔ مدت ہوئی آپ نے کوئی خیریت نامہ ارسال نہیں کیا اور نہ ہی اس دوران ملاقات ہو سکی۔ اب خدا نے ہمیں یہ موقع فراہم کیا ہے تو یہ خبر آپ کے لیے مسرت کا باعث ہوگی کہ بھائی جان صباحت عمر کی شادی خانہ آبادی اس ماہ کی 20 تاریخ کو ہو رہی ہے۔ میں نے اپنے تمام دوستوں کو دعوت نامے بھیجے ہیں۔ آپ کی شرکت سے یہ خوشی دوبالا ہو جائے گی۔
پروگرام حسب ذیل ہے۔

رسم سہرابندی .... 20 اپریل صبح 10 بجے
روانگی برات .... 20 اپریل صبح 11 بجے
دعوتِ ولیمہ .... 21 اپریل (12 تا 3 بجے دوپہر)

شرکت کا متمنی
ل۔ب۔ج

دوست کے نام (ناراض دوست کو منانے کے لیے)

امتحانی مرکز
5 اپریل، 20__ء

اعجاز بھائی! السلام علیکم۔
روٹھتے ہو روٹھو۔ ہم منانے کو تیار ہیں مگر یہ تو کہو کہ روٹھے کیوں؟ اس لیے کہ آپ کو منایا جائے، خوشامد کی جائے، معافی مانگی جائے، کیا دوستی روٹھنے منانے کا نام ہے؟ اب ضد چھوڑیے۔
دوستی میں اونچ نیچ نہیں ہوتی، برابر کا رشتہ ہوتا ہے۔ برابری نہ رہے تو دوستی جیسا پاک رشتہ نہیں رہتا۔ یاد رکھو اب بھی آپ نے میرے خط کا کوئی جواب نہ دیا تو میں خود اپنی پہلی فرصت میں آپ کے پاس آ جاؤں گا۔ میں آپ کو راضی کیے بغیر نہیں جاؤں گا چاہے مجھے اس کام کے لیے آپ کے پاؤں ہی پڑنا پڑے۔ ضد چھوڑیے کیونکہ یہ اچھی نہیں ہوتی۔ میرے خط کا جواب لکھیے اور اپنی خیریت کی اطلاع دیجیے۔
اپنے ابو اور امی جان کی خدمت میں میرا اسلام نیاز پیش کر دیجیے۔

والسلام
آپ کا مخلص
ل۔ب۔ج

دوست کے نام (ہمشیرہ کی شادی میں فضول خرچی سے بچنے کی تلقین)

امتحانی مرکز
13 مارچ، 20__ء

میرے پیارے دوست عادل! السلام علیکم۔
آپ کا خط ملا۔ آپ نے لکھا ہے کہ اگلے ماہ آپ کی بڑی بہن کی شادی ہو رہی ہے۔ برات دھوم دھام سے آئے گی۔ آتش بازی کا

مظاہرہ ہوگا،جہیز کی نمائش ہوگی،مہمانوں کو پرتکلف کھانے کھلائے جائیں گے اور بینڈ موسیقی کا پروگرام پیش کیا جائے گا وغیرہ وغیرہ۔

میں آپ کے دعوت نامہ ارسال کرنے پر بہت خوش ہوں کہ آپ نے مجھے یاد فرمایا ہے لیکن اس سلسلے میں حق کی بات بتانا بھی میرا فرض ہے۔میرے خیال میں یہ سب چیزیں غیر ضروری،غیر اسلامی اور اسراف پر مبنی ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ "فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔" ہمارے پیارے رسول محمد ﷺ کی زندگی ہمارے لیے بہترین کامل نمونہ ہے۔آپ ﷺ نے اپنی بیٹیوں کی شادیاں انتہائی سادگی سے کیں۔اسلام ہمیں سادگی کی تعلیم دیتا ہے اور کفایت شعاری کی ترغیب دیتا ہے۔مجھے آپ کے والدین کی آمدنی کا بھی علم ہے۔قرض لے کر برادری میں ناک کٹ جانے کے خوف سے فضول رسموں پر بے دریغ خرچ کرنا کہاں کی عقلمندی ہے؟ ہماری حکومت نے آتش بازی اور جہیز کی نمائش پر پابندی عائد کی ہوئی ہے۔لیکن ہم لوگ قانون کا احترام نہیں کرتے۔

آپ ایک تعلیم یافتہ انسان ہیں۔ایسی تعلیم کا کیا فائدہ کہ انسان اچھائی اور برائی میں تمیز نہ کر سکے۔ہمیں تمام غیر اسلامی رسومات کو ترک کر کے ان پر خرچ ہونے والی رقوم کو فلاحی کاموں میں لگانا چاہیے تاکہ سماجی اور معاشرتی برائیوں کا خاتمہ کیا جا سکے۔میں نے غیر اسلامی تقریبات میں شرکت نہ کرنے کا عہد کر رکھا ہے۔آپ اپنے والدین کو سمجھائیں کہ وہ یہ شادی سادگی سے کریں تو میں ضرور آؤں گا۔امید ہے کہ آپ میری اس صاف گوئی کو معاف کر دیں گے۔

محترمہ خالہ جان اور محترم خالو جان کو سلام عرض کر دیں۔

آپ کا دوست
ن۔ب۔ث

سہیلی کے نام (اپنی آمد کی اطلاع کے لیے)

امتحانی مرکز
10 مارچ 20__ء

پیاری فاطمہ! السلام علیکم۔

کیسی! آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے۔قوتِ حافظہ میں کمی تو نہیں آ گئی۔مجھے وہم بھی نہ تھا کہ آپ مجھے بھول جائیں گی۔نئی جگہ پر نئی سہیلیاں بنائے بغیر چارہ نہیں ہوتا مگر ساتھ کھیلی سہیلی تو فراموش نہیں ہوتی۔جس طرح آپ مجھے بھول گئی ہیں کیا میں بھی آپ کو بھول جاؤں؟! اپنی امی جان سے پوچھیے کہ بچپن کی سہیلی کو بھول جانا اچھا ہے یا یاد رکھنا؟ تاکہ اسی کے مطابق میں بھی اپنے آپ کو تیار کر سکوں۔

فاطمہ جان! میری امی اور سب گھر والے آپ کو بہت یاد کرتے ہیں۔کیا اب ہمیں یاد کرتے آپ کو برا محسوس ہوتا ہے۔میں اپریل کی تعطیلات میں امی جان کے ساتھ آ رہی ہوں۔مل بیٹھیں گے تو سب گلے شکوے دور ہو جائیں گے۔

اپنی امی اور ابو کو میرا سلام عرض کر دینا۔

والسلام
آپ کی سہیلی
ز۔ب۔ج

ہمسائے کے نام (ریڈیو اونچا نہ بجانے کے لیے)

امتحانی مرکز
21 فروری 20__ء

مکرمی جناب عبدالشکور بھٹی صاحب! السلام علیکم۔

آپ جانتے ہیں کہ مارچ کا مہینا سر پر ہے اور امتحان کی تیاری زور و شور سے جاری ہے۔دن سکول میں گزر جاتا ہے اور رات کا وقت ہی ایسا ہوتا

ہے جس میں طالب علم پڑھ کر امتحان کے لیے تیاری کر سکیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ موسیقی کا بہت ذوق رکھتے ہیں اور عام طور پر ریڈیو کو چلائے ہی رکھتے ہیں۔ ریڈیو کی آواز عموماً اونچی ہوتی ہے جس سے میرے مطالعے کی یکسوئی ختم ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ملتمس ہوں کہ اگر رات کو ریڈیو سے شغل نہ فرمائیں تو احسان ہوگا۔ اگر ریڈیو سننا ناگزیر ہو تو آواز کو اتنا مدھم رکھیں کہ آواز آپ کی دیواریں عبور نہ کر سکے تاکہ میں بھی توجہ اور سکون سے مطالعہ کر سکوں۔

مجھے امید ہے کہ آپ میری اس گزارش پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے اور ممنونیت کا موقع دیں گے۔

والسلام
آپ کا مخلص
ا۔ب۔ج

ایڈیٹر کے نام (رسالہ جاری کرنے کے لیے)

امتحانی مرکز
9 مئی__20ء

مکرمی جناب منیجر ماہنامہ "اخبار وطن" کراچی!

السلام علیکم! ملتمس ہوں کہ آپ اپنا باوقار رسالہ "اخبار وطن" بھیج کر ممنون فرمایے۔ رسالہ بذریعہ وی۔ پی بھیجیں اور ایک سال کے لیے میرے نام جاری کر دیں۔ ممنون ہوں گا۔

والسلام
آپ کا مخلص
ا۔ب۔ج

تاجر کے نام (کتابیں منگوانے کے لیے)

امتحانی مرکز
20 اپریل__20ء

مکرمی جناب منیجر صاحب [illegible] کتب خانہ لاہور!

السلام علیکم! براہِ کرم مندرجہ ذیل کتب بہت جلد بذریعہ وی۔ پی ارسال فرما کر نوازیں۔ نوازش ہوگی۔

(1) [illegible] امتحانی اسلامیات لازمی جماعت نہم .... 1 عدد
(2) [illegible] امتحانی اردو جماعت نہم .... 1 عدد
(3) [illegible] امتحانی بائیولوجی جماعت نہم .... 2 عدد
(4) [illegible] امتحانی کیمسٹری جماعت نہم .... 2 عدد

مخلص
ا۔ب۔ج

بڑے بھائی کے نام خط (چھٹی کے پروگرام کا ذکر)

امتحانی مرکز
15 مارچ__20ء

محترم بھائی جان! السلام علیکم۔

آپ کا خط ملا، پڑھ کر خوشی ہوئی کہ ابو امی سمیت تمام گھر والے خیریت سے ہیں۔ آپ نے میری تعلیمی حالت کے بارے میں پوچھا

ہے۔ میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نوماہی امتحان میں شاندار کامیابی حاصل کی۔ اب اگلے مہینے سالانہ امتحان ہو رہا ہے۔ انشاءاللہ اس میں بھی اچھے نمبر لوں گا۔

بھائی جان! 23 مارچ کو عام تعطیل ہوگی۔ اس سے اگلے روز اتوار ہے۔ لہٰذا میں 22 مارچ کو گھر آؤں گا۔ مجھے امید ہے کہ آپ حسب وعدہ ہمیں کسی تاریخی اور معلوماتی مقام کی سیر ضرور کرائیں گے۔

دیکھیے بھائی جان! وعدہ ضرور پورا کیجیے گا۔ زیادہ آداب

والسلام
آپ کا بھائی
ز۔ ب۔ ج

دوست کے نام خط (کتاب کا تذکرہ)

کمرہ امتحان
18 ستمبر 20۔

پیارے دوست! السلام علیکم۔

آج کی ڈاک سے آپ کا خط ملا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ معافی چاہتا ہوں کہ میں آپ کے پہلے دو خطوط کا جواب بروقت نہ دے سکا۔ آپ جانتے ہیں کہ ہم دونوں دوست کوئی نئی کتاب پڑھنے کے بعد ایک دوسرے کو اس کی خوبیوں اور خامیوں سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ ان دنوں مولانا شبلی نعمانی کی لکھی گئی کتاب "سیرۃ النبی ﷺ" نظر سے گزری۔ اسے پڑھ کر تو ایمان تازہ ہو گیا۔ ہر واقعے کو اتنے مؤثر اور آسان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ وہ دل پر نقش ہو جاتا ہے۔ اس کتاب میں نبی پاک حضرت محمد ﷺ کی رحمت و شفقت کا بڑے اچھے انداز میں ذکر کیا گیا ہے۔ آپؐ کی رحمت و شفقت بچوں اور بوڑھوں، عورتوں اور مردوں، مسلمانوں اور کافروں سب کے لیے عام تھی۔ آپؐ ہر کسی سے بھلائی کرتے تھے۔ غلاموں، زیردستوں اور خادموں کے ساتھ بھی ہمیشہ اچھا سلوک کیا۔ آپ ﷺ جانوروں پر بھی نرمی اور رحم فرماتے تھے۔ غرض ہر واقعہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد میں نے خود سے عہد کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چلوں گا۔ میں مشورہ دوں گا کہ آپ بھی مولانا شبلی نعمانی کی لکھی ہوئی "سیرۃ النبیؐ" کا مطالعہ ضرور کریں۔

اپنی امی اور ابا جان کو میرا سلام عرض کر دیں۔

والسلام
آپ کا دوست
ز۔ ب۔ ج

بڑی بہن کے نام خط (تاریخی عمارت کی سیر کا حال)

کمرہ امتحان
16 دسمبر 20۔

پیاری آپا جان! السلام علیکم۔

آپ کا خط ملا۔ پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ سب خیریت سے ہیں۔ آپ نے اپنی خیریت تو لکھی، لیکن دولھا بھائی کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ دورے پر ہیں۔ اگر گھر پر ہوتے تو آپ ضرور لکھتیں۔

اچھی آپا! گزشتہ دنوں ہم تعلیمی دورے پر اسلام آباد گئے۔ ہمارے سیر کے پروگرام میں دیگر مقامات کے علاوہ فیصل مسجد بھی شامل تھی۔ یہ اتنی خوبصورت مسجد ہے کہ اسے بار بار دیکھنے کو جی چاہتا ہے۔ ہم بھی اسے دیکھنے کے لیے گئے۔ کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھنے اور سننے

میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ یہ واقعی دیکھنے کے قابل ہے۔

فیصل مسجد نہ صرف خوبصورت ہے بلکہ اس کی تعمیر بھی سب عمارتوں سے انوکھی ہے۔ دور سے دیکھیں تو یوں لگتا ہے جیسے کوئی خیمہ نصب کیا گیا ہو اور اس کے چاروں کونوں پر بانس گڑے ہوئے ہوں۔ اس مسجد کی پشت پر اونچے پہاڑ ہیں۔ چاروں طرف کھلے میدان ہیں۔ صحن میں پھولوں کے پودے اور ہری ہری گھاس ہے۔ اس کی وسیع و عریض عمارت اور بلند مینار اس کی عظمت کی گواہی دے رہے ہیں۔ اس کے برآمدے کے دونوں طرف لائبریری، دفتر اور غسل خانے ہیں۔ صحن میں ایک بڑا تالاب ہے۔ مسجد کی چھت کو سہارا دینے کے لیے کوئی ستون نہیں ہے بلکہ چاروں کونوں پر بنے ہوئے میناروں سے سہارا دیا گیا ہے۔ مسجد کا ہال 45 میٹر اونچا ہے جس میں بیک وقت 10 ہزار نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ مسجد کے محراب کے سامنے سنگ مرمر سے بنی ہوئی ایک کتاب ہے جو کہ قرآن پاک ہے۔ اس کے دونوں صفحات پر آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ مسجد کی دیواروں پر رنگین ٹائلوں سے کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ مسجد کی چھت میں ایک بڑا فانوس ہے۔ اس میں 1100 بلب ہیں۔ مسجد کے باہر میناروں کی اونچائی 87 میٹر ہے۔ اوپر جانے کے لیے ان میں 245 سیڑھیاں بنائی گئی ہیں۔ اس مسجد کی تعمیر کا سارا خرچ سعودی عرب کے عظیم فرماں روا شاہ فیصل شہید نے ادا کیا۔ فیصل مسجد کا نام شاہ فیصل کے نام پر ہی رکھا گیا ہے۔ مسجد کی تعمیر پر 55 کروڑ روپے لاگت آئی اور یہ 10 سال میں مکمل ہوئی۔ یہ مسجد پاکستانی انجینئروں نے تعمیر کی۔ اس کا نقشہ ترکی کے ایک مشہور آرکیٹیکٹ نے بنایا۔

پیاری باجی! دسمبر کی چھٹیوں میں آپ ہمارے ہاں ضرور تشریف لائیں۔ ان دنوں ہم سب بہن بھائی اکٹھے تعطیلات گزاریں گے اور آپ کو بھی اسلام آباد کی یہ شاندار مسجد دکھائیں گے۔ امی ابو کی بھی یہی تاکید ہے۔ لہٰذا آپ ضرور تشریف لائیں۔

والسلام
آپ کا پیارا بھائی
ا۔ب۔ج

دوست کے نام خط (حاضر دماغی کا واقعہ)

کمرہ امتحان
8 اکتوبر 20ء

پیارے دوست جاوید! السلام علیکم۔

آپ کا خط آیا۔ پڑھ کر آپ کی خیریت معلوم ہوئی۔ آپ نے فٹ بال میچ کے بارے میں پوچھا ہے۔ وہ میچ ہماری ٹیم نے جیتا۔ اس کامیابی پر ہماری ٹیم نے سجدہ شکر ادا کیا۔ تماشائیوں نے دل کھول کر داد دی۔ مٹھائی بانٹی گئی۔ نمایاں کارکردگی دکھانے والے کھلاڑیوں کو ساتھیوں نے کندھوں پر اٹھالیا۔ خوشی کا یہ سماں دیکھنے کے قابل تھا۔ میچ کے میدان سے جب ہم گھروں کو واپس آنے لگے تو ایک واقعہ پیش آیا۔ اگر میں حاضر دماغی سے کام نہ لیتا تو ہماری خوشی غم میں بدل جاتی اور پورا ماحول سوگوار ہو جاتا۔ وہ واقعہ آپ بھی سنیے۔

ابھی ہم نے تھوڑا سا فاصلہ طے کیا ہوگا کہ ویران سی جگہ آگئی۔ وہاں ایک کنواں تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے صدیوں سے استعمال میں ہی نہیں آیا۔ اس کنویں کی اینٹیں اکثر جگہوں سے اکھڑی ہوئی تھیں۔ اس کے اندر چڑیوں نے دیواروں میں گھروندے بنا رکھے تھے۔ چڑیوں کے غول کے غول اس کنویں میں آجا رہے تھے۔ ان کے اوپر اڑنے سے ایک چھتری سی بن جاتی تھی اور نیچے سایہ سا ہو جاتا تھا۔ یہ بڑا خوش کن منظر تھا۔ کسی شرارتی لڑکے نے کنکر مارا تو ایک چڑیا کو جا لگا۔ وہ نیچے گر پڑی۔ اسے پکڑنے کے لیے ہمارے ساتھی سلیم کا چھوٹا بھائی اصغر آگے بڑھا۔ چڑیا پکڑے جانے اور جان جانے کے خوف سے اڑی اور گرتی پڑتی کنویں کی طرف بڑھنے لگی۔ اصغر بھی اس کے پیچھے پیچھے تیزی سے دوڑنے لگا تا کہ چڑیا کو پکڑ لے۔ اس کوشش میں اچانک اس کا پاؤں پھسلا اور وہ دھڑام سے کنویں میں جا گرا۔ کنواں بہت گہرا تھا اور اس میں پانی بھی تھا۔ اصغر اس میں ڈبکیاں کھانے لگا۔ ہم سب پریشان تھے کہ اسے کس طرح نکالا جائے، کیونکہ وہاں کوئی بھی غوطہ خور نہیں تھا اور ویسے بھی ایسے کنویں میں زہریلی گیس پیدا ہو چکی ہوتی ہے۔ اگر کوئی اس کے اندر اترے تو اس کی بھی جان چلی جاتی

ہے۔ میرے ذہن میں فوراً ایک خیال آیا۔ میں نے دوستوں سے چادریں اور رومال لے کر ان سب میں گرہیں ڈال دیں اور رسے کی طرح بنا کر کنویں میں پھینکا۔ میں نے اس کا اوپر کا سرا خود پکڑے رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے مہربانی کی اور ڈبکیاں کھاتے بچے نے اسے پکڑ لیا۔ ہم نے آہستہ آہستہ اس بچے کو اوپر اٹھا کر باہر نکال لیا۔ اسے قریبی ہسپتال لے گئے۔ فوری طبی امداد سے اس کی حالت سنبھل گئی اور وہ خود چلنے لگا۔ اس واقعے کو کئی دن گزر چکے ہیں لیکن یوں لگتا ہے جیسے ابھی پیش آیا ہو۔

اپنے ابا جان اور امی جان کی خدمت میں میری طرف سے سلام عرض کریں۔

والسلام

آپ کا دوست

ز۔ ب۔ ج

چچا کے نام خط (جاپانیوں کے طرزِ زندگی کے متعلق استفسار)

امتحانی مرکز

6 جولائی 20__ء

پیارے چچا جان! السلام علیکم۔

ابھی ابھی آپ کا خط ملا، پڑھا، بلکہ بار بار پڑھا۔ امی جان کو سنایا۔ ابا جان نے بھی پڑھا۔ سب خوش ہوئے۔ یہ جان کر تو ہماری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ آپ کو جاپان میں ملازمت بھی مل گئی ہے۔ آپ بھی چاہتے تھے کہ پل بھر میں جاپان پہنچ جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کی اور آپ کی خواہش پوری ہو گئی۔ انسان خلوصِ نیت سے کام کرتا ہے تو محنت کا صلہ ضرور ملتا ہے۔ آپ نے بھی رات دن محنت کی جس کا ثمر آپ کو ایک اعلیٰ عہدے کی صورت میں ملا ہے۔ یہ عہدہ آپ کے شایانِ شان اور بہتر روزگار کا ذریعہ بھی ہے۔

چچا جان! ہر ملک اور علاقے کی اپنی اپنی رسومات اور اقدار ہوتی ہیں۔ میں جاننا چاہوں گا کہ جاپانیوں کا طرزِ زندگی کیا ہے؟ ان کی ثقافت اور رسم و رواج کیا ہیں؟ وہ کس طرح کا لباس پہنتے ہیں؟ شادی کی تقریبات ہماری جیسی یا مختلف ہیں؟ ان کے مکانات کیسے ہیں؟ کیا وہ بھی ہماری طرح مہمان نواز ہیں؟ ان کا رہن سہن کیسا ہے؟ تعلیم کا معیار کیا ہے؟ وہاں بھی جلسے جلوس اور قومی املاک کو نقصان پہنچانے جیسی بے ہودہ باتیں ہیں یا وہ انتہائی سلجھے ہوئے لوگ ہیں؟ غرض اس قسم کی معلومات پر مبنی ایسا تفصیلی خط لکھ بھیجیں جس میں جاپانیوں کے طرزِ زندگی کا پورا پورا احاطہ کیا گیا ہو۔

چچی جان کیسی ہیں؟ ان کی خدمت میں آداب، صدیق بھائی کو سلام۔

آپ کا بھتیجا

ز۔ ب۔ ج

خالہ کے نام خط (مکان کی تبدیلی اور محلے داروں کے بارے میں)

کمرۂ امتحان

8 ستمبر 20__ء

محترمہ خالہ جان! السلام علیکم۔

آپ کا خط آیا، پڑھ کر خوشی ہوئی کہ آپ اب صحت یاب ہو گئی ہیں۔ گزشتہ دنوں جب ہم آپ کے ہاں آئے تھے تو آپ کافی کمزور لگ رہی تھیں۔ امی جان نے مجھ سے اس بارے میں کئی بار ذکر کیا۔ ایک بار آپ سے بھی پوچھا تھا تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ موسم کی تبدیلی کی وجہ سے طبیعت سست سی ہو گئی ہے۔ جب ہم آپ کے گھر سے یہاں چلے آئے تو معلوم ہوا کہ آپ شدید علیل ہونے کی وجہ سے ہسپتال زیرِ علاج رہیں۔ امی آپ کے لیے بہت پریشان ہیں۔ آپ کے بھیجے ہوئے ایک ہی خط کو تین بار پڑھ چکی ہیں۔ اب بھی انھیں یقین نہیں آ رہا کہ آپ مکمل طور پر صحت یاب ہو گئی ہیں۔ لہٰذا آپ ایک اور خط بھیج کر ہمیں صحیح صورتحال سے آگاہ فرمائیں۔

ہم نے کرائے پر دوسرے محلے میں مکان لے لیا ہے۔ پہلی تاریخ سے اس میں منتقل ہو چکے ہیں۔ ہمارے نئے محلے دار بہت اچھے ہیں۔ ایک دوسرے کی ضروریات کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ نماز روزے کے بھی پابند ہیں۔ لڑائی جھگڑے کی صورت میں تھانہ کچہریوں کے چکر لگانے کے بجائے مل بیٹھ کر مسئلہ حل کر لیتے ہیں۔ ہمارا نیا پتا یہ ہے۔ مکان نمبر 18۔ گلی نمبر 2 اندرون لوہاری گیٹ، لاہور
خالو جان اور فاروق بھائی کیسے ہیں۔ انہیں بھی سلام پہنچا دیں۔

والسلام
آپ کا بھانجا
ا۔ ب۔ ج

مالک مکان کے نام خط (مکان کی مرمت کے لیے)

کمرہ امتحان
2 جولائی 20__ء

مکرمی شیخ صاحب! السلام علیکم۔

امید ہے مزاج بخیر ہوں گے۔ جیسا کہ بالمشافہ ملاقات میں کئی بار آپ کے گوش گزار کر چکا ہوں کہ آپ کا وہ مکان جس میں ہم رہائش پذیر ہیں انتہائی خستہ حالت میں ہے۔ یہ خط بھی اسی سلسلے میں ہے۔ معمولی سی بھی بارش ہو تو چھت گھنٹوں ٹپکتی رہتی ہے۔ مکان کی دیواروں میں دراڑیں پڑ چکی ہیں۔ چار دیواری کا اگلا حصہ بھی تیز آندھی اور بارش کی وجہ سے گر گیا ہے۔ اگر ایک اور بارش ہو گئی تو اندیشہ ہے کہ چھت دھڑام سے نیچے آ گرے گی۔ آج کل تو ویسے بھی موسم برسات ہے۔ کسی بھی وقت بارش ہو سکتی ہے۔

ازراہِ نوازش پہلی فرصت میں مکان کی مرمت کرادیں تاکہ کسی بڑے حادثے سے بچا جا سکے۔ مرمت کے دوران ہم چند دن قریبی ہمسائے کے گھر منتقل ہو جائیں گے تاکہ کام جلدی اور اچھی طرح ہو سکے۔ اگر آپ کو مالی پریشانی ہو تو میں مکان کا 6 ماہ کا پیشگی کرایہ دینے کے لیے بھی تیار ہوں۔ اس کام میں تاخیر ہرگز نہ کیجیے۔ ہمارا ایک ایک لمحہ انتہائی ڈر اور خوف میں گزر رہا ہے۔ امید ہے آپ اس طرف ضرور توجہ فرمائیں گے۔

والسلام
مخلص
ا۔ ب۔ ج

سوئی گیس کمپنی کے نام خط (گھر میں گیس لگوانے کے لیے)

کمرہ امتحان
25 اکتوبر 20__ء

مکرمی جناب منیجر صاحب، سوئی ناردرن گیس کمپنی، لاہور

السلام علیکم! میں اپنے گھر میں گیس لگوانا چاہتا ہوں۔ میرے گھر میں پانچ کمرے ہیں۔ ان میں سے ایک باورچی خانہ اور ایک بیٹھک ہے۔ باورچی خانے میں تو ہر صورت گیس لگے گی، لیکن میں چاہتا ہوں کہ دوسرے کمروں میں بھی گیس کا کنکشن ہو جائے تاکہ انتہائی سردی کے دوران گیس ہیٹر جلائے جا سکیں۔

میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ گیس لگوانے پر کتنی رقم خرچ آئے گی اور اس کا طریقہ کار کیا ہے۔ اس کے علاوہ واجبات کی مکمل ادائیگی کی صورت میں آپ کتنے دن بعد گیس فراہم کر دیں گے۔ براہ کرم جلد از جلد مطلع فرمائیں۔

والسلام
مخلص
ا۔ ب۔ ج

فیکٹری منیجر کے نام خط (فیکٹری دیکھنے کی اجازت مانگنے کے لیے)

کمرہ امتحان
5 نومبر ___20ء

مکرمی جناب منیجر صاحب، الحمد کاٹن فیکٹری، میلسی

السلام علیکم! سائنسی ایجادات اور روز افزوں ترقی نے انسان کو حیران کر دیا ہے۔ کمپیوٹر آ جانے سے تو بہت سے مسائل حل ہو گئے ہیں۔ اسی طرح کپاس کے کارخانوں میں بھی بڑی تبدیلی آ گئی ہے اور ان کی کارکردگی پہلے سے کہیں زیادہ بہتر ہو گئی ہے۔

میری خواہش ہے کہ میں جدید دور کی اور جدید مشینوں سے آراستہ کوئی کاٹن فیکٹری دیکھوں۔ اگر آپ مجھے اپنی فیکٹری دیکھنے کی اجازت دے دیں تو میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔ ایک گزارش یہ بھی ہے کہ فیکٹری دیکھنے کے روز آپ کسی ایسے آدمی کی بھی ڈیوٹی لگا دیں جو فیکٹری سے متعلق مکمل معلومات رکھتا ہو اور وہ مجھے ان سے آگاہ کر سکے۔

والسلام
مخلص
ا۔ب۔ج

اخبار کے مدیر کے نام خط (ٹریفک کی بدنظمی کی طرف توجہ دلانے کے لیے)

کمرہ امتحان
20 اکتوبر ___20ء

مکرمی جناب مدیر صاحب، روزنامہ نوائے وقت، لاہور

السلام علیکم! میں آپ کے مؤقر روزنامے کی وساطت سے ٹریفک کی بدانتظامی کی طرف حکام کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں تاکہ آئے روز کے حادثات سے بچا جا سکے اور شہریوں کو بھی کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔

شہر کے جس بھی چوراہے پر جائیں وہاں ہر وقت ٹریفک پھنسی ہوئی نظر آتی ہے۔ پانچ منٹ کا پیدل سفر گاڑی میں آدھے گھنٹے میں طے ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پولیس اہلکار گاڑیوں کی بجائے لوگوں کی جیبوں پر نظر رکھتے ہیں۔ قانون توڑنے والوں کو پکڑ لیں تو چالان کی بجائے اس سے رشوت لینے کی کوشش میں کئی کئی گھنٹے ضائع کر دیتے ہیں۔ پولیس اہلکاروں کے موقع پر موجود نہ ہونے یا توجہ ہٹنے سے دوسری گاڑیوں والے جلدی نکلنے کی کوشش کرتے ہیں، جس سے حادثات ہو جاتے ہیں اور پھر راستہ ہی بند ہو جاتا ہے۔ اگر حکام ایماندار پولیس اہلکار تعینات کریں اور رشوت لینے والوں کو کڑی سزا دیں تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

والسلام
مخلص
ا۔ب۔ج

استاد کے نام خط (اپنی کسی مشکل کے لیے مدد مانگنا)

کمرہ امتحان
26 جولائی ___20ء

استادِ محترم! السلام علیکم۔

میں نے 10 جولائی کو آپ کی خدمت میں خط لکھا تھا۔ آج تک انتظار کر رہا ہوں کہ آپ کا گرامی نامہ آئے تو کچھ عرض کروں مگر منتظر

ہی رہا۔ ممکن ہے کہ ڈاکیے کی غفلت کی وجہ سے آپ کو خط ہی نہ ملا ہو یا پھر کوئی اور وجہ ہو۔ ورنہ آپ جواب سے ضرور مطلع فرماتے۔
میں نے خط میں ریاضی کے کچھ سوالات حل کرنے کے بارے میں گزارش کی تھی۔ وہ اور چند ایک دوسرے سوالات دوبارہ الگ کاغذ پر لکھ کر آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔ از راہ نوازش انہیں حل کر کے شکریے کا موقع دیں۔ مجھے اُمید واثق ہے کہ آپ میری یہ مشکل ضرور آسان کر دیں گے۔ اگر آپ کا دولت خانہ قریب ہوتا تو میں خود حاضر ہوتا۔ چونکہ میں نے آپ کا گھر دیکھا ہوا نہیں اور پھر فاصلہ بھی زیادہ ہے، اس لیے بزبان قلم عرض گزار رہوں۔
جناب محترم! آپ کی طرف سے چھٹیوں کا دیا گیا کام میں نے مکمل کر لیا ہے۔ بس یہی سوالات بچ گئے ہیں جو میں آپ کی خدمت میں لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ حسب سابق اب بھی خصوصی شفقت فرمائیے گا۔ جواب کا انتظار رہے گا۔

والسلام
آپ کا شاگرد
ا۔ب۔ج

چچا کے نام خط (دسمبر کی چھٹیاں گزارنے کے لیے) یا (چچازاد بھائی کو اپنے شہر کی سیر کروانے کا ذکر)

کمرہ امتحان
29 نومبر 20ء

پیارے چچا جان! السلام علیکم۔
ایک ماہ سے آپ کا خط نہیں آیا۔ یعنی آپ نہیں آئے۔ چچی جان کیسی ہیں۔ میرے امی ابو آپ کے بارے میں روزانہ پوچھتے ہیں کہ کوئی خط آیا ہے۔ ہر روز نفی میں جواب دینا پڑتا ہے۔ ممکن ہے آپ کسی مصروفیت کی وجہ سے خط نہ لکھ سکے ہوں۔ بہرحال اپنی قابل قدر مصروفیات میں سے چند لمحات نکال کر اپنی خیریت کی اطلاع دیں تاکہ ہماری پریشانی دور ہو۔
چچا جان! ہم سب کی خواہش ہے کہ اس سال دسمبر کی چھٹیاں آپ کے ہاں گزاریں۔ نعمان کو ضرور لانا۔ ہم دونوں مل کر لاہور کی تاریخی عمارات دیکھیں گے۔ لاہور کے باغات کی سیر کریں گے۔ شہر کی تنگ و تاریک گلیوں اور آلودہ ماحول کو چھوڑ کر ہم آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں۔ دیہات کی کھلی ہوا اور قدرتی مناظر رب کریم کی خاص نعمتیں ہیں۔ وہاں کھانے پینے کی ہر چیز خالص ملتی ہے۔ کھلی فضا میں رہنے سے امی جان کی صحت بھی ٹھیک ہو جائے گی۔ ہمیں 22 دسمبر سے چھٹیاں ہوں گی۔ ہم 23 دسمبر کو آپ کے ہاں پہنچ جائیں گے۔
چچی جان کی خدمت میں آداب، ننھے ساجد کو بہت بہت پیار

والسلام
آپ کا پیارا بھتیجا
ا۔ب۔ج

رقعات یا دعوتی کارڈ

رقعات یا دعوتی کارڈ مختصر خطوط کا نام ہے۔ شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لیے طویل خطوط کی بجائے مختصر خطوط یعنی دعوتی کارڈ یا رقعات بھیجے جاتے ہیں۔ یہ رقعات یا دعوتی کارڈ تقریبی اور اطلاعی دونوں اقسام کے ہوتے ہیں۔ نمونے کے لیے چند رقعات یا دعوتی کارڈ پیش کیے جاتے ہیں۔
(1) محترمی .... السلام علیکم!
حلقہ احباب نے 14 مارچ 9 بجے شب محفلِ احباب کا اہتمام کیا ہے۔ آپ اس کے مقتدر ممبر ہیں اس لیے براہ مہربانی اس میں

شمولیت فرما کر شکریہ کا موقع بخشیں۔

عاطف اعوان
سیکرٹری، حلقۂ احباب، لاہور

(2) مکرمی.............................السلام علیکم!
میں نے 15 اکتوبر __20 کو دوستوں کے ساتھ روزہ افطار کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ استدعا ہے کہ شرکت فرما کر ممنون فرمائیں۔

صفت حسن
4۔ ماڈل ٹاؤن، لاہور

(3) محترمہ.............................السلام علیکم!
عزیزہ ہبہ امین کے بی۔ اے پاس کرنے کی خوشی میں 13 اگست __20ء کو 6 بجے شام ایک پُرمسرت تقریب کا اہتمام کیا گیا ہے۔ استدعا ہے کہ آپ شرکت فرما کر ہماری خوشی کو دوبالا کریں۔

رابعہ امین
15۔ صدر بازار، لاہور چھاؤنی

(4) مکرمی.............................السلام علیکم!
میرے عزیز بیٹے کی شادی خانہ آبادی مورخہ 10 مئی __20ء کو قرار پائی ہے۔ تشریف لا کر ممنون فرمائیں۔

پروگرام (انشاءاللہ)

سہرابندی.............................8 بجے صبح
روانگی برات.............................10 بجے صبح

منتظر
سید عابد حسین شاہ
87۔ گارڈن ٹاؤن، لاہور

(5) محترمہ.............................السلام علیکم!
عزیزہ نادیہ جبیں کی شادی 15 اکتوبر __20ء کو قرار پائی ہے۔ تشریف لا کر بچی کو اپنی نیک دعاؤں کے ساتھ رخصت کریں۔

پروگرام (انشاءاللہ)

استقبال برات.............................7 بجے رات
نکاح.............................7:30 بجے رات
تناول ماحضر.............................8:00 بجے رات
رخصتی.............................9:00 بجے رات

متمنی شرکت
بیگم و محمد اکرام جٹ
25۔ اسلام نگر، شاہدرہ، لاہور
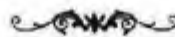
گزرے ہوئے زمانے کے واقعات کو کہانیوں کی شکل میں بیان کر کے انسان کی دلچسپی کا سامان فراہم کیا جاتا ہے۔ انسان کا دل بہلانے اور فارغ وقت دلچسپی سے گزارنے کا بہترین ذریعہ کہانیاں ہیں۔ کہانی لکھنا ایک فن ہے جو اتنا ہی پرانا ہے جتنا کہ خود انسان۔ کہانیوں کے ذریعے اخلاقی سبق بھی پڑھنے والے اور سننے والے تک پہنچائے جاتے ہیں۔

کہانی لکھنے کا طریقہ: کہانیاں لکھتے وقت مندرجہ ذیل چند باتوں کو ضرور ذہن میں رکھیں۔

(1) چونکہ کہانی کا تعلق گزرے ہوئے زمانے سے ہوتا ہے۔ اس لیے کہانی میں ہمیشہ ماضی کا صیغہ استعمال کریں۔ جیسے "ایک دفعہ کا ذکر ہے" یا "کسی زمانے میں ایک بادشاہ ہوا کرتا تھا"

(2) کہانی کا خاکہ یا پلاٹ کہانی نویس کے ذہن میں ہونا چاہیے۔

(3) کہانی کے اوپر عنوان ضرور تحریر کریں۔

(4) کہانی لکھتے وقت اس کے واقعات کی ترتیب کا خیال رکھیں۔

(5) واقعات کی ترتیب میں ربط اور تسلسل برقرار رہے۔ دل چسپی قائم رکھنے کے لیے تجسس کا پہلو نظرانداز نہ کیا جائے۔

(6) کہانی کو مختلف پیراگرافوں کی شکل میں لکھیں۔

(7) کہانی اتنی لمبی نہ ہو کہ پڑھنے یا سننے والا بوریت محسوس کرنے لگے اور نہ ہی اتنی مختصر کہ ضروری واقعات ہی چھوٹ جائیں۔

(8) کہانی کے آخر پر اخلاقی سبق یا نتیجہ لکھیں۔

خاکوں کی مدد سے کہانی لکھنا: اگر کہانی خاکوں کی مدد سے مکمل کرنا ہو تو اشارات کو بڑھا کر مکمل کہانی لکھی جائے۔

کہانی کا عنوان لکھنا: اگر کسی کہانی کا عنوان لکھنے کے لیے کہا جائے تو اس کہانی کا مرکزی کردار بنیادی واقعہ یا مرکزی خیال کے لحاظ سے عنوان لکھا جائے۔

1- شیر کا گھر

شیر پور کا گاؤں دریا سے ذرا ہٹ کر آباد تھا۔ گاؤں اور دریا کے درمیان سرسبز کھیت اور دریا کے پار ایک جنگل تھا۔ جس میں جنگل کا بادشاہ شیر بھی رہا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ بھی کئی شیر اکثر اپنی اپنی کچھار سے نکلتے اور دریا کے کنارے پر آ کر دھاڑا کرتے تھے۔ شیروں کی وجہ سے گاؤں کے لوگ دریا عبور کر کے جنگل میں جانے سے گھبراتے تھے۔ دریا پر پل نہ ہونے کی وجہ سے دریا کے پار جنگل میں جانے کا واحد ذریعہ کشتی تھی۔

شیر پور میں ایک بڑھئی رہتا تھا۔ جو اپنے کام میں ماہر مانا جاتا تھا۔ لوگ اس سے اپنا لکڑی کا کام کرواتے تھے۔ ایک دفعہ لکڑی کا پنجرہ بنانے کے لیے بڑھئی کو لکڑی کی ضرورت پڑ گئی۔ گاؤں میں لکڑی نہ ملنے کی وجہ سے بڑھئی نے لکڑی کے حصول کے لیے جنگل میں جانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے صبح سویرے اپنے بیٹے کو ساتھ لیا اور کشتی کے ذریعے دریا پار کر کے جنگل میں پہنچ گیا۔ ایک درخت سے اس نے اپنے کام کی لکڑی کاٹی اور وہیں بیٹھ کر پنجرہ بنانے لگا۔ وہ اپنے کام میں مصروف تھا کہ ایک شیر ادھر آ گیا اور بولا: بڑے میاں! کیا بناتے ہو؟ حاضر دماغی سے کام لیتے ہوئے بڑھئی نے جواب دیا: "جنگل کے بادشاہ کا گھر بنا رہا ہوں۔"

شیر اپنی تعریف سن کر اتراتے ہوئے بولا: "اس چھوٹے سے پنجرے میں ہم کیسے سا سکتے ہیں؟" بڑھئی چالاک تھا کہنے لگا: "جنگل کے بادشاہ! اس میں داخل ہو کر دیکھ لیجیے۔"

شیر نے آؤ دیکھا نہ تاؤ پنجرے میں داخل ہو گیا۔ بڑھئی نے فوراً دروازہ بند کر دیا۔ اب شیر پنجرے میں قید تھا اور باہر نکلنے کے لیے بے تاب۔ بڑھئی شیر سے خوفزدہ بھی تھا لیکن ساتھ ہی ساتھ شیر کو سزا بھی دینا چاہتا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا۔ "لوٹے میں پانی کو خوب گرم کر کے لاؤ۔" لڑکے نے ایسا ہی کیا۔ جب پانی ابلنے لگا تو بڑھئی نے لوٹا اٹھایا اور شیر پر گرم پانی ڈالنے لگا۔ جوں جوں ابلتا ہوا پانی پڑتا شیر تڑپتا۔ حتیٰ کہ اس کے بدن کی کھال تک جل گئی اور شیر ادھ موا سا ہو گیا۔

بڑھئی نے شیر کی حالت دیکھ کر پنجرے کا دروازہ کھول دیا۔ شیر باہر نکلا اور بدحواس ہو کر جنگل کی طرف بھاگ گیا۔ بڑھئی نے بلا ٹلنے پر خدا کا شکر ادا کیا اور دوبارہ اپنے کام میں مصروف ہو گیا۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ جلا بھنا شیر اپنے ساتھ مزید دو شیر لے کر بڑھئی اور اس کے بیٹے کو سزا دینے کے لیے آ گیا۔ دونوں باپ بیٹا ڈر گئے اور فوراً قریبی درخت پر چڑھ گئے۔ شیر درخت کے نیچے کھڑے ہو کر بڑھئی تک پہنچنے کا کوئی راستہ تلاش کرنے لگے۔ آخر جلا بھنا شیر نیچے کھڑا ہوا اور باقی دونوں شیر اوپر تلے اس کے اوپر کھڑے ہو گئے۔ اس طرح وہ بڑھئی اور اس کے بیٹے کے بالکل قریب پہنچ گئے۔ جب بڑھئی نے اپنی جان جاتے دیکھی تو ایک دم سے چلا کر کہا۔ "لوٹا لاؤ۔"

لوٹے کا نام سنتے ہی سب سے نیچے والا شیر گھبرا کر بھاگا۔ اوپر والے دونوں شیر بھی نیچے گر پڑے اور گھبراہٹ میں جلے بھنے شیر کے پیچھے بھاگے اور پھر کبھی اس طرف آنے کی کوشش نہ کی۔ بڑھئی کی حاضر دماغی نے باپ بیٹے کو جنگل کے بادشاہ کے ہاتھوں مرنے سے بچا لیا۔

اخلاقی سبق: حاضر دماغی اور عقلمندی بہترین حکمت عملی ہے۔

2- گیدڑ کی مکاری

کسی جنگل میں ایک بڑے ڈیل ڈول کا ہاتھی رہتا تھا۔ اسی جنگل میں گیدڑوں کا ایک غول بھی رہا کرتا تھا۔ جب مستی میں آ کر ہاتھی اپنی سونڈ کو ہلاتا، جھومتا اور چلتا پھرتا تو گیدڑ دور سے اسے دیکھ کر للچاتے اور دل ہی دل میں اس کے گوشت کے مزے لیتے، مگر اتنے بڑے قد آور ہاتھی کے سامنے ان کا بس نہ چلتا تھا۔ ہاتھی سے مقابلہ کرنا ان کے لیے قریباً ناممکن تھا۔

ایک عرصے تک گیدڑ اپنے دلوں میں یہی خواہش لیے پھرتے رہے آخر ایک رات ایک جگہ جمع ہو کر ہاتھی کو مارنے کی فکر کرنے لگے۔ ان میں سے ایک سیانے گیدڑ نے ہانک لگائی کہ "میں تمھیں زندہ ہاتھی کا گوشت کھلا سکتا ہوں۔" سارے گیدڑوں نے خوش ہو کر اسی کو اپنا لیڈر بنا لیا۔

رات کے وقت جب ہاتھی جنگل میں ٹہل رہا تھا۔ وہی گیدڑ اس کے قریب آ کر بڑے ادب سے سلام کر کے بولا۔ "حضور! آپ جیسا خوبصورت اور طاقتور جانور پورے جنگل میں نہیں ہے۔ اگر آپ پسند فرمائیں تو ہم تمام گیدڑوں نے آپ جیسے طاقتور بادشاہ کی رعایا بننے کا فیصلہ کیا ہے۔"

ہاتھی گیدڑ کے منہ سے اپنی خوشامد سن کر بہت خوش ہوا اور بادشاہ بننے پر راضی ہو گیا۔ اب دونوں نے فیصلہ کیا کہ ہاتھی کو بادشاہ بنانے کی منظوری تمام گیدڑوں سے لے لی جائے۔

غرض ہاتھی گیدڑ کے ساتھ چل پڑا۔ گیدڑ اسے ایسی جگہ لے گیا۔ جہاں آگے کافی گہری دلدل تھی۔ گیدڑ ہلکا پھلکا جانور چھلانگیں لگاتا ہوا دلدل پر آگے آگے چلنے لگا۔ خوشامد پسند ہاتھی بادشاہ بننے کے نشے میں مست گیدڑ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ دلدل ہاتھی کا وزن کیسے برداشت کر سکتی تھی۔ ہاتھی کے پاؤں دلدل میں دھنس گئے۔ آخر وہ گھٹنوں تک دلدل میں دھنس گیا۔ اب نہ وہ آگے جا سکتا تھا نہ ہی پیچھے ہٹ سکتا تھا۔

گیدڑ سے چنگھاڑ کر بولا "اب میں کیا کروں؟" گیدڑ نے کہا! بادشاہ سلامت! آپ ٹھہرے بھاری بھرکم میں اکیلا آپ کی کیسے مدد کر سکتا ہوں اگر حکم ہو تو اپنی باقی قوم کو بھی بلا لوں۔"

ہاتھی مرتا کیا نہ کرتا، کہنے لگا "ہاں! جلد بلا لاؤ۔" گیدڑ نے آواز لگائی۔ آن کی آن میں سینکڑوں گیدڑ جمع ہو گئے اور لگے ہاتھی کا

گوشت کھانے۔ ہاتھی نے غصے میں بہت سونڈ ہلائی چنگھاڑا مگر گیدڑوں نے دلدل میں پھنسے خوشامد پسند ہاتھی کا صفایا کر دیا۔
اخلاقی نتیجہ: ''خوشامد بری بلا ہے''

3۔ جس کا کام اسی کو ساجے

کسی گاؤں کا ایک بڑھئی جنگل کے کنارے بڑ کے درخت کے نیچے لکڑی کے بڑے بڑے لٹھ چیرا کرتا تھا۔ بڑھئی کام کو پوری دلجمعی اور توجہ سے کیا کرتا تھا۔ کام کے سوا کسی اور طرف دھیان نہ دیتا تھا۔
ایک دفعہ گرمی کے موسم میں وہ درخت کے نیچے بیٹھا لکڑی کے لٹھ چیر رہا تھا۔ اسی بڑ کے درخت کے اوپر ایک بندر بھی رہتا تھا جو بڑھئی کو کام کرتے بڑی توجہ سے دیکھا کرتا تھا۔ بندر کی خواہش تھی کہ کبھی وہ بھی بڑھئی کی طرح کام کرے۔
بڑھئی اکثر لکڑی چیرتے وقت لکڑی کی درز میں ایک پچر ٹھونک لیا کرتا تھا۔ بندر نے یہ سارا کھیل دیکھ رکھا تھا اور موقع کی تلاش میں رہتا تھا۔
ایک دن کا ذکر ہے کہ بڑھئی کسی کام کے سلسلے میں جھٹ سے اٹھا۔ آری اور پچر دونوں اپنی اپنی جگہ چھوڑ کر خود چلا گیا۔ بندر نے موقع پایا' درخت سے اترا' لٹھ پر آ بیٹھا اور ادھر ادھر جھانک کر لکڑی کی درز میں پچر کے ساتھ کھیلنے لگا۔ زور لگاتا اور اسے ہلاتا رہا۔ ہلتے ہلتے آخر پچر درز سے نکل آئی اور درز بند ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی بندر کا ہاتھ درز میں آ کر پھنس گیا۔ بہتیرا چیخا' چلایا' تڑپا مگر ہاتھ ایسا پھنسا کہ نکل نہ سکا۔ آخر بے ہوش ہو کر گر پڑا۔
بڑھئی نے بندر کی چیخیں سنیں تو بھاگا ہوا آیا۔ بندر کو بے حس و حرکت پڑے پایا۔ جلدی سے پچر اٹھائی اور لکڑی کی درز میں ٹھونک دی۔ درز کھلی تو بندر کا ہاتھ آزاد ہو گیا لیکن وہ پھر بھی نہ ہلا۔ بڑھئی نے دیکھا تو وہ مر چکا تھا۔ بڑھئی نے اسے نکال کر الگ پھینکا اور غصے سے کہنے لگا۔ ''جس کا کام اسی کو ساجے۔ بے وقوف بندر! بڑھئی کا کام کرنے کی آرزو میں تم جان سے ہاتھ دھو بیٹھے''
اخلاقی نتیجہ: ''جس کا کام اسی کو ساجے۔''

4۔ قوم کی خاطر ایثار

ایک جنگل کے ایک حصے میں ریچھ اور دوسرے حصے میں بندر رہا کرتے تھے۔ ایک دن ریچھوں کے جی میں آئی کہ کیوں نہ سارے جنگل پر قبضہ کر لیں۔ چنانچہ انھوں نے بندروں پر حملہ کیا۔ انھیں مار مار کر بھگا دیا اور سارے جنگل پر قبضہ کر لیا۔ بندروں سے ان کا وطن چھنا' جنگل کے پھل چھٹے اور وہ حیران و پریشان آوارہ گردی کرنے لگے۔ یہ حال دیکھ کر ایک بندر کا دل بہت کڑھا۔ اس نے سب کو جمع کیا اور کہا ''میری بات مانو' مجھے زخمی کر دو' جگہ جگہ سے کھال نوچ لو اور جہاں سے ہمیں نکالا گیا ہے' وہیں پھینک دو۔ میں کچھ تدبیر کروں گا اور ریچھوں کی بلا سے نجات مل جائے گی اور تمھیں اپنا وطن واپس مل جائے گا''۔ بندر ایسے غمگسار اور ایثار پسند سے یہ سلوک کرنا تو نہ چاہتے تھے مگر آخر مان گئے اور اس بندر کو ادھ موا کر کے ڈال گئے۔
ریچھوں نے ایک زخمی بندر کو دیکھا تو پوچھا: ''تم یہاں کیسے آئے۔ تمھیں معلوم نہ تھا کہ ہم اس جنگل کے واحد مالک ہیں'' زخمی بندر نے آہیں بھرتے ہوئے جواب دیا! ''میں نے اپنے ساتھیوں کو تمھارا غلام بن کر رہنے کو کہا تو انھوں نے میرا یہ حال کر دیا۔ اب وہ ایک ایسے جنگل میں چلے گئے ہیں' جہاں ہر طرف ہری بھری گھاس کا فرش بچھا ہوا' چشمے ٹھنڈا پانی اُگل رہے ہیں۔ پھل دار درختوں کے بے شمار جنگل ہیں' جنگل کیا ہے بہشت کا قطعہ ہے۔''
ریچھ حریص تو ہوتے ہی ہیں۔ انھوں نے کہا! ''تم ہمیں وہاں لے چلو' ہم تمھارا انتقام بھی لیں گے اور اس جنگل میں چین کی بنسری بجائیں گے' تمھارے زخموں کا علاج بھی کریں گے۔''
بندر مان گیا۔ انھوں نے ایک ریچھ پر بندر کو لاد لیا اور سارے ریچھ بندر کی رہنمائی میں چل پڑے۔ رات بھر چلتے رہے' ایک جگہ معمولی کیچڑ تھا

اوراس سے آگے گہری دلدل۔ بندر نے کہا اس دلدل سے آگے وہ جنگل ہے جسے جنت نظیر کہا جاتا ہے تم بے خطر بڑھو اور میرے پیچھے چلے آؤ۔ ریچھ آگے بڑھتے گئے اور دلدل میں دھنستے گئے۔ حتیٰ کہ آخری ریچھ تک دلدل کے پیٹ میں اتر گیا۔ اگلی صبح کو سارا جنگل سنسان تھا۔ کسی ریچھ کا پتا نہ تھا۔ بندر خوشی مناتے ہوئے واپس آئے اور سارے جنگل کے مالک بن گئے۔ ایک بندر کا یہ ایثار ساری قوم کا اقبال بن گیا۔

اخلاقی نتیجہ: کسی ایک کا ایثار پوری قوم کا اقبال بلند کر دیتا ہے۔

5-سچ کی برکت

رات کا پچھلا پہر تھا' دن بھر کا تھکا ہارا قافلہ پڑا سو رہا تھا۔ اچانک شور اٹھا ''ڈاکو آ گئے' ڈاکو آ گئے۔'' سوئے ہوئے مسافر ہڑبڑا کر اٹھے اور اپنے اپنے سامان کو سنبھالنے لگے۔ ڈاکوؤں نے لوٹ مار مچا رکھی تھا۔ ایک ایک کی تلاشی لے رہے تھے' لوگوں کی جیبیں ٹٹول رہے تھے' جو کچھ انھیں ملتا چھین لیتے۔ لٹنے والے مسافر آہ و بکا کر رہے تھے مگر ظالم ڈاکوؤں کو کسی پر ترس نہ آتا تھا۔

اسی قافلے میں شامل ایک نوعمر لڑکا سب کچھ دیکھ رہا تھا لیکن مطلق پریشان نہ تھا۔ ایک ڈاکو اس کے پاس آیا اور پوچھنے لگا لڑکے! تیرے پاس کیا ہے؟

''چالیس اشرفیاں'' لڑکے نے جواب دیا۔ ڈاکو مذاق سمجھ کر آگے بڑھ گیا۔ دوسرا ڈاکو آیا تو لڑکے نے اسے بھی یہی جواب دیا۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے تین ڈاکوؤں نے لڑکے سے یہی جواب پایا۔

ڈاکوؤں کے سردار تک بھی یہ بات پہنچی کہ ایک نوعمر لڑکے کے پاس چالیس اشرفیاں کیونکر ہو سکتی ہیں؟ سردار نے لڑکے کو اپنے پاس منگوایا اور پوچھا۔ ''لڑکے! تیرے پاس کیا ہے؟''

لڑکے نے اطمینان سے جواب دیا! ''چالیس اشرفیاں''

سردار نے پوچھا! ''کہاں ہیں چالیس اشرفیاں؟''

''میرے کرتے کی تہہ میں سلی ہوئی ہیں'' لڑکا بولا' کرتے کی تہہ کھولی گئی تو سچ مچ چالیس اشرفیاں نکل آئیں۔

سردار نے حیرت سے کہا۔ ''لڑکے! تو نے اتنی بڑی رقم چھپا کیوں نہ لی؟''

''میری ماں نے مجھے نصیحت کی تھی کہ بیٹا! ہمیشہ سچ بولنا میں جھوٹ بول کر گنہگار کیوں بنتا؟'' لڑکے نے جواب دیا۔

سردار نے لڑکے کا جواب سنا تو سوچ میں پڑ گیا کہ ''نوعمر لڑکا' ماں کی نصیحت کا اتنا پابند ہے اور میں ایک مدت سے اللہ کے حکم کے خلاف عمل کر رہا ہوں۔ اللہ کے حضور میرا کیا حال ہو گا؟

دل میں خدا کا خوف آتے ہی سردار نے حکم دیا۔ سارا مال قافلے کے لوگوں کو واپس کر دو اور خود لڑکے کے پاؤں میں گر پڑا' توبہ کی اور رہزنی کا پیشہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے چھوڑ دیا۔

یہ لڑکا کون تھا؟ یہ تھے حضرت عبدالقادر جیلانیؒ جو بغداد میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے قافلے کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ یہ ان کے سچ کی برکت ہی تھی کہ ڈاکو توبہ کر کے راہِ راست پر آ گئے۔

اخلاقی سبق: سچ میں برکت ہے/ سانچ کو آنچ نہیں

6-اتفاق میں برکت

پرانے وقتوں کی بات ہے کہ ایک غریب کسان کے پاس بیلوں کی ایک جوڑی تھی۔ بیل بڑی ہمت والے تھے۔ کسان ان کو ہل میں جوتتا' ان سے کنوئیں سے پانی نکلواتا اور بوجھ بھی اٹھواتا لیکن ان کو نہ تو وقت پر پانی پلاتا اور نہ ہی وقت پر چارہ ڈالتا۔ بیل روز بروز خوراک کی

کی سے کمزور ہوتے جا رہے تھے لیکن کسان اپنے حال میں مست تھا۔ اسے ان کی کوئی پروا نہ تھی۔

آخر ایک رات دونوں بیلوں نے سوچا۔ یہاں پڑے پڑے تو بھوک سے سوکھ کر کانٹا ہو جائیں گے۔ کیوں نہ بھاگ کر جنگل میں پناہ لے لیں۔ چنانچہ انھوں نے دانتوں سے اپنے رسے کاٹے اور چپ چاپ جنگل کی طرف چل پڑے۔

جنگل میں پہنچے تو ہر طرف ہریالی اور خوشگوار فضا پا کر خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ یہ ان کی زندگی کا بہترین دن تھا۔ اب وہ سارا دن گھاس چرتے ندی سے پانی پیتے اور اپنی قسمت پر ناز کرتے۔ ایک دو مہینوں میں ہی ہٹے کٹے ہو گئے۔ وہ اپنی مستی میں جھومتے جنگل میں ادھر ادھر پھرتے۔

ایک دن ایسا ہوا کہ ایک بھوکا شیر شکار کی تلاش میں جنگل کے اس حصے کی طرف نکل آیا جدھر بیل رہتے تھے۔ صحت مند اور موٹے تازے بیل دیکھ کر اس کے منہ میں پانی آ گیا۔ اس نے اپنی طاقت کے نشے میں آ کر ایک بیل پر چھلانگ لگا دی۔ بیل بھی اس کی طرف سے لاپروا نہ تھا۔ اس نے اسے اپنے سینگوں پر لیا اور اٹھا کر دور پھینک دیا۔ شیر پھر دھاڑتے ہوئے دوسرے بیل پر حملہ آور ہوا تو اس نے بھی اسے اپنے سینگوں کی مدد سے پچھاڑ دیا۔ اب تو شیر کو دونوں بیل باری باری اپنے سینگوں پر اٹھا اٹھا کر دور پھینک رہے تھے اور وہ درد سے کراہ رہا تھا۔ آخر زخمی شیر ڈر کے مارے بھاگا اور دوبارہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

دونوں بیلوں کو اپنے اتفاق اور طاقت پر فخر ہونے لگا کہ انھوں نے جنگل کے بادشاہ کو پچھاڑا۔ وہ اور بھی سینہ تان کر جنگل میں رہنے لگے کہ اب انھیں کسی کا ڈر نہ تھا۔

اخلاقی سبق: اتفاق میں برکت ہے۔

7- نا اتفاقی کا انجام

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی جنگل میں دو طاقتور بیل رہتے تھے۔ وہ آپس میں گہرے دوست تھے اور ہر مشکل وقت میں ایک دوسرے کے کام آتے تھے۔ جنگل کی تازہ ہوا اور ہری ہری گھاس کھا کھا کر ان میں طاقت بھی بے پناہ تھی۔ وہ اپنے ہر دشمن پر حاوی ہو جاتے تھے۔ ایک دفعہ جنگل کے بادشاہ شیر نے اپنی طاقت اور بادشاہی کے نشے میں جوان کو شکار کرنا چاہا تو منہ کی کھائی۔ دونوں بیلوں نے مار مار کر اس کا بھرکس نکال دیا اور اسے ایسا سبق سکھایا کہ دوبارہ وہ ان کی طرف میلی نگاہ سے دیکھنے سے بھی گھبرانے لگا۔ شیر کو اپنی شکست کا بڑا رنج تھا۔ اس نے ایک دن لومڑی کے دریافت کرنے پر اصل بات بتا دی کہ کس طرح کم ذات بیلوں نے اس کی درگت بنائی تھی۔ لومڑی کی چالاکی تو مشہور ہے۔ اس نے بیلوں سے شیر کا بدلہ لینے کی ٹھان لی۔

دوسری طرف بیل اپنی طاقت اور آپس کے اتفاق پر بڑے مغرور ہو گئے تھے۔ وہ ہر طرف سینہ تان کر چلتے اور جنگل کے کسی جانور کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ ایک دن لومڑی دونوں بیلوں میں سے ایک کے پاس گئی اور کہنے لگی تم کتنے طاقتور اور خوبصورت ہو۔ یہ تو تم ہی تھے جس نے شیر کو مار مار کر بھگا دیا ورنہ تمھارا دوسرا ساتھی تو صرف اپنا بچاؤ ہی کرتا رہا۔ دوسرے دن لومڑی نے اسی طرح کی باتیں دوسرے بیل سے بھی کیں۔

اب دونوں بیل ایک دوسرے سے کھنچے کھنچے رہنے لگے۔ ایک دن باتوں ہی باتوں میں ایک دوسرے کو طعنے دینے لگے۔ ایک نے کہا کہ شیر کو تو میں نے بھگا دیا تھا۔ دوسرا کہنے لگا کہ تو میں نے بھگایا تھا۔ غرض دونوں کی آپس میں تکرار ہاتھا پائی تک پہنچ گئی اور وہ ایک دوسرے سے ناراض ہو گئے۔

شیر نے لومڑی کے کہنے پر ایک دن اچانک ایک بیل پر حملہ کر کے اسے چیر پھاڑ دیا۔ دوسرا بیل اپنے ساتھی کو بچانے کے لیے آگے بھی نہ بڑھا۔ کچھ ہی دن بعد شیر نے دوسرے بیل پر حملہ کر کے اسے بھی ختم کر دیا۔ اس طرح دونوں بیلوں کی نا اتفاقی نے دشمن کو طاقتور بنا دیا اور وہ دونوں اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

اخلاقی نتیجہ: 1- نا اتفاقی کا انجام برا ہوتا ہے۔ 2- اتفاق میں برکت ہے۔

8- جھوٹ کی سزا

ایک نوجوان گڈریا دریا کے کنارے اپنی بھیڑیں چرایا کرتا تھا۔ اسے جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ اپنی اسی عادت سے مجبور ہو کر ایک دن اونچی آواز میں چلانے لگا۔ "شیر آ گیا' شیر آ گیا' دوڑو میری مدد کرو!"

اردگرد کے کھیتوں میں کام کرنے والے کسان لاٹھیاں' کلہاڑے اٹھائے دوڑے آئے۔ جب گڈریے کے پاس پہنچے تو وہاں کوئی شیر وغیرہ تو نہ تھا البتہ گڈریا دانت نکالے ہنس رہا تھا۔ لوگوں کے پوچھنے پر کہنے لگا۔

"میں تو تمھیں آزما رہا تھا کہ ضرورت پڑنے پر تم میری مدد کو آتے ہو کہ نہیں۔ ویسے شیر کے لیے تو میں خود ہی کافی ہوں۔ شیر آئے گا تو زندہ واپس نہ جائے گا"

لوگ گڈریے کا جھوٹ سن کر غصے سے بڑبڑاتے ہوئے واپس چلے گئے۔ کچھ دنوں بعد گڈریے نے ایک مرتبہ پھر چلانا شروع کر دیا۔ "شیر آ گیا' شیر آ گیا' لوگو! دوڑو میری مدد کرو!"

اردگرد کام کرنے والے لوگوں نے سمجھا کہ ہوسکتا ہے واقعی شیر آ گیا ہو۔ اس لیے اپنے کلہاڑے اور لاٹھیاں سنبھالے گڈریے کی مدد کو پہنچ گئے۔ لیکن گڈریے کے قریب کوئی شیر بھی نہ تھا اور وہ ڈھٹائی سے ہنسے جا رہا تھا اور لوگوں کو کہہ رہا تھا "میں تو صرف تم لوگوں کو آزما رہا تھا۔" لوگ ایک مرتبہ پھر اسے برا بھلا کہتے اپنے کھیتوں کو واپس چلے گئے۔

اب ہر کسی کے ذہن میں یہ بات بیٹھ گئی کہ گڈریا جھوٹا ہے اور اس کی کسی بات کا اعتبار کرنے کی ضرورت نہیں۔

خدا کا کرنا کیا ہوا کہ ایک دن واقعی ایک شیر اس طرف آ نکلا۔ شیر کو دیکھ کر گڈریا بری طرح چلانے لگا کہ "شیر آ گیا' شیر آ گیا' لوگو! دوڑو میری مدد کرو!"

لیکن اردگرد کھیتوں میں موجود لوگوں نے اسے بھی گڈریے کا جھوٹ سمجھا اور کوئی بھی اس کی مدد کو نہ گیا۔ شیر گڈریے کی بھیڑوں کو شکار کرنے لگا۔ شیر نے شور مچاتے ہوئے گڈریے پر بھی چھلانگ لگا دی اور اس کی گردن مروڑ دی۔

سورج غروب ہو گیا۔ ہر طرف اندھیرا چھا گیا۔ گڈریے کے رشتے داروں کو گڈریے کی فکر لاحق ہوئی۔ اسے تلاش کرتے کرتے جب دریا کے کنارے پہنچے تو وہاں مردہ گڈریے اور مردہ بھیڑوں کے سوا کچھ نہ ملا۔ گڈریے کو اپنے جھوٹ کی سزا مل چکی تھی اور مفت میں بھیڑوں کی جان بھی چلی گئی۔

اخلاقی سبق: جھوٹے پر کوئی اعتبار نہیں کرتا۔

9- عقل مند بیوی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ موسم گرما میں دوپہر کے وقت جب گرمی پورے زوروں پر تھی۔ ایک بڑھیا لاٹھی ٹیکتے ٹیکتے ایک بزاز کی دکان میں داخل ہوئی اور بیٹھ گئی۔ دکاندار رحم دل تھا اس نے گرمی سے ستائی ہوئی بڑھیا کو پانی پلایا اور خود گاہکوں کے ساتھ لین دین میں مصروف ہو گیا۔

بڑھیا بزاز کی دکان پر گاہکوں اور بزاز کی دلچسپ نوک جھونک سنتی رہی۔ گاہک جانے کے بعد اپنے ملازم کو بلا کر بزاز نے اسے کہا کہ یہ رقعہ لے جاؤ اور گھر میں دے کر کہنا کہ فلاں صندوق میں سے قیمتی کپڑے کا ایک تھان نکال کر دے دیں' گاہک کو دینا ہے۔

ملازم بزاز سے رقعہ لے کر گھر کی طرف چل پڑا۔ بڑھیا نے بھی اپنی لاٹھی سنبھالی اور آہستہ آہستہ ملازم کے پیچھے چل دی۔ تھوڑی دور جا کر اس نے ملازم کو روکا اور باتوں ہی باتوں میں بزاز کے گھر کا پتا پوچھ لیا۔

باتیں کرتے کرتے اچانک بڑھیا کو کچھ یاد آیا اور بولی "میرے پیارے بیٹے تمھاری دکان پر میں اپنی نقدی کی پوٹلی بھول آئی ہوں۔ ذرا بھاگ کر جانا اور میری پوٹلی پکڑ لانا۔ جا میرا بیٹا! بوڑھی ماں دعائیں دے گی۔ لا یہ رقعہ مجھے دے دے۔" ملازم بڑھیا کی باتوں میں آ گیا

اور رقعہ اسے دے کر دکان کی طرف چل دیا تاکہ بڑھیا کی پوٹلی لا سکے۔

بڑھیا ملازم کو بھیج کر جلدی جلدی بزاز کے گھر کی طرف چل دی۔ گھر پہنچ کر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ بزاز کی بیوی نے دروازہ کھول کر پوچھا "بڑی بی فرمائیں آپ کو کیا کام ہے؟"

بڑھیا بولی۔ "بی بی یہ لو رقعہ! تمھارے خاوند نے بھیجا ہے کہ فلاں صندوق میں قیمتی کپڑے کا جو تھان پڑا ہے وہ نکال کر دے دو۔ دکان پر ایک گاہک کو دینا ہے۔"

بزاز کی بیوی عقل مند تھی پہلی ہی نظر میں بڑھیا کو بھانپ گئی کہ دال میں ضرور کچھ کالا ہے۔ رقعہ لے کر بولی "اے بڑھیا تو نہ جانے کون ہے؟ میں تجھے تھان ہرگز نہ دوں گی۔"

بڑھیا نے بہت اصرار کیا کہ اسے بزاز نے ہی دکان سے بھیجا ہے لیکن بزاز کی بیوی پر ذرا اثر نہ ہوا۔

آخر بڑھیا بولی "اچھا تھان نہیں دیتی ہو تو نہ دو۔ رقعہ تو مجھے واپس کر دو تاکہ میں تمھارے خاوند کو جا کر دکان پر دے دوں۔"

بزاز کی بیوی نے کہا "رقعہ تو میرے خاوند نے بھیجا ہے جو میں نے لے لیا ہے۔ اب میں نہ تو تھان دوں گی اور نہ ہی رقعہ۔"

بڑھیا چالاک تھی' سوچنے لگی یہ عورت میرے دام میں آنے والی نہیں اور اگر ملازم آ گیا تو پھر پولیس کے حوالے بھی کر سکتا ہے۔ وہ چپکے سے وہاں سے بھاگی اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا۔

اسی روز سارے شہر میں شور مچ گیا کہ ایک ٹھگنی شہر میں گھس آئی ہے لوگ اس سے ہوشیار ہو جائیں۔ بزاز کی بیوی کی عقلمندی سے قیمتی کپڑے کا تھان بچ گیا۔

اخلاقی سبق: عقلمندی بہترین حکمت عملی ہے۔

10- دودھ میں پانی

ایک پہاڑ کے دامن میں ایک گوالا رہتا تھا۔ وہیں اس نے اپنی گائیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔ دن بھر گائیں ادھر ادھر گھاس چرتی رہتیں۔ گوالا شام سے ذرا پہلے دودھ دوہتا اور اس میں بہت سا پانی ملا دیتا۔ قریب ہی ایک قصبہ تھا' شام کے اندھیرے میں وہ دودھ لے جاتا اور خالص دودھ کی صدا لگا کر بیچ دیتا۔ دودھ سے حاصل ہونے والی رقم سے ضرورت کی چیزیں خریدتا اور واپس اپنے ٹھکانے پر پہنچ جاتا۔ دودھ کے اکثر گاہک شکایت کرتے کہ دودھ پتلا ہے' اس میں پانی نہ ملایا کرو۔ مگر گوالا تھا کہ ایک کان سے سنتا دوسرے سے اڑا دیتا اور کہتا "دودھ تو خشک ہوتا ہی نہیں' دودھ میں پانی کی ملاوٹ قدرتی امر ہے' میں پانی ملانے والا کون ہوتا ہوں؟"

اسی طرح ایک عرصہ گزر گیا۔ گوالے کے پاس بہت سا روپیہ جمع ہو گیا۔ اب اسے اپنی دولت مندی کا احساس ہونے لگا۔ وہ قصبے میں اکڑ کر چلتا اور کسی کی شکایت پر کان نہ دھرتا تھا۔ اس کا لالچ بڑھتا گیا اور وہ دودھ میں پہلے سے بھی زیادہ پانی ملانے لگا۔

گوالے کی بد دیانتی پر قدرت کا قہر نازل ہونا ضروری ہو گیا۔ پھر ہوا یوں کہ ایک دن یکا یک سیاہ گھٹا اٹھی' بڑھی' پھیلی اور آسمان پر چھا گئی۔ سورج چھپ گیا اور ہر طرف ایک تاریک شامیانہ تن گیا۔ بادلوں کو دیکھ کر گوالا بہت خوش ہوا کہ اب مینہ برسے گا' گھاس بڑھے گی' گائیں کھائیں گی اور پہلے سے بھی زیادہ دودھ دیں گی۔ بس وارے نیارے ہو جائیں گے۔

بادل گرجا' بجلی چمکی' بوندیں ٹپکیں اور موسلا دھار بارش ہونے لگی' اولے پڑنے لگے اور ہر طرف پانی ہی پانی ہو گیا۔ پہاڑوں سے پانی کا سیلاب اترا اور اس شدت سے بڑھا کہ گوالے کی ساری گائیں اور جو کچھ گھر میں جمع تھا' بہا کر لے گیا۔

اب گوالے کے پاس نہ گائیں تھیں' نہ نقدی' پریشان تھا اور گھبراہٹ میں ہر شخص سے کہتا تھا کہ "میں نے ایسا سیلاب نہ کبھی سنا تھا نہ دیکھا تھا' معلوم نہیں اتنا پانی کہاں سے آ گیا؟"

ایک عقلمند نے سنا تو کہا "یہ وہی پانی ہے جو تم دودھ میں ملایا کرتے تھے۔ خدا نے اس پانی کو سیلاب بنایا اور تمھیں بے ایمانی اور بددیانتی کی سزا دی۔"

اخلاقی سبق: بے ایمانی اور بددیانتی کی سزا ملتی ہے۔ یا بددیانت اور بے ایمان کو اپنی سزا کے لیے تیار رہنا چاہیے۔

11- وضو ٹوٹ گیا

صبح ابھی روشن نہیں ہوئی تھی۔ جنگل میں ایک بڑے درخت کے قریب ایک چھوٹے سے خیمے میں ایک بدو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ سو رہا تھا۔ اس نے کچھ مرغ پال رکھے تھے جو درخت کی اونچی شاخوں پر بیٹھے صبح ہونے کا انتظار کر رہے تھے۔

وقت گزر رہا تھا اور صبح قریب آ رہی تھی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا درختوں میں سرسرانے لگی۔ ایک بوڑھے مرغ کی آنکھ کھلی۔ صبح کے آثار دیکھتے ہی اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور پورے زور سے اذان دینے لگا۔

جنگل میں ایک بھوکی لومڑی نے اذان کی آواز سنی تو درخت کی طرف بھاگی۔ قریب آ کر ادھر ادھر دیکھا۔ کچھ نہ پایا تو اوپر نگاہ اٹھائی۔ اونچی شاخ پر مرغ کو بیٹھا دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ جی للچایا کہ اسی کو ناشتا بنایا جائے مگر مرغ کو کس طرح نیچے لائے کیونکہ وہ تو اونچی شاخ پر بیٹھا تھا اور لومڑی زمین پر۔ جب کچھ نہ سوجھا تو چلا کر بولی۔ "بھائی مرغ! تمھاری پیاری آواز مجھے یہاں کھینچ لائی ہے۔ صبح ہو گئی ہے درخت سے نیچے اتر و تا کہ مل کر نماز پڑھیں۔ تم تو جانتے ہو کہ باجماعت نماز کا بڑا درجہ ہے۔"

مرغا بھی تجربہ کار تھا۔ لومڑی کی مکاری سمجھ گیا۔ شاخ پر بیٹھے بیٹھے بولا:

"بی لومڑی! آپ کا آنا مبارک! مگر امام کے بغیر نماز باجماعت کیسے ہوگی؟"

لومڑی نے کہا "مرغ میاں! تم بھی تو پڑھے لکھے ہو آؤ تم ہی امام بن جاؤ۔ امام کا انتظار کرتے رہے تو نماز کا وقت نکل جائے گا۔ بس اب نیچے اترو اور نماز پڑھا دو۔"

مرغ نے بھی اوپر بیٹھے بیٹھے ہی جواب دیا "بی لومڑی! آپ گھبرائیں نہیں امام یہیں موجود ہے۔ ذرا اسے جگا لو۔ یہ دیکھو سامنے درخت کی جڑ میں سو رہا ہے۔"

لومڑی نے مڑ کر جڑ کی طرف جو دیکھا تو ایک شخص سویا ہوا نظر پڑا۔ پیچھے کو بھاگی۔ مرغ نے چلا کر کہا "بی لومڑی! کدھر کو جاتی ہو؟ نماز کا وقت گزر رہا ہے۔ آؤ نماز پڑھیں۔" لومڑی گھبراہٹ میں بھاگ رہی تھی۔ بھاگتے بھاگتے ہی بولی۔ "بھیا! میرا وضو ٹوٹ گیا ہے ابھی وضو کر کے آتی ہوں۔"

اخلاقی سبق: مکاری اور چالاکی ہر جگہ کام نہیں آتی۔

12- ہرنی کی دعا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ شام قریب تھی، سبکتگین اپنے فرائض سے فارغ ہوا، گھوڑے کو لگام دی اور اچک کر سوار ہو گیا۔ شہر سے نکلا، جنگل میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ دماغ اس تازہ ہوا میں تازہ ہوا۔ اس نے اپنے خوبصورت گھوڑے کو ذرا ایڑ لگائی تو وہ ہوا کی طرح اڑنے لگا۔ سبکتگین جلد ہی جنگل کے گھنے حصے میں پہنچ گیا تا کہ شکار کو تلاش کر سکے۔ ہر طرف گھوڑا دوڑایا مگر کوئی شکار نظر نہ آیا۔ گھوڑا دوڑا دوڑا کر جب وہ تھک گیا تو اس نے مغرب کی طرف دیکھا تو سورج غروب ہونے کو تھا۔ فوراً شہر کی طرف باگ موڑی اور آہستہ آہستہ جنگل کو طے کرنے لگا۔

راستے میں اچانک سبکتگین کی نظر ایک ہرنی پر پڑی جو اپنے چھوٹے سے بچے کو کھلا رہی تھی۔ شکاری جب شکار دیکھ لیتا ہے تو وہ صبر نہیں کر سکتا۔ سبکتگین نے گھوڑے کو اشارہ کیا۔ وہ سدھایا ہوا جانور اپنے مالک کے اشارے پر اچھلا اور ہرنی کی طرف چل پڑا۔ ہرنی نے شکاری کو دیکھا تو گھبراہٹ میں اپنے بچے کو ساتھ لے کر بھاگی خود تو بھاگ گئی مگر بچہ وہیں رہ گیا۔ ہرنی کا بچہ ابھی چند دن کا تھا، خود بھاگ نہ سکتا

تھا۔اس کی ٹانگیں کمزور تھیں بھاگتا تو لڑکھڑا کر گر پڑتا۔

سبکتگین نے سوچا سارا دن شکار کے لیے مارا مارا پھرتا رہا' خالی ہاتھ جانے سے بہتر ہے کہ اس بچے کو پکڑ لیا جائے۔ چنانچہ وہ گھوڑے سے نیچے اترا' بچے کو پکڑا' اس کی ٹانگیں باندھیں اور گھوڑے پر رکھ کر سوار ہو گیا۔

گھوڑا شہر کے قریب آن پہنچا۔ سبکتگین کو اپنے پیچھے ایک سوگواری آواز سنائی دی۔ اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو اداس اور پریشان ہرنی اپنے بچے کے لیے اس کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی۔

بچے کے لیے ماں کی یہ محبت دیکھ کر سبکتگین کا دل نرم پڑ گیا۔ شاید اسے اپنی ماں سے بچھڑنے کا وقت یاد آ گیا۔ اس نے گھوڑا روکا' فوراً ہرنی کے بچے کی ٹانگیں کھولیں اور اسے زمین پر ڈال دیا۔ بچہ خوشی سے دوڑا اور اپنی ماں سے جا ملا۔ ماں اسے چاٹ رہی تھی' پیار کر رہی تھی اور کبھی کبھی سبکتگین کی طرف دیکھ کر آسمان کی طرف منہ اٹھاتی جیسے دعا مانگ رہی ہو کہ خدا تمھارا بھلا کرے تم نے میرے بچے کی جان بخش دی۔

سبکتگین نے کچھ دیر ماں اور بچے کی محبت کا یہ نظارہ دیکھا۔ پھر اندھیرے کو ہر طرف سے بڑھتے پایا۔ سورج کب کا غائب ہو چکا تھا۔ اس نے گھوڑے کی باگ اٹھائی اور جلد ہی شہر میں داخل ہو گیا اور اپنے گھر پہنچ گیا۔

رات نے پر پھیلا دیے۔ سارا شہر اندھیرے میں ڈوب گیا۔ دن بھر کا تھکا ہارا سبکتگین بھی اپنے بستر پر نیند کے مزے لے رہا تھا کہ ایک بزرگ آئے سبکتگین کو دیکھا' السلام علیکم کہا اور بتایا کہ سبکتگین ہرنی کی دعا قبول ہو گئی ہے اب تم اور تمھاری اولاد ایک مدت تک غزنی پر حکومت کرو گے۔

بزرگ یہ خوشخبری سنا کر چلا گیا تو سبکتگین کی آنکھ کھل گئی۔ خواب کے واقعہ پر غور کیا مگر کچھ سمجھ میں نہ آیا وہ اس خواب کو بھول جانا چاہتا تھا مگر نہ بھول سکا۔ آخر وہ دن آ گیا کہ حاکم غزنی فوت ہوا اور سبکتگین سر پر تاج رکھ کر غزنی کا بادشاہ بن گیا۔

اخلاقی سبق: نیکی رائیگاں نہیں جاتی۔ کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر خدا مہرباں ہو گا عرشِ بریں پر

13- انصاف

سلطان مراد ترکستان کا بادشاہ اور اسلامی دنیا کا حکمران تھا۔ عیسائیوں کی بڑی بڑی حکومتیں اس کے نام سے کانپتی تھیں۔ ویسے تو ہر مسلمان حکمران کو عمارتیں بنوانے کا شوق رہا ہے مگر سلطان مراد مسجدوں کی تعمیر میں خاصی دلچسپی لیتا تھا۔ اس کی وجہ اس کی اسلام سے محبت اور والہانہ لگاؤ تھا۔ وہ ایک سچا اور پکا مسلمان تھا۔

ایک دفعہ اس نے اپنے دل میں ایک مسجد کا نقشہ بنایا۔ یہ مسجد اس کا ایک حسین خواب تھی۔ اسی زمانے میں ایک انجینئر کی بڑی شہرت تھی۔ بادشاہ نے اس انجینئر کو بلایا' اپنا نقشہ اسے بتایا اور مسجد کی تعمیر پر لگا دیا۔

وقت گزرتا رہا۔ دن ہفتوں میں' ہفتے مہینوں میں اور مہینے سال بنتے گئے۔ مسجد بنتی رہی اور بنتی گئی لاکھوں اشرفیاں خرچ ہو گئیں۔ آخر مسجد مکمل ہو گئی جو حقیقتاً ایک شاندار عبادت گاہ تھی۔

انجینئر اپنے کام سے بڑا مطمئن تھا۔ اس نے بڑے دعوے کے ساتھ بادشاہ کے حضور حاضری دی اور عرض کی ''حضور! مسجد تیار ہے۔ ملاحظہ کیجیے۔''

بادشاہ اگلی صبح کو مسجد دیکھنے کے لیے گیا۔ مسجد کو ہر طرف سے دیکھا۔ اوپر سے' نیچے سے' شمال سے' جنوب سے مگر اتفاق دیکھیے کہ اچھی عمارت اپنے تقاضے لیے بادشاہ کی تعریف کی منتظر تھی' مگر بادشاہ ہے کہ اسے یہ عمارت مطلق پسند نہیں آئی۔ وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا۔ آخر جب نہ سنبھل سکا تو حکم دیا کہ انجینئر کا ایک ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ حکم کی دیر تھی۔ جلاد نے حکم پایا تو ہاتھ کاٹ دیا۔

انجینئر کو یہ سزا بلاوجہ ملی تھی۔ اس کا کام واقعی تعریف کے لائق تھا۔ لیکن بادشاہ کے آگے وہ دم نہ مار سکتا تھا۔ اسے اور کچھ نہ سوجھا وہ

سیدھا قاضی کی عدالت میں جا پہنچا اور دعویٰ دائر کر دیا۔

قاضی نے بادشاہ کے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ بادشاہ عدالت میں حاضر ہوا تو عدالت میں انجینئر کو کھڑا پایا جس کے ہاتھ سے خون کے سرخ سرخ قطرے گر رہے تھے۔

بادشاہ یہ دیکھ کر گھبرا گیا۔ قاضی نے بادشاہ اور انجینئر کے بیانات لیے اور حکم دیا کہ بادشاہ کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ اس کے ہاتھ سے بھی اسی طرح خون کے قطرے گرنے چاہئیں تا کہ آئندہ غلط فیصلہ نہ کرے۔

بادشاہ چونکہ ایک سچا مسلمان تھا اور انصاف کے تقاضے پورے کرنا جانتا تھا اس نے قاضی کا فیصلہ سنا تو اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا۔ انجینئر نے بادشاہ کو ایسا کرتے دیکھا تو اس کی چیخیں نکل گئیں اور بولا میں نے انصاف پا لیا' میں بادشاہ کو اپنا خون معاف کرتا ہوں اور کسی دباؤ کے بغیر بخشتا ہوں۔ یہ سن کر بادشاہ کی جان میں جان آئی۔ اس نے انجینئر کو بہت سا مال و زر دے کر رخصت کیا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس کے قاضی اسلامی احکام کے نفاذ اور ان کی تکمیل میں اس قدر دلیر ہیں کہ بادشاہ کو بھی مجرم قرار دے دیتے ہیں اور اس سلسلے میں کسی کے ساتھ رو رعایت نہیں برتتے۔

اخلاقی سبق: قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ **یا** عدل و انصاف اسلامی معاشرے کا ستون ہے۔

14- بےوقوف بارہ سنگھا

کسی جنگل میں ایک بارہ سنگھا رہا کرتا تھا۔ جنگل میں گھاس چرتا اور قریبی ندی سے ٹھنڈا پانی پیا کرتا تھا۔ اپنے حال میں مست بارہ سنگھا ایک دن ندی پر پانی پینے گیا۔ پانی پیتے پیتے اس نے اپنا عکس ندی کے صاف شفاف پانی میں دیکھا۔ اپنے خوبصورت سینگ اسے پانی میں بہت پیارے لگے۔ دل ہی دل میں اپنے خوبصورت سینگوں پر ناز کرنے لگا کہ اس جیسے خوبصورت سینگ کسی اور جانور کے نہیں ہیں۔ بارہ سنگھا اس غلط فہمی میں مبتلا ہو گیا کہ اس کی ساری خوبصورتی انہی سینگوں کی وجہ سے ہے۔ سینگ نہ ہوتے تو وہ کچھ بھی نہ تھا۔ اسی دوران اس کی نظر جب اپنی دبلی پتلی ٹانگوں پر پڑی تو اس کے دل پر ایک چوٹ سی لگی۔ اسے اپنی ٹانگیں بہت ہی بھدی اور بدصورت دکھائی دیں۔ اپنی ٹانگوں سے نفرت کرتے ہوئے رب سے شکوہ کرنے لگا۔

کہنے لگا "اے اللہ! تو نے مجھے اتنے خوبصورت سینگ دیے ہیں۔ مجھے اتنا خوبصورت بنایا ہے پھر میرے جسم کے ساتھ اتنی بدصورت اور دبلی پتلی ٹانگیں کیوں بنا دیں؟" ابھی بارہ سنگھا اپنے دل میں اسی طرح کی شکائتیں اور گلے کر رہا تھا کہ اس نے اچانک شکاری کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں۔

مڑ کر دیکھا تو کچھ ہی دور چند شکاری کتے اسی کی طرف دوڑے چلے آ رہے تھے۔ شکاری کتوں کو دیکھنا تھا کہ اسے اپنی خوبصورتی بھول گئی اور وہ جان بچانے کے لیے سرپٹ بھاگ اٹھا۔ اس کی دبلی پتلی بدصورت ٹانگوں نے کتوں سے دور بھاگنے میں اس کی بڑی مدد کی اور جلد ہی اسے شکاری کتوں سے کافی فاصلے پر لے گئیں۔

لیکن بھاگتے بھاگتے اچانک اس کے خوبصورت سینگ کانٹے دار جھاڑیوں میں پھنس گئے۔ شکاری کتے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ اس نے جلد بازی میں اپنے سینگوں کو جھاڑیوں سے چھڑانے کی کوشش کی لیکن اس کے سینگ مزید پھنس گئے۔ شکاری کتے بھونکتے بھونکتے اس کے قریب آ چکے تھے۔ اب وہ اپنے خوبصورت سینگوں کو برا بھلا کہہ رہا تھا کہ ان کی وجہ سے اس کی جان خطرے میں پڑ گئی۔ اتنے میں شکاری کتے اس کے سر پر پہنچ گئے اور آن کی آن میں اسے چیر پھاڑ کر رکھ دیا۔ بیوقوف بارہ سنگھے کی بدصورت ٹانگوں نے اس کی جان بچانے کی بڑی کوشش کی لیکن بظاہر خوب صورت سینگوں نے اس کی جان لے لی۔

اخلاقی سبق: ہر چمکنے والی چیز سونا نہیں ہوتی۔

15- کوّے کا انتقام

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی جنگل میں ایک درخت پر کوّوں کا ایک جوڑا رہتا تھا۔ انھیں کسی قسم کا غم نہ تھا اور وہ ہنسی خوشی وقت گزارتے اور جنگل کی آزاد فضاؤں میں اڑتے پھرتے تھے۔ ناگہانی طور پر وہ ایک مصیبت سے دوچار ہو گئے۔ جس درخت پر ان کا گھونسلا تھا اس درخت کی جڑ میں ایک سانپ رہتا تھا۔ وہ بل میں گھسا رہتا لیکن جب کوّے وہاں موجود نہ ہوتے تو وہ پھنکارتا پھرتا۔ ایک دن وہ موقع پا کر درخت پر چڑھ گیا اور لپک کر کوّوں کے بچے کھا گیا۔ جب کوّوں کا جوڑا واپس آیا تو گھونسلا خالی اور بچوں کو غائب پایا۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ اسی سانپ کی کارستانی ہے۔ کوّی نے کہا ہم سانپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس لیے ہم اسی صورت میں محفوظ رہ سکتے ہیں کہ اس درخت کو چھوڑ دیں اور کہیں اور جا بسیرا کریں لیکن کوّا نہ مانا۔ اس کے سینے میں انتقام کی آگ بھڑک رہی تھی۔ وہ ہر صورت سانپ سے اپنے بچوں کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ کوّے کی عقلمندی تو مشہور ہے ہی' اسے ایک ترکیب سوجھی۔ وہ اڑا اور شاہی محل کی منڈیر پر آ بیٹھا۔ اس نے ادھر ادھر نظر دوڑائی تو ایک کھونٹی پر موتیوں کا ہار لٹکتا ہوا دیکھا۔ اس نے ہار پنجوں میں دبایا اور محل کی منڈیر پر آ بیٹھا تاکہ محل والے آگاہ ہو جائیں۔ ادھر کوّوں نے شور مچایا اور آسمان سر پر اٹھا لیا۔ پیادوں نے سارا ماجرا دیکھ لیا۔ وہ کوّے کے پیچھے دوڑے۔ کوّا اڑ کر اپنے درخت پر جا بیٹھا۔ اس نے دیکھا تو سانپ مستی میں جھوم رہا تھا۔ کوّے کو دیکھ کر پھنکارنے لگا۔ کوّے نے بڑی صفائی اور ہنرمندی سے ہار سانپ کے پھن میں ڈال دیا۔ سانپ باغ باغ ہو گیا۔ وہ ہار پہن کر خوشی سے پھولا نہ سماتا تھا۔ لیکن اسے کیا خبر تھی کہ یہی اس کی ہلاکت کا سبب بن جائے گا۔ اتنے میں پیادے بھی وہاں پہنچ گئے انھیں دیکھ کر سانپ فوراً بل میں گھس گیا۔ لیکن پیادوں نے بھی اسے دیکھ لیا تھا۔ انہوں نے کدالوں کے ذریعے سانپ کا بل کھود ڈالا بالآخر سانپ ان کے قابو میں آ گیا۔ انہوں نے اسے مار ڈالا اور ہار لے کر واپس محل کو چلے گئے اور اسے بادشاہ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس طرح عقلمند اور چالاک کوّے نے سانپ سے اپنے بچوں کا انتقام لے لیا۔

اخلاقی سبق: جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

16- نیبو نچوڑ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی شہر کے ایک ہوٹل میں ایک مسافر کھانا کھا رہا تھا۔ اسی دوران ایک اجنبی شخص ہوٹل میں داخل ہوا۔ وہ ایک مفت خور تھا۔ اس کے پاس کوئی پیسہ نہ تھا۔ اسے محنت مزدوری کر کے روزی کمانے کی عادت نہ تھی۔ بلکہ وہ ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھا رہتا اور دوسروں کے رحم و کرم پر مفت میں اپنا پیٹ بھرنے کا عادی تھا۔ وہ ہمیشہ اپنی جیب میں ایک لیموں رکھتا۔ جب بھی کوئی مہمان کھانا کھانے میں مصروف ہوتا وہ اس کے پاس پہنچ کر کہتا کہ جناب کھانے کا اصل مزا تو لیموں سے ہے۔ وہ مہمان بیچارا اخلاقاً اسے شریک طعام ہونے کی دعوت دیتا اور اس طرح وہ مفت خورہ اپنا پیٹ بھر لیتا۔ اس دفعہ بھی اس نے یہی حربہ استعمال کیا۔ وہ اس مہمان کے پاس پہنچا' اسے سلام کیا اور کہا جناب کتنے افسوس کی بات ہے کہ آپ کھانے میں لیموں استعمال نہیں کرتے۔ حالانکہ کھانے کا حقیقی لطف تو لیموں سے ہے۔ وہ مہمان ایک شریف الطبع انسان تھا۔ اس نے کہا آئیے جناب! آپ بھی میرے ساتھ کھانے میں شرکت فرمائیں۔ بس مفت خورے کو اور کیا چاہیے تھا۔ اس کی دلی مراد بر آئی۔ اس نے کھانے میں کچھ لیموں نچوڑا اور خوب ڈٹ کر کھانا کھایا۔ کھانے سے فراغت کے بعد اس نے مہمان کا شکریہ ادا کیا اور وہاں سے چلتا بنا۔ اب اس مہمان کو کھانے کا دوگنا بل ادا کرنا پڑا۔ سچ ہے ایک لیموں نچوڑ کس قدر بے شرم اور بے غیرت ہوتا ہے۔ اسے عزت نفس کا قطعاً خیال نہیں ہوتا۔ وہ مفت خوری اور حرام کی زندگی بسر کرتا ہے۔

اخلاقی سبق: مفت خوری بہت ذلیل کام ہے۔

17- نادان کی دوستی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک امیر شخص نے ایک بندر پالا ہوا تھا۔ وہ ہر وقت بندر کو اپنے ساتھ رکھتا۔ بندر بھی اپنے آقا سے بہت مانوس ہو گیا تھا۔ ایک دفعہ امیر سفر پر روانہ ہوا۔ اس نے بندر کو بھی ہمراہ لیا۔ راستے میں امیر نے ایک جگہ ستانے کے لیے پڑاؤ کیا۔ وہ لیٹا تو اسے نیند آ گئی اور خراٹے لینے لگا۔ بندر پاس بیٹھ گیا اور پنکھا جھلنے لگا تا کہ امیر کے منہ پر مکھیاں نہ بیٹھیں۔ اس نے دیکھا کہ ایک مکھی بار بار امیر کے منہ پر آ کر بیٹھتی ہے۔ اس نے بہت کوشش کی لیکن بے سود۔ آخر وہ تنگ آ گیا اور اس نے امیر کا خنجر اٹھا لیا۔ اب جب مکھی امیر کے منہ پر آ کر بیٹھی تو بندر نے خنجر پوری قوت سے امیر کے منہ پر دے مارا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ امیر کی ناک کٹ گئی۔ امیر ہڑبڑا کر اٹھا تو دیکھا کہ ناک سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا ہے۔ اس نے بندر کو خنجر پکڑے ہوئے دیکھا جو خون سے آلودہ تھا۔ امیر کو بہت طیش آیا اس نے سوچا کہ نادان کی دوستی کتنی خطرناک ہوتی ہے۔ اس نے بندر کو مضبوطی سے پکڑ لیا اور خنجر سے اسے ذبح کر ڈالا۔ اس کے بعد اس نے اپنی زخمی ناک کی مرہم پٹی کی اور آئندہ کے لیے محتاط ہو گیا۔

اخلاقی سبق: نادان کی دوستی خطرناک ہوتی ہے۔ یا نادان دوست سے دانا دشمن بہتر ہے۔

18- ایسے کو تیسا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دیہاتی شہر میں سیر و تفریح کے لیے آیا۔ وہ کچھ دیر ادھر ادھر گھومتا رہا۔ اسی دوران اسے کچھ بھوک محسوس ہوئی۔ وہ ایک حلوائی کی دکان پر پہنچا اور اسے مٹھائی کا آرڈر دیا۔ حلوائی بڑا چالاک تھا۔ اس نے دیکھا کہ یہ ایک سادہ لوح دیہاتی ہے۔ اسے الو بنانا چاہیے۔ چنانچہ حلوائی نے مٹھائی تولتے وقت ڈنڈی ماری اور مٹھائی کا لفافہ دیہاتی کو پکڑا دیا۔ دیہاتی نے کہا کہ یہ مٹھائی مجھے وزن میں کم معلوم ہوتی ہے۔ حلوائی نے چالاکی سے جواب دیا کہ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے۔ تمہیں زیادہ وزن نہیں اٹھانا پڑے گا۔ اب دیہاتی بھی اتنا بے وقوف نہ تھا کہ حلوائی کی باتوں میں آ جاتا۔ اس نے مٹھائی کے پیسے کم ادا کیے اور جب حلوائی نے اعتراض کیا کہ پیسے تھوڑے ہیں تو دیہاتی نے ترکی بہ ترکی جواب دیا کہ اس میں تمہارا ہی فائدہ ہے تمہیں زیادہ پیسے گنتے نہیں پڑیں گے۔ حلوائی بہت شرمندہ ہوا۔ اس نے دیہاتی کو پوری مٹھائی تول کر دی اور دیہاتی نے بھی پورے پیسے ادا کر دیے۔

اخلاقی سبق: جیسے کو تیسا۔

19- عادت کی خرابی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دریا کے کنارے ایک جنگل میں ایک بچھو اور کچھوا رہتے تھے۔ دونوں میں گہری دوستی تھی۔ کچھوا تو دریا میں ڈبکیاں لگایا کرتا لیکن بچھو دریا کے کنارے ہی گھومتا رہتا تھا۔ اس کے دل میں دریا کی سیر کی بڑی حسرت تھی۔ آخر اس نے کچھوے سے کہا کہ یار! تم اکیلے ہی دریا کی سیر کرتے ہو۔ کبھی ہمیں بھی اس کا موقع دو۔ کچھوے نے کہا کہ بڑے شوق سے تم میری پیٹھ پر سوار ہو جاؤ اور اس طرح تم دل کھول کر دریا کی سیر کر لو گے۔ چنانچہ بچھو کچھوے کی پیٹھ پر سوار ہو گیا اور کچھوا دریا میں تیرنے لگا۔ وہ دریا کی سیر سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ جب کچھوا دریا کے وسط میں پہنچا تو اس نے کھٹ کھٹ کی آواز سنی۔ اس نے بچھو سے پوچھا کہ یہ کیسی آواز ہے؟ بچھو نے کہا کہ میں ڈنگ چلا رہا ہوں۔ کچھوے نے کہا کیوں؟ یہ کیا شرافت ہے کہ میں تمہارے ساتھ نیکی کر رہا ہوں اور تم میرے ساتھ برائی سے پیش آ رہے ہو۔ بچھو نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ ڈنگ مارنا میری عادت ہے اور میں اس عادت کے ہاتھوں مجبور ہوں۔ کچھوا پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔ اس نے سوچا کہ بچھو کو سبق سکھانا چاہیے۔

اس نے بچھو سے کہا کہ میری بھی ایک عادت ہے وہ یہ کہ میں دریا میں غوطہ لگایا کرتا ہوں۔ بچھو بہت چلایا کہ میں ڈوب جاؤں گا۔ لیکن

کچھوے نے ایک نہ سنی اور دریا میں غوطہ لگا دیا۔ بچھو دریا میں بہہ گیا اور اپنے انجام کو پہنچ گیا۔

اخلاقی سبق: جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

20- انگور کھٹے ہیں

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی جنگل میں ایک لومڑی رہتی تھی۔ جنگل زرخیز تھا۔ اس لیے کھانے پینے کو کثرت سے مل جاتا تھا۔ لیکن ایک سال بارش نہ ہونے کی بنا پر جنگل سوکھ گیا۔ تمام جانور بھوکوں مرنے لگے۔ جنگل میں رہتے ہوئے زندگی سے رشتہ استوار رکھنا مشکل ہو گیا۔ جنگل میں رہنے والے جانور خوراک کی تلاش میں مارے مارے پھرنے لگے۔

ایک دن لومڑی کو بھی بھوک نے ستایا تو وہ خوراک کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی۔ چلتے چلتے وہ ایک باغ میں پہنچی۔ وہاں انگور کی بیلیں تھیں۔ جن پر انگوروں کے گچھے لٹک رہے تھے۔ انگوروں کے گچھے دیکھ کر لومڑی کی بھوک چمک اٹھی اور اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔ لیکن یہ دیکھ کر اسے مایوسی ہوئی کیونکہ بیلوں کی اونچائی بہت زیادہ تھی۔ وہ انگوروں کے گچھوں کو حاصل کرنے کے لیے اچھلنے لگی۔ کئی بار اچھل کود کے باوجود لومڑی کی انگوروں تک رسائی نہ ہو سکی۔ مسلسل اچھل کود سے وہ تھک چکی تھی۔ بھوکی بھی تھی لیکن انگوروں کے گچھے اس کی پہنچ سے بہت دور تھے۔ آخر کار لومڑی یہ کہتے ہوئے وہاں سے چل دی کہ یہ انگور کھٹے ہیں۔ میں انھیں نہیں کھانا چاہتی۔

اخلاقی سبق: جس کا ممکن نہیں حصول، وہ چیز فضول ہے۔ یا انگور کھٹے ہیں۔

21- اتفاق کی برکت

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شکاری اپنا جال لے کر جنگل میں پہنچا۔ ایک مناسب جگہ دیکھ کر دانے زمین پر بکھیرے اور جال بچھا کر خود دور جا کر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ بھوکے کبوتروں کا ایک غول خوراک کی تلاش میں اڑتا ہوا ادھر آ نکلا۔ کبوتروں کو جیسے ہی زمین پر دانہ بکھرا نظر پڑا تو وہ نیچے اترنے کی تیاری کرنے لگے۔ ایک بوڑھے اور عقلمند کبوتر نے انھیں روکا اور کہا کہ مجھے تو یہ کسی شکاری کی چال معلوم ہوتی ہے۔ اس دانے کے قریب ہی کہیں جال بچھا ہوگا۔ لیکن بھوکے کبوتروں نے اس کی بات نہ مانی اور زمین پر اتر آئے۔ بوڑھا کبوتر بھی ان کے ساتھ ہی زمین پر آ یا۔ سب کبوتر جلدی جلدی دانے چگنے لگے۔ انھیں خبر نہ ہوئی اور تمام کے تمام کبوتر جال میں پھنس گئے۔

شکاری نے جب کبوتروں کو جال میں پھنسے دیکھا تو وہ بہت خوش ہوا اور اپنی کمین گاہ سے نکل کر جال کی طرف چل پڑا کہ کبوتروں کو پکڑ سکے۔ کبوتر شکاری کو دیکھ کر گھبرا گئے اور افراتفری میں اپنے اپنے طور پر اڑنے کی کوشش کرنے لگے لیکن جال وزنی ہونے کے باعث کوئی بھی جال سے نکلنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ تب اس بوڑھے کبوتر نے کہا کہ "بھائیو! اس طرح ہم الگ الگ زور لگا کر کبھی بھی آزاد نہیں ہو سکتے اور بالآخر ہم شکاری کے ہتھے چڑھ جائیں گے۔ میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے اگر اس پر عمل کیا جائے تو یقیناً ہم اس مصیبت سے چھٹکارا پالیں گے۔"

تمام کبوتروں نے غور سے اس کبوتر کی طرف دیکھا اور ترکیب پوچھنے لگے۔ عقلمند کبوتر نے کہا "بھائیو! اگر ہم سب مل کر ایک دفعہ زور لگائیں تو اس جال کو اڑا کر لے جا سکتے ہیں۔" اس دوران شکاری بھی قریب آ پہنچا۔ چنانچہ سب کبوتروں نے مل کر زور لگایا اور شکاری کے جال سمیت اڑ گئے اور ایک قریبی درخت پر اتر گئے۔ جال درخت کی شاخوں میں پھنس گیا اور کبوتر آزاد ہو گئے۔

اخلاقی سبق: اتفاق میں برکت ہے۔

22- دو بکریاں

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک جنگل میں ندی بہتی تھی۔ یہ ندی پل کے بغیر تھی۔ اس پر صرف لکڑی کی ایک لٹھ رکھی ہوئی تھی۔ جس پر سے بمشکل ایک آدمی گزر سکتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا کہ دو بکریاں آمنے سامنے سے اس ندی پر آ گئیں۔ انھیں ندی عبور کرنا تھی۔ ایک بکری اس کنارے پر کھڑی تھی اور دوسری اس کنارے پر دونوں ندی کو عبور کرنے کے لیے چل پڑیں۔ دونوں کالٹھ کے درمیان میں ملاپ ہو گیا۔ اب اگر دونوں بے وقوفی کا مظاہرہ کرتیں اور زبردستی لڑ بھڑ کر گزرنے کی کوشش کرتیں تو دونوں ندی میں جا گرتیں اس کی بجائے انہوں نے عقل مندی اور صلح پسندی سے کام لیا۔ ایک بکری لٹھ پر بیٹھ گئی اور دوسری اس کے اوپر سے گزر گئی۔ اب پہلی بکری اٹھی اور آرام سے کنارے پر پہنچ گئی۔ اس طرح عقل مند بکریوں نے صلح پسندی سے کام لیتے ہوئے اپنے لیے سلامتی کا راستہ نکال لیا۔

اخلاقی سبق: عقل مندی اور صلح پسندی بہترین حکمت عملی ہے۔

23- بیوقوف کچھوا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی جنگل میں ایک تالاب تھا۔ وہاں ایک کچھوا اور دو مرغابیاں رہتی تھیں۔ ان تینوں کی آپس میں بڑی گہری دوستی تھی۔ وہ ہنسی خوشی زندگی کے دن بسر کر رہے تھے کہ اچانک انھیں ایک پریشانی لاحق ہو گئی۔ وہ یہ کہ تالاب سوکھنے لگا تھا اور ظاہر ہے پانی کے بغیر ان کی زندگی بے معنی تھی۔ انھیں اب نئے تالاب کی فکر ہوئی۔ جب مرغابیاں وہاں سے الوداع ہونے لگیں تو کچھوا گھبرا گیا۔ وہ سوچنے لگا کہ یہاں اکیلا رہ کر کیا کروں گا۔ دوستوں اور ساتھیوں کے بغیر بھی کوئی زندگی ہے۔ چنانچہ اس نے مرغابیوں سے فرمائش کی کہ مجھے بھی اپنے ساتھ لے چلیں۔ مرغابیوں نے ایک ترکیب سوچی۔ انہوں نے ایک لکڑی لی اور اس کے دونوں سرے دونوں نے اپنی چونچوں میں دبائے۔ کچھوے نے لکڑی کو مضبوطی سے منہ میں پکڑ لیا اور بیچ میں لٹک گیا۔ جب وہ تینوں اڑے جا رہے تھے تو ایک عجیب سا منظر نظر آ رہا تھا۔ لوگ جب انھیں دیکھتے تو خوب ہنستے۔ اب کچھوے نے یہ بے وقوفی کی کہ اپنا منہ کھول دیا۔ اس کے منہ کھولنے کی دیر تھی کہ وہ دھڑام سے زمین پر آن گرا۔ اس طرح کچھوا اپنی بے وقوفی سے اپنا نقصان کر بیٹھا۔

اخلاقی سبق: بے وقوفی کا انجام برا ہوتا ہے۔

24- لالچ کی سزا

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی گاؤں میں تین دوست رہتے تھے۔ وہ تینوں بے روزگار تھے۔ ایک دن انھوں نے کسی اور شہر میں جا کر روزگار تلاش کرنے کا فیصلہ کیا اور ایک صبح گھر سے نکل کھڑے ہوئے۔ چلتے چلتے راستے میں ایک جنگل میں پہنچے۔ چونکہ چلتے چلتے وہ تھک چکے تھے اس لیے ایک سایہ دار درخت کے نیچے آرام کرنے کی غرض سے رک گئے۔ انھیں درخت کے نیچے ایک اشرفیوں سے بھری تھیلی پڑی ملی۔ اشرفیوں سے بھری تھیلی انھوں نے پائی تو بہت خوش ہوئے اور ان اشرفیوں کو آپس میں بانٹنے کا فیصلہ کر لیا۔

تھوڑی دیر بعد انھیں بھوک محسوس ہونے لگی اور انھوں نے ایک دوست کو شہر سے کھانا لانے کے لیے بھیج دیا۔ شہر میں پہنچ کر اس کے دل میں لالچ آ گیا۔ اس نے کھانے میں زہر ملا دیا تا کہ دونوں کو ختم کر کے وہ ساری اشرفیاں ہضم کر سکے۔ دوسری طرف ان دونوں دوستوں کے ذہن میں بھی فتور آ گیا جو پیچھے جنگل میں کھانے کا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے واپسی پر اسے ٹھکانے لگانے کا پروگرام بنا لیا۔

جونہی ایک دوست شہر سے زہر ملا کھانا لے کر واپس آیا تو دونوں دوست اس پر ٹوٹ پڑے اور یہ بہانہ بنا کر اسے مار دیا کہ اس نے کھانا لانے میں بہت دیر کر دی ہے۔ ایک دوست سے جان چھڑا کر جب دونوں کھانا کھانے بیٹھے تو تھوڑی ہی دیر میں زہر نے اپنا اثر دکھا

دیا اور وہ دونوں بھی وہیں ڈھیر ہو گئے۔

تینوں دوستوں کو اپنے اپنے لالچ کی سزا مل چکی تھی اور اشرفیوں کی تھیلی اسی درخت کے نیچے پڑی رہ گئی۔

اخلاقی سبق: لالچ بری بلا ہے۔

25- بھیڑیا اور بھیڑ کا بچہ

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی جنگل میں ایک بھیڑیا رہتا تھا۔ بھیڑیا بہت ظالم تھا۔ جنگل کے چھوٹے چھوٹے جانوروں کو اکثر تنگ کرتا اور ان کو چیر پھاڑ کر کھا جاتا۔ جنگل کے سبھی جانور اس سے بہت تنگ تھے۔

ایک دن بھیڑیا ندی پر پانی پینے گیا۔ وہاں ایک بھیڑ کا بچہ نچلی طرف پہلے سے پانی پی رہا تھا۔ بھیڑیے نے اسے پانی پیتے دیکھا تو اس کا جی للچایا۔ سوچا آج تو بڑا مزیدار نرم و نازک گوشت کھانے کو ملے گا۔

بھیڑ کا بچہ دل ہی دل میں بھیڑیے سے ڈر رہا تھا کہ بھیڑیا اس کے قریب آ کر اسے برا بھلا کہنے لگا۔ بھیڑ کے بچے نے ڈرتے ڈرتے ان گالیوں کی وجہ پوچھی تو بھیڑیا کہنے لگا۔ دیکھتے نہیں میں یہاں پانی پی رہا ہوں اور تم پانی گدلا کیے جا رہے ہو۔ بھیڑ کے بچے نے کہا حضور! میں تو پانی نیچے پی رہا ہوں۔ پانی آپ کی طرف سے نیچے آ رہا ہے۔ میں پانی کس طرح گندہ کر سکتا ہوں۔

بھیڑیا یہ سن کر بجائے شرمندہ ہونے کے مزید غصے میں آ گیا اور بولا "تمہیں کسی نے تمیز نہیں سکھائی تم ہو ہی بدتمیز۔ تم نے پچھلے سال مجھے گالی کیوں دی تھی؟" بھیڑ کا بچہ بڑے ادب سے بولا "جناب! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے میں آپ کو پچھلے سال گالی کیسے دے سکتا تھا جب کہ میری عمر تو صرف سات ماہ ہے۔"

یہ سن کر بھیڑیا بوکھلا گیا اور کہنے لگا۔ اچھا! تم نے مجھے گالی نہیں دی تھی تو پھر پچھلے سال تمہاری ماں نے مجھے گالی دی ہو گی۔ میں تمہیں اس کی سزا ضرور دوں گا۔

بھیڑ کا بچہ سمجھ گیا کہ بھیڑیے کی نیت خراب ہے۔ اس سے پہلے کہ بھیڑیا اس پر چھلانگ لگاتا وہ سرپٹ بھاگا۔ بھیڑیا بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا لیکن بھیڑ کا بچہ کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔

اخلاقی سبق: جس کی لاٹھی اس کی بھینس۔

26- سونا اور چوہے

کسی ملک میں ایک سوداگر رہتا تھا۔ وہ بہت دیانت دار، محنتی اور شریف تھا۔ دوسروں کی عزت کرتا تھا اور لوگ بھی اس کی عزت کرتے تھے۔ معاشرے میں اسے عزت کا مقام حاصل تھا۔

ایک دفعہ سوداگر کو اپنے کاروبار کے سلسلے میں کسی دوسرے ملک جانا پڑا۔ اس کے پاس کافی مقدار میں سونا جمع تھا۔ جسے وہ اکیلے گھر میں چھوڑ کر نہ جا سکتا تھا۔ سوداگر نے سوچا کیوں نہ سونا اپنے دوست کے پاس امانت رکھوا دوں۔

سوداگر کے دوست نے سوداگر کو پوری طرح یقین دلایا کہ وہ اطمینان سے اپنے بیرونی سفر پر روانہ ہو۔ واپس آنے پر اپنی امانت لے لے۔ کچھ عرصے بعد سوداگر اپنا کام مکمل کر کے وطن واپس آ گیا۔ ایک دن وہ اپنے دوست کو ملنے گیا اور باتوں ہی باتوں میں سونے کا ذکر کیا۔ دوست سونے کے ذکر پر افسردہ ہو گیا اور بڑے دکھ بھرے لہجے میں کہنے لگا "مجھے افسوس ہے کہ آپ کا سونا چوہے کھا گئے ہیں۔ اس لیے میں آپ کی امانت واپس نہیں کر سکتا۔"

سوداگر نے اپنے دوست کی عجیب و غریب بات سنی تو حیران رہ گیا اور سمجھ گیا کہ اس کے دوست کی نیت میں فتور آ چکا ہے اور وہ کسی نہ کسی

بہانے اس کا سونا ہضم کرنا چاہتا ہے۔ اس وقت تو وہ خاموش رہا لیکن دل ہی دل میں بد دیانت دوست سے بدلہ لینے کے بارے میں سوچنے لگا۔

ایک دن سوداگر نے اپنے اسی دوست کو بیوی بچوں سمیت اپنے گھر پر دعوت کھانے کے لیے بلایا۔ جب مہمان کھانا کھا چکے تو سوداگر نے چپکے سے اپنے بد دیانت دوست کا بچہ کہیں چھپا دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بد دیانت دوست کو اپنے بچے کی فکر لاحق ہوئی تو سوداگر سے بچے کے بارے میں دریافت کرنے لگا۔ سوداگر کہنے لگا "ابھی ابھی میں نے باہر دیکھا ہے کہ تمھارے بچے کو ایک چیل اٹھا کر لے جا رہی تھی۔" سوداگر کے بد دیانت دوست نے حیرت سے پوچھا۔ "کوئی چیل بچے کو کیسے اٹھا سکتی ہے؟" سوداگر نے بھی اسی کے لہجے میں جواب دیا۔ "جس شہر میں چوہے سونا کھا سکتے ہیں، وہاں چیلیں بھی بچوں کو اٹھا کر لے جا سکتی ہیں۔"

سوداگر کا دوست یہ سن کر بہت شرمندہ ہوا۔ وہ سمجھ گیا کہ سوداگر نے اپنے سونے کا بدلہ لیا ہے۔ اس نے اقرار کر لیا کہ اس کا سونا اس کے پاس محفوظ ہے جب چاہے وہ لے جا سکتا ہے۔ سوداگر نے بھی اپنے دوست کا بچہ اسے واپس کر دیا اور آئندہ کے لیے دوسروں پر اعتماد کرنے میں محتاط ہو گیا۔

اخلاقی سبق: "جیسا کرو گے ویسا بھرو گے" **یا** "ایسے کو تیسا" یا "ادلے کا بدلہ"

27- کسان اور اس کے بیٹے

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ کسی گاؤں میں ایک کسان کے چار جوان بیٹے تھے۔ بدقسمتی سے چاروں آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ کسان اپنے بیٹوں کے لڑائی جھگڑوں اور نا اتفاقی سے اکثر پریشان رہتا تھا اور اکثر سوچتا "میرے جیتے جی ان کا یہ حال ہے تو میرے مرنے کے بعد ان کا کیا بنے گا۔ ان کی نا اتفاقی انھیں تباہ و برباد کر دے گی۔" وہ ہر وقت اسی سوچ میں رہتا کہ کس طرح اپنے بیٹوں کو لڑائی جھگڑے کی بجائے اتفاق سے رہنے کی اہمیت اور فائدے بتائے۔ آخر قدرت نے اس پر مہربانی کی اور اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی۔

ایک دن کسان نے اپنے چاروں بیٹوں کو اپنے پاس بلایا اور انھیں ایک ایک لکڑی لانے کو کہا۔ جب کسان کے بیٹے لکڑیاں لے آئے تو اس نے ان لکڑیوں کو گٹھے کی صورت میں باندھ دیا اور اپنے بیٹوں کو دے کر کہا کہ جو اس گٹھے کو توڑے گا اسے انعام ملے گا۔ سب سے پہلے بڑے بیٹے نے لکڑیوں کا گٹھا توڑنے کی کوشش کی لیکن ناکام رہا۔ اس کے بعد دوسرے بیٹے نے لکڑیوں کے گٹھے پر زور آزمائی کی لیکن وہ بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ اب منجھلے بیٹے نے اپنی طاقت آزمائی تھی۔ وہ آگے بڑھا اور بڑے جوش سے گٹھے کو توڑنے کی کوشش کی لیکن پوری طاقت صرف کرنے کے باوجود وہ گٹھے کو نہ توڑ سکا۔ سب سے آخر پر کسان کے سب سے چھوٹے بیٹے نے انعام جیتنے کی خاطر گٹھا توڑنے کی کوشش کی لیکن وہ بھی اپنے بڑے بھائیوں کی طرح ناکام رہا۔

اب کسان نے بڑے بیٹے کو لکڑیوں کا گٹھا کھولنے کے لیے کہا۔ جب گٹھا کھل گیا تو کسان نے چاروں بیٹوں کو ایک ایک لکڑی دے کر توڑنے کے لیے کہا۔ ہر ایک نے اپنی اپنی لکڑی کو آسانی سے توڑ دیا۔

کسان نے اپنے بیٹوں کی طرف بڑے معنی خیز انداز میں دیکھا اور کہنے لگا۔ میرے بیٹو! تمھیں اس تجربے سے سبق سیکھنا چاہیے۔ اگر آپس میں لڑتے جھگڑتے رہو گے تو تمھارا دشمن علیحدہ علیحدہ لکڑی کی طرح تم سب کو الگ الگ توڑ دے گا۔ لیکن اگر تم لکڑیوں کے گٹھے کی طرح آپس میں اتفاق اور اتحاد سے رہو گے تو تمھارا دشمن تمھیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

کسان کے بیٹوں کو باپ کی بات سمجھ آ گئی اور انھوں نے آئندہ آپس میں لڑنے جھگڑنے کی بجائے پیار محبت اور اتفاق سے رہنے کا فیصلہ کر لیا تا کہ دشمن ان کا بال بھی بیکا نہ کر سکے۔

اخلاقی سبق: اتفاق میں برکت ہے۔